تحریکِ ختمِ نبوّت



ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

تحریک ختم نبوت

حصہ پنجاہم (۵۰)

قادیانی مشن (۱۳)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ پنجاہم (۵۰) قادیانی مشن (۱۳)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۵۱۲
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیراہتمام	احیاء التراث پبلی کیشنز

فہرست عناوین

فاتحة الکتاب

الحمد للہ و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی پچاسویں (اور قادیانی مشن کی تیرھویں) جلد قارئین کی نذر کی جارہی ہے جس میں ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء تا ۱۱۔اگست ۱۹۳۹ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے دست یاب شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری، مولوی محمد شفیع قلعہ میہاں سنگھ، مولوی ابوسعید عبدالعزیز لدھیانوی، مفتی محمد جمیل ریاست مانگرول، مولوی عبدالخالق ڈیروی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، ماسٹر علم الدین مونگ گجرات، مولوی محمد اسماعیل سہوتراسنگاپور، مفتی محبوب سبحانی، مولوی قادر بخش پٹیالہ، حکیم عبدالرحمٰن خلیق تیجہ کلاں، صوفی حق نواز تحصیل فاضلکا، مفتی محمد یوسف کپورتھلہ، بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری، مولوی محبوب عالم تھوپور، جناب شفا مبارک پوری اعظمی، مولوی عبدالحق لائل پوری، ملک ابویحیٰ امام خان نوشہروی وغیرھم کی نگارشات بھی نقل ہوئی ہیں۔ نیز مولوی فضل خان احمدی، شیخ غلام محمد احمدی لاہوری، ایم طفیل مسیحی امرتسری، پنڈت آتما نند کی بعض تحریریں بھی شامل اشاعت ہیں۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے، اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۹ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہونگا۔

والسلام　　　فقیر بارگاہ صمدی　　　محمد بہاء الدین

انه من سلیما ن و انه بسم اللہ الرحمن الر حیم

خا تم النبیین

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

بیسیوں آیات وصدہا احادیث سے بعبارۃ النص ثابت ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کوئی شخص بھی نبی بنا کر نہ بھیجا جائے گا۔مگر خدا بھلا نہ کرے غیر صادق زر پرست مدعیوں کا کہ انہوں نے اس بدیہی عقیدہ میں رخنہ ڈالنے کی پوری جدو جہد کی۔

منجملہ غیر صادق مدعیان کے مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جنہوں نے اپنے ہم مشرب مدعیان سابق کی نقالی کرتے ہوئے دعوی نبوت کر کے اسلامی وحدت کے شیرازہ کو بکھیرنے اور پراگندہ کرنے کی طرح ڈالی وہ تو بیج بو کر چلے گئے اور خدا جانے روحانی ہسپتال کے کس درجہ میں پڑے ہوں گے مگر ان کا ڈالا ہوا بیج پھل لایا جس سے وہ کانٹے دار جھاڑیاں پیدا ہوئیں کہ دامان اسلام آج ان کی منحوس و نا مبارک نوکوں سے چھلنی ہوا جاتا ہے اللھم اید ا لاسلا م و المسلمین

اس فرقہ ضالہ کی طرف سے حضرت ختم المرسلین محمد ﷺ کی ختم المرسلینی کو توڑنے کیلئے جس قدر نا مبارک کوشش اور پراز فریب ومغالطہ کاروائی عمل میں آئی ہے اسکی تردید ہم محمدیہ پاکٹ بک بجواب پاکٹ بک مرزائیہ میں بخوبی کر چکے ہیں۔

مگر یہ لوگ آئے دن اپنی تحریفات کواخبارات میں شائع کر کے اپنے نامہ اعمال کی گٹھڑی کو بوجھل بنانے کے شائق ہیں اسلئے ان کی تحریفات کے جواب میں یہ سطور اخبار میں شائع کرنے کی حاجت ہوئی۔

الفضل قادیان ..اپریل ۱۹۳۵ء میں یہ مضمون شائع ہوا ہے کہ:

از روئے احادیث آنحضور ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے

مضمون نگار نے سب سے پہلے آیت خاتم النبیین میں تحریف معنوی کی ہے کہ:

خاتم کے معنی مہر کے ہیں ، مہر کی اصلی غرض تصدیق کرنا ہے لہذا خاتم النبیین کے معنی مصدق النبیین کے ہوئے۔

اس کے جواب میں ہم آیت کا صحیح ترجمہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتابوں سے نقل کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔) یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول (ہو کر) دنیا میں نہیں آئے گا۔

(مرزا جی کی الہامی کتاب موسومہ ازالہ اوہام۔ ص ۶۱۴ و ۲۵۲ طبع اول)

صاف واضح ہے کہ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو بند کرنے والا کے ہیں۔

تفسیر نبوی ﷺ۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثنا و فسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی۔ (حمامۃ البشری۔ ص ۲۰)۔

ترجمہ از مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور در کتاب النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۴۰:

محمد ﷺ تم میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدائے کریم و رحیم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا اور ہماری نبی ﷺ بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ عبارت بھی صاف ہے کہ خاتم النبیین کے معنی خود رسول اللہ ﷺ نے نبیوں کو ختم کرنے کے ہیں۔

صاف حدیث ہے

انّہ سیکون فی امّتی کذابون ثلاثون کلّھم یزعم انہ نبی

الله و انا خا تم النبيين لا نبی بعدی (مشکوۃ کتاب الفتن فصل ثانی)

(یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے)

(جو نبوت کا دعوی کریں گے۔ معمار)

لفظ خاتم از روئے کتب لغات:

خا تم کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کو کہتے ہیں کہ بند شدہ شئے سے نہ خارج ہو سکے، نہ مزید داخل ہو سکے۔ یہاں تک کہ مہر توڑی جاوے۔ جیسے لفافہ بند کرنا، یا پارسل یا بوتل چونکہ بند عموماً لاکھ کی مہر سے کیا جاتا ہے یا صرف کندہ نگینہ کے نقش کرنے سے اس لئے مجازاً اس مہر یا نگینہ کو بھی خاتم کہا جاتا ہے۔ ایسا ہی بباعث اس کے کہ نگینہ اکثر اوقات ہاتھ کی انگوٹھی میں جڑا ہوا ہوتا ہے، بدیں مناسبت انگوٹھی کو بھی خاتم کہا جاتا ہے۔ یہ سب مجازی معنی ہیں۔ لفظ خاتم بحسب الوضع حقیقی معنوں میں صرف بند کرنے کے معانی رکھتا ہے۔ یہی مفہوم اس کے مجازی معنوں میں بھی موجود ہے۔

قرآن پاک سے ایک مثال:

کفار کہتے تھے کہ محمد ﷺ نے خدا پر افتراء کیا ہے خدا تعالی فرماتا ہے

فا ن يشأ الله يختم على قلبك و يمح الله البا طل و يحق الحق بكلما ته۔ (الشوری:۲۴)

(اگر خدا چاہے تو اس کا اترنا بند کر دے پر وہ بند نہیں کرتا کیونکہ ..وہ احقاق حق اور ابطال باطل اپنے کلمات سے کرتا ہے)۔ (براہین احمدیہ مصنفہ مرزا۔ ص ۵۵۳)

لفظ مہر و خاتم از کتب مرزا قادیانی:

وید کی رو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مہر لگ گئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳)

اسی مطلب کو دوسری جگہ مرزا جی نے بدیں الفاظ ادا کیا ہے:

۱۔ وید کا پرمیشر ابتدائے زمانہ کے بعد ہمیشہ کے لئے اپنا الہام نازل کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔ (چشمہ معرفت۔ ص ۱۳۴)

۲۔ میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا لڑکی پیدا نہیں ہوا۔ میں

ان کیلئے خاتم الاولاد ہوں (تریاق القلوب۔ص ۱۵۷طبع اول۔ص ۳۷۹طبع دوم)

۳۔ خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں۔ایک نام اس کا خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جوسب کے آخرآنے والا ہے۔

(چشمہ معرفت۔ص ۳۱۸)

۴۔محمد ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ (چشمہ معرفت۔ص ۳۲۴)

خاتم النبیین از کتب لغت

۱۔ و من اسماء ہ ﷺ الخا تِم و الخا تم و ھو الذی ختم النبوۃ بمجیئه (تاج العروس) (یعنی آپ کے اسمائے شریفہ سے خاتم اور خاتم ہیں جس کے معنی ہیں کہ آپ نے نبوت کوختم کر دیا)

۲۔ الخا تِم و الخا تم من اسما ء النبی ﷺ و فی التنز یل العزیز ما کا ن محمد ابا ا حد من ر جا لکم و لکن رسو ل اللہ و خا تم النبیین ای آ خر ھم ۔ (تہذیب الازہری بحوالہ البیان)

اسی کے قریب قریب جملہ کتب لغت میں مرقوم وموجود ہے۔

آیت خاتم النبیین کی مختصرسی تشریح کے بعد ہم مرزائی مضمون نگار کی چند قابل جواب تحریفات کا جواب لکھتے ہیں۔

تحریف مرزائی

۱۔ہم درود شریف میں آنحضرت ﷺ پر خدا کی ویسی ہی رحمت طلب کرتے ہیں جیسی ابراہیمؑ اوراس کی آل پر ہوئی، یعنی دیگر رحمتوں کے ساتھ ساتھ نبوت تھی۔(مفہوم)

جواب :اگر درود شریف پڑھنے سے تم لوگوں کا یہی مفہوم ہوتا ہے تو تم سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا ،اورتمہاری اس دعا سے بڑھ کرلغو و لچر دعا شاید ہی کوئی ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو وہ افضل واتم شریعت عطا ہوئی کہ جملہ انبیاء کی شریعتیں مل کربھی اس پایہ کی نہ ہوں۔پھرتمہاری یہ کس قدر گستاخی ہے کہ باوجود کہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر جواعلی واحسن کامل ومکمل شریعت آنحضرت ﷺ کوعطا ہوئی تم اس کی

عوض آنحضرت ﷺ کے لئے ایسی شریعت چاہتے ہو جو ابراہیم کو ملی تھی

اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر

آپ ہی اپنے ذرا جور و جفا کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ماسوا اس کے یہ کیا لغویت ہے کہ خدایا! محمد ﷺ کو ابراہیمؑ جیسی نبوت دے حالانکہ آپ سیدالمرسلین ہیں۔

باقی رہا یہ کہ جس طرح آل ابراہیم کو نبوت دی گئی، اسی طرح آل محمد کو دی جائے گی۔،

یہ خیال بھی ازسرتاپا مجنونانہ ہے۔ درود شریف سے یہ مفہوم نکالنا بچند وجوہ باطل لغو و لچر بے ہودہ ہے:

۱۔ نامہ نگار نے خود لکھا ہے کہ، انبیاء سابقین کی طفیل سے کوئی شخص نبی بنا، ایسا ہی مرزا جی نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے:

حالانکہ امت محمدیہ میں باعتقادشما وہی نبوت ہے جو آنحضرت ﷺ کی پیروی سے ملے۔ (ملاحظہ ہو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۶۴۔۶۵، استفتاء حقیقۃ الوحی)

اندریں صورت درود شریف میں تمہارے جیسے داناؤں کا یہ مانگنا کہ الٰہی ہمیں وہ نبوت عطا کر جو انبیائے سابقہ کو ملی تھی ایک ایسا لغو مطالبہ ہے کہ لا نظیر له و لا مثال له۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کی آل پر تو یہ بھی رحمت ہوئی تھی کہ ان میں صاحب کتاب و شریعت نبی ہوئے۔ کیا امت محمدیہ میں بھی تم لوگ قرآن کے بعد کسی دوسری شریعت کی آمد کے طالب ہو؟

پھر تو قادیان سے ڈیرا اٹھا کر ایرانی نبی کے ہاں اڈہ جماؤ کہ وہ صاحب کتاب نبی ہونے کا بھی مدعی ہے۔

اگر درود شریف میں شریعت والی نبوت کو تم مستثنیٰ کرتے ہو، کیونکہ ایسا دعوی مرزا کے نزدیک کفر ہے (ملاحظہ ہو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) تو فرمایئے یہ استثناء کس بنا پر ہے۔

اگر خاتم النبیین والی آیت اور لا نبی بعدی والی حدیث صحیح ہے جیسا

کہ خود تم نے لکھا ہے:

ہم کہتے ہیں کہ لا نبی بعدی شرعی نبی کیلئے روک ہے غیر شرعی آ سکتا ہے،

تو یہی جواب ہمارا ہے کہ اس آیت و حدیث میں ہر قسم کی نبوت جدیدہ کی بندش ہے جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں خود مرزا صاحب کی زبان سے مزید سننا چاہو تو سنو:

۱۔ لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔ (ایام الصلح اردو۔ص ۱۴۶)

۲۔ الا تعلم انّ الرب الرحیم المتفضل سمّی نبینا خاتم الانبیاء بغیر استثناء۔ (حمامۃ البشریٰ۔ص ۲۰)

۳۔ خدا نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا۔ (قول مرزا در اخبار الحکم ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء)

آمدم برسر مطلب: درود شریف سے اجرائے نبوت پر استدلال کرنا محض یہودیانہ کھینچ تان ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی محرف کی نظر الفاظ

کما صلّیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم

پر ہے۔ وہ لفظ کما سے مشابہت تامہ سمجھ رہا ہے حالانکہ (مرزا نے لکھا ہے):

یہ ظاہر ہے کہ (ہر ایک جگہ) تشبیہات سے پوری پوری تطبیق (یا مشابہت مفہوم) نہیں ہوتی بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری پر اطلاق کر دیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام طبع اول حاشیہ ص ۷۲، طبع دوم حاشیہ ص ۳۰)

خلاصہ جواب یہ کہ درود شریف میں جن رحمتوں کو طلب کیا جاتا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں۔ وجہ یہ کہ:

قرآن شریف آیت الیوم اکملت لکم دینکم

اور آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین

میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے (تحفہ گولڑویہ۔ طبع اول۔ص ۵۲)

ازانجملہ آیت خاتم النبیین کے مفہوم کو الٹنے کے لئے ایک دلیل مرزائی نے یہ پیش کی ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا

فیکم النبوۃ و المملکۃ الخلافۃ فیکم والنبوۃ

(حجج الکرامۃ ص ۱۹۷ وکنز العمال۔ج ۶ ص ۱۷۹)

جواب۔ پہلی روایت حجج الکرامۃ وکنز العمال دونوں میں موجود ہے مگر دوسری صرف کنز العمال میں ہے۔ لہذا مضمون نگار کا اسے حجج الکرامۃ کی طرف نسبت کرنا جھوٹ ہے۔

دوسرا فریب یہ ہے کہ پہلی روایت کے بعد ساتھ ہی حجج الکرامۃ میں لکھا ہے واخرجہ البزاز و در سندش محمد عامری ضعیف است، جسے مرزائی محرف نے چھوا تک نہیں حالانکہ اس کا فرض تھا کہ ختم نبوت کی متعلقہ صریح و بین آیات کے مقابلہ پر اپنی روایت کو مدلل تو بڑی بات ہے کم ازکم اس کے چہرہ سے اس بدنما داغ کو مٹاتا مگر افسوس کہ اس نے اپنا فرض ادا نہ کر کے اپنی سیاہ اعتقادی کو اور بھی تاریک کر دیا ہے۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یہ سیاہ داغ جو اس جعلی روایت کے ماتھے پر قدرت نے نقش کر دیا ہے اس کے دور کرنے میں مرزائی صاحبان کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

الغرض یہ روایت از روئے سند صحیح نہیں پھر اس پر لطف یہ کہ درایۃً بھی اس کا کذب عیاں ہے وجہ یہ کہ یہ الفاظ حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے کہے گئے ہیں حالانکہ بنو عباس میں اس کے بعد آج تک کوئی شخص بھی نبی نہیں ہوا۔ باقی رہے مرزا قادیانی، وہ تو ہیں ہی مغل۔ (ملاحظہ ہو تذکرۃ الشہادتین۔ص ۳۳)

البتہ ایک طرح سے یہ روایت درایۃً صحیح ہوسکتی یعنی بعد صحت سند کے آنحضرت ﷺ کا یہ مطلب لیا جائے کہ چونکہ حضرت عباس خاندان بنی ہاشم سے آنحضرت ﷺ کے چچا ہیں لہذا فیکم النبوۃ سے مراد نبوت محمدی لی جائے اور یقیناً اگر یہ روایت صحیح ہو تو آنحضرت ﷺ کا یہی مطلب ہے۔ دلیل یہ ہے:

آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ:

میرے بعد کوئی نبی (ہوکر) نہیں آئے گا۔ (کتاب البریۃ حاشیہ ص ۱۳۴)

ایک دلیل مرزائی محرف نے یہ پیش کی ہے:

حضور ﷺ نے فرمایا: تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یر فعھا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ما شاء

الله ... ثم تکون ملکا ما ضاً فیکو ن ما شاء الله .. ثم تکون ملکا جبر یۃ فیکون ما شاء الله .. ثم تکو ن خلا فۃ علی منھا ج النبوۃ۔ چنانچہ اس کے مطابق خلافت راشدہ قائم ہوئی پھر اس کے بعد دولت بنوامیہ وعباسیہ کی سخت گیری کا زمانہ آیا ..اس کے بعد ضروری تھا کہ کوئی آسمانی شخص پیدا ہو وہ مرزا صاحب ہیں۔ (مفہوم)

جواب: حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس میں کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کا ذکر بلکہ اشارہ بھی ہو۔ صاف الفاظ ہیں کہ میرے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی اور اس کے شاہی اس کے بعد جبری حکومت اس کے بعد پھر خلافت منہاج نبوت پر۔

پہلی خلافت منہاج نبوت والی خود تمہیں مسلّم ہے کہ خلافت راشدہ ہے۔ دوسری خلافت یا تو وہی ہے جس کا خود اس روایت کے راوی کو خیال ہے یعنی حضرت امام عمر بن عبد العزیز کی خلافت، یا ہمارے زمانہ میں سلطان عبدالعزیز بن سعود کی، یا آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی کی۔

بتلایئے اس میں نبوت کا کہاں ذکر ہے، اس لفظ پر انگلی رکھئے۔

اے جناب! نبوت تو بعد آنحضرت ﷺ کے بند ہی ہو چکی۔ تمہارے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تو اس حدیث کی رو سے خلافت بھی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ یہاں اس خلافت کا ذکر ہے جو عدل وانصاف کی رو سے خلافت راشدہ کے مطابق ہو تمہارے حضرت مرزا غلام احمد صاحب تو ساری عمر بقول خود یاجوج ماجوج کی چوکھٹ پر جبیں رگڑتے رہے۔ شرم شرم

آگے چلو! ایک دلیل یہ دی گئی ہے کہ حدیث میں ہے

ابو بکر خیر النّاس بعدی الّا ان یّکو ن نبی

(کنز العمال۔ ج ۹ ص ۱۲۸)

جواب: کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۲۸ میں اس روایت کو تلاش کرنا کیسے۔ اس کی تو جلدیں ہی ۹ نہیں ہیں۔ بہر حال یہ حوالہ غلط ہے۔

البتہ یہ روایت کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۸ پر موجود ہے اس کے ساتھ ہی یہ لکھا ہوا ہے

هذا الحدیث احد ما انکِر یہ حدیث ان میں سے ایک ہے جس کا انکار کیا گیا ہے ۔یعنی روایت ہی موضوع نہیں بلکہ جھوٹی سے بھی ایک درجہ اتر کر جھوٹی لہذا مرزائی محرف کا اس جیسی روایت کا ذبہ پر استدلال کرنا ہمارے لئے تو مسرت کا مقام ہے ۔آہ:

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے بطالت ہے ضلالت

(مولانا ثناء اللہ امرتسری نے حاشیہ پر تشریح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ حدیث اصول روایت ہی سے غلط نہیں ،قواعد نحویہ کی رو سے بھی غلط ہے)

ذرا ٹھہریئے ۔لو ہم اس روایت کو چند منٹ کے لئے بطور فرض محال صحیح تسلیم کر لیتے ہیں تا ہم مرزائی استدلال غلط کا غلط رہتا ہے جو استدلال مرزائی نامہ نگار اس روایت سے کر رہا ہے ۔یعنی امت محمدیہ میں آنخضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے ۔روایت کے الفاظ اس مفہوم کے متحمل ہی نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مرزائی مستدل ایمان و دیانت سے کورا ہے اسی طرح علوم خادمہ صرف ونحو سے بھی نابلد ہے تحقیق بالا سے صاف عیاں ہے کہ یہ رویت بصورت صحیح ہونے کے بھی ختم نبوت کے منافی نہیں اور نہ ہی اجراء نبوت پر دلیل

خلاصہ کلام یہ کہ:

ختم اللہ برسولنا النبیین ۔(تحفہ بغداد ۔ص ۷، ازمرزا قادیانی)

(یعنی اللہ تعالی انبیاء کے سلسلہ کو ہمارے نبی ﷺ پر ختم کر چکا ہے)۔

پس آپ کے بعد دعوی نبوت کرنے والا انہی القابات کا مستحق ہے جو خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تحریر کئے ہیں یعنی

۱۔ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(اشتہار مرزا جنوری ۱۸۹۷ء ۔درتبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲)

۲۔ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب کافر جانتا ہوں

(اشتہار مرزا ۲۱۔اکتوبر ۱۸۹۱ء درتبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲)

۳۔ نبی ﷺ کے بعد نبی ماننا استخفاف شان محمد ﷺ تکذیب کلام الٰہی دلیری و

گستاخی ہے۔ (ایام الصلح۔ص ۴۶)

۴۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت۔ج ۲ص ۲۲)

۵۔ (مدعی نبوت) ملعون خسر الدنیا و الآخرۃ۔ (انجام آتھم ص ۴۵)

۶۔ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی بدبخت مفتری (انجام آتھم ص ۲۷۔۲۸ حاشیہ)

مرزائیو! تحریرات بالا کے بعد الفاظ ذیل پڑھو۔ مرزا جی راقم ہیں:

قانون قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا اور سخت مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ دلواتا ہے سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔

(حاشیہ استفتا۔ص ۷۔۸)

اس کے بعد انصاف سے جواب دو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ قانون قدرت کا معاملہ کن اشخاص جیسا رہا؟

انبیاء کی طرح یا سخت دل ... مجرموں جیسا:

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۱ ص ۳۔۶)

بیانات مرزا صاحب

مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت تھے۔ نبوت وہ منصب ہے جس کے آگے بڑے بڑے شاہان عالم بھی سر اطاعت خم کر دیتے ہیں اور نبی کی اطاعت کو باعث نجات اخروی جانتے ہیں۔ نبوت سے بڑا مرتبہ بنی نوع انسان میں کوئی نہیں ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی لمبا چوڑا دعوی کرے اپنا منہ ہے لیکن جب دوسروں کو اپنا دعوی تسلیم کرائے، یا اپنے اقوال منوائے تو اس میں کلام ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حسب موقعہ ومحل اپنے بیانات خود ہی قلم بند کرتے رہے ہیں اور ان کا اقتباس ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ گو مرزائی لٹریچر پر اہل قلم نے کافی روشنی ڈالی ہے جن کے

سامنے ہیچ مدان کیا چیز ہے۔مگر بتقریب ماہ مئی یہ ید یہ پیش کیا جاتا ہے کیونکہ اس ماہ میں مرزا غلام احمد صاحب کے انتقال کو ۲۷ سال کا عرصہ ہوا۔ اس لئے ۲۷ نمبر مرزا صاحب موصوف کے حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔امید ہے کہ اہل دانش:

تا مرد سخن نگفتہ باشد   عیب و ہنرش نہفتہ باشد

کے معیار پر جانچیں

۱۔ ما کا ن لی ان اد عی النبوۃ و ا خر ج من ا لا سلا م و الحق بقو م کا فر ین۔ (حمامۃ البشریٰ۔ص ۹۶)۔

میرا یہ حق نہیں ہے کہ میں نبوت کا دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں۔(آسمانی فیصلہ۔ص ۳)

۲۔میرا دعوی خدائی کا نہ اقتدار کا،اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔ میرا نبوت کا کوئی دعوی نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوی کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ (جنگ مقدس۔ص ٦٧)

۳۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اوراسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ٦٨)

۴۔ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۱)

۵۔صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔

(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۵۰منقول از حقیقۃ النبوۃ ص ۲۱۱)

٦ حدیثوں میں بتشریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۵۷۷)

۷۔ یہ بات مستلزم محال کہ خاتم النبیین کے بعد جبریل کی وحی رسالت کے

ساتھ زمین پر آمدورفت شروع ہو جائے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۵۸۳)

۸ جاء آیل واختار۔ اس جگہ آئل خدا نے جبریل کا نام رکھا ہے اس لئے بار بار رجوع کرتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۰۳)

۹۔ ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلائیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۱۸۵)

۱۰۔ جعلناك المسيح ابن مريم ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔

(ازالہ اوہام۔ص ۶۳۴، ۶۷۴)

۱۱۔ اے برادران دین علمائے شرع متین آپ صاحبان میری معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں اس عاجز نے مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال بیٹھے ہیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۱۹۱)

۱۲، مثلاً صحیح مسلم کی حدیثوں میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۸)

۱۳۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم کیے جائیں کہ حضرت عیسیٰ کی تین پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔

(اعجاز احمدی۔ص ۱۴)

۱۴۔ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔ (کشتی نوح۔ص ۵)

۱۵۔ اگر زمانہ حال کے منکر میرے ساتھ با استہزاء پیش آئیں تو افسوس کا مقام نہیں کیونکہ ان سے پہلے جو گذرے ہیں انہوں نے اس سے بدتر اپنے وقت کے نبیوں کے ساتھ سلوک کیا۔ مسیح سے بھی بہت مرتبہ ہنسی ٹھٹھا ہوا ایک دفعہ بھائیوں نے جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے چاہا کہ اس کو دیوانہ قرار دے کر قید خانہ میں مقید کرا دیں۔ (فتح اسلام ص ۲۶)

۱۶۔مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیوں کہ یہ پانچوں ایک ہی ماں کے پیٹ سے ہیں۔ (کشتی نوح۔ص ۱۶)

۱۷۔حضرت مسیح نے کسی جگہ تثلیث کی تعلیم نہیں دی اور جب تک وہ زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد ان کی وفات کے ان کا بھائی یعقوب بھی جو ان کا جانشین تھا ایک بزرگوار انسان تھا توحید کی تعلیم دیتا رہا۔ (چشمہ مسیحی۔ص ۳۴)

۱۸،حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت سے کھڑا ہوں (تحفہ قیصریہ۔ص ۱۸)

۱۹۔چونکہ اس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔ (تحفہ قیصریہ۔ص ۱۷)

۲۰۔ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت میں پیش کرنے کے لائق ہے (۱۸)

۲۱۔آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۷)

۲۲۔اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا میں ہی ہوں۔

(حقیقت مہدی صفحہ ج)

۲۳۔ متی کی انجیل سے معلوم ہوا کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی ہاں آپ کو گالیاں دینا اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے غصہ نکال لیتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۷)

۲۴۔ اگرچہ عباس علی صاحب کی لغزش سے رنج بہت ہوا لیکن پھر میں دیکھتا ہوں کہ جب کہ میں حضرت مسیح کے نمونہ پر آیا ہوں تو یہ بھی ضرور تھا

کہ بعض مدعیان اخلاص کے واقعات میں بھی وہ نمونہ ظاہر ہوتے تاہم یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت مسیح کے بعض خاص دوست جوان کے ہم پیالہ وہم نوالہ تھے جن کی تعریف میں وحی الٰہی بھی نازل ہوگئی تھی آخر حضرت مسیح سے منحرف ہو گئے تھے۔ میاں پطرس کیسے بزرگ حواری تھے جن کی نسبت حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ آسمان کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں، جن کو چاہیں بہشت میں داخل کریں اور جن کو چاہیں نہ کریں۔ لیکن آخر میاں صاحب موصوف نے جو کرتوت دکھلائی وہ انجیل پڑھنے والوں پر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے سامنے کھڑے ہو کر اوران کی طرف اشارہ کر کے کہا نعوذ باللہ بلند آواز سے کہا کہ میں اس شخص پر لعنت بھیجتا ہوں (آسمانی فیصلہ ص ۳۶)

۲۵۔ یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پر عبرانی زبان میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جن کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد زمین میں فوت ہو گئے تھے مسلمانوں تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید کا ن ہے ان سے پہلے اپنے جھوٹے عقاید کو دفع کرو اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنالو کہ آخر شہادت حضرت عیسی کے سب سے بزرگوار صحابی کی شہادت ہے یہ وہ حواری ہے کہ اپنی تحریر میں جو برآمد ہوئی ہے خود اس شہادت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ میں ابن مریم کا خادم ہوں اور اب نوے سال کی عمر میں ایک خط لکھتا ہوں جب کہ مریم کے بیٹے کو مرے ہوئے تین سال گذر چکے ہیں۔ لیکن تاریخ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پطرس اور حضرت عیسی کی پیدائش قریب قریب وقت میں تھی اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسی کی عمر قریباً ۳۳ سال اور حضرت پطرس کی عمر تیس چالیس سال کے درمیان تھی۔ (تحفہ ندوہ۔ ص ۱۰)

۲۶۔ اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے

جو ہمارے ایمان کی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صد ہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۱۴۰)

۲۷۔ واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ صرف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو بس بلکہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ وہ عقیدہ کے طور پر اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔ (شہادت القرآن)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۲ ص ۴۔۵)

(مصنف کا نام درج نہیں اور پتہ نہیں چلتا کہ یہ ثنائی مضمون ہے یا کسی اور کا۔ بہاء)

فاروق کی تجویز منظور

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی معاصر فاروق میں ہمارے ایک مضمون کا جواب چھپا ہے جو قابل دید وشنید ہے۔لکھا ہے:

چیلنج منظور: مولوی (ثناء اللہ) صاحب رقم طراز ہیں:

بہائی دین اور قادیانی مذہب اس صورت میں سچے ہو سکتے ہیں جب ان کے بانی اپنے دعوی میں سچے ہوں و دونہ خرط القتاد (اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ مارچ ۱۹۳۵ ص ۵)

مولوی صاحب آپ کا اصول بالکل درست ہے اور آپ نے ان سطور میں بڑی فراخ حوصلگی سے کام لیا ہے اس لئے اب آپ پر لازم ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی صداقت پر لکھیں اور ہمارا فرض ہے کہ آپ کی رہنمائی کریں۔ پس آیئے آپ کے گوش گذار ایک سہل طریق کرنا چاہتا

ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کوئی نئے مامور و مرسل نہیں بلکہ آپ سے پہلے ہزار ہا اللہ تعالے مامور اور مرسل گذر چکے ہیں اور آپ سب ماموریں پر ایمان لاتے ہیں اور یقیناً آپ کے پاس وہ معیار ہوں گے جن کی وجہ سے آپ ان انبیاء پر ایمان لائے ہیں۔ پس سہل طریق فیصلہ یہ ہے کہ آپ وہ معیار قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اخذ کر کے جو تمام انبیاء پر صادق آئے ہوں اور تمام انبیاء کی صداقت بلا استثنائے احدان سے ثابت ہوتی ہو آپ آئندہ اشاعت سے انہیں درج کرنا شروع کر دیں میں بفضلہٖ تعالی انہی معیاروں کی رو سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کا من جانب اللہ ہونا ثابت کردونگا و ما توفیقی الا باللہ

(اخبار فاروق قادیان ۷ مئی ۱۹۳۵ء ص ۹۔۱۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس منظوری کے مشکور ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ معیار نبوت پر قادیانی نبوت جانچی جائے۔ اس لئے ہم آج وہ معیار پیش کرتے ہیں جو قرآن مجید نے پیش کیا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس معیار کو ترک کرنا کسی مومن بالقرآن بلکہ کسی ذی ہوش انسان کا کام نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے

و انّہ لکتاب عزیز۔ لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ۔ تنزیل من حکیم حمید (فصلت: ۴۱۔۴۲)

(اس کتاب عزیز کی کوئی بات پچھلی یا آئندہ بتائی ہوئی غلط نہ ہوگی)

مطلب یہ کہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات نہ گذشتہ زمانہ کے متعلق غلط ہوگی نہ آئندہ کے متعلق۔

یہ معیار نبوت جو قرآن کریم کا بتا ہوا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا تسلیم کیا ہوا ہے، اخبار فاروق قادیان کو بھی اگر مسلّم ہو تو اس پر دستخط کر کے ہمیں اجازت دے کہ ہم نبوت قادیانی کو اس پر پرکھیں:

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۵ء جلد ۳۳ نمبر ۳۳ ص ۴)

مسیح پھر زمین پر

جناب مولوی محمد شفیع صاحب قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء کے بعد)

قتل خنزیر:

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰؑ خنزیروں کو قتل کریں گے اسکا مطلب یہ ہے کہ واقعی عیسیٰ خنزیروں کو قتل کرا دیں گے کیونکہ یہ ایسا جانور ہے جس کا گوشت کھانا تمام شریعتوں میں قطعی حرام ہے اور حضرت نوحؑ سے لے کر محمد ﷺ تک تمام انبیاء اسکا گوشت کھانے سے منع کرتے آئے ہیں لیکن عیسائیوں نے باوجود صریح حرمت کے اسے کھلے بندوں حلال سمجھ کر کھایا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ آکر اپنے ہاتھوں سے قتل خنزیر کریں اور ظاہر کر دیں کہ یہ چیز حلال نہیں ہے بلکہ اس درجہ تک بری ہے کہ اس کا تخم تک دنیا سے مٹا دینا چاہیے جیسے کہ محمد ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا کیونکہ جس گھر میں کتا ہو وہاں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ ایسے ہی جو شخص خنزیر کا گوشت کھاتا ہے تو اس میں خنزیر جیسی بے حیائی آجاتی ہے اور الحیاء شعبة من الا یما ن یعنی حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اسلئے ایمان کو مکمل کرنے کے لئے حیا کی بھی ضرورت ہے۔ اور دوسرے حرام چیز کھانے سے خدا کی ناراضی ہوتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالی نے بعض یہودی اقوام کو سبت کے معاملہ میں ناراض ہو کر انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ایسی چیز جسے حرام اور برا سمجھا جائے اور تمام شریعتیں ببانگ دہل اسے حرام کر دیں اس کا تخم دنیا سے مٹا دیا جائے، تاکہ پھر کوئی جو شریعت کا تابع ہو اسے حرام کھانے کی جرأت نہ ہو۔ اور ایسا نہ ہو کہ حرام کھا کھا کر کہیں موردِ لعنت ہو کر مسخ نہ ہو جائے۔

کسر صلیب کی طرح اس کام کے لئے بھی حضرت عیسیٰؑ کا انتخاب اس لئے کیا گیا تاکہ وہ اپنی امت کو جو کہ ضالین سے ہیں انہیں اس گمراہی سے بھی آگاہ کریں اور سیدھے راستے پر چلائیں یعنی حلت وحرمت میں تمیز کروا دیں۔

اب رہا یہ سوال کہ اس کام کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا آنا کیوں ضروری ہے؟ وہ اس لئے کیونکہ عیسائی لوگ خنزیر کو حلال سمجھ کر کھاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کی اس کی حرمت واضح کرنے کیلئے اسی امت کا نبی آئے اور اپنی امت کو سمجھائے اور اس کے کھانے سے منع کرے بلکہ ایسی حرام چیز کا تخم تک مٹا دے۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس ہستی کو لوگ واجب الاطاعت سمجھتے ہوں، اس کی بات بلا چون چرا مان لی جاتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ دوسرے لوگوں کی بات خواہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو، اسے سننا گوارا نہیں کیا جاتا۔ لہذا ضروری ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بنفس نفیس تشریف لا کر اپنی امت کی تمام خرابیاں دور کر دیں۔

حکومت وعدالت :

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ حکماً عدلاً ہو کر آئیں گے، سو یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ وہ سیاست کے ساتھ آئیں گے، جیسا کہ فتح الباری کی عبارت

یکون عیسی حاکماً من حکام ھذہ الامۃ

(عیسی اس امت کے حاکم یعنی بادشاہ ہو کر آئیں گے)۔

سے ظاہر ہوتا ہے۔

دوسرے حکم کے معنی منصف (انصاف کرنے والا) بھی ہیں۔ بعض فیصلہ کرنے والے عادل ہوتے ہیں اور بعض ظالم۔ سو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اس بات کو صاف کر دیا کہ وہ عادل ہوں گے۔ چنانچہ جب آئیں گے تو مسلمانوں میں جو ان کا آپس میں اختلاف ہے اسے فیصلہ کر کے دور کر دیں گے۔ کیونکہ فیصلہ میں عدل سے کام لیں گے اس لئے دونوں فریق راضی ہو جائیں گے۔ اور جو وجہ اختلاف ہے اسکو چھوڑ کر خالص مسلمان ہو جائیں گے۔ اور آپس میں پھر دور اول یعنی نزول قرآن کے زمانہ کی طرح آپس میں بھائی بھائی بن جائیں گے۔

کما قال اللہ تعالی:

کنتم اعداء فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

(یعنی فرمایا اللہ نے اے مسلمانو! تم پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی پھر تم اللہ کی نعمت یعنی اسلام سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے)

شاید کسی کو یہاں سوال پیدا ہو کہ عیسیٰؑ کے باسیاست ہونے کا کیا فائدہ؟

سو عرض ہے کہ دنیا میں جہاں تک مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے وہ یہی ہے کہ جب تک لاٹھی ہاتھ میں نہ ہو، تو کوئی فیصلہ ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ دنیا میں ایسے صدہا واقعات روزانہ ہوتے رہتے ہیں کہ دو فریقوں میں جھگڑا ہو گیا۔ کسی مذہبی پیشوا یا بڑے آدمی نے صلح کی کوشش کی۔ بلکہ بعض دفعہ دونوں فریقوں نے ان کے سامنے تو صلح کر لی، مگر بعد میں سرکاری عدالت میں جا کر مقدمہ دائر کر دیا۔ وہاں سے جو فیصلہ ہوا پھر اسے لاٹھی کے زور سے مان لیا۔ جہاں لاٹھی کا ڈر نہیں تھا وہاں انکار کر دیا، خواہ زبانی خواہ عملی طور پر۔ اس لئے جھگڑوں کو چکانے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا سیاست کے ساتھ آنا ضروری ہے۔

دوسرے یہ بھی بات ہے کہ مسلمانوں کا عیسائیوں وغیرہ سے بھی اختلاف ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسا شخص سیاست کے ساتھ آئے تا کہ جو فیصلہ کرے سب لوگ اسے مانیں اور لاٹھی سے ڈریں۔

عادل اسلئے بھی کہا کہ وہ کسی کی بے جا رعایت نہیں کریں گے، بلکہ قرآن مجید، حدیث شریف، توریت اور بائبل کو سامنے رکھ کر جن کو وہ اللہ تعالیٰ سے اچھی طرح سیکھے ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

و یعلّمه الکتا ب و الحکمة و التوارة و الا نجیل (آل عمران۔۴۸)

(اور اللہ اس کو (عیسیٰ) کتاب، قرآن، حکمت، حدیث، تورات اور انجیل سکھائے گا)

ان کے مطابق فیصلہ کریں گے اس لئے کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہ ہو گی۔

ٹیکس کی موقوفی اور لڑائی کی بندش:

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جزیہ کو موقوف کریں گے، اور ایک روایت میں ہے، لڑائی کو موقوف کریں گے۔

سو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نزول کے وقت لوگ طرح طرح کے

ٹیکسوں اور طرح طرح کی لڑائیوں سے تنگ آ گئے ہوں گے اور رعیت ٹیکسوں کی بھرمار سے تنگ ہوگی (جزیہ کا معنی انگریزی میں ٹیکس ہے اور یہ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا کوئی کام اور پیشہ آمدنی اور زمین وغیرہ ٹیکس سے بچی ہوئی نہیں ہے سو نتیجہ ظاہر ہے کہ ٹیکس سے ہمارا ناک میں دم ہے) ۔عین اس وقت اللہ تعالی اپنی رحمت سے حضرت مسیح ابن مریم کو زمین میں دوبارہ بھیج دیں گے تا کہ وہ آ کر ہر قسم کا ٹیکس بند کر دیں اور بادشاہوں کو اپنا حلقہ بگوش بلکہ اسلام کا حلقہ بگوش بنا کر وحدت اسلامی قائم کر دیں اور لڑائی کا خاتمہ کر دیں اور نئے سرے سے کنتم اعداء فالّف بین قلو بکم فا صبحتم بنعمته ا خوا نا کا منظر دکھا کر سب کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیں۔

دنیا کی سیاسیات کے ماہرین سے یہ مخفی نہیں کہ آج کل دنیا کسی ایسی ہستی کے لئے سراپا انتظار اور بے قرار ہے کہ وہ جلد آئے جو لڑائیاں موقوف کرے اور ٹیکسوں کی بھرمار سے نجات دلائے ۔سو جب وہ ہستی نمودار ہوگی تو ان تمام تکالیف کا علاج کر دے گی اور دنیا کی بے چینی دور ہو کر امن وامان کا دور دورہ ہو جائے گا اور دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی یہی وہ ہستی ہے جس کا اللہ کے سچے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے وعدہ دیا تھا اور وہ پورا ہو کر رہا کیونکہ سورج نکلتا ہے تو تمام دنیا میں اجالا ہو جاتا ہے اور سب بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ سورج نکل آیا سو ایسا ہی مسیح ابن مریم کے نزول کی برکات جب ظاہر ہوں گی تو ہر ایک بے اختیار پکار اٹھے گا کہ آنے والا آ گیا۔

اب رہا یہ سوال کہ اس کام کے لئے کیوں حضرت عیسیٰ کا انتخاب کیا گیا؟

وہ اس لئے کیونکہ اس وقت تمام دنیا پر عیسائی اقوام کی بادشاہت ہوگی اور وہ قومیں اس ہستی کے سامنے سر تسلیم خم کر سکتی ہیں جو کہ ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو پس اس کام کے لئے حضرت عیسیٰ کا ہی آنا ضروری ہوا۔

تقسیم مال اور حبّ سجدہ

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ نازل ہو کر مال تقسیم کریں گے لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا بلکہ اس وقت مسلمانوں کو ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام مال و دولت سے زیادہ بہتر اور پیارا ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے وقت لوگوں میں اسلام کی محبت پھر ویسی ہی پیدا ہو جائے گی جیسی کہ قرن اول یعنی صدر اول کے صحابہ کرام میں موجود تھی۔ یعنی یہ کہ اسلام اور خدا کی عبادت کے مقابلہ میں دنیا اور دنیا کے مال و دولت کو حقیر خیال کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ جو فرمایا ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کا اول زیادہ شاندار ہوگا یا آخر، سو یہ اس وقت پورا ہو کر رہے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کہنا یوں ہی نہیں جا سکتا۔

بعض لوگ شائد یہ کہیں کہ نعوذ باللہ اس پیش گوئی میں شک پایا جاتا ہے۔ سو یہ عرض ہے کہ ادنی تامل سے یہ شبہ دور ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کشف میں اسلام کے اول اور اسلام کے آخر کی ترقیاں دکھائی گئی تھیں کیونکہ دونوں وقت کی ترقیاں ایک نمایاں حیثیت میں دکھائی گئیں اس لئے آپ نے وفور خوشی سے فرمایا، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کا اول زیادہ شاندار ہے یا آخر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۳۳ ص ۵۔۶)

کوئٹہ کا زلزلہ قادیان پر گرا

(خدا شرے برانگیزد کہ دراں خیر ما باشد)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا دعوی ہے کہ دنیا کا کوئی اہم واقعہ ہو اس میں قادیانی نبی کی تکذیب کا سامان کافی ہوگا مگر امت مرزائیہ (ہر دو صنف) اس بنئے سے بھی زیادہ ہوشیار ہے جس کا قصہ امرتسر میں یوں مشہور ہے۔

امرتسر میں بزمانہ حکومت سکھاں شہر کا کوئی سکھ رئیس محلے کے کسی بنیئے پر خفا ہوتا تو اس کو حویلی میں بلوا کر دس بیس جوتے رسید کرا دیتا۔ ہوشیار بنیا پہلے ہی سوچ سمجھ کر ململ کا کم سے کم نصف تھان دھوتی کے اندر رکھ لیتا۔ جب واپس آتا تو شماتت اعداء سے ڈرتے ہوئے ڈیوڑھی میں سر جھاڑ کر ململ سر پر رکھ کر نکلتا۔ جب کوئی پوچھتا

کہومہاراج، سردار صاحب نے کیوں بلایا تھا۔مہاراج ململ کے تھان کی طرف اشارہ کرکے فرماتے: یہ بخسیس دینے کو۔

یہی کیفیت امت مرزا کی ہے۔کوئٹہ میں قیامت خیز زلزلہ آیا جوحقیقت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب کرتا ہےمگر دونوں پارٹیوں نے اس کو مرزا صاحب کی صداقت پر پیش کیا ہے۔

لطیفہ: مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کو جب کوئی کہے مرزا صاحب قادیانی کی فلاں پیش گوئی غلط ہوئی،تو کہا کرتے ہیں کہ پیش گوئی پر بحث معمولی بات ہے کسی اصول پر ہونی چاہیے۔

لیکن کوئٹہ کے زلزلہ پر خلیفہ قادیان (مرزامحمود احمد) نے خطبہ دیا تو ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے بھی اس سے مسرور ہوکر ایک مضمون لکھ مارا۔کیوں؟ اس لئے کہ ان تصبكم سيّئة يفرحوا بها

تفصیل سے سنیئے! کوئٹہ میں قیامت کا نمونہ زلزلہ آیا(اعا ذ نا الله منها)۔ اس پرتمام ہندوستان نے اظہارغم کیا۔خصوصاً سندھ اور پنجاب میں ماتم بپا ہوا۔مگر قادیان کے خلیفہ (مرزامحموداحمد) نے ۷ جون کواس پر ایک خطبہ دیا جس میں جی کھول کر خوشی اورغلط بیانی بلکہ دھوکہ دہی سے کام لیا اورخلافت پدری کا حق خوب ادا کیا۔

حیرت ہے کہ ان لوگوں کو یہ خبر ہے کہ اہل حدیث زندہ ہے۔ یہ بھی خبر ہے کہ اہل حدیث، مرزا صاحب قادیانی کا صحیح معنی میں مبلغ ہے۔کسی ایرے غیرے کی تحریف لفظی یا معنوی چلنےنہیں دیتا، پھربھی اخفاءحق میں جرأت کرتے ہیں تو ان کی بابت یہ کہنا بے جانہیں کہ بکف چراغ داشتہ چل رہے ہیں۔ہم ڈنکے کی چوٹ سے علی وجہ الیقین کہتے ہیں کہ زلزلہ کوئٹہ کے متعلق خلیفہ قادیان نے اور ڈاکٹر بشارت احمد نے سراسر اخفاءحق سے کام لیا ہے۔

نوٹ: کوئی انذاری واقعہ کسی مدعی کے حق میں نشان صداقت دوطرح سے ہوسکتا ہے

۱۔ وہ عذاب خاص اسکے منکروں پرآئے جیسے ارشاد ہے:

و عذّ ب الّذ ين كفروا و ذلك جزا ء الكافر ين

(التوبہ:۲۶) (خدانے کافروں کوعذاب کیا۔یہی بدلہ کافروں کا ہے)

یعنی عذاب خاص کافروں پر آئے تو نشان صداقت ہوتا ہے۔ بالکل صحیح ہے۔

کوئٹہ کا زلزلہ اس قسم کا نہیں خود مرزائی بھی اپنے شمار کے اعتبار سے کافی مرے اور مخالف بھی کافی بچے۔

۲۔ یا وہ مدعی اس واقعہ کی خبر دے تو اس کے خبر دینے کی حیثیت سے اس کے حق میں نشان صداقت ہوسکتا ہے۔ یہ اصول بھی صحیح ہے جیسے:

غلبت الرّوم۔ فی ادنی الارض و ھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین ۔(الروم:۲-۳)(رومی مغلوب ہوکر غالب ہوں گے)

سوال یہ ہے کہ زلزلہ کوئٹہ نشان صداقت کس حیثیت سے ہوا؟

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں حیثیتوں سے اس کو نشان مرزا جانتے ہیں ان کا اختیار ہے ہم ان کے مضمون کی روح رواں چند فقرات جانتے ہیں جن کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ زلزلہ کا نشان خدا تعالی ۵ دفعہ دکھائے گا اور چونکہ یہ الہام زلزلہ کانگرہ کے بعد ہوا اس لئے یہ یقینی بات ہے کہ ابھی تین اور ہیبت ناک زلزلے آنے والے ہیں۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ پانچ زلزلے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد آئیں گے۔ اگر کانگڑہ کے زلزلہ کو شامل کر لیا جائے تب بھی دو زلزلے باقی رہتے ہیں ہر دفعہ کا زلزلہ پہلے کی نسبت زیادہ نقصان اور دہشت ناک ہوتا ہے۔ (الفضل قادیان ۱۰ جون ۱۹۳۵ء ص ۴)

پس قادیانی دعوی قائم ہو گیا۔ اب ہمارا جواب سنیئے۔

ہمارا بیان ہمارے لفظوں میں نہیں بلکہ بڑے مرزا صاحب کے الفاظ میں ہو گا۔ ہمارا بیان سن کر ناظرین حیران ہوں گے کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود) کو اتنی غلط بیانی کرنے پر جرأت کیسے ہوئی جب کہ بڑے مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیفات ملک میں پھیل چکی ہیں، خاص دفتر اہل حدیث میں پہنچ چکی ہیں۔ بہر حال اس کا جواب دینا خلیفہ قادیان کا سوال ہے۔ ہمارا کام تو بڑے میاں کے الفاظ پیش کر دینا ہے۔

نمونہ قیامت زلزلہ تو خود بڑے میاں (مرزا قادیانی) کے زمانے ہی میں ٹل ٹلا

کر معدوم ہو گیا تھا، اب اس سے ڈرانا یا زلزلہ کوئٹہ کو اس کا مصداق بنانا

مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد

کا مصداق ہے۔ پس مرزا صاحب قادیانی متوفی کا کلام سنیئے جو بڑے زلزلے کو منظور محمد لدھیانوی کے گھر میں لڑکا پیدا ہونے سے وابستہ کرتے ہیں۔ جب وہ پیدا نہیں ہوتا تو نہایت لطیف حیلہ سے زلزلہ کو بھی دور کر دیتے ہیں۔ سارے الفاظ آپ کے یہ ہیں:

پہلے یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے بشارت دے۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گے۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔

مگر بعد اس کے میں نے دعا کی اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے

ربّ اخّر وقت هذا ۔ اخّره الله الى وقت مسمى ۔

یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے۔

اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی اسلئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی لہذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے گی جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو،

یاد رہے کہ یہ خداتعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی کہ اس میں بموجب وعدہ اخرہ اللہ الی وقت مسمی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آ گیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہو گئی۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۰۰ حاشیہ)

کیسی صاف بیانی ہے کہ زلزلہ مثل قیامت کا آنا اس شرط سے مشروط ہے کہ پیر منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہو۔ چونکہ اس کے ہاں آج تک بھی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ دونوں میاں بیوی (منظور محمد، اور محمدی بیگم) اس دار فانی سے عرصہ ہوا رخصت بھی ہو گئے، پس وہ زلزلہ نمونہ قیامت بھی رخصت ہوا:

اچھا ہوا مری مالا ٹوٹی میں رام چپن سے چھوٹی

احمدی دوستو! کتاب حقیقت الوحی میں عبارت مرقومہ دیکھ کر حوصلہ کر کے خلیفہ سے پوچھو کہ جناب زلزلہ نمونہ قیامت تو منظور محمد لودہانوی کے گھر لڑکا پیدا نہ ہونے کی وجہ سے رفع دفع ہو گیا پھر کبھی زلزلہ بہار کو، اور کبھی زلزلہ کوئٹہ کو آپ موعودہ زلزلہ قرار دے کر آپ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ ہمیں بھی شرمندہ کراتے ہیں۔ گو ہمارا ایمان تو یہی ہے کہ بقول:

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جا
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا

ہم خلیفہ کی ارادت مندی سے کبھی ہٹنے کے نہیں مگر جناب (خلیفہ) آپ ہمارے زخموں پر نمک پاشی کر کے ہماری تکلیفات میں اضافہ کیوں کرتے ہیں:

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بے زار بیٹھے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۴ ص ۷۔۹)

آنے والا زلزلہ شدید ہوگا

قادیانی آواز کا اثر وہمی طبائع پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی گروہ پروپیگنڈہ کرنے میں یورپ سے بھی بڑھ گیا ہے اپنی بات کو ایسے عمدہ طریق اور محنت سے پھیلاتے ہیں کہ بڑے بھاری دور اندیش کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ اصلیت کیا ہے جوں ہی قادیان سے یہ آواز نکلی کہ زلزلہ کوئٹہ کے بعد ایک اور شدید زلزلہ نمونہ قیامت آنے والا ہے پس یہ آواز دھیمے دھیمے ملک میں ایسی پھیلی کہ دہلی جیسے ہشیار شہر میں بھی اس کا اثر جا پہنچا۔۱۱ جون کو اہل دہلی جاگتے اور دوڑتے رہے امرتسر کے وہم پسند لوگ بھی گھروں سے باہر نکلے رہے باقی مقامات کی کیفیت اخبار سیاست لاہور نے لکھی ہے جو درج ذیل ہے:

زلزلہ کے خوف سے اہالیان لاہور
گھروں سے نکل کر میدانوں میں جا سوئے

لاہور ۔۱۳ جون ۔ بروز پیر دس جون کو لوگ کوئٹہ کے زلزلہ سے بھی زبر دست زلزلہ کے خوف سے میدانوں میں جا سوئے اسی قسم کی اطلاعات شیخو پوری گجرات ڈنگہ اور دیگر مقامات سے موصول ہوئی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ شب بھر عبادت گذاری میں مصروف رہے اس شبہ کی وجہ حسب ذیل بیان کی جاتی ہے ۔ جب کوئٹہ میں زلزلہ کی اولین اطلاعات اشاعت پذیر ہوئیں ہیں تو اسی وقت ان لوگوں نے جو عادتاً مجبور تھے قصے کہانیاں مشہور کرنا شروع کر دیئے ایک کہانی یہ بھی بیان کی جاتی ہے جو ایک اخبار نویس کو ایک دس سالہ لڑکے نے جو کوئٹہ سے گاڑی میں آ رہا تھا سنائی ۔اس نے بیان کیا کہ زلزلہ سے کچھ عرصہ پیشتر دن کو ایک فقیر بازاروں میں آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ تمہارے مکانات گرد میں مل جانے والے

ہیں اگر تمہیں اپنی زندگیاں بچانے کا خیال ہے تو کوئٹہ سے فوراً نکل بھاگو۔ یہ بات سن کر لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں لیکن فقیر ان کو انتباہ کر کے جا چکا تھا بعد میں لوگوں کو خیال آیا کہ فقیر سے کچھ اور دریافت کریں چنانچہ انہوں نے فقیر کو تلاش کرنا شروع کیا مگر اسے نہ ملنا تھا نہ ملا۔ ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا قصہ ایک افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جب اس کہانی کا اثر عوام پر سے جاتا رہا تو افواہ گھڑنے والوں اور ان کے دوستوں نے یہ افواہ اڑائی کہ لاہور میں زلزلہ آنے والا ہے مگر بعد میں یہ بھی کہہ دیا گیا کہ نہ صرف لاہور میں بلکہ بہت سی جگہوں پر زلزلہ آئیگا، بعض اخبارات میں یہ اطلاع بھی شائع ہوئی کہ لاہور ایک آتش فشاں پہاڑ پر واقع ہے جو زلزلے کے ساتھ ہی پھٹ جائے گا اس افواہ نے آگ کی تیزی کے ساتھ شہرت حاصل کی اور پنجاب بھر میں مشہور ہوگیا کہ دس تاریخ کی شب کو زلزلہ آنے والا ہے کئی لوگ ایسے ہیں جو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے ۸، اور ۹ کی درمیانی شب کو زلزلہ محسوس کیا ہے۔ دس تاریخ کی شب کو آدھی رات کے قریب یکدم جھکڑ چلنا شروع ہوگیا کہ اب تک رات کو اس قسم کا طوفان نہیں آیا تھا اس جھکڑ سے دروازے اور کھڑکیوں کے پٹ زور زور سے کھلنے اور بند ہونے لگے جس سے کرخت آوازیں پیدا ہونا شروع ہوگئیں۔

کتوں نے جو مستقبل کو جانتے ہیں (جہلاء کا خیال ہے) زور زور سے بھونکنا شروع کردیا ان حالات میں تو ہم پرست لوگ بہت ہی خوف زدہ ہوگئے بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ لوگ جو میدانوں میں سوئے اس وقت جلد جلد اپنے بستر اور چارپائیاں چھوڑ کر بھاگ اٹھے اور عبادت میں مشغول ہو گئے اخبارات کا شبینہ عملہ اپنے کاروبار میں مشغول رہا بلکہ انہیں جھکڑ وغیرہ کی اطلاع بھی نہ ہوئی۔ کئی لوگ صبح تک سوئے ہی نہیں۔

یہ بے چینی صرف غیر تعلیم یافتہ لوگوں تک محدود نہ تھی بلکہ تعلیم یافتہ اور باخبر حلقہ بھی اس میں مبتلا تھا خصوصاً عورتیں تو اسی غم میں گھلی جارہی تھیں ٹھنڈی سڑک پر چند آدمی تار گھر کے قریب رات کے ایک بجے چارپائیوں کے گرد

جمع ہو گئے تھے اور سوتے نہیں تھے کہ کہیں سوتے ہی میں زلزلہ نہ آ جائے، کہ اتنے میں ایک دم جھکڑ چلنا شروع ہو گیا جس سے دو چار پائیوں کی مچھر دانیاں مع ڈنڈوں کے اڑ گئیں۔ اس واقعہ نے اس جماعت میں سخت کھلبلی ڈال دی کہ وہ سمجھے کہ زلزلہ آن پہنچا۔ اور دیگر مقامات کے افراد کو بھی اس قسم کے واقعات سے واسطہ پڑا ہوگا، تو واقعی ان بے چاروں کے لئے وہ شب کاٹنا سخت مشکل ہو گیا۔ (ا۔پ) (سیاست لاہور ۱۴ جون ۱۹۳۵ء)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: زلزلہ واقعی ڈرنے کے لائق ہے مگر جس زلزلہ کی خبر صحیح ہو وہ ڈرنے کے لائق ہے نہ کہ وہ جس کا منبع ہی معلوم نہ ہو۔ زلزلہ کے متعلق صحیح خبر سنیئے جسے ہم ایسے ایسے حوالے سے بتاتے ہیں جس کی تردید یا تکذیب ناممکن ہے۔ غور سے سنیئے:

یا ایھا الناس اتقوا ربکم، انّ زلزلة السّاعة شی عظیم۔ یوم ترونها تذهل کلّ مرضعة عمّا ارضعت و تضع کل ذات حمل حملها و تری النّاس سکاری و ما هم بسکاری ولکن عذاب الله شدید۔ (الحج: ۱۔۲) (بے شک زلزلہ قیامت بڑا ہولناک واقعہ ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے اس روز ہر ماں اپنی اولاد کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو متوالا دیکھو گے حالانکہ لوگ متوالے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا)

برادران اسلام! قادیانی افواہوں پر توجہ نہ کرو خدائی الارم پر ایمان رکھ کر اعمال صالحہ پر توجہ کرو اور یقین رکھو کہ:

یاں رہنے کی مہلت کوئی کب پاتا ہے
آتا ہے اگر آج تو کل جاتا ہے
جو کرنے ہیں کام ان کو جلدی کر لو
طلبی کا پیام وہ چلا آتا ہے

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۴ ص ۱۵۔۱۶)

جدید نبی کا اعلان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین مولوی فضل احمد ساکن چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی پنجاب کو جانتے ہوں گے جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ارادت مندی میں (بزعم خود) درجہ نبوت پایا ہے۔

آپ بھی باتباع مرزا صاحب قادیانی متوفی دنیا کی تباہی کے الہامات بکثرت کیا کرتے ہیں حال میں جو کوئٹہ بلوچستان میں زلزلہ آیا ہے موصوف کا دعوی ہے کہ ہم نے اس کی بابت پہلے ہی اعلان کر دیا تھا۔اسی اعلان میں مزید فرماتے ہیں جو صرف ہندوستانیوں کی دل چسپی کا نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے اس میں دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ:

مورخہ ۳ جون ۱۹۳۱ء کو خدا تعالی نے غربی ممالک کے متعلق ایک قافیہ دار فقرہ میں یہ خبر فرمائی۔ یہ آئندہ کے لئے خبر ہے:

غربی دنیا مٹ جائے گی دیکھ لینا دوستو

مورخہ ۶ جون کو میں نے خدا تعالی کے حضور میں یہ عرض کی کہ آیا یہ قومیں اسلام کی طرف آئیں گی یا نہیں؟

اور پھر عرض کی گئی کہ ان کو اسلام میں لانے کی کتنی مہلت عطا فرمائی گئی۔ اس کا جواب خدا تعالی نے عربی زبان کے لہجہ میں بالفاظ ذیل مرحمت فرمایا عشرین سنة ۔یعنی بیس سال کے عرصہ کے اندر اسلام میں آگئے،تو یہ ممالک بچ جائیں گے ورنہ فنا کئے جائیں گے پہاڑ اڑیں گے اور سمندر اچھل پڑے گا۔ (ص۳)۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: دنیا سے مراد سارا یورپ ہے جو ہندوستان سے بلکہ ایشیاء سے مغرب کی جانب ہے۔اس لئے یہ الہام ایسا ہے کہ دنیا ساری کو اس سے دل چسپی ہے کیونکہ یورپ کی صنعت وحرفت سے ایشیا ایسا دبا ہوا ہے

کہ مجال دم زدن نہیں رکھتا۔ اس لئے اس کے منہ سے ہر وقت نکلتا ہے:

اک زمانہ ہے ستم دیدہ فلک کے ہاتھ سے
یہ ہنڈولا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائے گا

اس الہام کو ہوئے چار سال تو ہو گئے باقی رہے ۱۶ سال، سو اللہ کو علم ہے کہ یورپ جدید نبی کو مان کر بچ رہتا ہے یا انکار کر کے تباہ ہو جاتا ہے۔ خدا ہمارے ملک کو محفوظ رکھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۵ ص ۴)

پنجابی مثلث

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل پنجاب میں قادیان ہی کا تذکرہ ہر ایک انسان کے زبان زد ہے مسلمان قوم اس وقت قادیان کے بارے میں تین قسموں یا مثلث کے تین ضلعوں میں منقسم ہے۔

ایک مرزائی جو کھلم کھلا مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مجدد وغیرہ مانتے ہیں۔

دوسرے مخالفین مرزا، احرار وغیرہ جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مع اتباع مرزا کے کافر قرار دیتے ہیں۔

تیسرا گروہ یا اشخاص وہ ہیں جو کفر میں تو اختلاف نہیں کرتے مگر احرار کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اس سخت توہین کرتے ہیں۔ اس گروہ کے سرکردہ سید حبیب شاہ صاحب مالک اخبار روزنامہ سیاست ہیں۔ لاہور میں جو احرار کے حق میں مرزائیوں سے زیادہ بدگو ہیں۔

دیکھیں مسلمانوں کا یہ مثلث کب تک قائم رہتا ہے

اللھم اھدنا لما تحبّ و ترضی

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۵ ص ۶۔۷)

شیطان مرچکا تھا مگر

ابھی تک رحمانی فوجوں کے ساتھ لڑ رہا ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قادیان میں احمدیہ جماعت پر وہ مصیبت نازل ہے کہ دشمن کو بھی رحم آتا ہے۔ کہاں دارالامان تھا جس کی بابت کہا جاتا تھا:

چہ گوئی با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

خدا جانے مولوی سعد اللہ لودھانوی مرحوم کو کشف ہوا یا الہام سے انہیں قادیان کا آئندہ حال معلوم ہوا تھا کہ وہ اس کے جواب میں کہہ گئے:

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی

جو لوگ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے خطبے اور اڈیٹر الفضل کے لیڈر مضامین پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ آج قادیان میں اور اس کے بعد ساری احمدیہ زمین میں جو کچھ (بقول خلیفہ قادیان) ہو رہا ہے وہ مولوی سعد اللہ مرحوم کے شعر کی عملی تفصیل ہے۔

آہ! آج (بقول قادیانی پریس) احمدیہ جماعت کی حالت زار اس شعر کی مصداق ہے:

سودا نہ نکل گھر سے کہ ہیں ڈھونڈتے تجھے
لڑکے پھرے ہیں پتھروں سے دامن بھرے ہوئے

اس لئے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نہایت قابلیت سے اپنی جماعت کو تسلی دیتا ہوا اپنے باپ کی طرح زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہے۔ ۲۴ جون ۱۹۳۵ء کے الفضل میں جو خطبہ خلیفہ کا درج ہوا ہے اس میں احمدیوں اور احراریوں کے مقابلے کو رحمانی اور شیطانی جنگ کہہ کر آخر رحمانی (اپنی) فتح کا یقین دلایا ہے۔ خلیفہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

یا د رکھو یہ آخری جنگ ہے جو شیطان اور رحمان کی فوجوں میں ہو رہی ہے اس وقت شیطان مارا جائے گا یا خدا کے فرشتے (احمدی؟) مارے جائیں گے سچائی غالب آئے گی یا جھوٹ غالب آئے گا۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر تم سچائی کے دلدادہ ہو، اور اسے دنیا میں قائم کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ تو تم اپنے دلوں میں حلف اٹھاؤ کہ چاہے تم پھانسی پر لٹکا دیئے جاؤ تم سچائی کو نہیں چھوڑو گے۔ (الفضل قادیان ۲۴ جون ۱۹۳۵ء ص ۵)

ہم خلیفہ قادیان کی تقریر کی تحسین کرتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ محصور فوج کو لڑانا قابل جرنیل ہی کا کام ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کی اس مصیبت کے زمانہ میں ڈھارس بندھانا خلیفہ صاحب ہی کا کام ہے۔ مگر ہم تو بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کے قدردانوں میں سے ہیں، ان چھٹ بھیوں کی باتیں ان کے مقابلے میں ہمیں نہیں جچتیں خاص کر جہاں چھوٹے میاں اور بڑے میاں کے بیان میں اختلاف ہو ہم چھوٹے میاں کی طرف دیکھیں؟ ناممکن ہے۔

اختلاف یہ ہے کہ عرصہ ہوا بڑے میاں مرزا غلام احمد صاحب متوفی کہہ گئے ہیں کہ میرے آنے سے شیطان مارا گیا۔ مجھ سے پہلے وہ بھاگا پھرتا رہا لیکن میرے وقت میں میں وہ قتل ہو گیا۔ مرزا صاحب قادیانی کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اس کا استیصال چاہا تھا پھر شیطان نے خدا تعالیٰ سے مہلت چاہی اور اس کو دی گئی الی وقت المعلوم بہ سبب اس مہلت کے کسی نبی نے اس کو قتل نہ کیا اس کے قتل کا ایک ہی وقت مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود (مرزا) کے ہاتھ سے قتل ہو۔

(ملفوظات احمدیہ۔ ج ۲ ص ۳۱۷)

ناظرین! اگر بڑے مرزا کے زمانہ میں قتل ہو چکا تو اب وہ کہاں سے زندہ ہو کر فوج تیار کر کے رحمانی فوج کے سامنے دندناتا ہوا آ گیا ہے۔ کیا کوئی متنفس مرنے کے بعد زندہ ہو کر دنیا میں آ سکتا ہے؟ نہیں بڑے میاں (مرزا غلام احمد قادیانی) کہہ گئے ہیں انھم لا یرجعون

ہمارے خیال میں خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کا احراریوں کو شیطانی فوج

اور شیطان کو ان کا قائد (سپہ سالار) کہنا محض ادعا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال کے بعد ریل کے جاری رہنے پر کسی شاعر نے کہا تھا:

مرا دجال لیکن ہے ابھی اس کا گدھا باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۶ ص ۶)

کیا مسیح موعود و حضرت مہدی آ چکے؟

مولوی ابوسعید عبدالعزیز جالندھری دارالحدیث لودیانہ سے لکھتے ہیں:

یہ مسئلہ ایک معرکۃ الآراء زمانہ موجودہ میں سمجھا جاتا ہے کیونکہ گروہ مرزائی تو مرزا غلام احمد کو مسیح خیال بلکہ یقین کرتے ہیں، دوسری جماعت حقہ محمدیہ مرزا صاحب موصوف کو مسیح نہیں کہتے کیونکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ بھی آنے والے مسیح کو بار بار بالتصریح پیش کررہے ہیں جو اوصاف مسیح کے مذکور ہیں وہ ممدوح کے اندر قطعاً نہیں اور سب اوصاف سے قطع نظر کر کے ایک وصف کو ملاحظہ کیجئے۔ مسلم شریف میں ہے:

لید عو ن الی الما ل فلا یقبلہ ا حد

حضرت مسیح لوگوں کو مال دیں گے کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ اس قدر برکتیں ہو جاویں گی کہ ہر ایک غنی بن جاوے گا۔ صاحب نصاب، زکوۃ لے کر منادی کریں گے کوئی زکوۃ نہیں لے گا۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ خود رئیس و جاگیردار ہوگا۔ نہیں سب کا حال ایک جیسا ہوگا۔ کیا آج یہ وصف ہے۔ بقول مرزائیہ مسیح موعود ہوئے اور شیر پنجاب کی دھمکی میں کوچ کر گئے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ اس کا برعکس ثابت ہے وہ یہ کہ لوگ بھوکے پیاسے خاص کر مسلمانوں کی حالت تو جب سے مرزا غلام احمد قادیانی ہوئے ابتر سے ابتر ہوگئی۔ مزدوری ملتی نہیں۔ کئی لوگ فاقہ میں موصوف کو گالیاں دیتے ہیں بہت سے لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ کوئی آریہ، کوئی سناتنی ہو جاتا ہے۔ کیا ایسے مسیح کی پیش گوئی حدیث میں آئی ہے۔

میں یقین اور وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئی مرزائی بھی قادیانی ہو، یا لاہوری،

ان باتوں سے انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ کوئی بھی ادنی سے ادنی عقل رکھنے والے کو گنجائش نہیں ہو سکتی کہ موصوف کو مسیح کہے۔ کیونکہ خود مرزا غلام احمد صاحب مسیحیت سے انکار کر رہے ہیں۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۹ پر فرماتے ہیں:

میں مسیح نہیں، مثیل مسیح ہوں۔

لفظ مثیل مضاف ہے لفظ مسیح کی طرف۔ جیسا کہ غلام زید میں غلام مضاف ہے زید کی طرف۔ جس کا معنی ہے زید کا غلام۔ لہذا نتیجہ بین ہے، کہ مضاف و مضاف الیہ دونوں ایک نہیں ہو سکتے۔ زید اور غلام مثال مذکورہ میں ایک نہیں، اسی طرح مثیل اور مسیح ایک نہیں۔ اگر اس سے زیادہ وثوق چاہتے ہو، تو پڑھیئے کتاب مذکور صفحہ ۲۰۰ پر موصوف مرزا صاحب قادیانی بڑے کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ

ممکن ہے بلکہ بالکل ممکن ہے کہ وہ مسیح جو شان وشوکت و جاہ وجلال کے ساتھ مطابق حدیث نبویہ کے آ جاوے کیونکہ یہ عاجز غربت و ناتوانی و فقیری لباس میں آیا ہے۔

اب تو امید ہے کہ دونوں فریقین کی تسلی وتشفی ہوگئی ہوگی۔ اب تو سمجھ گئے ہو کہ مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ میرے منکر کو کافر نہ کہا جاوے کیونکہ کافر تو اس کو کہہ سکتے ہیں جو حضرت مسیح کا منکر ہو اور میں مسیح نہیں۔

اگر کچھ کسر باقی ہے تو میں خدا کے فضل و کرم سے پوری کر کے چھوڑوں گا۔ ملاحظہ ہو براہین احمدیہ جلد ۴۔ موصوف مرزا صاحب فرماتے ہیں:

حضرت عیسی جب دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے تو اسلام کو چاروں کونوں تک پہنچا دیں گے بلکہ و الله متم نور ہ کا اشارہ ہی حضرت عیسی کی طرف ہے۔

آپ کو معلوم ہے یہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس پر مہر ثبت شدہ ہے، جس کے اندر کوئی غلطی نہیں جو کچھ اس کے اندر مذکور ہے خدا کے فرمان سے ہے۔

اب میں بطور خیر خواہی نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا کے مال کی پرواہ نہ کرو۔ اللہ والے بن جاؤ۔ لنا علم و للجھّا ل ما ل کے مطابق اللہ کو راضی کرلو

کچھ کرو خوف خدا کیا حشر کو دو گے جواب
کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی

اب رہا مہدی ہونا موصوف کا، اس پر بھی ایک حدیث مختصر الفاظ میں پیش کرتا ہوں مہدی کی وصف ابوداؤد جلد ۲ کی حدیث موجود ہے۔ حدیث

ملئت الارض عدلاً کما ملئت جوراً۔

(امام کے وقت تمام زمین عدل سے بھر جائے گی جیسا کہ پہلے ظلم واستبداد سے بھری ہوگی)۔

اب غور فرمایئے کہ اس کے مطابق مہدی آچکے ہیں جب کہ ظلم ترقی پر ہے۔ ہر طرف مظلوم رو رہے ہیں۔ خاص کر احرار اسلام کی جماعت و جماعت مرزائیہ دونوں آواز بلند کر رہے ہیں۔ ہر ایک کہتا ہے کہ ہم پر دوسرا گروہ ظلم کر رہا ہے۔ امید ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو ظلم بین طور پر کھلم کھلا ہوتا ہے اس سے مرزائی فریقین انکار نہیں کریں گے۔ نتیجہ بین ہے کہ جس کی پیش گوئی حضور ﷺ نے فرمائی ہے وہ ابھی نہیں آیا کیونکہ اس کے والد کا نام عبداللہ والدہ کا نام آمنہ بی بی۔ پیدائش بستی قرعہ ملک یمن میں ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اندر کوئی بھی وصف موجود نہیں۔ البتہ وہ وصف جو انجیل متی کے باب ۷ کی آیت ۱۵ میں پیش گوئی کی ہے کہ

جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آئیں گے مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے۔

یہ پیش گوئی بالکل صاف الفاظ میں ظاہر کر رہی ہے کہ یسوع کے لباس میں ملبوس ہونے والے اپنے آپ کو مسیح کہلا کر دنیا جمع کرنے والے بیشک موجود ہیں خدا کے لئے زندگی کو غنیمت سمجھو آج ہی مرزائیت سے تائب ہو کر سچے رہبر ہادی کامل کی شفاعت چاہنے والوں میں اپنا نام کر لو ورنہ قیامت کو کوئی حامی نہیں ہوگا:

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۶ ص ۶۔۷)

پنجاب کے دو تاریخی مقدمات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ بیس سال سے زیادہ ہوا ہو گا کہ آریوں کے اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر میں لالہ منشی رام (سوامی شردھانند) کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں اخبار عام لاہور کے اڈیٹر (پنڈت گوپی ناتھ) کو گنگا جمنی پنڈت لکھا تھا۔

پنڈت صاحب موصوف نے تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت توہین عزت کا استغاثہ کیا۔ آریوں کی طرف سے پنڈت جی کے برخلاف ایسے ثبوت پیش ہوئے کہ مجسٹریٹ نے مستغیث کے حق میں ان الفاظ سے زیادہ وزن دار الفاظ لکھے جو ملزم کے قلم سے نکلے تھے۔ کیونکہ آریوں نے یہاں تک ثبوت دیا تھا کہ پنڈت جی نے گائے کا گوشت بھی نوش فرمایا ہے۔ آریوں نے اس فیصلے کو اپنی تاریخی فتح جان کر بصورت ٹریکٹ ہزارہا کی تعداد میں شائع کیا تھا۔

دوسرا مقدمہ قادیانی کیس ہے جو سرکار نے مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب پر دائر کیا تھا۔ جس کا فیصلہ اخباروں میں بڑی دھوم دھام سے شائع ہوتا رہا ہے۔

اس مقدمہ میں بھی بہت سے مخفی راز آشکارا ہوئے ہیں۔ اگر پنڈت جی کے گائے کا گوشت کھانے کا راز منکشف ہوا، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے شراب منگانے کا ثبوت ہوا۔

اسی طرح دوسرے امور مخفیہ منصّہ ظہور پر آ گئے۔ قادیانی خلیفہ (جناب مرزا محمود احمد) کہتا ہے کہ یہ مقدمہ حکومت نے ہمارے مفید مطلب جان کر نہیں چلایا بلکہ ہمارے مفاد کے خلاف چلایا۔ مگر قادیانی خلیفہ کے مریدوں میں سے ایسے گواہ بھی گذرے تھے جنہوں نے بڑے جوش سے کہا تھا کہ اگر میں جلسے میں ہوتا تو عطاء اللہ شاہ کی تقریر سن کر مر جاتا یا مار دیتا۔ اس قسم کی شہادتوں سے مقدمہ کو قوت دینا مقصود تھا پھر یہ کیونکر مانا جائے کہ قادیانیوں نے مقدمہ کی پیروی نہیں کی۔

پس یہ مقدمہ امت مرزا کے حق میں اسی طرح مفید مطلب ثابت ہوا جس

طرح لالہ منشی رام والا مقدمہ پنڈت گوپی ناتھ کے لئے مفید ہوا تھا:

خدا شرے برانگیزد کہ درآں خیر ما باشد

اس لئے پنجاب کے یہ دونوں تاریخی مقدمے یاد رکھنے کے قابل ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جولائی ۱۹۳۵ء ص ۱۶)

قادیانی، کفایت اللہ دہلوی، جماعت احمدیہ لاہور

مثلث مساوی الاضلاع

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

لاہور کے مرزائی اخبار پیغام صلح میں ایک چیلنج بنام مولانا کفائت اللہ دہلوی دیکھا گیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت علماء اسلام عموماً دعوی کرتے ہیں کہ انہوں نے نبوت کا دعوی کیا اور منکرین مسلمانوں کو کافر کہا، ہم (لاہوی مرزائی) آپ (مولانا کفائت اللہ) کو صدر جمعیت علماء کی حیثیت سے منتخب کر کے چیلنج دیتے ہیں کہ ہمارے امیر مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے ساتھ اس خصوص میں مباحثہ کر لیں۔

اس کے جواب میں جماعت المسلمین لاہور کی طرف سے جواب نکلا کہ وہ اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں لاہوری مرزائیوں نے لکھا کہ ہم تو ۸ کروڑ مسلمانوں کی قائم مقامی کی مدعی جماعت کے صدر کو مخاطب کرتے ہیں، تا کہ اس مناظرہ سے سب مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ ہو سکے۔

اس کے بعد اخبار پیغام صلح لاہور میں ایک مضمون نکلا جس میں ذکر ہے کہ بابو عبدالحق صاحب احمدی مولانا کفائت اللہ کے پاس گئے اور ان سے سوالات کئے جن کے جوابات مولانا نے جو دیئے وہ (بقول ان کے) سب کے سب عدم واقفیت از کتب مرزا قادیانی پر مبنی ہیں۔ اور مولانا کفائت اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کی خدمات کی تعریف کی اور مبحث کے متعلق اپنی عدم واقفیت وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

ہم (ثناء اللہ) تو مرزائیوں کی بلکہ خود ان کے بڑے میاں مرزا صاحب متوفی

کی روایات کی بابت بہت پرانی رائے رکھتے ہیں کہ یہ جماعت مع اپنے پیشوا کے سب کے سب جابر جعفی کی پارٹی ہیں.....

ہم ان مدعیان تحقیق و تدقیق سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ آپ کا انصاف اور طریقہ تحقیق ہے کہ کسی عالم کو یہ جان کر کہ وہ آپ کے لٹریچر سے پورا واقف نہیں، مخاطب کر کے اسے چیلنج دینا اور واقفوں کی طرف رخ نہ کرنا۔ پھر اس کا نام تحقیق حق اور تبلیغ دین رکھنا ابلہ فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟ بحالیکہ آپ جانتے ہیں کہ امرتسر وغیرہ بلاد پنجاب میں آپ کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے بفضلہٖ تعالیٰ کئی افراد موجود ہیں جن میں سے ایک کا دعویٰ ہے

مجھ سا مشتاق جہاں میں کوئی پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

بس اگر آپ کو ان دونوں مسئلوں کی تحقیق کا شوق ہے جس کیلئے مولانا کفائت اللہ کو آپ نے چیلنج دیا ہے تو آپ ادھر کا رخ کیجئے۔ ہم آپ کا چیلنج قبول کر کے دونوں مسئلوں پر بحث کرنے کو تیار ہیں۔

اگر یہ خیال ہو کہ مولانا کفائت اللہ کو ہم نے جمیعت العلماء کی صدارت کی وجہ سے چیلنج دیا تھا، اور آپ اس کے صدر نہیں ہیں، لہذا ہم آپ (ثناءاللہ) سے بحث نہیں کریں گے۔ تو جواب سنو!

میں جمیعت العلماء کا صدر نہیں مگر تمہارے بانی سلسلہ کا مدمقابل ہوں۔ جس کو وہ ہمیشہ مخاطب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ نے آخری فیصلے کا جو اعلان کیا وہ خاص میری ذات سے متعلق تھا۔ کیونکہ آپ نے میری موت کو تمام مباحث میں فیصلہ کن قرار دیا تھا۔ غور کریں میری یہ حیثیت ضائع نہیں ہوئی۔ اب بھی بحال ہے بلکہ بڑی قوت سے بحال ہے۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس بحث کے بعد دوسری بحث آخری فیصلے پر ہوگی۔

یعنی دو مسئلے آپ کی طرف سے زیر بحث ہوں گے اور ایک میری طرف سے۔ رہا منصفوں کا تقرر۔ سو یہ امر بالکل آسان ہے۔ مجھے وہی صورت منظور ہوگی جو آپ کے بانی سلسلہ (مرزا صاحب قادیانی) نے آریوں کے سامنے پیش کی تھی۔ امید

ہے آپ کو اس سے اعراض نہ ہوگا۔ آپ کے پوچھنے پر وہ حوالہ بتایا جائیگا۔ سر دست اتنا نوٹ کر لیجئے کہ منصفوں کی صورت وہی ہوگی جو بڑے مرزا صاحب نے آریوں کے سامنے پیش کی تھی۔ (شائد مولانا کا اشارہ مرزا غلام احمد کی اس تحریر کی طرف تھا۔

مناسب ہے کہ سوامی (دیانند) صاحب کوئی مقام اور ثالث بالخیر اور انعقاد جلسہ کی تجویز کر کے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے مشتہر کر دیں۔ لیکن اس جلسہ میں شرط یہ ہے کہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلی کہ تین ان میں سے ممبران برہم سماج اور تین صاحب مسیحی مذہب ہوں گے قرار پاویگا۔ اول تقریر کرنے کا حق ہمارا ہوگا کیونکہ ہم معترض ہیں۔ پھر پنڈت صاحب برعائت شرائط جو چاہیں جواب دیں گے۔ پھر ان کا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم ہو جائیگی۔ (نقل از کھلا خط بصورت اعلان سوامی دیانند صاحب کے نام۔ ص ۷۰ مکتوبات احمدیہ جلد دوم۔ طبع قادیان یعقوب علی تراب)۔ جس کو بحیثیت اتباع مرزا تسلیم کرنا آپ کا فرض ہے۔ کیونکہ آپ کا سارا تانہ بانہ مرزا صاحب قادیانی کی تصدیق کیلئے ہے۔ اگر اب آپ نے میرے ساتھ مباحثہ کرنا منظور نہ کیا بلکہ اور کسی کو مخاطب کیا تو میں ایک آہ سرد بھر کر کہوں گا:

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتہ ستم تیری غیرت کو کیا ہوا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۷۔ ص ۵۔۶)

مرزائی سوال جماعت اہل حدیث پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جماعت مرزائیہ کلکتہ سے ایک دو ورقہ اشتہار آیا ہے جس میں علماء اہل حدیث سے (بزعم خود) ایک بڑا بھاری وزنی سوال کر کے اس کا جواب طلب کیا ہے۔ سوال کا خلاصہ یہ ہے:

قرآن شریف میں مذکور ہے کہ مومن آل فرعون نے فرعونیوں کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ حضرت یوسف تمہارے پاس آئے جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے کہا بس اب خدا کوئی رسول نہ بھیجے گا تاہم ان کے بعد رسول آتے رہے

۔تم اہل حدیث بھی کہتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔
ایسا عقیدہ رکھنے والے مسرف اور شکی ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کے نزدیک گمراہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی نبی کے بعد یہ عقیدہ گھڑ لینا کہ آئندہ کوئی نبی نہ ہوگا گمراہی ہے۔ (ص ا، اشتہار مذکور)

سارے اشتہار کی جان بس اتنا ہی مضمون ہے۔ احمدی ممبرو! پہلے ہمارا عقیدہ سن لو جو قرآن وحدیث کی روشنی میں یوں ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں)۔

اللہ تعالی نے اپنے نبی کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء کا لقب دیا ہے اس کی تفسیر آنحضرت ﷺ نے اپنے اس ارشاد کے ساتھ فرمائی ہے: لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بتاؤ! ایسا کہنا والے گمراہ یا مہتدی۔ اگر گمراہ ہے تو اپنے گھر کی خبر لو کیونکہ یہ قول تمہارے پیشوا کا ہے جس کی نبوت پر تم بحث کرتے ہو اعتبار نہ ہو تو اس کی کتاب حمامۃ البشری عربی کا صفحہ ۲۰ دیکھو۔ اور اگر ایسا کہنے والا ان لوگوں کی طرح گمراہ نہیں ہے جنہوں نے حضرت یوسف کے بعد کہا تھا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا پھر اہل حدیث ایسا کہنے سے کیوں ان لوگوں جیسے ہو گئے۔ ایک ہی بات کے قائل کو مومن کہنا اور اسی کے قائل کو گمراہ کہنا: کہو جی کون دھرم ہے۔

سنو! اصل بات یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کے بعد ایسا کہنے والوں کا قول فرمان خداوندی کی سند کے بغیر تھا اور ہمارا عقیدہ خدا کے ارشاد کے ماتحت ہے علاوہ اس کے ان لوگوں کا قول ان یبعث اللہ من بعدہ رسولاً بری نیت سے تھا ہمارا عقیدہ بھلی نیت سے ہے وہ حضرت یوسفؑ کی نبوت کے منکر تھے اس لئے انہوں نے ان کے انتقال کے بعد جو آئندہ کے لئے رسول آنے کا انکار کیا تو اس نیت سے کیا تھا کہ: یوسف کے مرنے سے بلا ٹلی اب یہ بلا پھر پیدا نہ ہوگی۔

مگر ہم اور مرزا غلام احمد صاحب مذکورہ قول میں اس نیت سے انکاری نہیں بلکہ ہمارا انکار تعلیم خدا ورسول پر مبنی ہے۔ پس دونوں میں فرق ہے۔

لطیفہ: ۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے جن دنوں مرزا غلام احمد صاحب اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کا مباحثہ تھا، ایک شخص محمد سعید طرابلسی مرزا صاحب کو ملنے آیا۔ مرزائیوں نے اس پر بڑا فخر کیا کہ دور دراز سے علماء عرب ہمارے حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کو آتے ہیں۔ کسی طرح اس کو میری بھی خبر مل گئی، تو وہ مجھے بھی ملنے آیا۔ باتوں باتوں میں کہنے لگا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں، میں نے ایک عربی قصیدہ لکھا ہے اس پر انہوں نے مجھے دوسو روپیہ انعام دیا۔ میں (ثناء اللہ) نے کہا ذرا سناؤ تو سہی۔ اس نے سنایا تو اس میں ایک شعر مرزا صاحب قادیانی کو مخاطب کر کے یوں کہا تھا:

(ترجمہ): تو (مرزا) وہ شخص ہے جس کی بابت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی ۔کیا اچھا وعدہ تھا جو سچا ثابت ہوا۔

یہ سن کر میں نے کہا: کیا تم نے اس کو مسیح موعود کہا؟

اس (محمد سعید طرابلسی) نے کہا: نہیں۔

میں (ثناء اللہ) نے کہا:

پھر تو کیوں کہتا ہے کہ تو وہی ہے جس کا رسول نے وعدہ دیا ہے۔

اس نے جواب دیا:

کیا حضور ﷺ نے دجال کا وعدہ نہیں دیا.. میں نے تعریف موعود بہ کی نہیں کی موعود بہ (دجال) برا ہے۔ وعدہ رسول پورا ہوا۔

تب میں (ثناء اللہ) نے کہا

انت مثل المتنبی یمدح مرۃ یھجو اخری

یہ قصہ بیان کر کے مشتہرین کلکتہ سے پوچھتا ہوں کہ تم مرزائی جب یہ شعر سنتے ہو گے اور اس شعر سے .. سمجھتے ہو گے وہ تمہارے نزدیک ایمان ہو گا، جب کہ اس سے قائل کی جو مراد ہے وہ تمہارے نزدیک .... حالانکہ کلام ایک ہی ہے

ٹھیک اسی طرح حضرت یوسف ... کی بات کہنے والے بدنیت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں کہنے والے سچے ہیں کیونکہ خدا کے حکم سے کہتے ہیں..

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۳۵ء ص ۶)

مسیح موعود جہاد بالسیف کرے گا

اخبار الفضل قادیان ۴ جولائی ۱۹۳۵ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں راقم مضمون (اڈیٹر الفضل) نے کمال یہ کیا ہے کہ حدیث کی رو سے لکھا ہے کہ مسیح موعود کی جماعت جہاد بالسیف نہیں کرے گی۔ اس دعوی پر ایک روایت کو دلیل پیش کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ایک اور حدیث میں آتا ہے

عصا بتا ن من امتی ا حزر هما الله من النار عصا بة تغزوا الهند و عصا بة تكون مع عيسى بن مر يم

یعنی میری امت کے دوگروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالی آگ سے بچائے گا۔ ایک گروہ وہ ہوگا جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور ایک گروہ وہ ہوگا جو عیسی بن مریم کے ساتھ ہوگا۔ اس حدیث کے ماتحت امت محمدیہ کا پہلا گروہ تو وہ ہے جس نے حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے ساتھ ہوکر جہاد کیا۔ آپ اپنی صدی کے مجدد اور نہایت راست باز انسان تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ پنجاب کے مسلمانوں پر سکھ ظلم کررہے ہیں جس کی وجہ احکام دینی کی بجا آوری کے سوا اور کوئی نہ تھی، تو اس وقت آپ نے مظلوم مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم سے نجات دلانے کے لئے اپنا وطن چھوڑ دیا ایک چھوٹے سے گروہ کے ساتھ سکھوں پر حملے کا ارادہ کرلیا.. یہ وہی بہادر جاں نثاروں کا گروہ ہے جس کی طرف آنحضرت ﷺ اپنی حدیث کے پہلے حصہ میں اشارہ فرمایا ہے مگر اس کے ساتھ ہی رسول کریم نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دوسرے گروہ کو بھی اللہ تعالی نار جہنم سے بچائے گا اور وہ مسیح موعود کے ساتھی ہیں۔ یہ مقابلہ صاف بتلاتا ہے کہ مسیح موعود کی جماعت جہاد بالسیف نہیں کرے گی کیونکہ یہی ایک بات ہے جو ان دونوں گروہوں میں مابہ الامتیاز ہے۔ یعنی ایک تو جہاد بالسیف کرنے والے ہیں، اور ایک مسیح کے ساتھی۔

اگر دونوں غازی ہوتے تو رسول اللہ ﷺ اس طرح فرق بیان نہ فرماتے کہ ایک ...الخ (الفضل مذکور)

قادیانی مضمون نگار کا سید احمد شہید اور ان کے ساتھیوں کی مجاہدانہ زندگی کا اعتراف ہمارے لئے باعث مسرت ہے الفضل ما شھدت به الاعداء۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے ساتھیوں کو جہاد بالسیف کی اعلیٰ خدمت سے سبک دوش کرنے کی کوشش کرنا آیت قرآنیہ کی تصدیق ہے

فلمّا کتب علیهم القتال تولّوا (جب جہاد کا وقت آیا تو منہ پھیر گئے)

جو تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

سنئیے ! اول تو اس حدیث کا پتہ نشان نہیں بتایا کہ کس کتاب کی ہے، کیسی ہے؟ لیکن ہم اس تکلیف میں آپ کو ڈالنا نہیں چاہتے بلکہ سیدھی راہ پر آپ کو لے جاتے ہیں۔ پس سنئیے !

اس میں شک نہیں کہ مسیح موعود، دجال کے لئے آئیں گے اس زمانہ کے مسلمانوں کا جو کام صحیح حدیث (سنن ابوداؤد) میں آیا ہے، یہ ہے

الجهاد فی سبیل الله ماض منذ بعثنی الله الی ان یقاتل آخر امتی الدجال (مندرجہ منتقی باب الجہاد فرض الکفایہ)

(یعنی فرمایا جہاد اللہ کے راستہ میں جاری ہے جب سے خدا نے مجھے نبی کر کے بھیجا ہے یہاں تک کہ میری امت کا آخری حصہ دجال کے ساتھ لڑائی کرے گا)

اگر تم پوچھنا چاہتے ہو کہ یہ کون لوگ ہوں گے، تو سنو:

ثم تغزون الروم فیفتحها الله ثم تغزون الدجال (مسلم)

(یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا تم رومیوں سے غزا (جہاد) کرو گے خدا اس کو فتح کرے گا پھر تم دجال کے ساتھ جہاد کرو گے)

یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے۔ اس میں جو ..الخ (اخبار اہل حدیث کے زیر نظر شمارے کا یہ ورق پھٹا ہوا ہے۔ اس لئے مضمون نامکمل ہے۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۹ ص ۴)

قادیان کے زلزلے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بڑے ہوشیار اور زمانہ شناس تھے۔آپ کی امت بھی اسی قدر ہوشیار ہے۔کوئی موقع نہیں چوکتے ۔جوں ہی دنیا میں کوئی حادثہ ہوا، انہوں نے سر اٹھایا اور فوراً اعلان کر دیا کہ ہمارا دعوی ثابت ۔ چاول سفید ہوں یا سرخ زمین بہر حال گول ۔

۴۔اپریل ۱۹۰۵ء سے ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء تک ہندوستان میں تین سخت زلزلے آئے۔ان تینوں زلزلوں کو مرزا غلام احمد قادیانی اور امت مرزا نے اپنے صدق پر دلیل بتایا۔

پہلے زلزلہ (اپریل ۱۹۰۵ء) کے وقت مرزا غلام احمد صاحب خود زندہ تھے۔ انہوں نے اسی روز (۴۔اپریل) ہی کو ایک طویل اشتہار دیا جس میں بجوائے ،تو جان نہ جان میں تیرا مہمان، کھینچ تان کر اپنے الہاموں سے زلزلہ کی پیش گوئی ثابت کی جس کا جواب اسی زمانہ میں اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۴۔اپریل میں دیا گیا تھا، جو ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں مکرر نقل ہو چکا ہے۔

اس کے بعد ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو صوبہ بہار میں زلزلہ آیا، تو قادیان سے صداقت مرزا کی آواز اٹھی کہ ہمارے بڑے حضرت کے کہنے کے مطابق یہ زلزلہ آیا ہے ۔اس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۴ء اور ۲ مارچ ۱۹۳۴ء میں دیا گیا اور بذریعہ اشتہار بھی شائع کیا گیا۔

اس کا خلاصہ یہ تھا کہ جس زلزلہ کی پیش گوئی کو زلزلہ بہار پر لگایا جاتا ہے، اس کی بابت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے صاف لکھا ہوا ہے کہ میری زندگی میں پوری ہوگی۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ جلد ۵ براہین احمدیہ ص ۹۷)۔

اب جب کہ کوئٹہ میں زلزلہ شدیدہ آیا تو قادیان میں گھی کے چراغ جلے۔ قادیانی پریس اور قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے جی کھول کر اس سے اپنی سچائی کا

ثبوت دیا۔ اس لئے ہم نے اہل حدیث مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۵ء میں سوال کیا تھا:

اس قسم کے حادثات کو مدعی سے دو وجہ سے تعلق ہوسکتا ہے:

۱۔ ایک یہ کہ اس کے انکار کی وجہ سے ہوئے ہوں

۲۔ دوم اس وجہ سے کہ اس کی پیش گوئی کے مطابق ہوئے ہوں۔

یہ زلزلے کس قسم سے ہیں۔ قسم اول سے یا قسم دوم سے؟

ہمارے اس سوال جواب صاف لفظوں میں تو قادیان سے آیا نہیں، اس لئے ہم خود ہی بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس قسم کے حادثات کو کس وجہ سے اپنی صداقت کی دلیل بتایا کرتے ہیں۔ موصوف کی نظم متعلق زلزلہ میں سے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہان سے کوچ کر جانے کے دن
تم تو ہو آرام میں ہم اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

(حقیقۃ الوحی صفحہ اخیر)

اشعار مرقومہ کے چھٹے مصرعہ میں صاف مذکور ہے کہ زلزلے اور دیگر عذابات مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب کرنے کی وجہ سے لوگوں پر آتے ہیں اور آتے رہیں گے چنانچہ قادیان کے نامی شاعر (گویا استاد داغ) مولوی غلام رسول آف راجیکی اپنی ایک نظم مشابہ نثر میں کہتے ہیں

یہ دیکھ کر نشان نصرت یہ دیکھ کر بھی نشان عظمت
نہ سوچیں پھر بھی یہ عقل والے تو صدق کیا بے نشان رہیگا
جو پہلے نبیوں کے وقت آئے ہوئے ہیں ظاہر عذاب
رہینگے جاری یہ حملے جب تک یہ کج جہاں بد عناں رہے گا

یہ قادیان ہے نبی کی بستی یہ تخت گاہ رسول حق ہے
خدائے قادر ہے یہ وعدہ یہ بلدہ دارالاماں رہے گا
خدا کی قہری تجلیوں کے ظہور کا یہ وقتِ عبرت
کہیں زلازل کہیں حوادث کا دور دورہ عیاں رہے گا

(الفضل قادیان ۱۱ جولائی ۱۹۳۵ء ص ۵)

ان اشعار میں بھی وہی اظہار ہے جو مرزا غلام احمد صاحب کی مذکورہ عبارت سے عیاں ہے کہ زلزلے اور عذاب مرزا صاحب کی تکذیب اور انکار کی سزا ہے۔ پس اب یہ عذابات اور زلزلے وغیرہ اس آیت کے ماتحت ہوئے جس کے الفاظ یہ ہیں:

انزل جنودا لّم تروھا و عذّب الذین کفروا و ذلك جزاء الکافرین (التوبہ:۲۶) (یعنی خدا نے آسمانی فوج بھیجی جس کو تم لوگوں نے نہ دیکھا اور کافروں کو عذاب کیا۔ یہی سزا کافروں کی ہے)۔

نتیجہ۔ اگر یہ ارشاد مرزا غلام احمد حق ہے اور اس کے متعلق تائیدی نظم بھی صحیح ہے تو نتیجہ بھی لاریب صحیح ہے کہ

اڈیٹر اہل حدیث (فاتح قادیان) معہ اپنے سٹاف اور مع ممبران و کارکنان احرار خدا کے نزدیک مستوجب سزا نہیں ورنہ زلزلہ سے نہ بچتے (اعاذنا اللہ)

احمدی ممبرو! کیا کہتے ہو؟ چونکہ یہ نتیجہ بالکل صحیح اور قابل قبول ہے اس لئے اخبار الفضل کے ہشیار اڈیٹر نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصریحات کے خلاف پہلو بدل کر یوں لکھا کہ:

> ہم یہ نہیں کہتے کہ محض حوادث کا آنا مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ہے بلکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی پیش گوئی کے ماتحت ان کا غیر معمولی طور آنا اور مسلسل آنا آپ کی صداقت اور خدا تعالی کے زور آور حملوں کا ثبوت ہے۔ (الفضل قادیان ۶ جولائی ۱۹۳۵ء)

پس یہ مضمون ہماری پیش کردہ دوصورتوں میں سے ...صورت میں داخل ہوا یعنی زلزلہ ....حضرت مرزا صاحب قادیان .....وقوع ہوا۔ پس اب مطلع صاف ہے.. پیش گوئی دیکھنا چاہتے ہیں جو تینوں زلزلوں (کانگڑہ بہار اور کوئٹہ) کی بابت مرزا صاحب

نے کی تھی ۔ کانگڑہ (پنجاب) میں ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو زلزلہ عظیم آیا۔ اس سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو ایک اشتہار دیا جس کی روح رواں یہ عبارت ہے

عفت الدّیار محلھا و مقامھا یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی امن کی جگہ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑے گی ۔ (اشتہار الوصیت)

جب کانگڑہ میں زلزلہ آیا تو مرزا غلام احمد صاحب نے حسب عادت جھٹ پہلو بدل کر اس اشتہار کو زلزلہ کانگڑہ پر لگا دیا۔ .. حالانکہ زلزلہ کانگڑہ اس اشتہار کی تاریخ سے صرف ایک ماہ بعد آیا تھا اگر عالم الغیب کی طرف سے مخلوق خدا کو تنبیہ کرنی ہوتی تو بہت آسان تھا کہ طاعون کی بجائے زلزلہ کہہ دیتا مگر ایسا نہیں ہوا کیونکہ یہ لفظ الہام میں نہیں ہاں بعد حدوث زلزلہ نکتہ بعد الوقوع کے ماتحت بات بنائی گئی ہے مفصل اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء میں ملاحظہ ہو۔

زلزلہ بہار

ملک میں طاعون کی روانی دیکھ کر پہلے تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا رخ طاعون کی طرف رہتا تھا زلزلہ کانگڑہ کے بعد آپ کا رخ زلزلوں کی طرف ہوگیا آپ نے ایک قیامت خیز زلزلہ کی خبر دی جس کو بعد انتقال مرزا صاحب ان کے مریدین زلزلہ بہار پر لگاتے ہیں ۔ مگر قربان جائیں خدائے قدوس کے جس نے فرما دیا ہے کہ انکار کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں گواہ گزریں گے ۔ ٹھیک اسی طرح ہم مرزا غلام احمد صاحب کے دست ہائے مبارکہ کو پیش کر کے ان کے دعاوی کو غلط ثابت کرتے ہیں ۔ باانصاف ناظرین مرزا غلام احمد قادیانی کی ہدایت غور سے سنیں :

آپ ذرہ کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں آئے گی ۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۷)

کون نہیں جانتا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا انتقال مئی ۱۹۰۸ء میں ہوا اور زلزلہ بہار جنوری ۱۹۳۴ء میں آیا۔

ناظرین غور کریں ۲۶ سال کا فاصلہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اتنے فاصلے کو قطع کر کے زلزلہ بہار کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں لے جانا مشکل بلکہ محال تو بے شک ہے، مگر ان لوگوں کے لئے سب کچھ آسان ہے جو دمشق سے مراد قادیان مان جاتے ہیں۔ جس کی بابت یہ شعر موزوں ہے

لطف پر لطف ہے املاء میں میرے یار کے یار
ہائے حطی سے گدح لکتا ہے ھوز سے ھمار

زلزلہ کوئٹہ:

۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو یہ زلزلہ آیا۔ امت مرزا نے اس کو بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کا نشان بنایا ہے چنانچہ الفضل میں مرزا صاحب قادیانی متوفی کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں:

زلزلہ کا نشان خدا تعالی ۵ دفعہ لگائے گا اور چونکہ یہ الہام زلزلہ کانگڑہ کے بعد ہوا، اس لئے یہ یقینی بات ہے کہ ابھی تین اور ہیبت ناک زلزلے آنے والے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ پانچ زلزلے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد آئیں گے۔ اگر کانگڑہ کے زلزلہ کو شامل کر لیا جائے، تب بھی دو زلزلے باقی رہتے ہیں۔ ہر دفعہ کا زلزلہ پہلے کی نسبت زیادہ نقصان دہ اور دہشت ناک ہوتا ہے۔ (الفضل قادیان ۱۰ جون ۱۹۳۵ء ص ۴)

اس حوالے میں جن پانچ زلزلوں کا ذکر ہے ... پہلے چار زلزلے ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا ان کو معمولی دیکھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دے گا، یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔

اب یاد رہے کہ اس وحی الہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آ چکے ہیں۔ یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اور

۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء۔ مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت خفیف ہیں۔ شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا۔ و الله اعلم ۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۹۳ حاشیہ)

اس عبارت کی تشریح خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر یوں کی ہے:

پہلے یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہمارے ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا، کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا، کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔ مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

ربّ اخّر وقت ھذا ۔ اخّرہ اللہ الی وقتٍ مسمی ۔

یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ ..... پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء کو بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلہ آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ

قیامت کی نسبت تسلی دے دی کہ اس میں بموجب وعدہ اخرہ اللہ الی وقت مسمی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آ گیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہو گئی۔ (حقیقۃ الوحی۔ص۱۰۰۔۱۰۱ حاشیہ)

پس اب تو خود مرزا غلام احمد صاحب ہی کے کلام سے ثابت ہو گیا کہ زلزلہ نمونہ قیامت ایسی شرط سے مشروط ہے جس کا تحقق اب ناممکن الوقوع ہے کیونکہ پیر منظور محمد اور اس کی بیوی (محمدی بیگم) دونوں اس جہان سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرح چل دیئے ہیں پس بحکم اذا فات الشرط فات المشروط سب کارخانہ ہی درہم برہم ہو گیا:

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

نہ منظور محمد کے گھر میں عالم کباب لڑکا پیدا ہوا، نہ زلزلہ نمونہ قیامت نشان صداقت مرزا قادیانی واقع ہوا۔اسی کو کہتے ہیں:

نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے

احمدی دوستو! شرط کے بغیر مشروط کو ثابت رکھ کر کیوں بے وضو نماز پڑھتے ہو:

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانہ میں دستور نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔اگست ۱۹۳۵ء مطابق یکم جمادی الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۰ ص ۳۔۵)

نئے نبی کا نیا الہام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی امت میں آج کل کئی ایک نبی ہیں۔ایک دو تو قادیان ہی میں ہیں۔بعض ادھر ادھر بھی نور پھیلا رہے ہیں۔ان سب سے سرکردہ نبی مولوی فضل خان ساکن چنگا بنگیال (پنجاب) ہیں۔جو اپنے الہامات شائع کر کے پبلک کو فائدہ

پہنچاتے رہتے ہیں چنانچہ جدید الہام ان کا جو قلمی آیا ہے اس میں حسب سنت مرزا چند اشخاص کی موت (چھ سال کے اندر) کی خبر دی ہے:

۱۔ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان

۲ مرزا مبارک احمد ولد خلیفہ قادیان موصوف

۳۔ چودھری فتح محمد سیال قادیان

۴۔ عبداللہ خان ولد میاں محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ

۵۔ مولوی صدرالدین آف لاہور

۶۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب لاہور

۷۔ چودھری منظور الٰہی لاہور

۸۔ مستری غلام محمد (ملہم) لاہور

۹۔ ڈاکٹر سر اقبال لاہور

ان کے علاوہ بھی چند لوگ نا قابل ذکر ہیں

یہ خط یکم جولائی ۱۹۳۵ء کا ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

تاریخ معین بتانا منع ہے۔،

تاکہ غلطی نہ ہو جائے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ نمبر ۳۲ جلد ۴۱ ص ۵)

ختم نبوت اور قادیانی امت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایک ٹریکٹ مرتبہ محمد علی اجمیروی (پنجابی) ہماری نظر سے گذرا جسکی سرخی ہے،

عقیدہ ختم نبوت، احمدیہ جماعت کا جزو ایمان ہے۔

اس ٹریکٹ میں اس طرح دھوکہ دیا جس طرح عیسائی لوگ بائبل سے توحید کی آیات نکال کر کے کہا کرتے ہیں کہ ہم بھی موحد ہیں۔ یہاں تک کہ پادری فنڈر لکھتا ہے کہ:

مشرک حیوان ہے۔،

مگر توحید کی تشریح ان کے نزدیک اور ہے اور مسلمانوں کے نزدیک اور۔

اسی طرح خاتم النبیین کی تشریح مسلمانوں کے نزدیک یہ ہے

لا نبیّ بعدی آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

مگر قادیانی اصطلاح اس کے خلاف ہے۔ وہ ختم نبوت کے معنی یہ کرتے ہیں:

اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو نہیں بخشی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۹۷) (ٹریکٹ مذکور۔ ص ۳)

یہ عبارت ملک کی عام زبان اردو میں ہے۔ اس کا مضمون صاف ہے کہ امت مرزائیہ بلکہ خود مرزا غلام احمد بھی آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین ان معنی میں نہیں مانتے جن معنی میں سب مسلمان مانتے ہیں، بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نبی گر خاتم ہیں۔ چنانچہ ان کے عقیدہ کا ایک شعر ان کا مافی الضمیر جاننے کو کافی ہے:

جو آئے ابتدا میں رونق غار حرا ہو کر
گئے واپس نبی گر اور ختم الانبیاء ہو کر

(الفضل قادیان ۲۶ مارچ ۱۹۳۵ء)

پس خاتم النبیین ان دو معنی کے لحاظ سے بالکل مسئلہ توحید کی مانند ہے جس کے قائل عیسائی اور مسلمان دونوں ہیں، مگر تشریح دونوں کی اس قدر الگ ہے کہ ایک دوسرے کو توحید کا منکر قرار دیتا ہے۔ قرآن شریف خود عیسائیوں کے دعوی توحید کو بے اعتبار جان کر ان کے عقیدہ کے لحاظ سے فرماتا ہے

فقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ (پ ۶۔ ع ۱۴)

اسی طرح مسلمان بھی قادیانی تشریح کو بے اعتبار جان کر کہتے ہیں اور ٹھیک کہتے ہیں

لقد کفر الذین قالوا ان محمداً خاتم النبیین بمعنی جاعل النبیین۔ تشابھت قلوبھم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ نمبر ۳۲ جلد ۴۱ ص ۵۔۶)

امیر جماعت لاہور و خلیفہ قادیان سے ایک سوال

(ایک احمدی کے قلم سے)

حضرت مرزا صاحب (قادیانی) نے اپنے آپ کو خاتم الخلفاء اور محمدی سلسلہ کا چودھواں خلیفہ پیش کیا ہے، اور بقول مرزا صاحب قادیانی، حضرت عیسیٰ موسوی سلسلہ کے چودھویں خلیفہ اور خاتم الخلفاء سلسلہ موسویہ ہیں، جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ بھی اس کی تائید فرماتے ہیں کہ میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

پس عرض ہے کہ جن مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب قادیانی کو مانا ہے امام آخر الزمان سمجھ کر مانا ہے، جس کا اسلام میں آخری عہدہ سمجھا ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ جیسے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حدیث کے ماتحت صدی کے سر پر ہو کر اپنی صداقت فرماتے ہیں اب جو صدی ختم ہو کر پندرھویں صدی شروع ہوگی تو کوئی امام آئے گا یا نہیں۔

اگر کوئی آ گیا، تو حضرت مرزا صاحب قادیانی آخری نہ رہے، اور مسلمان آخری کو ہی ماننے کے قائل ہیں۔ اگر کوئی نہیں آئے گا تو حدیث ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کی غلط ہو کر الزام قائم ہوگا۔

اگر کہو کہ مرزا غلام احمد صاحب کے تابع ہو کر صدی کے سر پر آئے گا، تو نبی کریم بند کرتے ہیں اور مرزا صاحب قادیانی اس کی تائید کرتے ہیں جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ اگر آپ اسلام سے یا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہیں، تو میں انہی کا واسطہ دے کر آپ سے ملتمس ہوں کہ مجھے ضرور جواب دے کر مشکور فرماویں اگر خود جواب نہ دیں تو آپ کی سند سے کوئی آپ کا نمائندہ ہی جواب دے دے۔

راقم: خاکسار علی محمد منجن والا احمدی و محمدی مسلمان وممبر انجمن اہل اسلام متصل مسلم ہائی سکول لاہور)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ نمبر ۳۲ جلد ۴۱ ص ۶)

ایک سوال کا جواب

(الہامات مرزا قادیانی اور مولوی محمد علی لاہوری)

مفتی صاحب ریاست مانگرول۔ کاٹھیاواڑ لکھتے ہیں:

یوں تو مرزا صاحب آنجہانی کی کوئی کتاب خالی نہیں جس میں بڑے شد و مد کے ساتھ رسالت و نبوت بلکہ تشریعی نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو لیکن حسب ذیل جب الہامات قابل غور ہیں۔ کوئی شخص مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

۱۔ قل یاایّہا النّاس انّی رسول اللہ الیکم جمیعاً

(اے مرزا کہہ دے کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں)

(البشریٰ۔ ج ۲ ص ۵۶۔ اشتہار معیار الاخیار)

۲۔ یس انک لمن المر سلین علی صراط مستقیم

(اے سردار، مرزا، تو مرسل ہے، رسولوں میں سے ہے، سیدھی راہ پر)

(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۰۷ مصنفہ مرزا صاحب)

۳۔ انا ار سلنا الیکم رسو لاً شا ھداً علیکم کما ار سلنا الی فرعو ن رسو لاً (ہم، خدا، نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے جیسا فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا)۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

۴۔ و ماارسلناك الّا ر حمۃ للعا لمین

(ہم، خدا، نے تجھے، مرزا، کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے) (حقیقۃ الوحی۔ ص ۸۲)

۵۔ سبحا ن الذی اسری بعبدہ لیلاً (پاک ہے خدا جس نے اپنے بندے، مرزا، کو رات کی سیر، معراج، کرائی)۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۸۱)

۶۔ ھو الذی ار سل رسو لہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ومبشراً بر سول یا تی من بعدی اسمہ ا حمد

یہ سب قرآن شریف کی آیات ہیں جو سردار دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی

شان میں نازل ہوئیں۔ مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ یہ آیات میری شان میں مجھ پر وحی کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ جو آیات رسول اللہ ﷺ کی شان میں اور جو دوسرے انبیاء کرام کی شان میں ہیں وہ سب اللہ تعالی نے دوبارہ مرزا صاحب کی شان میں نازل کی ہیں صراحۃً رسول اللہ اور دیگر انبیاء کی برابری کا دعوی ہے خدا نے جن خطابات جلیلہ مخصوصہ سے اپنے حبیب پاک محمد ﷺ کو مخاطب فرمایا انہی خطابات سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مخاطب فرمایا ہے گویا اللہ تعالی کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ اور مرزا صاحب قادیانی برابر ہیں۔ آخر صاف ہی کہہ دیا

منم محمد واحمد کہ مجتبی باشد (درثمین)

پھر اللہ تعالی مرزا غلام احمد صاحب کو کہتا ہے

لو لا ك لما خلقت ا لا فلا ك

(اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۹۹)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کلمات پر غور فرمایئے۔ مطلب صاف ہے کہ اگر مرزا صاحب قادیانی نہ ہوتے تو آسمان بھی نہ ہوتے، اور محمد رسول اللہ ﷺ بھی نہ ہوتے معاذ اللہ۔ رسول اللہ ﷺ کی اتنی توہین اور اپنی اتنی بڑائی۔ انجام کار صاف ہی کہہ دیا کہ میں محمد ﷺ سے افضل ہوں۔

له خسف القمر المنير و انّ لی
غسفا القمران المشرقان اتنكروا

(اعجاز احمدی۔ص ۷۱)۔ (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چاند گرہن ہوا تو کیا ہوا میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہوا)،

رسول اللہ ﷺ کی توہین، اپنی بڑائی، معجزہ شق القمر کا انکار۔ حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات تین ہزار ہیں اور میرے بڑے بڑے نشانات تین لاکھ ہیں۔ استغفر اللہ

۷۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۱)

۸۔ ہمارا دعوی ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں۔

۹۔ خدا تعالی نے میری تعلیم میری بیعت اور میری وحی کو مدار نجات ٹھہرایا ہے

(اربعین نمبر۴ص ۶)

۱۰۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقۃ الوحی)

۱۱۔ ایک ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۶۳)

۱۲، جو مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ کافر ہے (ملخصاً حقیقۃ الوحی۔ص ۱۷۹)

۱۳۔ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۸ پر اپنی امت کو حکم ہوتا کہ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔

(نیز فتاوی احمدیہ ص ۸۳)

ایضاً۔ یہی نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود ہی رسول تھے بلکہ آپ کے والد صاحب بھی رسول اللہ تھے چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وحی میں خدا تعالی، مرزا صاحب قادیانی کو کہتا ہے

انی معك یا ابن رسول اللہ میں تیرے ساتھ ہوں اے رسول کے بیٹے۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان۔ دسمبر ۱۹۰۵ء)

معاذ اللہ۔ سردار دو جہان محمد رسول اللہ ﷺ کے والد تو رسول نہ تھے، مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے والد بھی رسول تھے۔

درثمین وحقیقۃ الوحی میں آدم سے لے کر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کے نام اور صفات اپنے لئے مخصوص کئے ہیں۔

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اپنی وحی پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ تمام پیغمبروں کی وحی کا۔

نیز مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وحی خطا سے ایسی ہی پاک ہے جیسا کہ قرآن۔ درثمین میں فرماتے ہیں:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے

حضرت مسیح سے مرزا صاحب تمام شان میں بڑھ کر ہیں (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۴۸)

خدا تعالیٰ نے اپنے اختیارات مرزا غلام احمد صاحب کے حوالے کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کی وحی میں خدا فرماتا ہے

انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون ۔(اے مرزا تیری شان یہ ہے کہ جب کسی چیز کو تو کہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے)۔(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵)۔

نیز نصرۃ الحق میں اس کی تصریح ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے خدا نے بیعت بھی کی۔ خدا کے پیر بھی بنے۔(دافع البلاء)

خدا نے مرزا غلام احمد صاحب کو تو حیدی ،تفر یدی ،القاب سے بھی ملقب کیا ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب قادیانی ،اولوالعزم رسولوں اصحابوں اماموں حتی کہ حضرت علیؓ امام حسینؓ سے بھی افضل تھے۔ فرماتے ہیں

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجا است تا بہ نہد پا بہ منبرم

ما شاء اللہ آپ باوجود ان دعاوی کے شیریں زبان بھی بہت تھے۔ شیخ سعداللہ صاحب لدھانوی کی نسبت لکھتے ہیں:

ذلیل، فاسق، شیطان، ملعون، سفیہوں کا نطفہ، بدگو، خبیث، مفسد، منحوس اے ابن بغا۔ وغیرہ

مشتے نمونہ ازخروارے۔ یہ گوہر فشانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے پیرؤوں کو مبارک ہو۔

قرآن شریف کا کثیر حصہ جس میں جہاد کا ذکر ہے وہ مرزا صاحب قادیانی کی وحی سے منسوخ ہو گیا۔ دیکھو اربعین وغیرہ۔

اول تو دعاوی بالا ہی جھوٹ ہیں، اس کے علاوہ بھی مرزا صاحب قادیانی نے بہت جھوٹ بولا ہے۔

کہیں لکھ دیا کہ اگر قرآن مجید نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا

ہوں۔

کہیں کہا کہ قرآن میں انا انزلناہ قریباً من القادیان لکھا ہوا ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۷۶ میں مکہ مدینہ قادیان تین شہروں کا نام قرآن میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ (براہین احمدیہ۔ص ۵۵۸)

میرے وقت میں خدا نے حج کو جانا بند کر دیا۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۹۸)۔

ایسے شخص اور اس کے پیرؤوں کے مرتد اور گمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو مسئلہ ختم نبوت کو باطل ٹھہرا کر اپنی نبوت کا مدعی ہو، اور دوسروں کے واسطے نبوت رسالت کا دروازہ کھولتا ہو، اپنے نہ ماننے والے دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتا ہو، باوجود اسکے مولوی محمد علی صاحب لاہوری مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتے ہوئے کس معصومانہ انداز میں لکھتے ہیں کہ:

> ہم مرزا صاحب کو مجدد اور ظلی بروزی نبی مانتے ہیں مستقل نبی نہیں مانتے۔
> آپ کے ماننے یا نہ ماننے کا سوال نہیں مدعی کے دعاوی اور مدعی کو مع دعاوی ماننے کا سوال ہے اس کا آپ اعلان کر چکے ہیں۔
>
> (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۱ نمبر ۲۵)

نیز پیغام صلح جلد اول نمبر ۴۳، ۱۶ ماہ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں پیغامیوں کا اعلان ہے، خدا کو شاہد کر کے لکھا ہے کہ:

> ہمارا ایمان ہے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ تعالی کے سچے رسول تھے۔

پھر کیسے کہا جاتا ہے کہ ہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ اگر واقعی نہیں کہتے تو پھر کلمہ گو کو کافر کہنے والے کو کافر اور اقوال بالا کے قائل کو مفتری اور کذاب کیوں نہیں کہتے۔ یا کم از کم یہی اعلان کر دیا جائے کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں کے ان صفحوں کو نہیں مانتے جن میں اقوال بالا اور سبّ وشتم درج ہے اور ان کی اشاعت بند کر دیں۔ مگر وہ یہ نہیں کر سکتے جب کہ مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں تو ان کے ایک ایک حرف کو سچا جانتے اور مانتے ہیں۔ مذہب سے ناواقف مسلمانوں اور مغرب زدہ مسلمانوں کو تقیہ (منافقت کر کے) دھوکہ دیتے ہیں۔ اور ان ہی کے روپیہ سے

مرزا صاحب قادیانی کی تصانیف کی اشاعت کرتے ہیں جن میں مندرجہ بالا اقوال درج ہیں حتیٰ کہ مترجم قرآن شریف کی شرح اور حاشیہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد کی اشاعت ہو رہی ہے۔ مجددیت کی بجائے احمدیت (مرزائیت) پھیلائی جا رہی ہے۔ لہٰذا مسلمان خصوصاً علماء و زعماء محمدیان ہوشیار ہو جائیں کہ مرزائی تمام فرقے قادیانی ہوں یا لاہوری کمالی ہوں یا ظہیری، سب اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے نام مبارک کو مٹا کر احمدیت اور غلام احمد کو پھیلانا چاہتے ہیں۔

یہ فرقے اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت خطرناک ہیں۔ یہ لوگ مرزا غلام احمد کو سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ سے کسی طرح کم نہیں سمجھتے (مولانا! معاف فرمایئے، کم کیا اونچا سمجھنے کے مکلّف ہیں اس الہام کے کیا معنی ہیں۔ تیرا، مرزا کا، تخت سب تختوں سے اونچا بچھایا گیا۔ حقیقۃ الوحی۔ص ۸۹۔ ثناءاللہ امرتسری) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر جب کوئی اعتراض کیا جاتا ہے، تو یہ لوگ فوراً وہی اعتراض رسول اللہ ﷺ پر کر دیتے ہیں۔

ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ احمدی (مرزائی) مذہب سے خود بچے اور مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرے۔ و اللہ اعلم و علمہ اتم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ نمبر ۳۲ جلد ۱۴ ص ۶۔۸)

احراری اور قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پنجاب میں ایک جماعت اسلامیہ ہے جس کا نام احرار اسلام ہے۔ یہ جماعت عموماً ملکی اور مذہبی کاموں میں دخل دیا کرتی ہے اور بڑے حوصلے سے دخیل ہوتی ہے۔ تحریک کشمیر میں انہوں نے بڑا کام کیا تھا۔

چند دنوں سے ان کا رخ قادیانی قلعہ کی طرف ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ قادیانی قلعہ کا افسر (میاں محمود احمد) اور قادیانی اخبارات احرار ہی کا نام ورد زبان رکھتے ہیں۔ ہائے احرار نے ستایا، ہائے احرار نے مارا۔

یہی احرار مسجد شہید گنج لاہور کی وجہ سے آج کل خواص و عام میں مورد عتاب

ہیں۔ پبلک ان پر آوازے کستی ہے۔ ان کی تقریروں میں رخنہ انداز ہوتی ہے۔ منہ سے نا ملائم الفاظ نکالتی ہے، بلکہ ہاتھوں سے بھی ناشائستہ افعال کرتی ہے جو بحکم تلك الایّام نداولها بین النّاس ہمارے خیال میں بالکل معمولی بات ہے اور جس وجہ سے پبلک احرار پر خفا ہے وہ وجہ ہمارے نزدیک بھی معقول ہے۔ مگر قادیانی اخبارات اور مبلغین اس کو زیادہ اہمیت دے کر اپنی کرامت کا اظہار کر رہے ہیں۔

یہ بات ذرہ قابل غور ہے۔ ان کو تاریخ احمدیہ پر نظر کرنی چاہیے۔ سب سے پہلے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کی تاریخ یاد کریں کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی میعاد موت گذرنے پر جب وہ زندہ رہا، تو پبلک نے مرزا غلام احمد کے حق میں کیا کیا کہا۔ یاد نہ ہو تو اس زمانہ کے چند اشعار جو عام طور پر اشتہارات میں شائع ہوئے تھے۔ سن لیں

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے
سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہووے گا نبوت کا
پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے
غضب تھی تجھ پر ستم گر چھٹی ستمبر کی
نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
ذلیل و خوار ندامت چھپا رہے تھے کہ تھا
تیرے مریدوں پہ محشر چھٹی ستمبر کی

ہم اس مخالفت اور بدگوئی کا نقشہ نہیں دکھا سکتے جن کا مظاہرہ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو کیا گیا۔ یہ ہنگامہ ایک مقام پر نہ تھا، سارے ملک میں تھا۔ اغیار تو بازاروں میں اچھلتے کودتے پھرتے تھے اور مخلص احمدی حضرات (فدائیان مرزا قادیانی) سر چھپائے گوشہ نشین تھے۔ ایسے دم بخود کہ کاٹو تو لہو نہیں۔ بلاؤ تو جواب نہیں دیتے

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ احرار کے خلاف اس وقت جو مظاہرہ ہے، اس مظاہرہ کا عشر عشیر (سواں حصہ) بھی نہیں جو مرزا صاحب قادیانی کے برخلاف ستمبر ۱۸۹۴ء

مین اپریل ۱۹۱۲ء میں ہو چکا ہے جب لدھیانہ مباحثہ میں فریق مرزائی کو شکست ہوئی اور انہوں نے سہ صد روپیہ بطور تاوان دیا۔ حالانکہ ان دونوں شکست خوردوں میں بڑا فرق ہے۔ احرار کوئی رسول نہیں، ملہم نہیں، مسیح نہیں، مہدی نہیں کہ ان کا دعوی موید من اللہ ہونے کا ہو۔ برخلاف اس کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ تیری فتح ہوگی۔ فریق مخالف جو انسان کو خدا بنا رہا ہے ۱۵ مہینوں کے اندر بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اس روز حق کی فتح ہوگی۔ لنگڑے چلیں گے اندھے دیکھیں گے۔ وغیرہ۔

اہل حق سے مراد مرزا غلام احمد کی ذات خاص تھی اور اہل باطل سے مراد ڈپٹی عبداللہ آتھم (عیسائی مناظر) اور اس کی پارٹی تھی۔ جو اس پیش گوئی کے خاتمہ پر بڑے مزے سے اچھلتی پھرتی تھی اور اشعار گاتی تھی جن میں سے ایک دو یہ ہیں:

پنجہ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی
ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

ہم امید رکھتے ہیں جس طرح پہلا پہلوان اپنی شکست سے دل برداشتہ نہیں ہوا تھا، اسی طرح احرار بہادر بھی دل گردہ مضبوط کر کے یہ شعر

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا کرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

پڑھتے ہوئے میدان قادیان میں جا براجیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ نمبر ۳۲ جلد ۴۱ ص ۱۵)

مرزا قادیانی کا انتہائی درجہ اور قرآن سے تعلق

(از نامہ نگار)

مرزا غلام احمد قادیانی نے پیر مہر علی شاہ کے اس سوال کے جواب میں کہ

کیوں تمہاری وحی از قبیل اضغاث احلام اور حدیث النفس نہیں ہے،

نزول المسیح میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، اس سے اختصاراً اقتباس ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تاکہ واضح ہو جاوے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو قرآن کریم کے ساتھ کس قدر محبت عقیدت اور استفادہ کا تعلق تھا، اور کیا مرزا صاحب قادیانی نے جو درجہ پایا اور خدا کو پہچانا اور ہر برائی اور گناہ سے محفوظ رہے، یہ قرآنی رہبری اور اتباع نبوی ﷺ کی وجہ سے تھا، یا اس کلام کی برکت کا نتیجہ تھا جو مرزا صاحب قادیانی پر نازل ہوا؟

سنئے مرزا صاحب قادیانی نزول المسیح صفحہ ۸۷ پر یوں رقم طراز ہیں:

سو اسی طرح میرا حال ہے خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اور ہوتا ہے وہ میری والدہ ہے (نہ قرآن مجید) جس سے میں پیدا ہوا اس نے مجھے ایک وجود بخشا جو پہلے نہ تھا اور ایک روح عطا کی جو پہلے نہ تھی میں نے ایک بچے کی طرح اس کی گود میں پرورش پائی اور اس نے مجھے ہر ایک ٹھوکر سے سنبھالا اور ہر ایک گرنے کی جگہ سے بچا لیا (نہ قرآن مجید نے) وہ کلام ایک شمع کی طرح میرے آگے آگے چلا یہاں تک کہ میں منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ انتہی

تھوڑی سی کلام کے بعد (ص ۸۸ پر) لکھتے ہیں:

میں کیونکر اس سے انکار کروں اس نے (میرے الہام نے) تو مجھے خدا دکھلایا اور چشمہ شیریں کی طرح معارف کا پانی مجھے پلاتا رہا

پھر صفحہ ۹۹ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:

دل من برد و الفت خود داد
خود مرشد بوحی خود استاد

(میرا دل لے لیا اور اپنی محبت مجھے دی اور اپنی وحی سے خود میرا استاد ہو گیا)

اس شعر میں مرزا صاحب قادیانی صاف بتا دیا کہ بلا واسطہ غیرے خدا میرا استاد ہو گیا (غالباً ظلی نبوت کا دعوی ابتداء میں تھا) اور:

وحی او را عجب اثر دیدم
روئے آں مہر زاں قمر دیدم

(یعنی میں نے اس کی وحی کا عجب اثر دیکھا۔ اس سورج (خدا) کو میں نے اسی چاند (الہام) سے دیکھا

ان عبارتوں سے بکمال وضاحت عیاں ہے کہ خدا کی معرفت قادیانی مرزا صاحب کو اپنے الہام سے ہوئی، نہ قرآن سے۔

اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب کا ہر بدی سے محفوظ رہنا اور مدراج علیا حاصل کرنے کا باعث صرف ان کا الہام ہے نہ قرآن مجید۔ قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور ان کے طفیل حصول نبوت کا ادعا صرف مسلمانوں کی تالیف کی وجہ سے تھا جو بعد از رفع ضرورت اصلیت آشکارا کر دی۔

۲۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے مامور ہونے کے وقت قرآن شریف اپنے برہان اور فرقان ہونے کے درجہ سے گر چکا تھا، یا اپنی اسی سابقہ حالت نزول پر بحالہ ھدی للناس درجہ پر قائم تھا۔ اور مرزا صاحب قادیانی کی بعثت کے وقت نئے و تازہ کلام الٰہی کی ضرورت تھی، یا اس یقین کے حصول کے لئے جو انسانی ترقی اور گناہ سے بچنے اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے قرآن حکیم ہی کافی تھا۔

سنئیے! اس کی تفصیل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، نزول المسیح کے صفحہ ۹۲ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:

> یقین کا ذریعہ خدا کا کلام ہے جو یخرجھم من الظلمات الی النور کا مصداق ہے۔ سو چونکہ عہد نبوت پر تیرہ سو برس گزر گئے ہیں اور تم نے وہ زمانہ نہیں پایا جب کہ قرآن صدہا نشانوں اور چمکتے ہوئے انوار کے ساتھ اترتا تھا، اور وہ زمانہ پایا جس میں خدا کی کتاب، اس کے رسول اور اس کے دین پر ہزارہا اعتراض عیسائی اور دہریہ اور آریہ وغیرہ کر رہے ہیں، اور تمہارے پاس بغیر لکھے ہوئے چند ورقوں کے جن کی اعجازی قوت سے تمہیں خبر نہیں، اور کوئی ثبوت نہیں۔ اور جو معجزات پیش کرتے ہو وہ محض قصوں کے رنگ میں ہیں، تو اب بتلاؤ کہ تم کس راہ سے اپنے تئیں یقین کے بلند معیار تک پہنچا سکتے ہو، اور کس طریق سے دشمن کو بتلا سکتے ہو کہ تمہارے پاس خدا پر یقین لانے کے لئے اور گناہ سے بچنے کے لئے ایک ایسی چیز ہے جو دشمن کے پاس نہیں، تا وہ انصاف کر کے تمہارے مذہب کا طالب ہو جاوے۔
> اس ... سے ایک عقل مند کو کیا فائدہ کہ ایک گوبر چھوڑ کر دوسری گوبر کو

کھاوے ۔سچائی کو ہر ایک سعید دل لینے کو تیار ہے بشرطیکہ سچائی اپنے نور کو دکھلاوے ۔جس اسلام کو آج یہ مخالف مولوی اور ان کا گروہ غیر مذہب کے لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ صرف پوست ہے، نہ مغز اور محض افسانہ ہے، نہ حقیقت ۔ (نزول المسیح ۔ص ۹۲)

عبارت بالا میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ گناہ سے بچنے اور خدا پر یقین کرنے اور مینار بلندی تک پہنچنے کا ذریعہ خدا کا کلام ہوتا ہے اور جب تک صدہا نشان اور چمکتے ہوئے انوار مشہودات کے درجہ پر قرآن حکیم کے ساتھ رہے، اس وقت تک قرآن کی رہبری مکمل رہی ۔مگر جب سے وہ نشانات اور انوار درجہ شہود سے اوجھل ہوتے ہوئے منقولی رنگ اختیار کرتے گئے ،تو قرآن مجید کی رہبری کمزور ہوتی گئی ۔

اب ایساوقت ہے کہ قرآن مجید مسلمانوں کے نزدیک بجز چند لکھے ہوئے ورقوں کے اور کسی درجہ کا نہیں رہا ،اس کی اعجازی قوت مسلمانوں سے مخفی ہوگئی ،اور معجزات قصوں کے رنگ میں آ گئے ۔

تو اب مسلمان بتلائیں کہ کتاب اللہ پر ایسی حالت وارد ہو جانے کے بعد ان کے پاس کون سی چیز ایسی ہے جو دشمن کے پاس نہ ہو، تاکہ دشمن اسلام کا طالب ہو سکے اور عقلمند انسان ایسا نہیں کرسکتا کہ ایک گوبر کو چھوڑ کر دوسری گوبر کھائے ۔

یعنی الہامی کتابیں مخالفین کے پاس بھی ہیں وہ کیونکر اپنی کتابیں چھوڑ کر قرآن شریف کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں ۔

مرزا صاحب قادیانی نے وجوہ بالا بیان کرتے ہوئے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں رہا ۔صرف قرآن شریف تھا، مگر حالات نے اس کو اپنے اصلی درجہ پر نہیں رہنے دیا ۔اور اب وہ صرف چند لکھے ہوئے ورقے ہیں اور بس ۔اس سے ایسا یقین پیدا نہیں کیا جا سکتا جس سے خدا کی طرف وصول ممکن ہو یا جس سے گناہ چھوڑے جا سکیں ۔

نیز غور کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے دماغ میں دیگر مذاہب کی کتب اور قرآن شریف کی تشبیہ کے لئے گوبر کے سوا کوئی اور چیز نہیں آ سکی ؟

(میاں محمود خلیفہ قادیان نے لاہوری مرزائیوں کو روٹی کے اس ٹکڑے سے تشبیہ دی تھی جو گندی روڑی پر گرا ہو۔ اس تشبیہ کو لاہوری جماعت نے بہت برا سمجھا۔ کیا وہ اس گوبر والی تشبیہ کو بھی برا جانیں گے؟۔ ثناء اللہ)

قرآن مجید کے اصلی درجہ سے گر جانے کا ذکر مرزا غلام احمد صاحب دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں:

قرآن شریف خدا کا کلام تو ہے بلکہ سب سے بڑا، مگر وہ تم سے بہت دور ہے تمہاری آنکھیں اس کو دیکھ نہیں سکتیں۔ اور اب وہ تمہارے ہاتھ میں ایسا ہے جیسا کہ تورات یہودیوں کے ہاتھ میں۔ اسی وجہ سے اگر تم انصاف کرو تو گواہی دے سکتے ہو کہ بباعث اس کے کہ اس پاک کلام کے یقینی انوار تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں تم اس سے باطنی تقدس کا کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ (نزول المسیح۔ ص۔۹۳)

صاف کہہ دیا کہ قرآن مجید کا اب وہی درجہ ہے جو قرآن کے نزول کے وقت تورات کا تھا۔ تورات ان حالات کی بنا پر جو اس پر وارد ہوئے ہدایت کرنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ مرزا صاحب قادیانی کے عندیہ میں قرآن بھی اپنے انوار کے پوشیدہ ہو جانے سے اس قابل نہیں رہا کہ اس سے باطنی تقدس حاصل کیا جا سکے۔

۳۔ اب خدا کا پہنچنے کا ذریعہ اور تمام بیماریوں کا علاج مرزا غلام احمد صاحب اس کلام کو بتاتے ہیں جو تازہ بتازہ مرزا صاحب پر نازل ہوا۔ سنئیے:

اس لئے قبل اس کے جو تم مرو خدا کی لعنت تمہاری پردہ دری کرے گی یقین اپنے نوروں کے سمیت آیا کوئی آسمان تک نہیں پہنچا سکتا مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے۔ اگر تم جانتے کہ خدا کا تازہ بتازہ اور یقینی اور قطعی کلام تمہاری بیماریوں کا علاج ہے تو تم اس سے انکار نہ کرتے جو عین صدی کے سر پر تمہارے لئے آیا۔ (نزول المسیح۔ ص۹۴)

دوسری جگہ صفحہ ۹۵ پر مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:

غرض تمام برکات اور یقین کی کنجی وہ کلام قطعی اور یقینی ہے جو خدائے تعالی کی طرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں:

اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جاوے، اس کا جواب کوئی مجھ سے سنے یا نہ سنے، مگر میں یہی کہوں گا کہ اس یقین حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے جب وہ آسمان سے اترتا ہے، تو نئے سرے سے مردوں کو قبروں سے نکالتا ہے۔

(نزول المسیح۔ص ۹۷)

کیا خوب ہی وضاحت فرمادی کہ تم نہیں جانتے کہ میرا الہام، جو اپنے نوروں کے سمیت آیا، خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ اور برکات و یقین کا قفل میری الہام و کلام کی کنجی کے بغیر نہیں کھل سکتا۔ اور میں یہی کہوں گا کہ یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کے گواہوں اور نشانوں کی فہرست نزول المسیح کے آخر میں نمبرشمار کے ساتھ آپ نے دی ہے۔ قرآن مجید کے معجزات صرف قصہ ہو گئے جو بقول مرزا صاحب ایسے قصے ہندوؤں کے پاس زیادہ ہیں اور قرآن حکیم کی اعجازی قوت مسلمانوں سے مخفی ہو گئی۔ اب قرآن مجید حسب تصریحات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نعوذ باللہ مردہ کتاب ہے۔ ہدایت کے قابل وہ زندہ کلام الٰہی ہے جس کے نشانات بھی زندہ ہیں اور مشہود ہیں اور مرزا صاحب قادیانی پر نازل ہوتا ہے۔

۴۔ مرزا غلام احمد صاحب کا الہام تورات انجیل سے کم نہیں، اور نہ قرآن مجید سے اس کا درجہ کم ہے۔ جو شخص اس کلام کو جو مرزا صاحب قادیانی پر نازل ہوا، اگر تورات انجیل اور قرآن حکیم سے درجہ میں کم سمجھے، تو وہ جھوٹا اور لعنتی ہے۔ چنانچہ نزول المسیح میں مرزا غلام احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کم تر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے اور اپنی کرنیں زمین پر چھوڑتا ہے تو اس کی روشنی ایسی صاف دنیا پر پڑتی ہے کہ کسی دیکھنے والے کو اس کے نکلنے میں شک باقی نہیں رہتا اور نہ وہ کہہ سکتا ہے کہ کل کا سورج تو یقینی تھا مگر آج کا شکی ہے۔ (نزول المسیح۔ص ۱۰۸)۔

اس سے واضح ہے کہ جس طرح دونوں کی روشنی میں تفاضل نہیں ہوتا

اور ہر دن کی روشنی دینے والا ایک ہی سورج ہوتا ہے اسی طرح خدا بھی ایک ہے، اس کے الہام اور کلام بھی ایک درجہ پر ہوتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہر ایک دن میں اسی دن کی روشنی کام آتی ہے نہ اس سے پہلے دن کی روشنی۔ اسی طرح وہی الہام اور کلام مفید ہوتا ہے جو اسی وقت کا ہو اور اس کے نشانات بھی زندہ ہوں اور وہ صرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کلام ہے نہ قرآن مجید

آنچہ من بشنوم ز حکم خدا
بخدا پاک دانمش از خطا
ہمچوں قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں ست ایمانم

(نزول المسیح۔ص ۹۹)

(جو خدا کی وحی میں سنتا ہوں اللہ کی قسم میں اس کو خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ اور قرآن کی طرح اس کو منزہ جانتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے)

اپنے الہام کو قرآن کی طرح منزہ عن الخطا سمجھنا مرزا صاحب قادیانی کے ایمان میں داخل ہے۔ لہذا کوئی آدمی صرف مرزا صاحب قادیانی پر ایمان لا کر مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ مرزا غلام احمد صاحب کے جمیع الہام پر ایمان نہ لائے اور اس کو باقی کتب آسمانی کے برابر نہ سمجھے۔ اور یہ وہی مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو مصلحتاً کسی وقت یہ کہتے تھے

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب۔ (ازالہ اوہام)

اور: قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے۔ (براہین احمدیہ)

من خدا را بدو شناختہ ام
دل بدیں آتشش گداختہ ام
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید

(میں نے اسی الہام سے خدا کو پہچانا اور اسی الہام سے میرا دل جلا۔ خدا کی قسم یہ، میرا الہام، کلام مجید ہے جو خدائے پاک واحد کے منہ سے نکلا ہے)

آں یقینے کہ بود عیسی را
بر کلام، کہ شد برد القا
آں یقینے کلیم بر تورات
آں یقین ہائے سید السادات
کہ نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(وہ یقین جو عیسی کو اس کلام پر تھا جو اس پر نازل ہوا، اور وہ یقین کو موسی کو تورات پر تھا، اور وہ یقین جو سرور کائنات ﷺ کو (اپنی کتاب قرآن پر) میں اپنے الہام پر یقین کرنے میں ان سب سے کم نہیں ہوں اور جو کم کہے وہ جھوٹا اور ملعون ہے)

جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا الہام جمیع انبیاء کے الہام اور خصوصاً قرآن کریم سے کم نہیں اور اپنے اندر اور ساتھ زندہ نشانات اور انوار اور برکات رکھتا ہے اور دوسری سابقہ کتابوں کے نشانات جب مردہ ہو گئے اور ان کے معجزات قصوں کے رنگ میں آ کر محض فسانہ کی صورت اختیار کر گئے اور ان کا درجہ صرف چند لکھے ہوئے ورقوں سے زیادہ نہ رہا ہو، ان کی اعجازی قوت دنیا سے مستور ہو گئی ہو، تو پھر انصاف سے بتائیے کہ ہدایت پانے کے لئے کیا صرف وہی الہام اور کلام معین نہیں ہوگا جس میں فضائل مذکورہ تازہ بتازہ موجود ہوں ۔ اور وہ حسب تصریح مرزا صاحب قادیانی وہی زندہ کلام ہے جو ان پر ہی نازل ہوا۔ جب وہ نازل ہوتا ہے تو نئے سرے سے مردوں کو قبروں سے نکالتا ہے۔

دراصل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، الہامات کی مستقل کتاب رکھتے ہیں اور مستقل نبوت کے دعویدار ہیں باقی ظل بروز اور امتی نبی ہونے کی پیچیدگیاں وقتی اور دورانی کیفیتیں ہیں جو حصول مقصد کے لئے عوام الناس کے سامنے رکھ کر ان کی وحشت اور اضطرار کو رفع کرنے کے واسطے پیش کی گئیں

چنانچہ نزول المسیح کے صفحہ ۹۹ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(ہر نبی کو جو جام دیا گیا مجھے وہ سب جام پوری طرح دیئے گئے۔ ہر نبی میرے ہی آنے سے زندہ ہوا۔ ہر رسول میرے پیراہن میں چھپا ہوا ہے)

کیا یہ وہی درجہ تو نہیں جو تمام مسلمان نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں:

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۶۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۲ ص ۵۔۷)

مولانا ثناء اللہ صاحب کا کھیت پھل لا رہا ہے

مولوی عبدالخالق ڈیروی سابق واعظ اہل حدیث کانفرنس دہلی لکھتے ہیں:

ناظرین! آج آپ کے سامنے ایک خاص نمبر ہے مختلف مضامین زیر نظر ہوں گے ولیکن اصل یہ ہے کہ یہ تمام کاروائی بحیثیت مضمون ومناظرہ خواہ وہ کتاب قادیانی مذہب مصنفہ الیاس برنی کی صورت میں ہو، یا تصنیفات معماریہ کے رنگ میں ، چھوٹی انجمن ہو، یا جمیعت احرار کی صورت میں ، یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ بنیاد دراصل جو آخری فیصلہ کی صورت میں من جانب اللہ قائم اور ظاہر ہوئی وہ مولانا فاتح قادیان (ثناء اللہ امرتسری) کا وجود ہے باقی سب اسی کی فرع اور شاخیں ہیں (اس اعلان کے بعد مرزا صاحب قادیانی دو سال کے اندر فوت ہو گئے۔ اگر موت نہ آتی تو ضرور تکمیل تک کام پہنچتا۔ تعجیل موت نے سب کام خراب کیا مرزا صاحب کا کیا قصور؟ ثناء اللہ) جس طرح کہ پنجاب کے طول وعرض میں کوئی بھی مدعی نبوت ہو وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کھیت کا پھل ہے کیونکہ آپ ہی سے باب نبوت مفتوح ہوا۔ سنیئے:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ارشاد فرماتے ہیں:

یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے بھی نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ (ضرورۃ الامام۔ص ۵)

پس ہماری نگاہ میں بلکہ تمام با انصاف اور بصیرت افروز نگاہوں میں جس طرح احمد نور کابلی، بوٹا جہلمی، عبداللہ پٹواری، وغیرھم مدعیان نبوت مرزا غلام احمد صاحب کے کھیت کا پھل ہیں، بعینہ اسی طرح جماعتی رنگ میں ہو، خواہ انفرادی حالت، چھوٹی ہو یا بڑی جمیعت، پنجاب میں ہو یا دکن میں، جو بھی قادیانی جھوٹی نبی کے متعلق کام ہے یا آئندہ ہوگا، وہ حضرت فاتح قادیان (ثناءاللہ امرتسری) کا ثمر ہے:

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ تست

اس مختصر مگر ضروری تمہید کے بعد میری خادمانہ التجا صرف یہ ہے کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی پر منصفانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو آپ کا مقصد تشریف آوری صرف خدمت اسلام پر مبنی نہیں بلکہ آپ نے اس کی تکمیل کو اپنا معیار صداقت ٹھہرایا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

میرے آنے کے دو مقصد ہیں:

اولاً مسلمان اصل اسلام پر قائم ہو جائیں۔

ثانیاً عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اوران کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بھول جائے۔ خدا واحد کی عبادت ہو (اخبار الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مختلف مقامات پر خود اس کی تشریح کر دی ہے تاکہ فرمان جناب شرمندہ احسان اغیار نہ ہو بلحاظ اختصار دو حوالے درج ذیل ہیں ۔مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

مسیح موعود جس کے نام سے میں آیا ہوں اس کے زمانہ میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جاویں گی اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔

(چشمہ معرفت۔ ص ۸۳)

ضروری ہے کہ اختلاف اور فرقہ بندی کی موجودہ عداوت مسلمانوں سے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم کا اختلاف مٹ کر فقط اسلام کی اصل تصویر دنیا کے سامنے قائم ہو یعنی فقط ایک ہی مذہب اسلام ہو۔

۲۔ میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی

جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر قائم کروں پس اگر مجھ سے کروڑ ھا نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

غلام احمد۔ (اخبار بدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

ناظرین ! آپ کے اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ اس دن ۱۹۰۶ء تک یہ دونوں حقیقی مقصد ظہور میں نہیں آئے اور مئی ۱۹۰۸ء کو آپ واصل آنجہانی ہوئے یعنی کیا مسلمانوں کی اصلاح ہوئی۔ عام مسلمان تو در کنار خود مریدوں کی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ سنئیے ! مرزا صاحب قادیانی کی شہادت ہم پیش کرتے ہیں:

ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاکدلی اور پرہیز گاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی میں انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی خودغرضی کی بنا پر لڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے دست بداماں ہوتے ہیں بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں وغیرہ۔ (شہادۃ القرآن۔ص۲)

(لاہور اور قادیان کے دو مرکز صرف مرزا صاحب قادیانی کے لئے مصدق بنے ہیں تاکہ کسی منکر کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔)

آیئے اصول اسلام کے ماتحت آپ کو بتلاؤں کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ کا نقشہ آنجناب ﷺ نے کیا بتلایا ہے

و لتذهبن الشحناء و التبا غض و التحا سد و ليعود الى المال فلا يقبله ا حد۔ (مشکوۃ باب نزول المسیح) مسیح موعود کے زمانہ میں لوگوں کے بغض و حسد دور ہو جائیں گے اور مال کی طرف بلائے جائیں گے کوئی قبول نہ کرے گا

(کیا قادیان میں کوئی روپیہ قبول نہیں کرتا۔؟ الاّ خلیفہ اور اس کے اتباع۔)

اب ذرا عیسی پرستی کے ستون کو دیکھئے کہ کہاں تک کمزور ہوا۔

اس کے لئے مردم شماری ۱۹۱۱ء، ۱۹۲۱ء، ۱۹۳۱ء بالترتیب شاہد ہے کہ عیسائی

آبادی بڑھ رہی ہے۔ کیوں نہ ہو، مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس الماریاں کتب حکومت کی تائید میں لکھیں اور اسلامی ملک میں بکثرت شائع کیں یہی وجہ ہے کہ عیسائی آرگن بانگ دہل کہہ رہا ہے کہ قادیانی نبی عیسائیت کا مبلغ ہے۔

قادیانی اور لاہوری دوستو غور سے سنو! آج تک مسلمان یہ مانتے رہے کہ حضرت عیسی کو یہودیوں نے صلیب نہیں دی، مگر مرزا جی کہتے ہیں کہ انہوں نے مصلوب کیا اور یہ سمجھ کر دفن بھی کر دیا کہ وہ مر گئے۔ مگر دراصل وہ صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ مردہ سا ہو گئے تھے۔

یعنی مسیحیوں کا سارا عقیدہ مان گئے۔ صرف، سا، کی کسر رہ گئی ہے۔ اب ہمیں مسلمانوں کو یہ منوانا آسان ہو گیا کہ حضرت مسیح مصلوب ہو گئے اور اسی پر تمام مسیحی دین کا مدار ہے (یعنی وفات مسیح پر جس پر تمام قادیان کا بیت المال خرچ ہوتا ہے اور مسلمانوں کو مسیحی پادریوں کے لئے مستعد کیا جاتا ہے) کیونکہ پولوس رسول کہتے ہیں اگر مسیح مصلوب نہیں ہوا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے۔

۴۰ کروڑ مسلمانان عالم کو مسیح کی مصلوبیت منوانیوالے قادیانی نبی خدا جانے کس منہ سے کہتے پھرے کہ میرے دم سے نام ونشان مٹ جائے گا (اسواسطے پچاس الماریاں پر کیں)

قادیانی دوستو! کیا اب بھی میدان مناظرہ میں آکر بولو گے کہ مسلمان عیسائیوں کا خدا زندہ بتلا کر عیسائیت کی امداد کر رہے ہیں۔ یہ وہ بات کہ حضرت فاتح قادیان ایدہ اللہ نے مدتوں پہلے فرمائی تھی کہ عیسائیت کی بنیاد کفارہ پر ہے چونکہ مسیح مصلوب نہیں ہوا اس لئے کفارہ باطل ہے نہ بانس ہو نہ بانسری بجے۔ کیا اب شھد شا ھد من اھلھا کے باوجود بھی انکار پر مصر رہو گے۔ انصاف سے کہنا عیسائیت کے مروج آپ ہیں یا مناظر اسلام۔

اب نتیجہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ مرزا صاحب آنجہانی نے اسلام کی کتنی خدمت کی اور اپنے اصول مقرر کردہ کے مطابق کہاں تک کامیاب ہو کر تشریف لے گئے جلدی میں یہ نہ کہہ دینا

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا۔ ہم الٹے، بات الٹی یار الٹا

اب ذرا چیز اسلامی توقیر و تعظیم ہے وہ دیکھتے میں مغائرت کثیرہ کے ساتھ

نہیں بلکہ سرزمین قادیان میں بالکل کالعدم ہے یا دوسرے لفظوں میں اسلام اور بادی اسلام سے کھلی عداوت ہے یہی وجہ ہے کہ قادیانی پریس کا ضروری اور بہترین شغل صرف مخالفت اسلام ہے۔ایک دوحوالے درج ذیل ہیں :

حضرت مسیح موعود (مرزا) کا ذہنی ارتقا، آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے (ان الفاظ کو نہایت غور سے پڑھیں۔ثناء) نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا ورنہ قابلیت تھی

(قادیانی ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۲۹ء)

(اہل حدیث بتلائے کہ تمدن سے کیا مراد ہے جو حضور ﷺ اور عہد فاروقی میں نہیں تھا اور آج محکومیت کے باوجود قادیانی احباب پر محیط ہے)

۲۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔(ڈائری خلیفہ قادیان ۱۹۲۲ء)

۳۔میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) اس قدر رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے ولیکن کیا شاگرد استاد کا مرتبہ ایک ہو سکتا ہے گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر ہو جائے کہ جو کچھ رسول کریم کے ذریعہ سے ظاہر ہوا وہی مسیح موعود نے کر دکھایا اس لحاظ سے برابر بھی ہو سکتا ہے۔ (ذکر الٰہی ص ۹)

ناظرین! یہ ہے نفع مند خاردار قوم قادیانی نبی کا درخت جس کے ترشح سے دنیائے اسلام ہر وقت بیزار اور متنفر ہے خدا جانے یہ لوگ کس منہ سے عوام کو کہتے ہیں کہ ہم خدمت اسلام کر رہے ہیں صاف کیوں نہیں کہتے کہ شاہ یمن کی طرح جلسہ قادیان کو ظلی حج قرار دے کر لوگوں کو مکہ اور مدینہ منورہ سے ہٹا کر قادیان کو کعبہ بنانا قصود اصلی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا نمبر کے لئے فقط یہی کافی ہے کہ حضرت فاتح قادیان زندہ ہیں اور آپ کا آخری فیصلہ شان ایزدی کے ساتھ خوب پھل لا رہا ہے

اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء۔

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۳۔اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۳ ص ۵۔۶)

مسیح موعود کے آنے کا وقت ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ہیضہ، طاعون وغیرہ امراض کا ہونا بے شک حکیموں اور ڈاکٹروں کو چاہتا ہے، مگر یہ امر ہر ایک دانا جانتا ہے کہ ڈاکٹروں کے آنے کا مقتضی اور نتیجہ دو چیزیں ہوتی ہیں ایک نہیں۔ مقتضی، وبا، ہے۔ اس کا نتیجہ، صحت، ہے۔ مگر قادیانی دماغ میں یہ بات نہیں سما سکتی وہ مقتضی اور نتیجہ کو ایک ہی جانتے ہیں ان کے نزدیک طاعون کے زمانہ میں ڈاکٹر کے آنے کی ضرورت ہے مگر وہ ڈاکٹر کے آنے اور ڈیوٹی پوری کر کے پنشن پا جانے کے بعد بھی طاعون کو بدستور دیکھ کر ڈاکٹر کے آنے کا زمانہ کہتے ہیں۔ ساتھ ہی اس کے یہ غضب بھی کرتے ہیں کہ پہلے ڈاکٹر کو ماہر فن اور کامیاب بھی مانتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ ڈاکٹر کے آنے کے بعد اگر وبا دفع نہیں ہوئی تو ڈاکٹر کو ناکام بلکہ اناڑی کہتے لیکن ان کی الٹی سمجھ میں یہ سیدھی بات نہیں آتی کہ نتیجہ اور مقتضی دو چیزیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ انہی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے

فما لھٰؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثاً (پ ۵ ع ۸)۔

سچ ہے

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

اس تمہید کے بعد قادیانی اخبار کا مضمون پڑھیے جس میں (بزعم خود) اہل حدیث امرتسر کا جواب دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے

مسلمان کی تعریف :

اہل حدیث ۳۱ مئی میں مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ناظرین کی خاطر درج کیا جاتا ہے :

مسلمانوں میں ۹۹ فی صدی لوگ ایسے مسلمان ہیں جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں مسلمان کا لفظ ہر خاص

و عام کی زبان سے سنا۔ لغت کی کتابوں میں بھی اس لفظ کو سینکڑوں مرتبہ پڑھا، اخباروں میں بھی مسلمانوں نے چھپا ہوا دیکھا لیکن یہ خاک نہ سمجھ سکا کہ مسلمان کون قوم ہے۔ سنی سنائی کچھ باتیں کانوں میں پڑی ہوئی تھیں ان کی بنا پر خیال کرتا تھا کہ مسلمان اس کو کہتے ہیں جس نے پتنگ بازی کبوتر بازی، مرغ بازی، بٹیر بازی، قمار بازی، اور ہم چوں قسم کی تمام بازیوں کو اپنے حق میں رجسٹر کرا لیا ہو۔

ہاں اور مسلمان اس کو کہتے ہیں جس کا مایہ ناز پیشہ گدائی ہو، قلاش ہو، دھوکہ باز ہو، ہیجڑا ہو، چور ہو، چغلی ہور ہو۔

پس اس سے زیادہ مسلمان کے متعلق دماغ میں تخیل نہ تھا۔

صورت کے اعتبار سے مسلمان کا تخیل بھی عجیب تھا مسلمان اس کو سمجھتا تھا جو خوب موٹا تازہ ہو، رخسارے پر داڑھی کے بال ہوں، جبین نیاز پر سجدہ کا سیاہ داغ ہو، سر پر عمامہ بندھا ہو، خوب لمبا چوڑا چغہ زیب بدن ہو، پیروں میں پائیجامہ حد شرعی سے آگے بڑھا ہوا نہ ہو..

لیکن قرآن و حدیث والا مسلمان امیروں میں تلاش کیا، مسجدوں میں کھوجا ، خانقاہوں میں ڈھونڈھا ، حکومت کے دفاتر میں جستجو کی، کونسل کے ممبروں میں تلاش کیا، مگر آخر کار پریشانی بسیار کے بعد معلوم ہوا کہ اس قسم کے انسان کی پیدائش اب بالکل بند ہوگئی۔ (ص ۹۔۱۰)

ناظرین! کیا یہ لا یبقی من الاسلام الا اسمه و لا یبقی من القرآن الا رسمه مساجد هم عامرة و هی خراب من الهدی علماء هم شر من تحت ادیم السماء کی حرف بحرف تصدیق نہیں۔ کیا اب بھی مسیح موعود کے آنے کا وقت نہیں کیا کوئی اور کسر امت مرحومہ کے خراب ہونے میں باقی ہے۔ کیا ابھی خدا بندوں کے علاج سے بے خبر ہے کیا ابھی تک اس کے کانوں میں آہ و بکا کی آواز نہیں پہنچی۔ یقیناً پہنچی۔ اور اس نے اپنے مامور و مرسل ہادی و رہنما حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھیج دیا۔ اس سے زیادہ اور کیا دلیل آپ کی صداقت کے لئے ہو سکتی ہے

کہ آپ ضرورت کے وقت تشریف لائے۔ پس مبارک ہے وہ جو آسمانی آواز کو پہچانتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے اور بدقسمت ہے وہ جو ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے کہ ابھی ضرورت نہیں۔

(فاروق قادیان ۷۔ اگست ۱۹۳۵ء ص ۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ہم مانتے ہیں کہ لوگوں کی گمراہی مقتضی اس امر کی ہے کہ مسیح موعود آئے۔ خدا کرے کہ آئے۔

قادیانی ممبرو! تم لوگ بھی ہماری اس تمنا کی تائید کرتے ہو، اگر کرتے ہو تو راست پسندی سے مرزا صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہو:

کوئی بھی کام مسیحا (مرزا) تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۰۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۴ ص ۴۔۵)

قادیانی مسیح مسیحیوں پر غالب آیا یا مغلوب ہوا؟

ھا تو ا بر ھا نکم ان کنتم صا دقین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۲۔ اگست میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اتنا بڑا کام کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت توڑی جو عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر ہے۔ کس طرح توڑی؟ اس طرح توڑی کہ حیات مسیح کے عقیدہ کی تغلیط کر کے ان کی موت ثابت کر دی۔ حالانکہ واقعہ اس کے برخلاف ہے جس کی تفصیل مع ثبوت آج ہم پیش کرتے ہیں اور قادیانی پریس کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ ثبوت کا جواب دے۔

جون ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب قادیانی کا عیسائیوں کے وکیل ڈپٹی آتھم سے مباحثہ ہوا۔ مضمون مباحثہ الوہیت مسیح تھا۔ جس میں مرزا صاحب قادیانی مبطل

تھے اور عیسائی مثبت ۔ اس مباحثہ کی روداد مطبوعہ ملتی ہے اس مباحثہ کے خاتمہ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو اظہار رائے کیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں :

میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں ۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا زمین وآسمان ٹل جائیں اس کی باتیں نہ ٹلیں گی ۔ (جنگ مقدس۔ص ۱۸۸)

ناظرین با نصاف ! ان الفاظ پر غور کریں تو دو نتیجوں پر پہنچیں گے ۔

۱۔ یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب کا یہ تاریخی مناظرہ کچھ زیادہ قابل فخر نہ تھا بلکہ ایسا ہی تھا جیسے عام طور پر مناظرین کیا کرتے ہیں ۔

۲ ۔ دوسرا نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا طرہ امتیاز وہ پیش گوئی ہے جو آتھم کے متعلق کی گئی ہے یعنی وہ بسزائے موت ۱۵ ماہ کے عرصہ میں مر جائے گا۔

یہاں پر پہنچ کر مطلع صاف ہے ۔ کیا یہ طرہ امتیاز مرزا صاحب قادیانی کو حاصل ہوا ؟ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حسب پیش گوئی مرزا صاحب غلام احمد قادیانی، ڈپٹی آتھم کی عمر کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھا مگر موت ان کی ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو واقع ہوئی (انجام آتھم ص ۱) یعنی میعاد پیش گوئی (۱۵ ماہ) سے قریباً دو سال بعد۔

مرزا صاحب قادیانی ایسے خام نہ تھے کہ اس کو بے عذر اور لا جواب چھوڑ جاتے آپ نے اس پر خوب عذر تراشے اور (بقول مریدین) بڑے بڑے دنداں شکن جواب دیئے مگر سب سے اچھا جواب یہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

ڈپٹی آتھم بہر حال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر مرا یا میعاد کے باہر، آخر مر

تو گیا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۱۲۹۔۱۳۰)

یعنی میعاد ۱۵ ماہ کی کوئی پابندی نہیں اگر یہ بدظنی کسی کو پیدا ہو کہ اصل میعاد ۱۵ ماہ تھی اور کل میعاد ۳۰ ماہ سے بھی اوپر ہوئی کیونکہ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء سے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء تک پورے ۲۲ ماہ ۲۲ یوم ہوتے ہیں یہ اچھی میعاد ہے کہ کل مدت موعود کے ڈیوڑھے سے بھی زیادہ ہوگئی۔ تو اسکا جواب بالکل آسان ہے جو ہم مرزا صاحب کی طرف سے دیتے ہیں کہ دنیاوی عدالتوں میں بسا اوقات اصل رقم سے سود کی رقم المضاعف (دگنی چوگنی) پر ڈگری ہوتی ہے اگر آتھم کو اصل میعاد سے ڈیوڑھی مدت مل گئی تو اعتراض کیا؟ ایسے معترض کو کہہ دینا چاہیے:

تو آشنائے حقیقت نہ ء خطا این جاست

ناظرین! للہ غور کیجئے کہ ابطال الوہیت مسیح کا مباحثہ تو معمولی بات تھی اصل مدار مباحثہ (۱۵ ماہی پیش گوئی) کا یہ حال ہوا کہ پادری آتھم سوا سال سے تجاوز کر کے قریباً دو سال بعد فوت ہوا جس پر مسیحی لوگ اس قدر خوش تھے گویا انہوں نے فلسطین فتح کر لیا بازاروں میں اتنا شور مچاتے پھرتے تھے کہ الا مان و الحفیظ۔ ان کے رجزیہ اشعار میں سے ایک دو شعر یہ ہیں

پنجہ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی

کچھ کرو شرم و حیا تاویل کا اب کام کیا
بات اب بنتی نہیں کوئی بنائی آپ کی

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

ناظرین کرام! ان واقعات کو مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ قادیانی مسیح، مسیحیوں پر غالب ہوا یا وہ ان پر غالب ہوئے:

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۵ ص ۴)

عبدالحق لاہوری پختہ احمدی ہے

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

ہر مذہب میں پختہ وہ ہوتا ہے جو اس مذہب کے بانی اور ہادی کی سنت پر پورا چلنے والا ہو، مرزا قادیانی جیسے کچھ تھے پبلک کو معلوم ہے نہ ان کی زبان کذب سے محفوظ تھی نہ ان کی قلم ۔خاص کر اپنے مخالف کے حق میں تو ہر طرح کے افتراء کرنے کا ان کو حق حاصل تھا ۔چنانچہ حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری فاتح قادیان کے حق میں بدترین افتراء کرتے ہیں کہ

آپ کا گذارہ کفن فروشی پر ہے ۔(اعجاز احمدی)

عبدالحق لاہوری جماعت کا مبلغ ان معنی میں مرزا صاحب قادیانی کا پورا متبع ہے۔آپ نے آج سے پہلے جب کبھی مولانا کے حق میں کوئی مضمون لکھا تو باتباع مرزا افتراء سے کام لیا۔گذشتہ واقعات سے تو ہم چشم پوشی کرتے ہیں۔حال کا واقعہ ناظرین کے پیش خدمت کر کے چیلنج دیتے ہیں کہ عبدالحق اگر واقع میں عبدالباطل نہیں تو اپنے دعوی کا ثبوت دے۔آپ کے الفاظ یہ ہیں:

مولوی ثناءاللہ صاحب نے ایک مقدمہ میں متقی کے معنی فاسق فاجر بتائے ایک عرصہ کے بعد انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔جب بیان کی مصدقہ نقل شائع کی تو کہنے لگے ایسے لوگ ایک معنی سے متقی ہوتے ہیں۔

(اخبار پیغام صلح ۲۷۔اگست ۱۹۳۵ء)

چیلنج: اس عبارت کا مضمون دو فقروں میں ہے۔

۱۔ایک یہ کہ مولانا ثناءاللہ نے متقی کے معنی فاسق فاجر بتائے تھے

۲۔ دوم یہ کہ اعتراض ہونے پر بتایا کہ فاسق ایک معنی میں متقی ہوتا ہے۔

میرا چیلنج ہے کہ دونوں فقرے جھوٹ بہتان اور افتراء ہیں۔میں اس افتراء کو ثابت کرنے کے لئے لاہور آنے کو تیار رہوں بے شک کسی اہل علم یہاں تک کہ لاہوری لیڈر ڈاکٹر بشارت احمد احمدی اور مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کو بھی منصف ماننے

کوطیار ہوں بشرطیکہ وہ آپ کا ثبوت اور میرا جواب سن کر فریقین کا تحریری بیان کر کے بغیر مشورہ کسی دوسرے کے تحریری فیصلہ اسی مجلس میں دے دیں۔

اب عبدالحق کو اختیار رہے کہ عبدالحق بنے یا عبدالباطل۔ اب اگر تم فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم تمہارے بڑے بھائی الفضل کا مقولہ پیش کریں گے:

یہ بھی کوئی انسانیت ہے کہ الزام لگانے کے وقت تو ذرا شرم وحیا محسوس نہ کی جائے لیکن جب فیصلہ کے لئے بلایا جائے تو سامنے آنے کی جرأت نہ کی جائے۔ (الفضل قادیان ۳ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۱)

او لاہوری پارٹی کے مرزائیو! ہم نے مانا کہ آپ لوگ ارادہ کر چکے ہیں کہ حق گوئی کو ایک مکروہ فعل سمجھ کر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا جائے لیکن میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ یہ اصول کسی اور صورت میں استعمال کریں اعیان اہل حدیث تمہارے اس اصول کو ہر طرح توڑ دیں گے کیونکہ ان کو نبوت قادیانی توڑنے میں پرانی مشق ہے اعتبار نہ ہو تو مرزا صاحب کا آخری فیصلہ (۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء) پڑھو جس کے متعلق میرا ایک مضمون درج ذیل ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۶ ص ۶۔۷)

کذب قادیانی: اڈیٹر فاروق کی زبانی

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مرزائے قادیان نے مولانا ثناء اللہ کے ہاتھوں تنگ آکر اپنی آخری عمر میں جو دعائیہ اعلام شائع کیا تھا اس کا مضمون زبان زد عام وخاص ہے خلاصہ اس کا یہ تھا کہ

گفت مرزا مر ثناء اللہ را
میرد اول ہر کہ ملعون خدا ست

اس اعلان کا جو نتیجہ ظاہر ہوا، وہ بھی ظاہر ہے۔ یعنی:

خود روانہ شد بسوئے نیستی
بود خود کذاب لیکن گفت راست

آخری فیصلہ کے منکروں میں منشی قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق پیش پیش ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمیں ان کے حال پر بہت ہی رحم آتا ہے کہ ان بے چاروں نے خدا جانے کس محنت سے تین سو روپیہ اکٹھا کیا تھا وہ بھی مولانا ثناء اللہ نے لدھیانہ کے مباحثہ میں بیک جنبش جیب میں ڈال لیا۔اخبار زمین دار میں کیا سچ لکھا تھا:

خدا شرمائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

منشی صاحب موصوف سے ہم کو کتنا ہی اختلاف ہو بحیثیت انسان ان سے ہمیں ہم دردی ہے۔

اس لئے محض ان کی اور دیگر قادیانیوں کی خیر خواہی کے لئے ایک فیصلہ کن حوالہ دکھاتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی نے آخری فیصلہ والی دعا کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ میری دعا قبول ہوگئی منشی قاسم علی صاحب نے لدھیانہ کے مباحثہ میں صاف انکار کر دیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام (اجیب دعوۃ الداع ..) آخری فیصلہ کے متعلق نہ تھا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ:

> اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ ڈائری مندرجہ اخبار بدر ۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء (جس میں مذکورہ الہام درج ہے) مرزا صاحب کے اشتہار ۱۵۔اپریل والے کے متعلق ہے تو بے شک مولوی صاحب سچے ہوں گے کیونکہ جب خدا نے ہی اشتہار اپنے حکم سے دلوایا اور پھر اس کے متعلق منظوری کا الہام بھی کر دیا تو ایسی صورت میں مرزا صاحب کا ہی معاذ اللہ جھوٹا ہونا لازم آتا ہے۔

(رسالہ فاتح قادیان مباحثہ لدھیانہ ص ۱۷)

منشی قاسم علی صاحب کا یہ عذر چونکہ سراسر باطل اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی تصویر تھا۔منشی صاحب نے اگرچہ ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے اپنے مسلّمہ ثالث کے فیصلہ سے انکار کیا تاہم مجھے یقین ہے کہ منشی صاحب موصوف اپنے مسلّمہ واجب الاطاعت امام کی بات کو ردّ نہ کریں گے۔پس منشی صاحب موصوف پہلے اپنا مقولہ ذہن نشین کر لیں جو یہ ہے: اگر الہام اجیب دعوۃ الداع آخری فیصلہ کے متعلق

ثابت ہو جائے تو مرزا صاحب قادیانی جھوٹے ہیں۔

اس کے بعد خلیفہ قادیان (مرزا محمود) کا مقولہ پڑھیں جو یہ ہے:

حضرت اقدس (مرزا) نے ثناء اللہ کی نسبت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے ان کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ ایک وعید کی پیش گوئی ہوگئی۔

(تشحیذ الاذہان بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۹)

منشی قاسم علی صاحب ملاحظہ کریں کہ آپ کا مقتدا و امام و مطاع کیا صاف تصریح کرتا ہے کہ قبولیت دعا کی اطلاع آخری فیصلہ کے متعلق ہی تھی کیا آپ حسب اقرار خود اب مرزا جی کے حق میں وہی اعتقاد رکھیں گے جو آپ نے ظاہر کیا تھا

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۶ ص ۷)

قادیان سے اہل حدیث کو سیاسی اتحاد کی دعوت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الفضل نے اپنی معمولی حکمت عملی سے شیعہ اور جماعت اہل حدیث کو سیاسی اتحاد عمل کی دعوت دی ہے۔ ایسا کیوں کیا ہے؟ چونکہ جمہور احناف کسی طرح سے بھی قادیانیوں سے تعاون نہیں کر سکتے اس لئے بقول:

جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

اہل حدیث اور شیعہ ان کو یاد آئے۔ قادیانی حضرات تو احناف سے ڈر کر ادھر آئے ہیں، مگر اہل حدیث عرصہ سے قادیانیوں سے سہمے بیٹھے ہیں کیونکہ خلیفہ قادیان کا کھلا اعلان ہے کہ:

ہم درندوں سے صلح کر سکتے ہیں مگر ہمارے عقاید پر طعن کرنے والوں سے صلح نہیں کر سکتے (میاں محمود)۔ (الفضل ۸ فروری ۱۹۲۹ء ص ۵)

اہل حدیث تو مرزا صاحب اور ان کے عقاید کے جیسے کچھ مخالف ہیں وہ حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا صاحب سے معلوم ہو سکتا ہے اس لئے قادیانی اتحاد سے ہمیں

خطرہ ہے جس کا اظہار کسی شاعر نے یوں کیا ہے:

حسینوں سے نہ مل اے دل ہمارے دیکھے بھالے ہیں
نہیں ڈسنے سے رکنے کے ستم گر ناگ کالے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۶ ص ۱۵)

قادیانی علم کلام کا ایک نیا شاہکار

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار لکھتے ہیں:

ہم بار ہا تحریراً و تقریراً اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ قادیانی مسیح کی کوئی ادا، کوئی قول، کوئی اصول ایسا نہیں جس میں (نبوت و رسالت تو بڑا بلند مقام) معمولی خردمند انسانوں کی سی جھلک بھی موجود ہو۔

قادیانی علم کلام کا سنگین نما سرابی قصر محض نفسانیت وخودغرضی کی ریتلی اساس پر کھڑا ہے۔ ماہتاب علم کی ایک معمولی سی جھلک، نیّر عقل کی ایک مدھی سی کرن بھی اس بودے محل کے تہس نہس کرنے میں بم کے گولے کا کام دے سکتی ہے۔ مگر سمجھنے کو دل، سوچنے کو دماغ پڑھنے کو ایما کی مصفا عینک درکار ہے۔ قادیانی سلطان القلم نے جس جدید علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے، جن پر مرزائیوں کی جملہ اصناف پھر رہی ہیں، اس کے تباہ کن مجموعہ سے ایک ہلکا سا اخلاق سوز ایمان پاش اصول درج ذیل ہے۔ چونکہ مرزا جی قادیانی اپنے خود ساختہ مشن کے پھیلانے کے لئے دن رات کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف میں اس طرح صرف کرتے تھے کہ نماز کے اوقات مفروضہ کی بھی پرواہ نہ کر کے عموماً جمع کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے اس لئے آپ نے اعتراضات سے بچنے کے لئے یہ اصول وضع کیا کہ:

کوئی یہ نہ دل میں گمان کرے کہ یہ روز گھر میں جمع کر کے نمازیں پڑھا دیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی کی تھی کہ آنے والا شخص نماز جمع کیا کرے گا سو چھ مہینہ تک باہر جمع کرواتا رہا ہوں اب میں نے کہا کہ عورتوں میں بھی اس پیش گوئی کو پورا کر دینا چاہیے ہر ایک مسلمان کا فرض کہ

آنحضرت ﷺ کے قول کو پورا کرے کیونکہ وہ پورا نہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ ایک دفعہ نبی کریم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا تو حضرت عمر نے اس کو سونے کے کڑے جو لوٹ میں آئے تھے پہنائے حالانکہ سونے کی چیز (پہننی) مردوں کے لئے ایسی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں (مثل خمر و خنزیر سرقہ زنا وغیرہ۔ معمار) لیکن چونکہ نبی کریم ﷺ کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے مسلمان کو بھی آنحضرت ﷺ کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (رسالہ تشحیذ الاذہان۔ ج ا نمبر ۲۔ ۱۹۰۶ء)

اول تو اس تقریر پر تزویر میں رسول اللہ ﷺ پر یہ صریح افترا ہے کہ آپ کے کسی فرمان کا یہ منشا ہے کہ

قادیان کا مشک و عنبر و کستوری کھانے والا نیز (حسب فیصلہ سیشن جج ضلع گورداسپور) شراب استعمال کرنے والا بلکہ (بقول مرزا محمود مندرجہ الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء) افیون کھانے والا اور بقول خود فرشتگان کی گود میں پرورش پانے والا (اشتہار الانصار اکتوبر ۱۸۹۹ء) اور فرشتوں کے ہاتھوں سے دواؤں کا پڑا (بڑی پڑیا) منہ میں ڈلوا کر طاقت ور اور تندرست انسان ہو جانے والا (تریاق القلوب طبع دوم ص ۷۸) مسیح موعود، جس نے بڑھاپے میں، بستر عیش، کے الہام گھڑ کر (البشریٰ۔ ج ۲ ص ۸۸)، پہلی بیوی کو طلاق دی اور دوسری سے نصف درجن اولاد پیدا کی اور تیسری کمسن کے ساتھ آسمان پر نکاح پڑھے جانے کا اعلان کر دیا اور ساری عمر اس کے ملنے کی امید میں گنوائی، ہاں ہاں وہ مسیح موعود جس کی معمولی سی تکلیف صحت بخشنے والی ادویہ خود بخود خاطر خدمت ہو کر خاکسار پیپرمنٹ (البشریٰ۔ ج ۲ ص ۹۴) کی مضحکہ خیز صدائیں بلند کرتی ہوں، وہ مسیح موعود ہماری کے عذر سے آرام و راحت کے دولت کدہ میں نمازیں جمع کیا کرے گا۔

خدا کی قسم یہ رسول اللہ ﷺ پر افترا دروغ بے فروغ، سیاہ نہیں سفید جھوٹ ہے۔ دوم مرزا جی کے اس اصول کی بنا پر دنیا جہان کی بدکاریاں، بدکرداریاں، فرض و

واجب قرار دی جاسکتی ہیں دیکھئے بروائت مرزا قادیانی۔رسول اللہ ﷺ کی ایک یہ بھی پیش گوئی ہے:

آخری زمانہ (جو بقول مرزا یہی زمانہ ہے۔معمار) کے اکثر مولوی یہودیوں کے مولویوں سے مشابہت پیدا کرلیں گے ...اس قدر مشابہت پیدا کریں گے کہ اگر کسی یہودی نے ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کرلیں گے۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق۔ص ۱۴۴)

ایمان سے بتلاؤ کہ اگر تمہاری جماعت کے اکابر، آنحضرت ﷺ کی اس پیش گوئی کو خود پورا کرنے پر اتر آئیں کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حکم ہے کہ پیش گوئی خواہ حرام امور پر مشتمل ہو پوری کرنی ہر ایک کا فرض ہے،تو تم اپنے علماء کو اس فعل سے منع کرو گے؟

یہی ہے تمہارے مجدد زماں مسیح دوراں سلطان المتکلمین کا علم کلام،جس پر تم لوگ نازاں ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۷ص ۴-۵)

خاتم النبیین : بجواب قادیانی ٹریکٹ

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

منکر ختم نبوت ہوکے اہل قادیان اپنے وقتوں کے ثمود و عاد ہوجانے لگے

ما کان محمد ابا احدِ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ (ازالہ اوہام طبع اول ۶۱۴۔طبع دوم ص ۲۵۲)

اس آیت میں خدا تعالی غیر مشتبہ الفاظ کے ساتھ:

وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول (بناکر) نہیں بھیجا جائے گا ۔(ازالہ اوہام۔طبع اول۔ص ۵۸۶۔طبع دوم ص ۲۴۲)

پس جس صورت میں کہ:

خدائے رحیم وکریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا اور نبی ﷺ نے بطور تفسیر مذکورہ فرما دیا کہ (لا نبی بعدی) میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے۔ (قول مرزا مندرجہ حمامۃ البشری)

پھر اس پر مزید تشریح یہ کہ

حدیث لا نبی بعدی میں (بھی) نفی عام ہے۔

(ایام الصلح اردو از مرزا ص ۱۴۶)

اور نبی ﷺ نے بار بار فرما دیا کہ:

دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال ہوں گے۔

(ازالہ طبع اول۔ص ۱۹۹ طبع دوم ص ۸۱)

جو نبوت کا دعوی کریں گے تو اب کس کا دل گردہ ہے کہ کلمہ گو ہوتے ہوئے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی بھی نبی کے پیدا ہونے کا یقین وایمان تو بڑا درجہ ہے وہم وگمان بھی کرے۔ پس کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج مدعیان اسلام بلکہ اسلام کے بلا شرکت غیرے واحد ٹھیکہ داروں کا ایک گروہ طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے اس منصوص ومبرہن متفقہ اجماعی مسئلہ میں رخنہ اندازی پر کمر بستہ ہے۔ آہ:

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس وقت ہمارے سامنے مرزائیوں کا ایک چو ورقہ اشتہار ہے جو مولوی محمد علی اجمیری پنجابی نے لکھا اور ناظر دعوت وتبلیغ قادیان نے شائع کیا۔ یہ ٹریکٹ ہمیں بعض احباب کی طرف سے برائے جواب ارسال کیا گیا ہے اگرچہ ہم مسئلہ ختم نبوت کو اپنی تصنیف محمدیہ پاکٹ بک میں بشرح وبسط ختم کر چکے ہیں اس کے بعد کسی اور مضمون لکھنے کی ہمارے نزدیل قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی مگر بپاس خاطر احباب مرسلہ اشتہار کا جواب بھی لکھا جاتا ہے۔ و باالله التوفیق

مرزائی اشتہار کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی دو قسم کے ہیں ایک شریعت والے دوم بلا شریعت۔ آنحضرت ﷺ پہلی قسم کے خاتم ہیں دوسری کے نہیں۔

اس دعوی پر مشتہر نے چند بزرگان دین کے اقوال سے استشہاد کیا ہے

مجمل جواب:

مرزائی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے ایک طرف یہ فرمایا کہ میرے بعد نبی نہ ہوگا دوسری طرف مسیح موعود کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے اسے چار دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے ان دونوں قسم کی احادیث کی تطبیق کرتے ہوئے علمائے سلف اس نتیجہ پر پہنچے کہ آنحضرت کے بعد نبوت کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ حضور کے بعد تشریعی نبوت بند ہے اور مسیح موعود چونکہ آپ کی شریعت کا خادم ہوگا اس لئے اس کی نبوت نہ آیت خاتم النبیین کے منافی ہے اور نہ حدیث لا نبی بعدی کے مخالف۔ (مرزائی تبلیغی ٹریکٹ نمبر۳ ص۴)

اس تحریر سے مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ جن علماء نے آنحضرت ﷺ کو صرف صاحب شریعت انبیاء کا خاتم قرار دیا ہے محض حضرت عیسی کی آمد کو ملحوظ رکھ کر قرار دیا ہے نہ کہ کسی مراق وہسٹیر یا وذیابیطس کے مارے ہوئے دیہاتی مولود کے دعوی نبوت کو آنحضرت ﷺ کے بعد منافی ختم نبوت نہیں سمجھا۔ ہمارا علی الاعلان چیلنج ہے کہ:

۱۔ ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس میں حضور کے بعد سوائے حضرت مسیح کے کسی اور نبی کی آمد کو صحیح قرار دیا گیا ہو

۲۔ ایک بھی صحابی ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

۳۔ ایک بھی تابعی ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

۴۔ ایک بھی امام ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

۵۔ ایک بھی مجدد ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

۶۔ ایک بھی عالم ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

۷۔ ایک بھی صوفی ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

۸۔ ایک بھی مسلم ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

پس مرزائیوں کا مسیح ابن مریم کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کو احادیث نبویہ کا مصداق ٹھہرانا غلط بلکہ افتراء ہے حاصل یہ کہ مذکورہ بالا بیان کی بنا پر ہر مرزائی پر لازم ہے کہ وہ یا تو احادیث واقوال بزرگان سے سوائے مسیح ابن مریم کے کسی اور نبی کا بعد از خاتم النبیین آنا صحیح ثابت کریں یا مسئلہ ختم نبوت کی بجائے مرزا کے مسیح موعود ہونے پر بحث کریں۔

مفصل جواب:

مرزائی مولوی صاحب نے اس سے پہلے اپنے دعوی پر قرآن مجید سے استدلال کیا ہے کہ:

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں اول تشریعی دوم غیر تشریعی ۔نبوت غیر تشریعی کا حامل نبی پہلی شریعت کا تابع ہوتا ہے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

انا انز لناالتوراۃ فیھاھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا یعنی ہم نے موسی پر توراۃ اتاری اس میں ہدایت اور نور تھا اسی کے مطابق وہ انبیا فیصلہ کرتے تھے جو فرمان بردار ہوئے۔

جواب: مرزا صاحب قادیانی راقم ہیں:

حضرت عیسی بلکہ تمام انبیاء ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھین اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی ان کو خدا تعالی نے الگ کتابیں دی تھیں اوران کو ہدایت تھی کہ کہ ان کتابون پر عمل کریں اور کراویں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق طبع اول ص ۱۹۳۔ طبع دوم ص ۱۸۹)

مولوی علی محمد صاحب! آپ پچھلے انبیاء میں سے بعض کو صاحب شریعت اور بعض کو بغیر تشریعی نبی قرار دیتے ہیں بخلاف اس کے آپ کے نبی جن کی صداقت ثابت کرنے کو آپ نے خدا پر افتراء کیا ہے خود آپ کے خلاف بیان دیتے ہیں۔ بتلایئے! آپ دونوں میں کون کاذب ہے:

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

ہمارے نزدیک آپ دونوں یکساں ہیں۔ وہ یوں کہ قرآن پاک کی جو آیت تم نے پیش کی ہے اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں بعض صاحب کتاب نبی تھے بعض بلا کتاب۔ پس مرزا صاحب کا سب کو صاحب کتاب لکھنا جھوٹ اور تمہارا بغیر کتاب والے انبیاء کو غیر تشریعی قرار دینا کذب۔ کیونکہ جو نبی بھی ہوا ہے خواہ بغیر کتاب کے ہو وہ صاحب شریعت ہوا۔ بغیر تشریعی نبی ایک بھی نہیں ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں خبر ہی نہیں ہے کہ شریعت کس چیز کا نام ہے۔ سنیئے صاحب! جہاں احکام منزل من اللہ شریعت کہلاتے ہیں وہاں خود انبیاء کرام کے اقوال وافعال بھی شریعت ہوتے ہیں پڑھیئے

و ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا

(الحشر) یعنی ہمارا نبی جو کچھ تمہیں دے اسے لے لو جس بات سے منع کرے ہٹ جاؤ۔

قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتّبعونی (آل عمران)

اے رسول کہہ دو اگر تم لوگ خدا سے رشتہ الفت جوڑنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اے لوگو!

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (احزاب)

ہمارا نبی تمہارے لئے بہترین و پسندیدہ نمونہ ہے۔

مرزائی مولوی صاحب! اگر تمہیں قرآن پاک پر ایمان نہ ہو تو سنو خود تمہارا مقتدا و امام بھی یہی کہتا ہے

و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

یعنی ہر نبی کی ہر بات خدا تعالی کے حکم سے ہوتی ہے نبی کا زمانہ نزول شریعت کا زمانہ ہوتا ہے اور شریعت وہی ٹھہر جاتی ہے جو نبی عمل کرتا ہے۔

(نور القرآن نمبر۲ ص۱۰)

بیان مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ کوئی نبی بغیر شریعت کے ہوتا ہی نہیں اور جو بلا شریعت ہو وہ نبی کی حیثیت ہی نہیں رکھتا پس تمہارا سابقہ انبیاء میں سے بعض کو غیر تشریعی لکھنا غلط ہے۔ آگے چلو۔

اسکے بعد مرزائی مشتہر نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی کا بند ہونا مسلمہ فریقین

ہے مگر نبوت غیر تشریعی ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہے۔

جواب: ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ بغیر شریعت کے کوئی نبی نہیں ہوا۔ لہذا ہمارے علماء کرام کا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ پر تشریعی نبوت بند ہو گئی انہی معنوں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں پیدا ہو گا جس پر مثل انبیاء ایمان لانا فرض و واجب اور اسکے اقوال و افعال حجت شرعیہ ہوں۔ کھلے لفظوں میں ہمارا یہ ایمان ہے:

کہ بعد آنحضرت ﷺ کوئی (نیا) نبی نہیں آ سکتا اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث (اولیاء۔علماء) رکھے گئے ہیں۔ (شہادۃ القرآن از مرزا ص ۲۸)

احمدی مولوی صاحب نے قرآن کے بعد حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ:

ابن ماجہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا کہ اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔

اس حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ (حدیث) آیت خاتم النبیین کے مخالف نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے معنی ہیں ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو

جواب: اول تو یہ حدیث ہی جھوٹی ہے جہاں سے مرزائیوں نے اسے نقل کیا ہے یعنی ابن ماجہ سے وہیں حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی متروک الحدیث ہے۔ ایسا ہی تہذیب التہذیب میں بہت سے آئمہ محدثین کے اقوال اس کے متعلق منقول ہیں کہ یہ ضعیف ہے ثقہ نہیں۔ منکر الحدیث ہے، ضعیف الحدیث۔ سکتوا عنه و ترکوا حدیثه، ساقط، لا یکتب حدیثه، روی مناکیر۔ لیس بالقوی، کذبه شعبة وغیرہ۔ اس کی تائید کی ہے۔ پس اس روایت کا ناقابل استناد ہونا اس طرح بھی ثابت ہے کہ صحیح الفاظ جو آنحضرت ﷺ سے بوقت وفات ابراہیم منقول ہیں، یہ ہیں۔

لو قضِی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه و لکن لانبی بعده یعنی اگر قضائے الٰہی میں آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو ابراہیم زندہ رہتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے اور ابن ماجہ میں بھی۔

باقی رہا ملا علی قاری کا اس روایت کی بنا پر آیت خاتم النبیین کے یہ معنی کرنا آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے باہر ہو۔ سو ظاہر ہے کہ امتی نبی حسب اصطلاح علماء وصوفیا سلف مجازی نبی ہوتا ہے چنانچہ ہم اس مضمون میں بحوالہ تحریرات صوفیاء کرام اس پر مفصل عرض کریں گے۔ وجہ یہ کہ بغیر شریعت کے کوئی نبی ہوتا ہی نہیں

رسول اور امتی کا مفہوم تبائن ہے۔ (ازالہ اوہام۔ طبع دوم ص ۲۳۸)

پس اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو بقول ملا علی قاری اس میں صرف مجازی نبوت کا ذکر ہے وہ بھی مخصوص بہ ابراہیم وعمر۔ حضرت ملا علی قاری کا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی حقیقی نبی بن سکے گا۔ وہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۵۰ پر صاف فرماتے ہیں:

دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالا جماع۔

(آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالا جماع کفر ہے)

آگے چل کر مرزائی مولوی صاحب نے حضرت شیخ ابن العربی وامام عبد الوہاب شعرانی کی تحریرات پیش کی ہیں کہ وہ بھی صرف شریعت والی نبوت کے بند ہونے کے قائل ہیں۔

جواباً معروض ہے کہ اول تو مرزائیوں کو خاص طور پر شرم کرنی چاہیے کہ جس شخص (ابن العربی) کو خود مرزا قادیانی نے وحدت الوجود کا حامی کہہ کر ملحد اور زندیق ٹھہرایا ہے (رسالہ اور خط) آج اسی شخص کی تحریروں سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کی جاتی ہے وہ بھی نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے مقابلہ پر۔

آہ! پھر اس پر مزید لطف یہ کہ ان کی تحریرات میں بھی خیانت معنوی کی جاتی ہے۔ ہم سابقاً لکھ آئے ہیں کہ کوئی نبی بغیر شریعت کے ہوتا ہی نہیں ہے۔ یہی مذہب ابن العربی وغیرہ صوفیا کرام کا ہے ہاں ان کے یہاں ایک جدید اصطلاح ہے کہ جملہ انبیاء کو تو وہ رسول کہتے ہیں اور اولیاء امت کا نام نبی رکھتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں

الفرق بینهما هو ان النبی اذا القی الیه الروح شیئاً اقتصر به ذالك النبی علی نفسه خاصة و یحرّم علیه ان یبلغ غیره

ثم ان قیل له بلغ ما انز ل الیك امّا لطا ئفة مخصوصةٍ کسا ئر الا نبیاء او عا مة لم یکن ذا لك ا لا لمحمدٍ سمی بهذا الو جه رسو لًا و ان لم یخصّ فی نفسه بحکم لا یکو ن لمن الیهم فهو رسو ل لا نبی و اعن بها نبوة التشریع التی لا یکو ن للا ولیاء

(الیواقیت والجواہر۔ص ۲۵) یعنی نبی اور رسول کے درمیان فرق یہ ہے کہ نبی وہ ہے جس پر وحی خاص اس کی ذات کے لئے نازل ہو اور وہ اس کی تبلیغ پر مامور نہ ہو۔ پھر اگر کسی شخص کو کہا جائے کہ تو اپنی وحی کی تبلیغ کر خواہ کسی مخصوص قوم تک اس کی تبلیغ محدود ہے جیسا کہ تمام انبیاء کرام کا ہے یا اس کی تبلیغ عام ہے جیسا کہ سوائے آنحضرت ﷺ کے ایسا کوئی نبی نہیں ہے اور یہی معنی ہیں نبوت تشریعی کے یہ نبوت اولیاء کے لئے نہیں ہے۔

نوٹ: مزید وضاحت کے لئے الیواقیت والجواہر جلد۲ صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو

حضرات! خدارا اس تحریر پر مکرر سہ کرر غور فرمایئے کہ صوفیاء کرام تو پچھلے تمام انبیاء کرام کو صاحب شریعت قرار دے کر صاف فرماتے ہیں کہ اس قسم کی نبوت اولیاء اللہ کے لئے نہیں ہے۔ مگر مرزائی مولوی کس قدر دھوکہ دیتے ہیں کہ گویا صوفیاء کرام ان سے متفق ہیں کہ نبی دو قسم ہیں ایک تشریعی ایک غیر تشریعی۔ اف! کتنا فریب اس کے بعد سید عبدالقادر جیلانی کے اقوال پیش کئے ہیں ان میں بھی اسی طرح دھوکہ بازی کی گئی ہے کہ ان کے اصل مفہوم کو بگاڑ کر الٹ نتیجہ نکالا ہے ہم ان کی تحریر کو بتمام وکمال نقل کر دیتے ہیں: تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باش

امام موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو نو عدد الواح خدا کی طرف سے ملی تھیں جن میں سے وہ صرف سات کی تبلیغ پر مامور تھے اور بقایا ۲ کے ترک پر۔

بخلاف محمد ﷺ فا نه ما تر ك شیئاً الا ابلغه الینا ۔ قا ل الله تعا لی ما فر طنا فی الکتاب من شیء و قا ل الله تعا لی و کل شیء فصلنا ہ تفصیلاً و لهذا کا نت ملته خیر الملل نسخ بدینه جمیع ا لا دیا ن لا نه اتی بجمیع ما اتوا به و زاد علیه مالم یا تو به فنسخت ادیا نهم لنقصها و شهر دینه بکما له قال الله تعا لی الیو م اکملت لکم د ینکم و اتممت علیکم نعمتی و لم

تنزل هذه الآية على نبی غير محمد ﷺ و لو نزلت على احد لكان هو خاتم النبيين و ما صح ذلك الا لمحمد ﷺ فنزلت عليه فكان خاتم النبيين لانه لم يدع حكمة و لا هدى ولا علماً ولا سرّاً الا قد نبه عليه و اشار اليه على قدر يليق بالنبيين لذلك السّر امّا تصريحاً و اما تلويحاً و اما اشارة و اما كناية و اما استعارة و اما محكماً و اما مفسراً و اما مؤولا و اما متشابهاً الى غير ذالك من انواع البيان فلم يبق لغيره مدخلاً فاستقل بالامر و ختم النبوة لانه ما ترك شيئاً يحتاج اليه و قد جاء به فلا يجد الذى ياتى بعده من الكمل شيئاً مما ينبغى انه ينبه عليه الّا وقد فعل ﷺ ذالك فيتبعه هذاالكامل كما نبه عليه و يصير تابعاً فانقطع حكم النبوة التشريع بعده و كان محمد ﷺ خاتم النبيين لانه جاء بالكمال و لم يجی احد بذلك فلو امر موسی عليه السلام بابلاغ الوحين المختص به لما كان يبعث عيسى من بعده

(الانسان الكامل ۔باب ۳٦ جلد اول ص ٦٨، ٦٩)

یعنی حضرت موسیٰ تو دین الٰہی کی تکمیل نہ کر سکا مگر رسول کریم ﷺ نے کوئی حصہ دین الٰہی کا نہیں چھوڑا جسے ہم تک نہ پہنچا دیا۔ چنانچہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے یہی باعث ہے کہ امت محمد یہ خیر الملل ٹھہری خدا نے اس امت کے دین کے ساتھ جمیع ادیان کو منسوخ کر دیا وجہ یہ کہ اس دین میں نہ صرف وہ تمام ہدایت موجود ہے جو پہلے دینوں میں تھی بلکہ علم وحکمت کے وہ بے بہا گوہر بھی چمک رہے ہیں جن کی روح پرور جھلک بھی پہلے لوگوں پر نہ پڑی تھی پس منسوخ ہوئے پہلے دین اس نقص کے باعث اور شہرہ آفاق ہوا ہمارا دین اپنے کمال کے باعث ۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج کے دن کامل کر دیا میں نے دین تمہارا اور اتمام تک پہنچا دیں تم پر اپنی تمام نعمتیں۔نہیں اتاری گئی یہ آیت کسی اور نبی پر۔ اگر اتاری جاتی تو بس وہیں سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا۔ چونکہ اور کوئی نبی اس کا اہل نہیں تھا ولہذا اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی الاعظم ﷺ کو اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا پس آنحضرت ﷺ پر سلسلہ انبیاء کو اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز کیا۔

پس آنحضرت ﷺ سلسلہ انبیاء کو اس واسطے ختم کیا گیا ہے کہ آپ نے نبوت کی کوئی حکمت کوئی ہدایت کوئی علم کوئی بھید شرمندہ حجاب نہ رکھا ہر بات تصریحاً وتلویحاً اشارۃً وکنایۃً و استعارۃً محکماً ومفسراً مؤولاً ومتشابہاً اور اس کے علاوہ جملہ انواع کمال بیان کو کما حقہ بیان فرمایا۔ ایسا کہ اب کسی اور شخص کے لئے اس گلستان نبوت میں قدم رکھنے کو ایک انچ جگہ باقی نہیں ۔ پھر سنو! کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت اس باعث ختم کی گئی کہ آپ نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی کہ ہمیں اس کی حاجت ہو اور کوئی دوسرا اسے آکر پورا کرے اب ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ وہ اس کامل واکمل رسول کے بتائے ہوئے طریق کی اتباع کرے ۔ شریعت ختم ہوگئی رسول کریم پر اور آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اگر حضرت موسیٰ اپنی امت پر دین پورا کر جاتے اور وہ خاص ہر دو وحی پہنچا جاتے تو انہی پر نبوت ختم ہو جاتی اور حضرت عیسیٰ کو مبعوث نہ کیا جاتا

حضرات ! ملاحظہ فرمائیے کہ امام موصوف نے کس عمدہ احسن اور مدلل اور معقول پیرائے میں ختم نبوت کا اظہار کیا اور اس کی حکمت بیان کی ہے کہ انبیاء آتے ہی ھادی بن کر ہیں ۔ اب ہدایت مکمل ہوگئی ۔ لہذا نبوت ختم ۔ اگر حضرت موسیٰ دین پورا کر جاتے تو مسیح کی بعثت کی ضرورت ہی نہ تھے ۔ پس ختم المرسلین مکمل ومختم حکمت و ہدایت ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ۔ مرزا صاحب قادیانی نے سچ لکھا ہے کہ:

فلا حاجة لنا الى نبى بعد محمد ﷺ (حمامۃ البشریٰ ۔ ص ۴۹)

(ہمیں نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں)۔

مرزائی مولوی صاحب کو ٹھوکر لگنے کا صرف یہ سبب ہے کہ وہ انبیاء کی دو قسمیں سمجھ بیٹھا ہے: ایک تشریعی اور دوسرے غیر تشریعی ۔ پس جہاں اسے کسی کی عبارت میں نظر پڑی کہ آنحضرت ﷺ پر شریعت ختم ہوگئی وہیں اس نے منہ کی کھائی اور جھٹ شور مچانا شروع کر دیا کہ دیکھو پچھلے علماء بھی ہمارے ہم خیال تھے حالانکہ نبی بلا شریعت ہوتا ہی نہیں ہے ۔ اس کے بعد مرزائی راقم اشتہار نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب تفہیمات الٰہیہ سے ایک عبارت نقل کی ہے کہ اس میں بھی صاحب شریعت انبیاء کا ختم ہونا مرقوم ہے ۔ اس کا بھی وہی جواب ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے نزدیک تمہاری طرح نبی دو قسم کے نہیں ہیں ۔ پس اگر تمہیں شاہ صاحب کے قول سے فائدہ لینا

ہے تو پہلے ان کی کسی تحریر سے یہ ثابت کرو کہ وہ ایک گروہ انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے اقوال واعمال اوران کے افعال حجت شرعیہ نہیں ہیں۔ ورنہ خاموش کہ:

ایں شور وفغاں چیزے نیست

سنو! حضرت شاہ صاحب دہلویؒ صاف فرماتے ہیں

بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد (ترجمہ قرآن فارسی زیر آیت خاتم النبیین)۔

یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا

آگے چل کر مولانا عبدالحی لکھنوی کا قول لکھا ہے کہ:

آنحضرت کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے

جواب: مولانا مرحوم کا عقیدہ یہ تھا کہ موجودہ ربع مسکون کے علاوہ زمین کے اور طبقات بھی ہیں ان میں بھی ہماری زمین کی طرح انبیاء کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر ایک طبقہ میں ایک آدم ایک شیث نوح موسیٰ عیسیٰ محمد علیہم الصلوۃ و السلام ہوا ہے جس طرح اس زمین پر حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح دوسرے طبقات میں بھی محمد خاتم الانبیاء ﷺ ہوا۔ ان پر بھی یہی قرآن نازل ہوا۔

مولانا موصوف نے اس عقیدہ پر بحث کرتے ہوئے وہ الفاظ لکھے ہیں جن سے مولوی مرزائی صاحب نے استدلال کیا ہے میری نظر سے مولانا مرحوم کا اردو رسالہ دافع الوساوس جس کا حوالہ مرزائی مولوی نے دیا ہے نہیں گذرا۔ البتہ عربی رسالہ زجر الناس میں نے دیکھا ہے اس میں بھی یہی بحث ہے اور اس کے پہلے ہی صفحہ پر مولانا نے لکھا ہے کہ ہم نے اس مضمون پر اردو رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام دافع الوساوس ہے۔

حاصل یہ کہ مولانا مرحوم کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ ہمارے اس طبقہ زمین پر کوئی رسول آنحضرت ﷺ کے بعد آئے گا یا آسکتا ہے۔ بفرض محال مولانا کا یہی مطلب بھی ہو تو بھی ان کا یہ فرمانا کہ:

بعد آنحضرت ﷺ کے صاحب الشرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔

صاف دلیل ہے کہ نبوت حقیقی جس میں انبیاء کے اقوال وافعال شریعت میں داخل ہیں ختم ہوگئی باقی کیا رہا؟ صرف مجازی نبوت یعنی ولایت

مرزا جی خود راقم ہیں:

کوئی نئی شریعت اب نہیں آ سکتی اور نہ کوئی نیا رسول آ سکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ تک راہیں کھلی ہیں وحی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہو گی (تشحیذ الاذہان۔ ج ۱ نمبر ۱ مکتوب مرزا)

آگے چلیئے۔ مرزائی مشتہر لکھتا ہے کہ

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی نہیں تھے وہ لکھتے ہیں کہ

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس۔ ص ۲۸)

جواب: یہ عبارت ہی دال ہے کہ مولانا مرحوم آنحضرت ﷺ پر سلسلہ انبیاء کو ختم جانتے اور مانتے تھے اسی لئے تو آپ، بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو جائے، کے الفاظ لکھ رہے ہیں۔ پس مولانا صاحب کو اجراء نبوت کا قائل گردانا ایک شرمناک غلط بیانی ہے۔

حضرات! کسی امر کو فرضی طور پر تسلیم کر لینے سے اس کا امکان ثابت نہیں ہو جاتا۔ دیکھئے قرآن پاک میں ہے کہ

قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (یارسول اللہ فرما دیجئے کہ اگر کوئی خدا کا بیٹا ہو تو میں اس کا پجاری بننے کو سب سے پہلے تیار ہوں (زخرف)

تو کیا اس سے کوئی احمق خدا کے ہاں بیٹا ہونے کے امکان کو ثابت کر دے تو وہ اس لائق نہ ہو گا کہ اسے دماغی اصلاح کے لئے کسی شفا خانہ میں داخل کرایا جاوے

کہا جاتا ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب تحذیر الناس صفحہ ۳ پر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں مانتے اور دیگر علماء سے اس بارے میں مختلف ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ یہ ان پر افتراء ہے وہ آنحضرت ﷺ کو اسی طرح خاتم النبیین سمجھتے ہیں جس طرح دیگر علماء۔ چنانچہ ان کی عبارت مذکورہ بالا اس پر شاہد ہے البتہ مولانا مرحوم آیت خاتم النبیین کے مشہور معانی کو برقرار رکھتے ہوئے بالطبع لفظ خاتم النبیین سے ایک اور مفہوم استنباط فرماتے ہیں اور ایسا کرنا کوئی عیب نہیں دیکھئے خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت ﷺ پر بولا گیا ہے بالطبع اس لفظ میں یہ مفہوم رکھتا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی وہ بھی خاتم الکتب ہے۔ (ملفوظات احمدیہ۔ص ۱۵)

مرزا صاحب کے اس بیان سے یہ بھی عیاں ہے کہ قرآن خاتم الکتب اس صورت میں مانا جا سکتا ہے جب کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء سمجھا جاوے کیونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین بعبارۃ النص ہیں اور قرآن بالطبع خاتم الکتب۔ جب اصل ہی سے انکار کیا جائے گا تو ظل کہاں رہا۔

الحاصل مولانا محمد قاسم خاتم النبیین کے مشہور معانی سے منکر نہیں بلکہ ان کو بحال رکھتے ہوئے ان سے ایک مزید مفہوم استنباط فرماتے ہوئے اس کو باعث فضیلت علی الانبیاء قرار دیتے ہیں چنانچہ اس امر کو انہوں نے تحذیر الناس کے علاوہ مناظرہ عجیبہ میں بالتفصیل رقم فرمایا۔ و من شاء فلیر جع الیه

اس کے بعد کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے حضرت مسیح ابن مریم کی آمد کو ملحوظ رکھ کر فرمایا ہے:

قولوا انه خاتم الانبیاء و لا تقولوا لا نبی بعدی

(یعنی آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا)۔

جواب: اگر مرزائی صاحبان اس روایت کی صحیح سند دکھائیں تو ۵۰ روپیہ نقد انعام ان کو دیا جائے گا۔ یہ روایت محض بے سند اور بے ثبوت افتراء ہے پھر یہ ہمارے مخالف بھی نہیں ہے۔ جن معنی میں یہ کہا گیا ہے ان معنی سے ہم لا نبی بعدی بلکہ خاتم النبیین بھی نہیں کہتے۔ خاتم النبیین کے یہ معنی ہی نہیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے سے پہلے انبیاء کی نبوت ملیا میٹ کر دی بلکہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہ بنایا جائے گا اور حضرت مسیح تو گذشتہ نبی ہیں جن کی آمد قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ اقوال مرزا بھی اس پر گواہ ہیں۔ اپنے نبی (مرزا) کے اقوال سنو:

۱۔ حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے

(براہین احمدیہ حاشیہ۔ص ۳۶۱)

۲۔ حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے (براہین احمدیہ ص ۴۹۹)
۳۔ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے

(ازالہ اوہام طبع اول ۵۵۷۔ طبع دوم ۲۳۱)

مزید وضاحت کے لئے امام زمخشری (جن کے متعلق خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی معترف ہیں کہ وہ علامہ لسان عرب ہے، (ضمیمہ نصرۃ الحق طبع ۲ ص ۲۰۱) کی تحقیق ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں

خاتم بفتح تا بمعنی الطابع و بکسر ها بمعنی الطابَع فاعل الختم و رقویة قرأة عبد الله بن مسعود و لکن نبیاً ختم االنبیین (فان قلت) کیف کان آخر الانبیاء و عیسی ینزل فی آخر الزمان (قلت) معنی کونه آخر الانبیاء لا ینباء احد بعده و عیسی ممن نبیء قبله

(کشاف ج ۲ ص ۲۱۵۔ وایضاً رازی۔ ج ۶ ص ۶۱۷۔ روح المعانی۔ ج ۷ ص ۶۰)

یعنی خاتم اور خاتم ہر دو کے معنی ختم کرنے والا ہیں انہی معنوں کو حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت، لیکن محمد نبی ہے جو نبیوں کو ختم کرنے والا ہے تقویت دیتی ہے۔ اگر تو یہ سوال کرے کہ جس صورت میں عیسی آنے والے ہیں آنحضرت ﷺ کس طرح خاتم النبیین ہو سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسی تو سابقہ نبی ہیں۔

امام زمخشری کی تحریر سے آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم صاف عیاں ہو گیا خود مرزا جی بھی لفظ خاتم کے یہی معنی لیتے ہیں چنانچہ ان کا بیان ذیل گواہ ہے

میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا لڑکی پیدا نہیں ہوا میں ان کے لئے خاتم اولاد تھا۔ (تریاق القلوب طبع اول ۱۵۷ طبع دوم ۳۷۹)

جس طرح مرزا غلام احمد کا خاتم الاولاد ہونا اپنے دیگر بھائیوں کو فنا کرنے کے معنوں میں نہیں ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا پچھلے انبیاء کی نبوت کو چھیل لینے پر مبنی نہیں ہے، مرزائیو!

اگر اب بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے

اس کے بعد مرزا مظہر جانجاناں کا قول پیش کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبوت بالاصالت ختم ہوگئی مگر دیگر کمالات جاری ہیں۔

جواب: ہمارا بھی یہی مذہب ہے مگر مرزائیوں کی کھوپڑی میں جو کیڑا سرک رہا ہے وہ اور ہے۔ وہ نبوت حقیقی دو قسم کی سمجھتے ہیں ایک بالاصالت دوم بلا اصالت حالانکہ:

جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔

(حقیقۃ الوحی۔ص ۲۸)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے جن کمالات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں۔

۱۔ختم نبوت کے بعد اسلام میں اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔(راز حقیقت ص ۱۶)

۲۔ بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث ہوں گے۔ (شہادۃ القرآن۔ص ۲۸)

سب سے آخر مرزائی مولوی صاحب نے مثنوی کے دو حوالے لکھے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اس امت میں نبی آ سکتا ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو ہم سابقاً بحوالہ تحریرات صوفیاء کرام دے آئے ہیں کہ ان کے ہاں ولایت کا نام نبوت ہے خود مثنوی کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ قول ہے:

خدا کا وجود خدا کے انسانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے: آن نبی وقت باشد اے مرید محی الدین ابن عربی حضرت مجدد (سرہندی) نے بھی یہی عقیدہ لکھا ہے۔

(قول مرزا مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء مندرجہ اخبار بدر و حقیقۃ النبوت۔ص ۲۷۳)

صاف واضح ہے کہ مثنوی و دیگر صوفیا کی تحریرات میں جس نبوت کا تذکرہ ہے وہ ولایت ہے خلاصہ کلام یہ کہ تمام بزرگان دین نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم مانتے آئے ہیں لہذا ان کے متعلق یہ کہنے والا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کے قائل تھے مفتری اور کذاب ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۵ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۸۔۴۹ ص ۵۔۱۰)

بارقۃ السیف ۔۱

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ لکھتے ہیں:

العاقب:

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے متعدد ناموں میں سے ایک نام میرا عاقب ہے۔ پھر اس معنی بھی ساتھ ہی حدیث میں مرقوم ہیں:

الّذی لیس بعدی نبی (صحیح مسلم)

(یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے)۔

اس پر قادیانی مناظر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ معنی مذکور زہری نے کئے ہیں جیسا کہ خود صحیح مسلم میں ہے

قال معمر قلت للزھری و اما العاقب؟ قال الذی لیس بعدہ نبی (ج ۲ ص ۲۶۱)۔

اگر آنحضرت ﷺ نے معنی بتائے ہوتے تو عبارت یوں ہوتی

الّذی لیس بعدی نبی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے عاقب کے معنی انہیں الفاظ میں ارشاد فرما دیئے ہیں جن الفاظ میں احمدیوں کا مطالبہ ہے چنانچہ چوتھی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبدالبرؒ نے روایت مذکور یوں نقل فرمائی ہے

قال ... و انا الخاتم ختم اللہ بی النبوۃ و انا العاقب فلیس بعدی نبی (کتاب الاستیعاب برحاشیہ اصابہ مطبوعہ مصر۔ ج ۱ ص ۳۷)

(آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم ہوں اللہ نے نبوت میرے ساتھ ختم فرمادی ہے اور میں عاقب ہوں۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔

اسی طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاضؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

و فی الصحیح انا العاقب الذی لیس بعدی نبی

(کتاب الشفا مطبوعہ استنبول ج ۱ ص ۱۹۱)

(یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔

ایسا ہی تفسیر خازن (سورہ صف) میں ہے

و انا العا قب الذی لیس بعدی نبی (ج ۷ ص ۷۱ طبع مصر ۱۳۴۹ھ)

ان تینوں کتابوں میں لفظ بعدی موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نبوی ہے۔

اس پر مرزائی فوراً بول اٹھتے ہیں کہ صحاح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں ان میں تو یوں نہیں آیا ہے، لہذا حجت نہیں۔

اس کے جواب میں واضح ہو کہ صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی میں بھی یوں ہی موجود ہے چنانچہ ترمذی ابواب الاستیذان والادب، باب ما جاء فی اسماء النبی میں حدیث صحیح مرقوم ہے

و انا العاقب الذی لیس بعدی نبی

(ترمذی طبع مصر ج ۲ ص ۱۳۷ طبع ۱۲۹۲ھ۔ و مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۷ ج ۲ طبع ۱۳۲۸ھ ۱۳۴۲ھ و مطبوع مجیدی پریس کان پور۔ ص ۱۱۲ ج ۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ فالحمد للہ علی ذلك

اعلام: ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں (مطبوع احمدی وغیرہ) میں اس مقام پر بعدہ، غلط طبع ہو گیا۔ ناظرین سے التماس ہے کہ ترمذی کے اس مقام کو درست کر لیں اور بجائے بعدہ کے بعدی بنا لیں، اس لئے کہ ترمذی کا قدیم نسخہ جو مصر میں ۱۲۹۱ھ میں طبع ہوا تھا اس میں بعدی ہے۔ اسی طرح مجتبائی اور مجیدی پریسوں کے چھاپوں میں بھی بعدی ہے اور محدثین شارحین حدیث نے بھی ترمذی کے حوالہ سے بعدی ہی نقل کیا ہے حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

لکن وقع فی روایة سفیان بن عینیة عند التر مذی وغیره بلفظ الذی لیس بعدی نبی (مطبوع انصاری۔ پ ۱۴ ص ۳۱۴)

اسی طرح زرقانی نے شرح موطا میں بھی بحوالہ ترمذی بعدی نقل کیا ہے (ص ۲۷۲ ج ۴ مطبوع مصر)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۵ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۸۔ ۴۹ ص ۱۰)

براہین احمدیہ کیوں ناقص رہی؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین جانتے ہوں گے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مایہ ناز تصنیف براہین احمدیہ ہے جس کی بابت مرزا صاحب قادیانی نے اعلان کیا تھا کہ تین سو زبردست دلائل اس کتاب میں ایسے لکھے جائیں گے جن سے صداقت قرآن اور صداقت نبوت محمدیہ ﷺ واضح طور پر ثابت ہوگی۔

اس کے سوا بھی (چورن فروشوں کی طرح) بہت کچھ اس کتاب کی تعریف میں لفاظی کی تھی۔ مگر خدا کی شان تین سو دلائل میں سے صرف پہلی دلیل کے متعلق چند آیات لکھ کر چوتھی جلد ختم کر دی۔ تو پھر اپنی مسیحیت میں ایسے مشغول ہوئے جیسے بقول ہنود کرشن جی گوپیوں میں مشغول رہتے تھے۔ اس پر ان مخالفوں نے عموماً اور جن لوگوں نے براہین کی مطلوبہ قیمت پیشگی دی ہوئی تھی خصوصاً اعتراضات کی بھرمار کی کہ براہین احمدیہ کیوں پوری نہیں کی جاتی؟

اس پر بھی مرزا صاحب قادیانی کو اس طرف توجہ نہ ہوئی یا باعتقاد ہمارے بحکم قرآن مجید (ولكن كره الله انبعا ثهم فثبطهم. (التوبه :٤٦)) (خدا کو ان لوگوں کی تیاری ناپسند ہے اس لئے ان کو چپکا دیا) مرزا صاحب کو توفیق تکمیل نہ ملی۔ اس مضمون کو ہم نے بالتفصیل رسالہ علم کلام مرزا میں لکھا ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں ایک مضمون جدید الفضل قادیان میں نکلا ہے جو بہت لطیف اور خوش کن ہے۔

حق تو یہ ہے کہ ہمیں اس کے پڑھنے سے بہت لطف حاصل ہوا کیونکہ ہمیں یقین ہوا کہ ہمارا قلم واقعی لوہے کا قلم ہے اور ہمارا پنجہ واقعی پنجہ شیر ہے جس سے شکار کا نکل جانا محال ہے۔ ہم اس لطف میں اپنے ناظرین کو شریک کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے الفضل کا مضمون سارا نقل کرتے ہیں۔ پس حضرات ناظرین تھوڑی دیر توجہ سے پڑھیں اور لطف پائیں۔ وہ یہ ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا) کا شروع میں یہی ارادہ تھا کہ حقانیت اسلام

کے متعلق ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں تین سو دلائل فضیلت اسلام کے بیان ہوں اور اسی غرض کے لئے آپ نے تصنیف شروع فرمائی۔مگر دوران تحریر میں جب خدا تعالی نے آپ کو اصلاحِ خلق کے لئے مقرر کیا اور آپ کی توجہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تو اس ارادہ کی تکمیل ظاہری صورت میں نہ ہو سکی جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے کہ:

اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے بلکہ جس طور سے خدا تعالی مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دے گا۔(تبلیغ رسالت۔ج اص۹۲)

ہمارا دعوی ہے کہ فضیلت اسلام ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے جن پاکیزہ ارادوں کے ماتحت براہین احمدیہ لکھنی شروع فرمائی تھی، انہیں خدا تعالی نے پورا کر دیا۔اور وہ اس طرح کہ آپ کے قلم سے اسّی (۸۰) کے قریب ایسی بے نظیر کتب لکھوائیں جن میں وہ تمام دلائل بالتفصیل مرقوم ہیں جن سے اسلام دیگر ادیان پر غالب ثابت ہوتا ہے اگر کوئی شخص اس مقصد کے پیش نظر حضرت مسیح موعود (مرزا) کی کتب کا مطالعہ کرے تو اسے اسلام کی سچائی کا ثبوت ان میں سورج سے بھی زیادہ درخشان نظر آئے گا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود (مرزا) براہین احمدیہ کے بعد جس شان میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوئے یعنی نبوت و رسالت اور مسیحیت و مہدویت کا خلعت پہن کر وہ بذات خود حقانیت اسلام کا ایک اتنا بڑا ثبوت ہے کہ اگر تین سو سے زیادہ دلایل حقانیت اسلام کے براہین احمدیہ میں رقم کئے جاتے تو ان سے اسلام کو اتنا فائدہ ہرگز نہ پہنچ سکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ خواہ کس قدر اسلام کی حقانیت کے علمی دلائل پیش فرماتے قرآن مجید سے بڑھ کر نہ ہو سکتے مگر مسلمان جب قرآن مجید کے ہوتے ہوئے اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب ثابت نہ کر سکتے تھے تو ان تین سو دلائل سے کیوں کر فائدہ اٹھاتے۔اگر اسلام غالب ثابت تو بھی علمی رنگ میں۔مگر خدا تعالی

نے آپ کو ماموریت کی شان عطا فرما کر اسلام کی حقانیت کا ایک زندہ ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ پس قطع نظر ان عظیم الشان تحریرات کے جو بعد میں خدا تعالی نے آپ کے ہاتھ سے شائع کرائیں اور قطع نظر ان سینکڑوں اشتہارات اور تقریروں کے جو آپ نے صداقت اسلام پر کیں براہین احمدیہ کی تکمیل سے جس قدر حقانیت اسلام ظاہر ہوسکتی تھی اس سے بہت زیادہ آپ کے وجود کے ذریعہ اسلام کی حقانیت ظاہر ہوئی اور یہی خدا تعالی چاہتا تھا کہ دنیا پر اپنے زندہ اور تازہ آسمانی نشانات سے حقانیت اسلام ظاہر کرے

غرض حقانیت اسلام کے متعلق اللہ تعالی کا جو منشاء تھا وہ پورا ہوا۔ اور اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ہاتھوں لیظھرہ علی الدین کلہ کا نشان ظاہر ہو گیا یہ حقانیت اسلام کو اس قدر نمایاں کر دینے والا نشان ہے کہ اسکے ماتحت ہر وہ معجزہ جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کے ذریعہ ظاہر ہوا اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے اور اگر اس رنگ میں غور کیا جائے تو صداقت اسلام کے ہزاروں دلائل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے دنیا کے سامنے پیش فرمائے۔

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گو مخالفین سلسلہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ براہین نامکمل رہی اور آپ نے اپنے وعدوں کا پاس نہ کیا لیکن دراصل اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا) کی صداقت کا عظیم الشان نشان مخفی ہے اور وہ اس طرح کہ ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک رؤیا دیکھا جس کا براہین احمدیہ میں آپ نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اسی زمانہ کے قریب جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کو کہ خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی آنحضرت ﷺ نے اس

کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس کی تعبیر اس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپئہ کا اشتہار دے گیا ہے۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت ہی خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔
آنحضرت ﷺ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مرفقِ مبارک تک بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازے سے باہر پڑا تھا آنحضرت ﷺ کے معجزے سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھا لی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی و الحمد للہ علی ذلك

یہ خواب درج کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا) تحریر فرماتے ہیں:
یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہی دنوں میں سنائی گئی تھی جن

میں پچاس یا کم وبیش ہندو بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں براہین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام ونشان نہ تھا اور نہ یہ مرکوز خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے گا لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہوگئی ہیں اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا اسی قطبیت میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے میں بوعدہ انعام کثیر پیش کر کے حجتِ اسلام ان پر پوری کی گئی ہے اور جس قدر اجزاء اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا منتظر رہنا چاہیے کہ آسمانی باتیں کبھی ٹلا نہیں کرتیں۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۴۸ تا ۲۵۰ حاشیہ)

اس خواب سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حقانیت اسلام پر زبردست دلائل کا مجموعہ وہ میوہ ہے جو رسول کریم ﷺ کی متابعت کے طفیل حضرت مسیح موعود (مرزا) کو ملا۔ اس میوہ سے شہد تو بہت نکلا مگر مسلمان کہلانے والوں کے حصہ میں صرف ایک قاش آئی کیونکہ وہ شخص جو مردہ تھا اور پھر زندہ ہوا اسلام کا تمثل تھا اسی لئے آخر میں حضور نے فرمایا۔ یہ دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ اس رؤیا کے مطابق حضرت مسیح موعود (مرزا) کو حقائق و معارف کا بہت سا شہد خدا تعالی نے دیا مگر مسلمانوں کو صرف ایک قاش براہین احمدیہ کی شکل میں ملی چنانچہ براہین احمدیہ میں ایک ہی دلیل صفحہ ۵۱۲ سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد حکمت الٰہی سے یہ کتاب بند ہوگئی اور سلسلہ صداقت اسلام ایک دوسرے نہج پر منتقل ہوگیا اور یہ جو کچھ ہوا خدا تعالی کی اس بتائی ہوئی خبر کے مطابق ہوا کہ اسلام والوں کو صرف ایک قاش ملے گی اور باقی تمام قاشیں حضرت مسیح موعود (مرزا) کے پاس رہیں گی اور آپ جس طرح چاہیں گے اسے تقسیم کریں گے۔ یعنی حقانیت اسلام کے باقی دلائل اور رنگوں میں ظاہر ہوں گے پس براہین کی عدم تکمیل

بھی حضرت مسیح موعود (مرزا) کی ایک رؤیا صداقت کا زبردست ثبوت ہے نہ آپ پر بزعم مخالفین اعتراض کرنے والا۔ (الفضل ۱۷ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۵)

اس ساری طول طویل تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ براہین کی چار جلدوں کے بعد جو خدمات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی مسیحیت کی معرفت صداقت اسلام کے متعلق کیں وہی براہین احمدیہ ہیں اس لئے براہین احمدیہ ناقص نہیں بلکہ مکمل ہوگئی۔

ناظرین کو یاد ہوگا ہم بہت دفعہ کہہ چکے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کے اس بارے میں مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم کو اپنی امت کی کج روی کا جواب دینے سے سبک دوش کیا ہوا ہے۔ یعنی جون ہی یہ لوگ غلط بات کہیں ہم فوراً مرزا صاحب قادیانی کے قول سے اس کی تردید کرسکتے ہیں چنانچہ آج بھی اسی اصول سے کام لیتے ہیں۔

براہین احمدیہ کی چوتھی جلد کے اخیر میں ان تین سو دلائل حقہ میں سے ایک دلیل کو بیان کرنا شروع کیا ہے جس کے متعلق چند آیات لکھی ہیں پھر ۲۳ برس کی بندش کے بعد آپ نے پانچویں جلد شروع کی تو اسکے دیباچہ میں حسب ذیل نوٹ لکھا ہے:

> اما بعد واضح ہو کہ یہ براہین احمدیہ کا پانچواں حصہ ہے کہ جو اس دیباچہ کے بعد لکھا جائے گا خدا تعالی کی حکمت اور مصلحت سے ایسا اتفاق ہوا کہ چار حصے اس کتاب کے چھپ کر پھر تخمیناً ۲۳ برس تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا اور عجیب تر یہ کہ اسّی (۸۰) کے قریب اس مدت میں میں نے کتابیں تالیف کیں جن سے بعض بڑے بڑے حجم کی تھیں لیکن اس کتاب کی تکمیل کے لئے توجہ پیدا نہ ہوئی اور کئی مرتبہ دل میں یہ درد بھی ہوا کہ براہین احمدیہ کے ملتوی رہنے پر ایک زمانہ دراز گذر گیا مگر باوجود کوشش بلیغ اور باوجود اس کے کہ خریداروں کی طرف سے بھی کتاب کے مطالبہ کیلئے سخت الحاح ہوا اور مدت مدید اور اس قدر زمانہ التواء میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے کہ جو بدظنی اور بدزبانی کے گند سے حد سے زیادہ آلود تھے اور بوجہ امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے مگر پھر بھی قضا وقدر کے مصالح نے مجھے یہ توفیق نہ دی کہ میں اس کتاب کو پورا کرسکتا
>
> (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱)

اس کلام بانظام سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ۲۳ سالہ مدت کی اسّی (۸۰) کتابوں کو مرزا صاحب براہین کی تکمیل نہیں جانتے تھے تبھی تو اس کی تکمیل کے لئے کتاب کا پانچواں حصہ لکھنا شروع کیا اس (قول مرزا قادیانی) سے الفضل کی صاف تردید ہوتی ہے جو اسی (۸۰) کتابوں کے ذریعہ خدمات مرزا کو تکمیل براہین کہتا ہے۔

احمدی دوستو! ہم نے تمہیں بارہا مشورہ دیا ہے اور اب بھی حق ہمسائیگی ادا کرتے ہیں کہ اس قسم کے دقیق مضامین کی بابت ہم سے مشورہ لے لیا کرو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے مضامین کی اصلاح کر دیا کریں گے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ کریں گے کیونکہ تم لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رازہائے دروں سے اتنے واقف نہیں جتنے ہم ہیں کیونکہ:

رند بھی ہوں میں پارسا بھی ہوں
میری نگاہ میں ہیں زند و پارسا ایک ایک

ہاں ایک شکایت باقی ہے غالبًا امت مرزا بھی اس شکایت میں دل سے ہمارے ساتھ ہم آواز ہوگی کہ پانچویں جلد شروع تو کر دی لیکن یہ خیال بھی نہ کیا کہ اس میں مجھے کیا لکھنا چاہیے اور شروع کیسے کرنا چاہیے۔حق تو یہ تھا کہ براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں جو ذکر شروع ہو کر ادھورا رہا، اسے مکمل کرتے۔مگر افسوس ایسا نہیں کیا بلکہ پانچویں جلد میں ایک جدید مضمون شروع کر دیا گویا کہ اس پانچویں کو چوتھی جلد سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

ہاں ایک باریک لطیفہ جس کو قادیانی معارف میں سے ایک نکتہ یا نقطہ کہنا چاہیے یہ بتایا کہ

براہین احمدیہ کے پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچوں حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا (دیباچہ براہین احمدیہ جلد ۵)

کیا اچھا نکتہ معرفت ہے جو آج تک کسی سابق مصنف کو نہ سوجھا ہو۔ سٹاف اہل حدیث تو اس کی دل سے قدر کرے گا البتہ احرار پارٹی سے خطرہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں یہ تعلیم نہ پھیلا دیں کہ مرزائیوں سے پچاس روپۓ قرض لے کر پانچ دے

دیا کرو۔ باقی ۴۵ کھا جایا کرو اور ایسا کرنے کے جواز میں یہ قول مرزا بطور دلیل پیش کر دیا کرو۔ اور اگر ہم سے اس فتوی پر دستخط کرانا چاہیں گے تو ہم نہیں کریں گے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائیں گے کہ:

سر مستاں منطق الطیر ست جامی لب بہ بند
جز سلیمانے نباید فہم ایں گفتار را

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۵ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۴۸۔ ۴۹۔ ص ۱۱۔۱۳)

عبدالحق ہے یا عبدالباطل

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین اہل حدیث کو یاد ہوگا کہ خاکسار راقم الحروف نے اہل حدیث ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء میں ایک نوٹ لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ عبدالحق لاہوری مرزائی نے پیغام صلح ۲۷۔ اگست میں حضرت مولانا فاتح قادیان (ثناء اللہ امرتسری) کے متعلق یہ صریح افتراء باندھا ہے کہ:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک مقدمہ میں متقی کے معنی فاسق فاجر بتائے ایک عرصہ کے بعد انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ جب بیان کی مصدقہ نقل شائع کی تو کہنے لگے ایسے لوگ ایک معنی سے متقی ہوتے ہیں۔

اس مرزائی غلط بیانی کو نقل کر کے میں نے لکھا تھا کہ یہ دونوں فقرے جھوٹ ہیں اس کو افتراء ثابت کرنے کے لئے لاہور آنے کو تیار ہوں بلکہ اس امر کے تصفیہ کے ڈاکٹر بشارت احمد اور مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کو بھی منصف ماننے کو تیار ہوں۔ اس کے جواب میں آج تک ادھر سے ہاں یا نہ نہیں ہوئی۔

اس لئے بطور یاد دہانی مولوی عبدالحق مرزائی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باطل کو چھوڑ کر عبدالباطل سے عبدالحق بن جائے ورنہ یہ تو ہم مدت سے جان چکے ہیں کہ مرزائی مذہب سراپا دروغ ہے

رسول قادیانیکی رسالت۔ جہالت ہے بطالت ہے ضلالت

نوٹ: یہ مضمون کتابت ہو چکا تھا کہ پیغام صلح مورخہ ۳، اکتوبر ۱۹۳۵ء دیکھنے میں آیا جسے دیکھ کر یقین ہو گیا عبدالباطل اپنے نبی کی طرح باطل کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اگر وہ واقعی عبدالحق ہے تو میرے مطالبے کے موافق اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرے۔ مسلّمہ منصف سے فیصلہ کرائے۔ ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں معمار ہوں، ٹیڑھی اینٹ کو تراش خراش کر سیدھا کرنا میرا ذاتی ہنر ہے۔

پیغام صلح لاہور۔۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کا جواب پھر دونگا۔ (معمار)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۰ ص ۵)

قادیانی مدعی کو مسیح موعود کہنا کم عقلی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

علم اصول کا مسئلہ ہے کہ اگر حقیقت ممکن ہو سکے تو مجاز مراد نہیں ہو سکتا۔ مجاز کا موقع ہے استحالۃ الحقیقت اور قرینہ۔ یہ ایک اصولی مسئلہ ہے جس کی تائید حکیم نور الدین خلیفہ اول قادیان بھی کر چکے ہیں جہاں لکھتے ہیں:

ظاہر معانی کے علاوہ معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضروری ہے۔ (خط ملحقہ بازالہ اوہام)

اس بنا پر کسی معترض نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کی بعض علامات مجھ میں نہیں پائی جاتیں پھر وہ مسیح موعود کیوں کر ہوئے؟

اس کا جواب الفضل قادیان میں دیا ہے، جو قابل دید وشنید ہے۔

نوٹ: ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ ہمارے قادیانی دوست ہر مضمون متعلقہ مشن قادیان لکھتے وقت یہ یقین ضرور کر لیا کریں کہ اہل حدیث کی نظر سے بھی گذرے گا، مبادا اس پر مواخذہ ہو جائے۔ مگر قادیانی اہل قلم ہمارے اس اعلان کو مخالفانہ رائے جان کر ٹال دیتے ہیں جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آج بھی بھگتیں۔

تشریح: مسیح موعود کے معنی ہیں وہ مسیح جس کے آنے کی خبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہوئی ہے مثیل مسیح موعود کے معنی ہیں عادات واخلاق میں مسیح موعود

جیسا۔ ان دو مفہوموں میں بڑا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے ابوبکر تو حضرت ابراہیم جیسا ہے، عمر تو حضرت نوح جیسا ہے۔ مرزا صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انبیاء کرام کے مثیل ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ مثیل ابراہیم خود ابراہیم نہیں مثیل نوح خود نوح نہیں۔ علی ہذا القیاس۔ مثیل مسیح موعود خود مسیح موعود نہیں۔ یہ تمہید بالکل صاف ہے اسے یاد رکھئے اور آگے چلئے۔ الفضل لکھتا ہے:

کوئٹہ سے ایک غیر احمدی دوست نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی کتاب ازالہ اوہام کی بعض عبارات پیش کر کے لکھا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کی فرمودہ بعض علامات کا آپ اپنے اوپر پورا نہ ہونے کا اقبال کرتے اور ان علامات کے مصداق مسیح موعود کا کسی آئندہ زمانہ میں آنا تسلیم کرتے ہیں تو کوئی شخص آپ کی صداقت کا کس طرح قائل ہوسکتا ہے۔ مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہ ہوگا۔ ممکن ہے کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے؛

۲۔ بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔

ان حوالجات سے جو استنباط کیا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے کیونکہ ان سے اگر کوئی ثابت ہوسکتی ہے تو یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کے نزدیک آپ کے بعد بھی مثیل مسیح آسکتے ہیں۔ مگر اس سے یہ کس طرح لازم آ گیا کہ آپ خود مسیح موعود نہیں یا نعوذ باللہ آپ کو اپنے دعویٰ میں شبہ ہے۔

(الفضل قادیان ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۳)

ہم تو قادیانی پریس پر اعتماد نہیں رکھتے ہمارا یقین تو بڑے حضرت (مرزا متوفی) پر ہے وہ اس بارے میں جو کچھ فرما گئے دیکھنے سننے کے قابل ہے۔ موصوف صاف فرما گئے ہیں کہ میں مسیح موعود نہیں ہاں مثیل مسیح ہوں۔ بلکہ جو شخص ان کو مسیح موعود جانے اور کہے وہ ان کے نزدیک کم عقل ہے۔ پس ارشاد مرزا صاحب قادیانی سنئیے:

اس عاجز (مرزا قادیانی) نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۹۰)

احمدی دوستو! ڈسٹرکٹ جج گورداسپور نے بمقدمہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری مرزا صاحب اور تمہارے خلیفہ کے حق میں جو برے الفاظ لکھے ہیں وہ چونکہ جماعتی صورت میں ہتک ہیں اسلئے تمہارے خلیفہ نے ہائی کورٹ پنجاب میں درخواست دی ہے کہ ان الفاظ کو فیصلہ سے نکال دیا جائے۔ ہم بھی اس غیرت کو معقول جانتے ہیں مگر اس کا کیا علاج کہ بزبان مرزا صاحب ان کو مسیح موعود ماننے والے کم عقل (بے وقوف) ہیں اس فیصلے سے تم کیوں نہیں گھبراتے اور مرزا صاحب کو مسیح موعود کہے جاتے ہو۔ دیکھو اسی مضمون میں اڈیٹر الفضل نے کتنی دفعہ مسیح موعود لکھا ہے۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ بحیثیت احمدی ہونے کے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم کی پابندی میں میں ان کو مسیح موعود نہ کہو اور نہ لکھو ورنہ ہمیں اجازت دو کہ ہم مسیح موعود کہنے والوں کو کم عقل کہا کریں خواہ اس کا قائل تمہارا خلیفہ ہو یا امیر۔

اخبار الفضل قادیان آگے لکھتا ہے:

پھر (مرزا قادیانی) ازالہ اوہام میں ہی اس قسم کے مثیلوں کا دنیا میں آنا خدا تعالیٰ کا ایک عام قانون بتاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آئے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی

(ص ۱۵۵ طبع اول)

پس پیش کردہ حوالہ جات میں خدا تعالیٰ کے اسی عام قانون کا حضرت مسیح موعود نے ذکر فرمایا ہے، مثیل مسیح ہزاروں ہوں گے، موعود مسیح صرف ایک ہی ہے یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ (الفضل ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۳)

ہمارا حوصلہ دیکھئے کہ جو مضمون آپ نے نقل کیا ہے ہم اس پر آج بحث نہیں کرتے بلکہ بے بحث ہی اسے چھوڑ دیتے ہیں ہاں اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مرزا

صاحب مسیح موعود نہ تھے نہ ان کا دعوی تھا بلکہ ان کو مسیح موعود ماننا غلطی اور فتنہ پر دازی ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ میں ایسا مثیل مسیح ہوں کہ میرے جیسے دس ہزار بھی آئندہ آ سکتے ہیں آج ہم اس امر پر بھی بحث نہیں کرتے کہ مرزا صاحب مثیل موعود تھے یا نہ بلکہ ہم اس شاعر کی طرح خاموش رہتے ہیں جو کسی حضرت واعظ کے حق میں خاموش تھا اس خاموشی کا اس نے اس طرح اظہار کیا تھا

واعظِ شہر کہ مردم ملکش مے خوانند
قول ما نیز ہمیں است کہ او مردم نیست

پس سنو! مرزا صاحب کو جو کم فہم لوگ مسیح موعود کہتے ہیں ہم تو ہر طرح اس عقیدہ کو غیر صحیح جانتے ہیں۔ (باقی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۰ ص ۶۔۷)

انعامی رقم جمع کراؤ

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اس کی امت کچھ اس طرح کی غلط رو واقع ہوئی کہ پناہ بخدا۔ اس جماعت کی کوئی تحریر، کوئی تقریر، کوئی حرکت وسکون بھی راستی پر مبنی نہیں۔

ان لوگوں کی عادت ہے کہ جس قدر ان کا کوئی مضمون دلائل سے خالی، عقل وانصاف سے دور، ہو اسی قدر زور شور، لفاظی ولسّانی کے ساتھ انعامی تحدیوں سے پر زور بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ایسے انداز میں کہ موعود انعام کسی بھی حالت میں ادا نہ کرنا پڑے۔ مثلاً ان کے پیشوا مرزا صاحب قادیانی نے مسٹر عبداللہ آتھم مسیحی کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہے گا تو ۱۵ ماہ کے اندر موت کے ذریعہ ہاویہ میں ڈالا جاوے گا۔ (جنگ مقدس وغیرہ)

جب مسٹر آتھم موعودہ میعاد میں فوت تو نہ ہوا تو کہہ دیا کہ دل میں ڈر گیا ہے اس لئے بچ رہا۔ اگر یہ بات غلط ہو تو ہم دو، تین، چار ہزار تک انعام دینے کو تیار ہیں

۔اس انعامی وعدہ کے ساتھ ہی یہ پر از فریب شرط لگا دی کہ انعام تب ملے گا جب کہ آتھم ہمارے دعوی کے خلاف قسم اٹھالے گا۔

مطلب مرزا جی کا اس شرط سے یہ تھا کہ انجیل میں قسم کھانے سے منع ہے لہذا آتھم قسم نہیں کھائے گا نہ انعام دینے پڑے گا۔ نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔

یہ تو ہوئی بڑے حضرت کے انعاموں کی حقیقت۔اب سنو چھوٹے بھیّوں کی کارستانیاں۔ہم نے اپنی تصنیف محمدیہ پاکٹ بک کے حاشیہ صفحہ ۵۸ پر مرزا جی کی ایک غلط پیش گوئی کا ذکر کیا تھا جو بالکل حق اور واقعات صحیحہ پر مبنی تھا۔مرزائیوں نے گرفت کو مضبوط، جواب کا یارانہ پا کر یہ غلط آمیز چال اختیار کی کہ ہمیں یہ چیلنج دیا کہ:

آپ (معمار) نے پاکٹ بک کے صفحہ ۵۸ (حاشیہ) پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ (ڈاکٹر) عبدالحکیم میرے رو برو تباہ ہو گا۔اگر آپ مذکورہ الفاظ حضرت (مرزا) کی کسی تحریر سے دکھا دیں تو بیس روپیہ انعام

(اخبار فاروق قادیان ۷ جولائی ۱۹۳۵ء)

جواب: ہم نے اپنی پاکٹ بک میں ان الفاظ کا دعوی نہیں کیا اگر آپ ہمارا یہ دعوی دکھا دیں تو ۲۵ روپیہ انعام۔ہم نے مرزا صاحب کی پیش گوئی متعلقہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے غلط ہونے کا اظہار کیا ہے۔پس آپ ان دھوکہ بازیوں کو چھوڑ کر شریف آدمیوں کی طرح ہم سے ثبوت طلب کریں۔

سنو! ہم نہ ایک بار بلکہ ہزار بار علی الاعلان کہتے ہیں کہ قادیانی مرزا جی نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی کے متعلق مذکورہ پیش گوئی کی تھی جو سراسر غلط نکلی۔اگر تم میں صداقت کی خواہش ہے تو کسی ثالث کے پاس انعامی رقم جمع کراؤ اور اس کے روبرو ہم سے اس کا ثبوت لے لو۔

ناظرین کرام! غور فرمایئے کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے صدق و کذب کا معیار اپنی پیش گوئیاں ٹھہراتے ہیں (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۲۸۸) مگر جب ہم مرزا جی کی پیش گوئیوں کے غلط ہونے کا اظہار کرتے ہیں تو مرزائی اصحاب حق پسند اور مومن انسانوں کے مانند ثبوت طلب کرنے کی بجائے رکیک عذرات کے ساتھ بحث کا رخ پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں کیا انصاف اسی کا نام ہے۔

مرزائیو! اگر تمہارے نزدیک کوئی مضمون صرف متکلم کے اصل الفاظ میں ہی لائق قبول ہے بصورت روایت بالمعنی افتراء ہوتا ہے تو اپنے نبی جی کی تحریر ذیل پڑھ کر بتاؤ کہ وہ کس درجہ کے مفتری تھے۔ سنو! مرزا صاحب حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو برانگیختہ کیا کہ:

گورنمنٹ کے سامنے جا کر سیاپا کریں۔

احمدی دوستو! مذکورہ بالا الفاظ جو قادیانی مرزا جی نے مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی طرف منسوب کئے ہیں وہ بعینہا مولانا موصوف کی کسی تحریر یا تقریر سے دکھا دو اور مبلغ ۵۰ روپئے انعام وصول کرو، ورنہ خاموش کہ:

ایں شور و فغان چیزے نیست

دوسرا انعامی چیلنج:

دوسرا انعامی چیلنج اخبار فاروق قادیان ۲۱۔ ۲۸ جون ۱۹۳۵ء میں ہمیں یہ دیا گیا ہے کہ آپ نے محمد یہ پاکٹ بک صفحہ ۴۲۹ میں لکھا ہے کہ:

بیسیوں آیات و احادیث میں بالتصریح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کا رفع سماوی و حیات و نزول من السماء مذکور و موجود ہے اگر آپ قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ کے متعلق الی السماء اور دوبارہ آمد کے متعلق من السماء دکھادیں تو دس روپیہ انعام۔

جواب: اس سوال کا جواب تو خود محمد یہ پاکٹ بک صفحہ ۳۷۲ سے ۴۶۰ تک باب حیاۃ مسیح میں بدلائل قرآن و حدیث مرقوم و موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی:

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب

(درثمین)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۰ ص ۷۔۸)

بارقۃ السیف۔۲

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ لکھتے ہیں:

موت جاہلیت

قادیانی حضرات اپنے متنبّی امام (مرزا قادیانی) کی طرف دعوت دیتے ہوئے ایک غیر معروف حدیث پیش کر دیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من مات و لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ

یعنی جو شخص اس حال میں مر جائے کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا تو اس کی موت مثل اہل جاہلیت کے ہے۔

قطع نظر ازیں کہ مرزا صاحب امام زمان تھے بھی یا نہیں، چند امور قابل غور ہیں۔

اول یہ حدیث مذکور الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی معتبر و مشہور کتاب میں موجود نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں لکھتے ہیں:

ھذا الحدیث بھذا اللفظ لا یعرف۔ (ج ا ص ۲۷)

یعنی یہ حدیث ان لفظوں سے نہیں پہچانی جاتی۔

دوم۔ یہ دیکھنا ہے کہ اصطلاح شارع میں ایسی روایتوں میں، امام، سے مراد کون سی ہستی ہوتی ہے؟ پس واضح ہو کہ حدیث متفق علیہ میں وارد ہے:

لیس احد من الناس یخرج من السلطان شبراً فمات علیہ الا مات میتۃ الجاھلیۃ۔ (بخاری شروع پارہ ۲۹۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۸)

(یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سلطان اسلام کی طاعت سے بالشت بھر الگ ہو کر مر جائے گا اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی)۔

معلوم ہوا کہ امام سے مراد بادشاہ اور سلطان ہے۔

سوم: یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس امام اور سلطان کی صفتیں اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟ تو سنیئے! آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے الآئمۃ من قریش (مسند ابی داؤد طیالسی ص

۲۸۴۔ منتخب کنز العمال ۔ ج ۲ص ۱۴۲۔ کنوز الحقائق ج ۲ص ۱۰ ۔ فتح الباری طبع انصاری پ ۲۸ص ۳۶۷، پ ۲۹ص ۵۸۹) یعنی امام قریش سے ہونگے ۔ اور قادیانی مرزا صاحب مغل تھے۔

اور فرمایا

انما الامام جند یقاتل من ورائه ویتقی به (مسلم ج ۲ص ۱۲۶۔ نسائی ص ۶۴۶) و فی ابن ابی شیبه الامام جنة یقاتل به (کنوز الحقائق فی احادیث خیر الخلائق للمنادی۔ ج ۲ص ۹)

یعنی امام وہ ہے جو رعیت کے لئے سپر بنے ۔ اس کے ساتھ ہو کر کافروں سے قتال کیا جائے اور مسلمان اپنی مصیبتوں میں اس کی آڑ پکڑیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تو حرب وقتال کو اڑا ہی دیا ہے۔

اور فرمایا:

السلطان ظل الله فی الارض یأوی الیه کل مظلوم من عباده رواه البزاز و البهیقی فی شعب الایمان و فی روایة یاوی الیه الضعیف وبه ینتصر المظلوم (جامع صغیر ج ۲ص ۳۱ ۔ و منتخب کنز العمال ج ۲ص ۱۳۱۔۱۳۲) (یعنی سلطان زمین پر خدا کا ظل اور نائب ہے ۔ مظلوم اور کمزور اس کی طرف پناہ لیتے ہیں اور وہ ہر مظلوم کا بدلہ ظالم سے لیتا ہے)

کیا مرزائی یا اور کوئی ہندی امام صاحب اس کے مصداق ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں اور جب یہ قدرت ایسے اماموں کو حاصل نہیں تو ان کی بابت دوسری حدیث ملاحظہ ہو:

عن ابن عمر قال رسول الله ﷺ الامام الضعیف ملعون ۔رواه الطبرانی (جامع الصغیر ج ۱ص ۱۰۳، کنوز الحقائق ج ۲ص ۸)

یعنی ملعون ہے وہ امام جو کمزور ہو۔ یعنی احکام حدود وحرب نافذ نہ کر سکے جیسا کہ امام شعرانی کشف الغمہ میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

و هو الذی یضعف عن تنفیذ الامور الشرعیة و اقامتها (ج ۲ص ۲۰۸) (یعنی جو شرعی امور کے نافذ کرنے اور قائم رکھنے سے عاجز ہو)۔

شیخ عزیزی سراج المنیر میں اور شیخ خفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں

الا مام الضعيف من اقامة ا لا حکا م الشر عية ملعو ن ای مطرود فعليه عز ل نفسه ان اراد الخلا ص فی الد نيا و الآ خرة ۔(ج ۲ص ۱۳۳)

یعنی وہ امام جو احکام شرعیہ قائم کرنے سے عاجز ہے راندہ بارگاہ ہے ایسے کو اس منصب سے خود علیحدہ ہو جانا چاہیے اگر وہ اپنی جان کی مخلصی دنیا اور آخرت میں چاہتا ہے۔

فاعتبروا يا او لی ا لا بصار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱، اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۰ ص ۸)

عبد الباطل باطل چھوڑنا نہیں چاہتا

جناب منشی محمد عبد اللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

میں نے اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء میں ایک نوٹ دیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ عبد الحق لاہوری مرزائی نے جو مولانا ثناء اللہ کے حق میں بہتان لگایا ہے (اس بہتان کی عبارت یہ ہے: مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک مقدمہ میں متقی کے معنی فاسق فاجر بتائے۔ایک عرصہ کے بعد انہوں نے اس سے انکار کر دیا کہ میں نے ہرگز نہیں کہا جب بیان کی مصدقہ نقل شائع کی گئی تو کہنے لگے کہ ایسے لوگ ایک معنی سے متقی ہوتے ہیں پیغام صلح لاہور ۲۷۔اگست ۱۹۳۵ء) اس کا ثبوت اگر وہ دے سکے تو فیصلہ کرانے کے لئے میں لاہور پہنچ جاؤنگا۔اس کی یاد دہانی اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۱۔اکتوبر میں کرائی گئی مگر آج تک وہ اس فیصلے کی طرف نہیں آیا۔ ہاں ۳۔ اکتوبر کے پیغام صلح لاہور میں ایک لمبا چوڑا مضمون اس نے لکھا یا ہے جس میں اس نے اپنے پیر و مرشد قادیانی مسیح کی سنت کا مظاہرہ کیا ہے جس کا خلاصہ وہی ہے جو کہا گیا ہے۔ جواب پر لاّ باشد دھڑ لاّ

سوال صاف ہے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے اس کا ثبوت دو اور مسلّم منصف سے فیصلہ کراؤ۔ اس نے جواب دیا کہ مولانا نے فلاں آیت کی تفسیر غلط کی ہے۔ فلاں مسئلہ غلط لکھا ہے۔ یہ کیا، وہ کیا۔آخر خدا خدا کر کے اصل مضمون پر آیا مگر نہ آنے سے بدتر۔ چنانچہ اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

باقی رہا ان کا مطالبہ کہ انہوں نے کسی عدالت میں کاذب کو متقی نہیں ٹھہرایا، یا حسب تاویل ایک معنی میں متقی نہیں ٹھہرایا تو اس کے متعلق وہ اپنے اخبار میں پہلے ایک حلفیہ بیان شائع کریں کہ نہ کوئی ایسا مقدمہ ہوا نہ متقی کے معنوں کے متعلق ان کا کوئی بیان تھا، اور نہ انہوں نے کاذب کو متقی ٹھہرایا، تو ہم اہل حدیث کے فائلوں کی ورق گردانی انشاء اللہ کریں گے۔

(پیغام صلح لاہور ۔۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۱۱)

ناظرین! ان حواریان مسیح کی دیانت اور علم ملاحظہ ہو کہ ایک بات کا دعوی کرتے ہیں جس میں کسی ذات پر افتراء ہو۔ جب اس کا ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو مظلوم سے حلف طلب کرتے ہیں۔ یہ ہے ان کا مبلغ علم۔ یہ ہے ان کی دیانت اور یہ ہے ان کا علم کلام۔

او عبد الباطل! کس دلیل سے تو حلف طلب کرتا ہے شرعی حکم سے یا انگریزی قانون سے، جس وجہ سے بھی کہے اس کا ثبوت پیش کر۔ کس قدر شرم کی بات ہے ان حواریان قادیانی مسیح کے لئے کہ دعوی کرتے ہیں بہتان لگاتے ہیں افتراء کرتے ہیں ثبوت پوچھنے پر مظلوم سے حلف مانگتے ہیں۔

او مفتری سن! ہم تمہارے سارے اعتراضات کے جواب دے سکتے ہیں اور بوقت ضرورت دیں گے مگر پہلے تم اس لائق ہو جاؤ کہ کسی شریف آدمی کو مخاطب ہو سکو جس کی صورت یہی ہے کہ تم نے جو کچھ مولانا کے حق میں لکھا ہے اس کا ثبوت دو ورنہ سر دست تم اس آیت کے ماتحت ہو جس میں ارشاد خداوندی ہے

انّما یفتری الکذب الذین لا یو منو ن بآ یا ت اللہ

نوٹ: یادرکھو جب تک تم اصل افتراء کا جواب نہ دے کر فیصلہ نہ کراؤ گے تمہاری ہر بات کو گریز اور قادیانی مکر سمجھ کر یہی کہوں گا:

اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۱۔ ص ۵۔ ۶)

چیلنج بنام خلیفہ قادیانی

بخدمت جناب میاں بشیر الدین صاحب خلیفہ قادیانی۔ تسلیم

آپ کا اخبار مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء الفضل میری نظر سے گذرا جس کے صفحہ ۲ کالم ۱ سطر ۱۳ تا ۱۸ میں آپ کے مرید مفتی محمد صادق نے یوں ارقام فرمایا ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ارشاد کے ماتحت میں نے عبرانی زبان سیکھی تھی اس کی مقدس کتابوں میں یہ لکھا ہوا میں نے پڑھا تھا کہ پہلے مسیح نے تو شادی نہ کی تھی مگر دوسرا مسیح شادی کرے گا۔ اس کے اولاد ہوگی اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوگا۔

میں اس عبارت کو مدنظر رکھتا ہوا آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ میری تسلی فرمائیں گے کہ وہ کون سی مقدس عبرانی کتابیں ہیں؟ ان کا کیا نام ہے اور کس سن میں وہ مقدس کتابیں تصنیف ہوئیں اور کون ان کے مصنف تھے؟ کہاں اور کون صحیفہ پر ہے؟ اگر آپ اور آپ کا مرید حوالہ نہ دکھا سکیں تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کے والد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی مسیح موعود میں کاذب تھے اور حضور مسیح ناصری کی آمد دوبارہ ضروری ہے۔

راقم: مسیح ناصری کا ادنی خادم: ایم طفیل مسیحی۔ امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۱ ص ۶)

مباہلہ مابین جماعت حنفیہ ومرزائیہ

جناب علم الدین نائٹ مدرس مونگ ضلع گجرات پنجاب لکھتے ہیں:

جماعت حنفیہ اور مرزائیہ کا مباہلہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء کو موضع کوٹلی افغاناں متصل مونگ میں ہوا جس کی شرائط کی تفصیل انہی دنوں اخبار زمین دار میں شائع ہو چکی ہے۔ میعاد عذاب ایک سال مقرر ہوئی تھے، ازاں پیشتر مونگ میں چند مناظرے ہوئے

جن میں وہ قابل ذکر اور شاندار مناظرہ بھی شامل ہے جس میں فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ اور مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے مرزائیوں کے مناظروں کو شکست فاش دی تھی۔ اللہ تعالی نے جماعت مسلمین کو بین کامیابی عطا فرمائی۔ دلائل و براہین سے تنگ آ کر بالآخر جماعت مرزائیہ مباہلہ پر اتر آئی جسے ہماری طرف سے فراخدلی سے قبول کرلیا گیا۔

اگر چہ جماعت مرزائیہ کو اپنے نبی کے مباہلہ جات کے نتائج ہی عبرت کیلئے کافی تھے مگر شومئ قسمت سے وہ آزمودہ را آزمودن کی غلطی کے یہاں بھی مرتکب ہوئے۔ قادر مطلق نے مباہلہ کے نتائج میں جو واقعات یہاں رونما کئے ان کے ہوتے ہوئے توقع تھی کہ یہ جماعت اگر بدبختی کی بدولت تائب نہ بھی ہوئی تو کم از کم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہاں کے باشندگان کے سامنے کبھی مرزائیت کا نام بھی ظاہر نہیں کریں گے۔ مگر مرزائی اور خاموشی؟

حیرت ہوئی جب کہ یہ سننے میں آیا کہ الفضل اخبار میں جماعت مرزائیہ نے مباہلہ کی کامیابی کا تذکرہ کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر عامۃ المسلمین کی آگاہی کیلئے واقعات ذیل شائع کرانے کی ضرورت لاحق ہوئی تاکہ اللہ تعالی گمراہوں کو ہدایت دے اور مسلمین کو دین حق پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

دعائے مباہلہ کے دوران سال میں فریق مرزائیہ یہ کہتا ہا کہ قادیان کے دربار خلافت سے اس مباہلہ کی منظوری نہیں ہوئی لہذا یہ مباہلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا گویا یہ بھی ایک فریب کارانہ چال تھی کہ اگر کوئی خاص واقعہ رونما نہ ہوتو کہہ دیں گے چونکہ خلیفہ نے منظوری نہیں دی اس لئے اس کا اثر نہ ہوا۔ سال بھر دعاؤں پر زور رہا اور قصر خلافت میں بھی دعاؤں کی دھڑا دھڑ درخواستیں کی گئیں، خود جماعت مرزائیہ کے لیڈر مولوی صدرالدین صاحب مرزائے قادیان کے مقبرہ پر زاروقطار رورو کر التجائیں کرتا رہا مگر اس کا نتیجہ جو حق نے ظاہر کیا حسب ذیل ہے:

دعائے مباہلہ میں ہر فریق کے لیڈر کے ہمراہ بیس بیس آدمی شامل دعا ہوئے۔ دعا میں نتیجہ خیز عبارت یہ تھی کہ جھوٹا ہونے کی صورت میں لعنت اللہ علی الکاذبین کے ماتحت ہم پر اور ہماری اولاد پر عبرت ناک عذاب نازل ہوتا کہ دنیا

میں حق اور باطل میں امتیاز ہو جائے۔

فریق اہل سنت کے لیڈر مولوی اللہ دتہ صاحب خطیب جامع مسجد مونگ تھے۔ان کے بیس ہمراہیوں میں سے صرف شرف الدین ارائیں ساکن کوٹلی افغاناں فوت ہوا سبحان اللہ مرحوم کا ایسا نیک خاتمہ تھا کہ کلمہ پڑھتے ہوئے فوت ہوا۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ خدا ایسی موت ہر مسلمان کو نصیب کرے۔اس کے علاوہ باقی افراد سال موعودہ میں بالکل سلامت رہے۔ اگر کسی اور نام کا مرزائیوں نے لکھا ہو تو محض افتراء ہے۔ ہر شخص موقع پر آ کر ہر وقت درست حالات دریافت کر سکتا ہے۔

بالمقابل فریق مرزائیہ کے لیڈر مولوی صدر الدین کی لڑکی جس عبرت ناک عذاب سے فوت ہوئی واللہ! خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے ابھی چند سال کی ہی لڑکی تھی مگر تین دن تک اس پر موت کا ایسا دردناک عذاب رہا کہ ساری کی ساری زبان باہر نکالتی رہی حکیم اور دیگر حال پرسندگان نے یہ دردناک حالت دیکھ دیکھ کر صاف کہہ دیا بلکہ خود مولوی صاحب کی بیوی نے تسلیم کیا کہ اب ہم پر عذاب نازل ہو گیا ہے ۔لڑکی مرنے پر ہی موقوف نہیں بلکہ بیوی صاحبہ بھی عبرت ناک عذاب میں مبتلا رہیں اور وہ آواز جو حالت عذاب میں نکالتی رہیں لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ بس خدا ہر مسلمان کو بچائے۔ دیگر مشمولہ اشخاص میں سے امام الدین کشمیری مونگ کی لڑکی فوت ہوئی۔خوشی محمد کی والدہ، فضل الٰہی درزی ساکن کوٹھیڑہ کی لڑکی، علم دین کشمیری ساکن کوٹلی کا دوہتا، اور جمعہ کشمیری ساکن مونگ کا لڑکا بھی فوت ہوئے۔ سالم ماچھی ساکن کوٹھیڑہ جو عام دعا میں شامل تھا فوت ہوا۔مگر اسی پر بس نہیں ہوئی۔ سب سے اہم واقعہ جس نے جملہ مسلمین کو ان پر عذاب نازل ہونے کی طرف توجہ دلائی یہ ہوا کہ دو تین بہن بھائی فضلاں اور خوشی محمد موچی مونگ کے مرزائی جماعت کے احمد دین و روشن دین قوم موچی کی پرورش میں اس طرح آئے کہ احمد دین نے خوشی محمد کی پرورش بھی کی اور اسے اپنا داماد بھی بنا لیا۔ احمد دین کے بھتیجے روشن نے لڑکی کی پرورش کی۔ دوران سال مباہلہ کے آخری ایام کا وقوع ہے کہ اب چونکہ لڑکی نوجوان ہو چکی ہے اس لئے چچے اور بھتیجے دونوں کی نظریں کھبنے لگیں۔ادھر چچا نے لڑکی کے بھائی خوشی محمد کو جو اس کا داماد بھی تھا نیز بیٹے کی جگہ بھی کام دیتا تھا کیونکہ اس کے ہاں اور کوئی بیٹا نہ تھا، اسے

اس بات پر آمادہ کرلیا کہ اس کی ہمشیرہ اسے نکاح کر دی جائے اور بھتیجے نے جس کی پرورش میں لڑکی تھی الگ اس پر ڈورے ڈالنے شروع کئے کیونکہ اس کے ہاں پہلی بیوی سے اولاد نرینہ نہ تھی۔ بالآخر ایک رات روشن جماعت مرزائیہ ساتھ لئے اپنے چچا احمدالدین کے پاس اپنے نکاح کی غرض سے پہنچا۔ مگر جن وہاں گفتگو سے راز کھلا تو سب نے لڑکی کے بھائی خوشی محمد کی رضامندی کے مطابق بجائے روشن دین کے لڑکی کا نکاح احمد دین سے سکرٹری جماعت احمدیہ حیدر شاہ نے پڑھا۔ اس میں لڑکی اس کا بھائی اور روشن بھی رضامند ہو گئے تھے جب مبارک باد کی نوبت آئی تو سکرٹری صاحب کی نکاح خوانی کی شیرینی کا احمدالدین کی طرف سے وعدہ بھی ہوا۔ ادھر اس نے ایک یہ بھی غلطی کی کہ اپنے داماد کے احسان کا شکریہ تو ادا کیا مگر اپنے بھتیجے روشن کا شکریہ ادا نہ کیا۔ بس پھر کیا تھا چونکہ لڑکی اس کے قبضہ میں تھی جھٹ اسے بہکایا اور احمدالدین کے متعلق بوڑھا کہہ کر لڑکی کو بدظن کر کے اپنی طرف راغب کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جھگڑا ہو گیا۔ سکرٹری جماعت نے لڑکی کو اپنے ہاں ٹھہرالیا کہ تا فیصلہ از قادیان لڑکی اس کے ہاں امانت رہے گی مگر سکرٹری نے لڑکی اس کے بھائی خوشی محمد کو تو نہ دی اور روشن کو جو اس سے نکاح کا متمنی تھا اسے دیدی۔ وہ اسے خفیہ گجرات لے گیا وہاں اس کے بیان دلا لایا۔ بعدہ بلا حصول طلاق از احمدالدین لڑکی کا نکاح سکرٹری حیدر شاہ کی اجازت سے سکرٹری تبلیغ امام الدین مرزائی نے روشن کے ساتھ پڑھا دیا۔ اس پر ان کی اس ایمانی قوت کو دیکھ کر سب مسلمان بلکہ دیگر مذاہب بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔

احمد دین مرزائی یہاں کی جماعت کا قدیمی سرگرم رکن ہے تبلیغی جلسے وغیرہ اسی کی کوشش کا نتیجہ ہوا کرتے ہیں اسی طرح روشن بھی مرزائیت میں پیش پیش تھا اور ساتھ ہی سکرٹری جماعت اور سکرٹری تبلیغ کی احسن کارگردگی ملاحظہ فرمایئے کہ ادھر ایک کا نکاح سکرٹری جماعت قریباً ساری جماعت کے سامنے پڑھتا ہے پھر انہی کی رضامندی اور فتوی سے دوسرا سکرٹری امام الدین جماعت کے افراد کی موجودگی میں بلا حصول طلاق نکاح پڑھ دیتا ہے۔ امیر جماعت میں افتراق پڑ گیا۔ اس کے متعلق جماعت مرزائیہ اس بدنما دھبہ سے کسی طرح بچ نہیں سکتی۔ خود احمدالدین مرزائی اس

کی تصدیق کرنے کو ہر وقت تیار ہے علاوہ بریں جس قدر وہ اس کے متعلق وضاحت کریں گے ان کے زیادہ پول کھول کر واضح کئے جائیں گے۔

اب ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ اس سے زیادہ اور کیا عبرت ناک عذاب مرزائیوں پر نازل ہو جس سے یہ بھی راہ راست پر آ جائیں۔ خدا جملہ مسلمانوں کو ان کے دجل وفریب سے بچائے۔ آمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ رجب ۱۳۵۴ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۱ ص ۶۔۷)

قادیانی مسیح کی تکذیب کی آواز

مسیح قادیان کے گھر سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مخالفین مرزا، ان کی تکذیب یا تردید کریں تو کچھ تعجب نہیں مثال مشہور ہے، دشمن بات کرے ان ہونی،

لیکن اگر اپنے ہی پروردہ بلکہ لخت جگر تکذیب پر کمر بستہ ہو جائیں تو کیوں نہ کہا جائے

دوست ہی دشمن جاں ہو گیا اپنا حافظ
نوش دارو نے کیا کیا اثر سم پیدا کیا

آج ہم ہی بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے حق میں یہی مثال صادق آ رہی ہے جس کی تفصیل ناظرین کی تفریح کا موجب ہو گی۔ جناب مرزا صاحب قادیانی نے اپنی پیدائش اور بعثت کی بابت لکھا ہے:

دنیا کی تاریخ کا چھٹا ہزار گمراہی کا تھا جس کے اخیر میں میں پیدا ہوا اور ساتوں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم (مرزا) موجود ہیں (لیکچر سیالکوٹ)

مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی سے پہلے ضلالت پر ضلالت تھی ان کے آنے کے بعد سراسر ہدائت کا زمانہ شروع ہو گیا خاص کر مسلمانوں کے لئے عروج پر فتوح کا وقت آ گیا ہے۔

اخبار الفضل ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ گمراہی کا زمانہ ہوگا جس وقت مرزا صاحب مسیح موعود بن کر آئے تھے وہ وقت سخت گمراہی کا تھا یعنی چودھویں صدی کا شروع۔ بالکل صحیح ہے۔ مگر مسیح موعود کے آنے کے بعد ساتواں ہزار جو سراسر نور اور ہدایت کا زمانہ ہے اس کی کیا کیفیت ہے۔ الفضل ہی کے الفاظ میں ہم بتائیں گے۔ الفضل نے ایک حدیث نبوی نقل کی ہے جس میں قرب قیامت کی گمراہی کا ذکر ہے کہ قرآن خوانی کی رسم اور اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ اس کے بعد لکھا ہے:

> آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی اس زمانہ میں ایسی وضاحت سے پوری ہو چکی ہے کہ اس کی تفصیل بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہر ایک انسان اس بات سے واقف ہے کہ اس زمانہ میں لوگ اسلام کی تعلیم سے کتنے دور ہو چکے ہیں اور قرآن مجید پر عمل کرنا انہوں نے کس طرح ترک کر دیا ہے ...مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی باوجود اشد مخالفت و معاندت کے لکھتے ہیں:
>
> سچی بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دل سے اسے بہت معمولی اور بیکار کتاب جانتے ہیں۔ (اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۱۲ء)۔
>
> پس قرآن مجید کی آیات اور آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق یہ زمانہ ایسا ہے جس میں کسی برگزیدہ انسان کا مبعوث ہونا ضروری ہے
>
> (الفضل ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۳)

کیسا صاف اور کھلا اعتراف ہے کہ مسیح موعود (مرزا) کے آنے کے بعد بھی گمراہی اور زیادہ ہوگئی ہے امر حق بھی یہی ہے پنجاب کے مختلف مقامات کی سیر کرو ہندوستان کے مختلف بلاد میں پھر جاؤ بعد ازاں دوسرے ممالک میں بھی چلے جاؤ تو بغیر کسی بحث و تمحیص کے روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ مخلوق نے خالق کو چھوڑ دیا ہے اور نسل انسانی پر وہ وقت آ گیا جس کی بابت حضرت آدم کو ارشاد ہوا ہوگا کہ فی ہزار نو سو نوے بنی آدم دوزخ کے لائق ہیں۔ صدق رسول اللہ ﷺ

چونکہ واقعہ ایسا صاف اور نا قابل انکار ہے اس لئے مرزا صاحب کے لخت جگر میاں محمود احمد نے جن لفظوں میں اعتراف کیا ہے وہ اپنے معانی میں اور ہمارے دعوی کی دلیل بننے میں روشن ترین ہیں۔ ناظرین شہادت محمودیہ کو بغور پڑھیں۔ میاں صاحب اپنے والد کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آپ تو ہمیں ترقی اسلام کے وعدے دیتے تھے حال یہ ہے کہ اسلام دن بدن تنزل میں ہے اور مسلمان قعر مزلت میں گر رہے ہیں خطرہ ہے کہ لوگ آپ کے وعدوں کو محبوبہ سعاد کے وعدوں کی مانند جانیں گے اور کہیں گے : ما مواعیدھا الا الا باطیل

شہادت محمودیہ جو نظم ہے قابل شنید ہے:

اے چشمہ علم و ہدی اے صاحب فہم و ذکا
اے نیک دل اے با صفا اے پاک طینت با حیا
اے مقتداء اے پیشوا اے میرزا اے رہنما
اے مجتبی اے مصطفیٰ اے نائب رب الوراء
کچھ یاد تو کیجئے ذرا ہم سے کوئی اقرار ہے

دیتے تھے تم ہر دم خبر بندھتی تھی جس سے یاں کمر مٹ
مٹ جائے گا سب شور و شر موت آئے گی شیطان پر
پاؤ گے تم فتح و ظفر ہوں گے تمہارے بحر و بر
آرام سے ہو گی بسر ہوگا خدا مد نظر
واں تھے یہ وعدے خوب تر یاں حالتِ ادبار ہے

ہر دل میں پر ہے بغض و کیں ہر نفس شیطاں کا رہیں
جو ہو فدائے نور دیں کوئی نہیں کوئی نہیں
ہر ایک کے سر میں مکیں ہے کبر کا دیو لعین
اک دم کو یاد آتی نہیں درگاہ رب العالمین
بے چین ہے جان حزیں حالت ہماری زار ہے

کہنے کو سب تیار ہیں چالاک ہیں ہشیار ہیں
منہ سے تو سو اقرار ہیں پر کام سے بیزار ہیں
ظاہر میں سب ابرار ہیں باطن میں سب اشرار ہیں
مصلح ہیں پر بدکار ہیں، ہیں ڈاکٹر پر زار ہیں
حالات پر اسرار ہیں دل مسکن افکار ہے

چھینے گئے ہیں ملک سب باقی ہیں اب شام و عرب
پیچھے پڑا ہے ان کے اب دشمن لگائے تا نقب
ہم ہو رہے ہیں جاں بلب بنتا نہیں کوئی سبب
ہیں منتظر اس کے کہ کب آئے ہمیں امداد رب
پیالہ بھرا ہے لب بلب ٹھوکر ہی اک درکار

کیا آپ پر الزام ہے یہ خود ہمارا کام ہے
غفلت کا یہ انجام ہے سستی کا یہ انعام ہے
قسمت یونہی بدنام ہے دل خود اسیر دام ہے
اب کس جگہ اسلام ہے باقی فقط اک نام ہے
ملتی نہیں ہے جام مئے بس اک یہی آزار ہے

(منقول از کلام محمود احمد۔ص ۶۷۔۶۸)

ناظرین کرام! الفضل کا مضمون ضرورت موعود صحیح ہے اور میاں محمود کا بیان بھی صحیح ہے پس نتیجہ یہی نکلا کہ مسیح موعود ابھی نہیں آیا۔ اگر آچکا ہوتا تو ایسی بری حالت نہ ہوتی۔ میاں محمود صاحب بھی جس کا گلہ کر رہے ہیں وہ واقعی قابل گلہ ہے۔

مرزائی دوستو! باپ (مرزا قادیانی) بیٹے (مرزا محمود احمد) کے بیانات بغور پڑھیئے اور مسیح موعود کے آنے سے پہلے اور پچھلے زمانہ کی بابت دل سے فتویٰ پوچھ لیجیئے۔ اس سے پہلے کہ پوچھے جاؤ۔ آہ:

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ا ص ۵۔ ۶)

بارقۃ السیف۔ ۳

جناب مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ لکھتے ہیں:

لیومنن بہ قبل موتہ:

حیات عیسیٰ کے دلائل کثیرہ میں سے ایک دلیل آیت مذکورہ بھی ہے تمام متقدمین ومتاخرین نے موتہ کی ضمیر مجرور کا مرجع مسیح کو قرار دیا ہے حتی کہ محدث ابن جریر نے بھی (ج ۶ ص ۱۴) جو مرزا صاحب کے نزدیک نہایت معتبر آئمہ حدیث، سے ہیں (حاشیہ چشمہ معرفت۔ ص ۲۵۰)

باوجود اس فیصلہ کن امر کے مرزائی یہی کہتے رہے ہیں کہ ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابیؓ بن کعب صحابی جن سے قرآن سیکھنے کے لئے لوگ مامور تھے ان کی قرأۃ میں قبل موتھم ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ موت اہل کتاب مراد ہے، نہ حضرت عیسیٰؑ۔

اس کے تین جواب ہیں۔

اول۔ حضرت ابیؓ کی یہ قرأۃ بوجہ شاذہ ہونے کے متروک، اور اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ حضرت ابیؓ کی اس قسم کی قرأتوں کو نہیں مانتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری پارہ ۲۰ کے آخر میں ہے

قال عمر ابی اقرءنا وانا لندع من لحن ابی... الخ۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابیؓ بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ لوگ ان کی غلط قرأتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

فتح الباری میں ہے

انہ ربما قرأ ما نسخت تلاوتہ لکونہ لم یبلغہ النسخ (فتح الباری

پ ۱۸ص ۱۷۷) یعنی حضرت ابیؓ ایسی قرأۃ پڑھتے تھے جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے اوران کو اس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں ہوا۔

حضرت عمرؓ کا ایک دوسرا قول حضرت ابیؓ کے بارے میں یہ ہے:

اما انه اقرأ نا للمنسوخ ۔ (فتح الباری پ۲۰ص ۳۶۴)

یعنی حضرت ابیؓ الفاظ منسوخ التلاوت کو بہت پڑھا کرتے تھے۔

پس جب حضرت ابیؓ کی قرأۃ کا یہ حال ہے تو ان کی قرأت قبل موتھم معرض استدلال میں کیسے پیش ہو سکتی ہے؟

دوم: اگر حضرت ابیؓ کی قرأت تسلیم کر لی تو جواب یہ ہے کہ ان کی قرأت محمول ہو گی ان کتابیوں پر جو نزول عیسیٰؑ سے پہلے مرجاتے ہیں اور قرأت متواترہ کا تعلق ان کتابیوں سے ہو گا جو نزول عیسیٰؑ کے زمانہ میں زندہ اور باقی رہیں گے جیسا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرمایا

اذا کان عند نزول عیسی آمنت به احیاءکم کما آمنت به موتاھم ۔ (درمنثور۔ ج ۲ص ۲۴۱)

یعنی حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے وقت جو کتابی زندہ ہوں گے اسی طرح ایمان لائیں گے جس طرح نزول عیسیٰؑ سے پیشتر وہ کتابی جو اپنے مرنے کے وقت ایمان لا کر مر چکے ۔ فنعم الوفاق و حبذا الاتفاق

سوم: مذہب اصولیین کے مطابق اگر قرأۃ شاذہ کو قرأۃ متواترہ کے تابع کریں تو دونوں ایک ہی محل پر محمول ہوں گی اور مطلب یہ ہوگا کہ کل امت اہل کتاب من حیث القوم (نہ من حیث الاشخاص) اپنے فنا ہو جانے سے پیشتر حضرت عیسی پر ایمان لائیں گی ای یومنن به باجمعھم معا قبل موتھم پس موتھم مصدر کے وہی معنی ہوں گے جو آیت قرآنی، ثم بعثناکم من بعد موتکم کے معنی ہیں۔ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ہم نے تم کو زندہ کیا تم سب کے ایک دم سے مر جانے کے بعد (بنی اسرائیل نے اللہ کے دیکھنے کی التجا کی تھی اس پر ان پر بجلی گری اور سب کے سب ایک دم سے مر گئے تھے پھر حضرت موسی کی دعا سے اللہ نے ان کو زندہ کیا تھا) پس جیسے بعد موتکم کے معنی ہیں سب بنی اسرائیل کے ایک دم سے مرجانے کے بعد، اسی طرح قرأۃ حضرت

ابی میں قبل موتھم کے معنی ہوں ۔، سب اہل کتاب کے ایک دم سے مرجانے کے پہلے ، ، اور سب اہل کتاب کا ایک دم سے فنا ہو جانا اور ان کے کسی فرد کا باقی نہ رہنا قیامت کے قریب ہی ہوگا نزول عیسی کے بعد۔ پس قرأۃ ابی اور قرأۃ متواترہ کا حاصل ایک ہی ہوا۔ اور نزول عیسی دونوں سے ثابت ہوا جو ہمارے موافق اور موید ہے اور مرزائیوں کے مخالف اور ان کومضر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ا ص ۶ ۔ ۷)

خاتم الخلفاء کے بعد مجدد کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا

مرزائی جماعت میں ایک شخص (شیخ غلام محمد) لاہور میں پیدا ہوا ہے جس کا دعوی ہے کہ میں بزبان مرزا صاحب مصلح موعود ہوں چونکہ اس مصلح کا روئے سخن سب سے اول جماعت مرزائیہ (بہر دوصنف) کی طرف ہے اسلئے سب سے پہلے جماعت مرزائیہ کا اس غلط خیال کی اصلاح کرنا چاہتا ہے کہ مرزا صاحب متوفی کے بعد کوئی مجدد آ سکتا ہے ۔ مصلح مذکور بتعلیم مرزا صاحب مصر ہے کہ چودھویں صدی پر دنیا کا خاتمہ ہوگا اور سلسلہ مجددیت بھی ختم مرزائی جماعت میں جہاں اور اختلافی مباحث پیدا ہوئے ہیں یہ بحث بھی لطیف ہے ۔ ہم اپنی رائے سردست نہیں دیتے ۔

۹ ۔ اگست کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک سوال اس مضمون کا چھپا تھا جس میں سائل نے لاہوری جماعت کے امیر سے پوچھا تھا کہ ،

چودھویں صدی ہجری کے بعد دنیا رہ سکتی ہے؟ اور مجدد آ سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب لاہوری پارٹی کی طرف سے جو دیا گیا اس کو منطقی اصطلاح میں یوں کہنا چاہیے کہ مجدد اور خلیفہ میں عموم خصوص من وجہ ہے ۔ اس مختصر نوٹ کے بعد مندرجہ ذیل مضمون پڑھیئے (مدیر اہل حدیث امرتسر) :

اس تناقض کو رفع کرنے کے لئے جناب پیر مدثر شاہ اجمیری (لاہوری) نے اخبار پیغام صلح ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء میں جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ اور مجدد کا مفہوم الگ الگ ہے خلفائے راشدہ میں سے کوئی بھی حدیث مجدد کے ماتحت خلیفہ نہ

تھا لیکن ہر ایک کو خلافت حاصل تھی اسی طرح مجدد کے لئے ضروری نہیں کہ وہ خلیفہ بھی ہو چنانچہ آپ کی تحریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے

۱۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خلیفہ ہو مگر مجدد نہ ہو، یا مجدد ہو مگر خلیفہ نہ ہو، یا یہ کہ خلیفہ ہو اور مجدد بھی ہو بلکہ اس کے علاوہ مسیح موعود بھی ہو اور ہوسکتا ہے کہ وہ بلحاظ خلافت اور مسیح موعود کے آخری ہو مگر بلحاظ مجددیت آخری نہ ہو۔ بہر حال جو خلیفہ مسیح موعود ہوگا وہی خلیفہ اس امت کا خاتم الخلفاء ہوگا۔

۲۔ حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر سے ظاہر نہیں ہوتا کہ مسیح موعود آخری مجدد ہے مسیح موعود خاتم الخلفاء ہیں لیکن خاتم المجددین نہیں ۔،

مجھے اس جواب پر اس لئے خوشی ہوئی ہے کہ مکرمی میر صاحب نے کسی غرض کو سامنے رکھ کر حضرت مسیح موعود کے دعوی خاتم الخلفاء اور اس کے مفہوم آخری خلیفہ سے انکار نہیں کیا بلکہ اسے حوالوں کے ساتھ خود واضح کیا ہے ہاں مجددین کا سلسلہ آئندہ جاری رکھنے اور چودھویں صدی کے بعد دنیا کا سلسلہ باقی رہنے کے لئے جو دلیل انہوں نے پیدا کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ باوجود خلیفہ اور مجدد کے مفہوم میں کسی قدر فرق ہونے کے ہر مجدد کا خلیفۃ اللہ ہونا لازمی ہے۔ خلافت چار چیزوں کا نام ہے۔ اول نبوت، دوم مجددیت، سوم حکومت، چہارم جانشینی۔

ان میں سے خلفاء راشدہ کو بادشاہ اور جانشین کی وجہ سے خلیفہ کہا جاتا ہے جس کے مقابل حضرت مسیح موعود کو صرف بوجہ مجددیت ہی خلیفہ مانا گیا۔ پس خاتم الخلفاء ہونا سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ آپ پر مجددین کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ جس کے ماتحت ہر احمدی کے لئے لازم ہے کہ وہ چودھویں صدی پر دنیا کے بکلی خاتمہ کا قائل ہو کر اپنے مصلح موعود (غلام محمد) کو چودھویں صدی کے اندر ہی اس وقت قبول کر کے دکھلائے۔ میر مدثر صاحب کے جواب میں حضرت مسیح موعود کی تحریر بھی پیش کی جاتی ہے:

اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاری دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ

آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں اور ہر قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس کو آخری زمانہ قرار دیا ہے۔ اور چودھویں صدی میں سے ۲۳ سال گئے ہیں .. میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ (حقیقۃ الوحی طبع ۱۹۰۷ء ص ۱۹۳۔۱۹۴)

اس جگہ اسی قدر جواب پر اکتفا کیا جاتا ہے مفصل جواب کے لئے علیحدہ ٹریکٹ بھی لکھا گیا ہے جو انشاء اللہ مالی انتظام ہونے پر اشاعت میں آجائے گا۔

عاجز غلام محمد مصلح موعود احمدیہ بلڈنگز لاہور ۲۷ ستمبر ۱۹۳۵ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ا ص ۷)

بارقۃ السیف۔۴

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ لکھتے ہیں:

انقطاع نبوت:

انقطاع نبوت کے بے شمار دلائل میں سے مرزائیوں کے سامنے جب جامع ترمذی اور مسند احمد وغیرہ کی صحیح حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر (اگر میرے بعد کوئی ہوتا تو عمرؓ ہوتا) پیش کی جاتی ہے، تو اس کے خلاف وہ دو مندرجہ ذیل احادیث پیش کرتے ہیں

لو لم ابعث لبعثت یا عمر (مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ج ۵ ص ۵۳۹)

لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم (کنوزلحقائق۔ج ۲ ص ۱۵۱)

(یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر تم مبعوث ہو جاتے)۔

چونکہ آپ ﷺ مبعوث ہو گئے اس لئے حضرت عمرؓ نبی نہ بنے۔

(احمدیہ ڈائری۔ص ۵۳۷)

مرزائیوں کی دونوں حدیثوں کی حقیقت ملاحظہ ہو

ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں تحت حدیث لو کان بعدی نبی

لکان عمر لکھا ہے

و فی بعض طرق هذا الحد یث لو لم ابعث لبعثت یا عمر

(ج ۵ ص ۵۳۹)۔ (یعنی اس حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر تو نبی ہوتا)۔

لیکن ملا صاحبؒ نے نہ راوی حدیث کا نام لیا ہے نہ مخرج کا پتہ دیا ہے، نہ الفاظ مذکورہ حدیث کی کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں ملتے ہیں۔ البتہ حافظ مناوی نے کنوز الحقائق میں اس کے ہم معنی روایت دو طریق سے نقل کی ایک تو ابن عدی کے حوالہ سے جس کے الفاظ یوں ہیں:

لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم (ج ۲ ص ۱۵۱)

دوسری فردوس دیلمی کے حوالہ سے جس کے الفاظ یوں ہیں

لو لم ابعث لبعث بعدی عمری ،

ملا علی قاریؒ نے غالباً اسی روایت کو مرقاۃ میں بالمعنی نقل کر دیا ہے

ہر دو روایات محدثین کے نزدیک باطل جھوٹی اور موضوع ہیں ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں ابن عدی والی روایت دو سندوں سے نقل کی ہے اور چونکہ دونوں سندوں میں راوی واضع اور کاذب ہیں اس لئے دونوں کو موضوع کہا ہے چنانچہ سلسلہ اسناد ملاحظہ ہو۔ ابن عدی اپنی کتاب کامل میں کہتے ہیں

حد ثنا علی بن الحسین بن قدید حد ثنا ذکر یا بن یحی الوکار حد ثنا بشر بن بکر عن ابی بکر بن عبد الله بن ابی مر یم الغسا نی عن ضمرة عن غضیف بن الحا ر ث عن بلا ل بن ر باح قا ل قال النبی ﷺ لو لم ابعث فیکم لبعث عمر بن الخطا ب

۲ ۔ حد ثنا عمر بن الحسن بن نصر؟ الحلبی حد ثنا مصعب بن سعد ابو خیثمه حد ثنا عبد الله بن واقد الحرّا نی حد ثنا حیوة بن شر یح عن بکر بن عمر و عن مشر ح بن ها ما ن عن عقبة بن عا مر قا ل قا ل النبی ﷺ لو لم ابعث فیکم

لبعثت عمر فیکم

ابن جوزی نے دونوں سندوں کو نقل کر کے فرمایا ہے

زکر یا کذا ب یضع و ابن وا قد متروك یعنی زکریا بن بھی جھوٹا ہے حدیثیں بنا تا تھا اور ابن واقد حرانی کی روایت چھوڑ دی گئی ہے (نہیں لی جاتی)

ذہبی نے میزان میں خود ابن عدی سے (جس نے روایت مذکورہ اپنی کتاب کامل میں درج کی ہے) نقل کیا ہے

قا ل ابن عدی یضع الحد یث و قا ل صا لح کا ن من الکذا بین الکبار

یعنی پہلی سند کا راوی زکر یا حدیثیں گڑ ھتا تھا صا لح نے کہا زکر یا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے۔

دوسری سند کا راوی ابن واقد حرانی متروک ہے جیسا کہ ابن جوزی اور جوزجانی نے کہا ہے بلکہ یعقوب بن اسماعیل نے کہا ہے کا ن یکذب (میزان) یعنی ابن واقد جھوٹ بولتا تھا۔ اس کا جھوٹ ملاحظہ ہو اس نے حدیث مذکور پر سلسلہ رجال کا وہی بنا کر لگا لیا جو ترمذی وغیرہ میں حیوۃ بن شریح سے شروع ہو کر عقبہ بن عامر پر ختم ہوا ہے۔

کنوز الحقائق کی دوسری حدیث جو بحوالہ فردوس دیلمی منقول ہے اس کی سند یوں ہے:

قا ل الو یلمی انبأنا ابی انبأنا عبد الملکبن عبد الغفار انبأنا عبد الله بن عیسی بن ھارو ن انبأنا عیسی بن مر وا ن حدثنا احسین بن عبد الر حما ن بن حمرا ن حد ثنا اسحاق بن نجیح الملطی عن عطاء بن میسرہ الخراسا نی عن ابی ھر یرہ قا ل قا ل النبی ﷺ لو لم ابعث .. الخ

یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند میں اسحاق ملطی وضاع و کذاب ہے۔ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں:

قا ل ا حمد ھو من اکذ ب الناس و قا ل یحی معرو ف بالکذ ب و و ضع الحد یث (یعنی امام احمد نے فرمایا کہ اسحاق بڑا جھوٹا ہے۔ یحی بن معین نے کہا کہ اسحاق جھوٹی اور وضعی حدیثوں کے بنانے میں مشہور ہے)۔

دوسرا راوی عطاء خراسانی بھی کچھ کم نہیں تہذیب میں سعید بن مسیّب کا قول منقول کذب عطاء۔ امام بخاری نے بھی تاریخ صغیر میں سعید کا قول کذب نقل کیا ہے ص ۱۵۷۔ یعنی عطا جھوٹا ہے۔ خود امام بخاری فرماتے ہیں

عامة احادیثه مقلوبة (میزان) عطا خراسانی کی حدیثیں الٹی پلٹی یعنی غلط ہوتی ہیں۔

امام بیہقی اسے کثیر الغلط کہتے ہیں (زیلعی)

حاصل کلام یہ ہے کہ کنوز الحقائق کی دونوں روایتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ کامل ابن عدی اور فردوس ویلمی کی تمام روایات کا یہی حال ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عجالہ نافعہ میں طبقہ رابعہ میں بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ؛

احادیثے کہ نام ونشان آنہا درقرون سابقہ معلوم نبود (تا) ایں احادیث قابل اعتماد نیستند،

پھر ایسی حدیثوں کو نقل کرنے والوں میں ابن عدی صاحب الکامل اور ویلمی صاحب الفردوس کا نام بھی تحریر فرمایا ہے (ص ۷و۸)

اور بستان المحدثین میں ارقام فرماتے ہیں :

در سقیم وصحیح احادیث تمیز نمے کند ولہذا دریں کتابِ او موضوعات وواہیات تودہ تودہ مندرج۔ (ص ۶۲)

جب واقعہ یہ ہے تو یہی حال فردوس ویلمی کی اس روایت کا بھی جاننا چاہیے جسے مرزائیوں نے اپنی ڈائری کے صفحہ ۵۱۸ میں کنوز الحقائق کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ابو بکر افضل هذه الامة الّا ان یکون نبیّ۔ اور اس سے امکان نبوت پر دلیل پکڑی ہے حالانکہ یہ روایت بھی باطل موضوع اور جھوٹی ہے اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ میں فردوس ویلمی کا نام کافی ہے کیونکہ حافظ منادی نے اسے کنوز الحقائق میں فردوس ویلمی کے حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ و لعل فیه کفایة لمن له درایة

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۲ ص ۴۔۵)

قادیانیوں اور احرار کا مباہلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

نوٹ نمبر ۱۔ کوئی سے دو فریق مخالف جو ایک دوسرے کو جھوٹا جانتے ہوں دلیل بازی یا حکومت سے فیصلہ نہ کرا سکیں تو خدا کے حضور دعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق امر متنازعہ فیہ میں جھوٹا ہے یا اللہ! اس پر لعنت کر۔ اسکو اسلامی اصطلاح میں مباہلہ کہتے ہیں۔

نوٹ نمبر ۲۔ پنجاب میں ایک اسلامی جماعت ہے جس کا نام مجلس احرار ہے۔ اس کے ممبروں کو احرار کہا جاتا ہے۔

احرار نے بہت دفعہ اعلان پر اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تحریرات میں آنحضرت ﷺ کی کسر شان کی ہے۔ اس پر خلیفہ قادیان نے جوش میں آکر احرار کو مباہلہ کی دعوت دی (ایک مضمون تو یہ ہے دوسرا مضمون مرزا صاحب کا صدق و کذب ہے۔ ثناء) کہ تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کی بڑی عزت کی ہے اگر نہیں مانتے تو ہم سے مباہلہ کرلو۔ اس کے لئے چند شروط بھی لکھیں۔ مثلاً

میرے ساتھ میرے بھائی بند ہوں گے

اور احرار کے ساتھ خاص ارکان خمسہ ہوں گے۔

اس کے علاوہ فریقین کے ہزار ہزار کم سے کم پانچ سو، پانچ سو افراد ہوں گے۔

مباہلہ گورداسپور یا لاہور میں ہوگا۔

اگر تم چاہو تو قادیان ہی میں آکر کرلو۔

اسی طرح اور بھی چند شروط تھیں اس کے جواب میں احرار کے جنرل سکرٹری نے لکھا کہ ہم آپ سے مباہلہ ضرور کریں اور آپ کی جملہ شروط ہم کو منظور ہیں اور مباہلہ بتاریخ ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء قادیان میں ہوگا۔

اس پر قادیانی اخبار لکھتے ہیں کہ تمہاری نیت خراب ہے تم عین میدان میں جھگڑا کرو گے اسلئے اپنے اخبار مجاہد میں ہماری پیش کردہ شرائط نقل کر کے منظوری دو۔

اس مباہلہ کی بابت ہماری ذاتی رائے جو کچھ ہے، اسے محفوظ رکھ کر فریقین کی مسل پر ہم ان کو نیک مشورہ دیتے ہیں تاکہ مباہلہ ٹل جانے سے فریقین کی اتنے دنوں کی محنت ضائع نہ ہو بلکہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔

مشورہ: کچھ شک نہیں کہ مباہلہ میں چونکہ عاجزی کے ساتھ خدا سے فیصلہ طلب کیا جاتا ہے (اس لئے کسی فریق کو مبادی میں الجھنا مناسب نہیں ہوتا) اور نہایت صبر وسکون کے ساتھ محض دعا کی جاتی ہے جیسا کہ ۱۸۹۳ء کو امرتسر کی عیدگاہ میں ہوا تھا پس فریقین قادیانی اور احرار ایک مشترکہ تحریر لکھیں جس کی عبارت حسب ذیل ہو:

ہم فریقین قادیانی جماعت (جس کے سرگروہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ہیں) اور مجلس احرار (جس کے سرگروہ مولوی مظہر علی ہیں) اعلان کرتے ہیں کہ ہم بتاریخ... بمقام... مباہلہ کریں گے مباہلہ کی شروط جو مسلمہ فریقین ہیں درج ذیل ہیں

۱۔ قادیانی گروہ سے خاص ارکان ... شریک ہوں گے

۲۔ احرار کی طرف سے خاص ارکان ... ہوں گے

۳، اس کے علاوہ ہر فریق سے ... آدمی شریک مباہلہ ہوں گے

۴۔ مباہلہ کی کاروائی بتاریخ مذکور ... بجے ہوگی

۵۔ مباہلہ کی کاروائی شروع کرانے کے لئے فلاں صاحب ... مسلّمہ ثالث بالخیر ہوں۔

۶۔ احرار پہلے وہ عبارتیں پڑھیں گے جن سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب متوفی نے رسالت محمدیہ ﷺ کی کسر شان کی ہے۔ اس کے لئے وقت .. منٹ ہوگا

۷۔ ان عبارتوں کی صحیح تشریح کرنے کے لئے فریق قادیانی کو ... منٹ وقت دیا جائے گا

۸۔ اس کے بعد ان الفاظ میں دعا کی جائے گی (دعا کے الفاظ قلم بند کئے جائیں ایک حرف ان میں کم وبیش نہ ہو یہاں تک کہ تمہید دعا حمد وصلوۃ وغیرہ بھی ساتھ ہی مرقوم ہو)

نیچے بطور معلن کے دونوں سرگروہوں کے دستخط ہو کر بصورت اشتہار یہ مضمون شائع کیا جائے۔

ان شرائط کا فریقین میں قریب قریب ایجاب قبول ہو چکا ہے ہم نے صرف شرط نمبر ۴ و ۵ زیادہ کی ہیں جو ہمارے خیال میں قابل قبول ہیں تاہم فریقین کی مرضی پر موقوف ہے۔

ہاں مذکورہ شرائط کا مسودہ تیار کرنے کیلئے فریقین کا صرف ایک ایک نمائندہ اور تیسرا وہی ثالث بالخیر مسلمہ فریقین شریک ہوکر مسودہ اشتہار تیار کریں۔

ہم مکرر اظہار کرتے ہیں کہ ہماری ذاتی رائے اس مباہلے کے متعلق جو کچھ ہے وہ ابھی پوشیدہ ہے مگر ہم چونکہ فریقین کی محنت کو ٹھکانے لگا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے بغیر طلب محض بغرض خیر خواہی فریقین کو مشورہ عرض کر دیا ہے

گر نہ آید بگوش رغبت کس
بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۲ ص ۶)

تحریف کس نے کی؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الفضل ۱۸، اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ہم پر الزام لگایا گیا ہے کہ ہم نے تفسیر ثنائی جلد اول میں یہودیانہ تحریف کی ہے۔ کیا تحریف کی؟ یہ کہ مقدمہ تفسیر ثنائی طبع اول کی کسی عبارت کو طبع دوم وسوم میں تبدیل کر دیا۔ یہی یہودیانہ تحریف ہے۔

ہم حیران ہیں کہ ہمارے مقابلے میں یہ لوگ دین و دیانت کے خلاف کہنے کے تو عادی ہیں ہی، علم و عقل کو بھی جواب دے بیٹھے ہیں۔ سنیئے صاحب!

ہر مصنف اپنی تصنیف میں حسب موقع رد و بدل یا بالفاظ دیگر اصلاح کرسکتا ہے اور کرتا رہتا ہے اس کو تحریف نہیں کہتے اس دعوی کی دلیل چاہو تو سنو۔

کلام اللہ ینسخ بعضہ بعضاً (الحدیث)

اس حدیث سے دعوی پر استدلال ہوسکتا ہے۔ ہاں تحریف کے معنی ہیں کسی دوسرے کے کلام کو بگاڑنا سب سے بڑی تحریف یہ ہے کہ خدا کے کلام کو تبدیل کیا

جائے ۔اس کے بعد سب سے بڑی تحریف یہ ہے کہ رسول کے کلام کو تبدیل کر کے بتایا جائے ،اس کے بعد یہ ہے کہ کسی مصنف کے کلام کو کسی غرض سے تبدیل کیا جائے ۔ہم بتاتے ہیں کہ یہ تینوں وصف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور آپ کے اتباع میں پائے جاتے ہیں۔

پہلی مثال

خدا کے کلام کو مرزا صاحب قادیانی نے تحریف کیا ہے ملاحظہ ہو آیت

یاایها الذین آمنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقاناً و جعل لکم نوراً تمشون به

یہ آیت مرزا غلام احمد صاحب نے آئینہ کمالات اسلام میں تین دفعہ لکھی ہے صفحہ ۹۷، صفحہ ۱۷۷، صفحہ ۲۹۶ ۔ترجمہ بھی برابر اسی طرح کیا ہے بلکہ اس سے استدلال بھی کیا ہے حالانکہ قرآن مجید میں یہ آیت اس طرح نہیں ۔ملاحظہ ہو سورہ انفال کے چوتھے رکوع کا شروع (آیت یوں ہے: یاایها الذین آمنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقانا و یکفّر عنکم سیآتکم و یغفر لکم و الله ذو الفضل العظیم : الانفال: ۲۹)۔

یہ تو ہے تحریف قرآنی ۔اسکی مثالیں تصانیف مرزائیہ میں بکثرت ملتی ہیں۔

دوسری مثال: مرزا غلام احمد صاحب کی تحریف حدیثی کی مثال بہت ہی حیرت انگیز ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کتاب حمامۃ البشری کے صفحہ ۱۸ پر دعوی کیا ہے کہ ہمارے مخالف مسیح موعود کے نزول کے متعلق آسمان سے اترنے کا لفظ از خود بڑھاتے ہیں حالانکہ کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں آیا۔

لکھتے لکھتے اسی کتاب کے صفحہ ۸۸ پر پہنچے تو ضرورت ہوئی کہ اپنے دعوی پر حدیث نقل کریں ۔چنانچہ یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

سمعت رسول الله ﷺ یقول ینزل اخی عیسی ابن مریم علی جبل افیق اماما هادیاً ۔ (ص۸۸۔۸۹)

اس حدیث میں لفظ من السماء آیا ہے (ملاحظہ ہو کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ج ۷ ص ۲۶۸) مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مطلب کے لئے حدیث شریف

میں تحریف کر کے اس لفظ (من السماء) کو نقل نہیں کیا۔ یہ ہے وہ جرأت جو خدا سے ڈرنے والوں سے ناممکن ہے۔

دوسری حدیثی مثال

مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ دجال، ایک شخص نہیں بلکہ ایک گروہ مراد ہے۔ اس دعوی پر دلیل وہ حدیث لائے ہیں جس میں ذکر ہے کہ قریب قیامت کے ایسے رجال (بالراء) لوگ ہوں گے جو دنیا کو دین پر ترجیح دیں گے مرزا صاحب نے اس لفظ رجال (بالراء) کو دجال (بالدال) بنایا اور ترجمہ بھی کمال جرأت سے کام لے کر گروہ ہی لکھا۔ چنانچہ لکھا ہے:

> نسائی نے ابو ہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن.. السنتھم احلی عن العسل و قلوبھم قلوب الذیاب یقول اللہ عز و جل أبی یغترّون ام علیّ یجترءون۔ الخ یعنی آخری زمانہ میں گروہ دجال نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے۔ وغیرہ
>
> (حاشیہ ص ۳۷ تحفہ گولڑویہ طبع اول ۱۹۰۲ء)

ناظرین کرام! کتنی جرأت ہے اس شخص کی جو قرآن مجید میں اور حدیث نبوی میں محض اپنی غرض سے رد و بدل کرتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اسے اس کی بھی پرواہ نہیں کہ عربی دان میری تحریف پر ہنسیں گے کیونکہ لفظ دجال مفرد کا صیغہ ہے اور یختلسون صیغہ جمع مفرد کی طرف مسند نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایک تحریفات مرزا صاحب کی تصانیف میں ملتی ہیں۔ ناممکن تھا کہ مرزا صاحب ایک فعل کریں اور مرزائی نہ کریں کیونکہ:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

اس لئے ضروری تھا کہ مریدین بھی ایسا ہی کرتے۔ مرزا صاحب قادیانی نے (بقول خود) اپنے نبی (ﷺ) کے کلام میں تحریف کی۔ مرزائیوں نے اسی سنت کے

مطابق اپنے رسول (قادیانی) کے کلا میں تحریف کی

محتسب خم شکست و من سر او
سن بالسن و الجروح قصاص

لطیفہ: شیخ عبدالعزیز صاحب جن دنوں پریس برانچ پنجاب کے افسر تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آریوں نے درخواست دی ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں ہمارے بزرگوں اور مذہب کی توہین ہے ان کو ضبط کیا جائے اس کے مقابلے میں مرزائیوں کی درخواست آئی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں ہمارے نزدیک وہی حیثیت رکھتی ہیں جو عامہ مسلمین کے نزدیک قرآن مجید کی۔ ان کتب کی ضبطی تو درکنار کمی بیشی ہونا بھی ہم مداخلت فی الدین جانتے ہیں۔

اس قصے کو ذہن میں رکھ کر سنیئے کہ یہ لوگ اپنے مطلب کے لئے اپنے قرآن کو بھی کیسا بگاڑتے ہیں مرزا غلام احمد صاحب نے ایک دفعہ پادری فتح مسیح نامی کو ایک لمبا چوڑا جوابی خط لکھا تھا جو کتابی صورت میں چھپ کر شائع ہو گیا اس میں سے چند الفاظ ہم نقل کرتے ہیں:

مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیؤ شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خودبین خدائی کا دعوی کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ۔ج ۳ ص ۲۳۔۲۴)

ان الفاظ پر جب چاروں طرف سے لے دے ہوئی، مسیحی تو مسیحی مسلمان بھی جوش میں آ کر مرزا صاحب کی دلیلوں میں سر دفتر یہی دلیل بیان کرنے لگے تو مرزائیوں نے اس عبارت کو ایسے طریق سے شائع کیا کہ مرزا صاحب کے سر سے بوجھ اتار کر بے چارے پادری کے سر پر جا پڑا۔ عبارت کو اس طرح بدلا یا مرزا صاحب پادری کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ مسیح کے حق میں تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ متکبر خودبین وغیرہ تھا چنانچہ وہ الفاظ یوں ہیں:

مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا ایک کھاؤ پیؤ وغیرہ ..الخ

(نور القرآن طبع دسمبر ۱۹۲۵ء نمبر ۲ ص ۸)

ناظرین کرام: اس جماعت مرزائیہ اور اس کے بانی کے طریق عمل پر غور کر کے فتوی دیں کہ ان لوگوں کا حق ہے کہ کسی مصنف پر اپنی تصنیف کی اصلاح کرنے

سے یہود یا نہ تحریف کا الزام لگائیں اور آپ کلام خدا و رسول میں اپنی اغراض کے ما تحت من مانی تبدیلی کر لیں۔

قادیانی دوستو!

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳ ص ۳۔۴)

سنگا پور میں تبلیغ احمدیت کی حقیقت

جناب محمد اسماعیل سہوترا، پراہوی، لکھتے ہیں:

اس عنوان سے روز نامہ الفضل قادیان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۷ پر ایک مرزائی مضمون نگار مسمی عبداللہ اختر جتوئی مقیم نارتھ برج روڈ نمبر ۲۷ سنگاپور مرزا جی کے الہام؛ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا، کو عنوان کی سرخی کے نیچے دے کر اس الہام کے متعلق اپنی تعلّی کو یوں بیان کر رہے ہیں کہ آج تک کسی جغادری مرزائی سے بھی سنگاپور کا اسلامی قلعہ فتح نہ ہوا تھا۔ بلکہ ایک زمانہ میں خواجہ کمال الدین صاحب بھی یہاں آئے لیکن اس سعادت سے محروم ہی رہے جو میں نے یہاں آ کر حاصل کی۔ لکھتے ہیں کہ میں یہاں آیا حالانکہ زبان ملائی سے نا آشنا ہوں تاہم لوگ بڑے شوق سے میرے مکان پر آتے ہیں اور گھنٹوں احمدیت کے بارے میں گفتگو کر کے واقفیت حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ملائی زبان سے آشنا ہوتے تو خدا معلوم کیا کچھ کر گذرتے۔

ہم سے اگر کوئی پوچھے تو ہم تو اس شخص کو پکا مرزائی اور مرزا جی کا سچا پیرو شمار کرتے ہیں جو کسی بات میں بھی سچ نہ بولے۔ اگر سچ بولے تو کچا مرزائی ہے۔ اختر صاحب بمعہ تین چار دوسرے مرزائیوں کے عرصہ چار ماہ سے سنگاپور میں آئے ہوئے ہیں دوسرے ہمراہیوں سے تو خاکسار کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اختر صاحب سے البتہ کئی دفعہ مقابلہ ہوا۔ یہ اپنے تئیں قادیان کے مبلغ بیان کرتے ہیں۔ نوجوان عمر ہے ۲۵

سال کے قریب نہ عالم ہیں نہ فاضل ۔ ادھر دوائیاں اور کانچ پتھر کی پھیری کا کام کرتے ہیں ۔ اسلامی تعلیم سے اس قدر کورے ہیں کہ ایک دفعہ سلسلہ کلام میں کہنے لگے کہ، مرزا جی کی طرح تمام انبیاء نے جھوٹ بولا ہے۔ خاص کر یونس نے قوم پر عذاب ہونے کی پیش گوئی کی تھی وہ بھی چالیس دن کی۔ ثبوت مانگا تو خاموش ۔ قرآن مجید سے قوم یونس کے ایمان لے آنے کا حوالہ دکھایا تو حواس گم ۔ اسلامی تعلیم تو رہی ان کے لئے بیگانی، خاص مرزا صاحب کے لٹریچر سے بھی اس قدر بے علمی کہ اپنے ایک سات آٹھ صفحہ کے غزلیہ ٹریکٹ میں لکھتے ہیں کہ:

مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے پنڈت لیکھ رام کے یوم عید کے قریب قتل ہونے کی پیش گوئی کی تھی اور وہ پوری ہوئی ۔،

اختر صاحب کو باوجود مرزا جی کا مرید ہونے کے یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزا جی نے لیکھ رام کے متعلق اپنا الہام اور پیش گوئی جو درج کی تھی اس میں نہ یوم عید کا ذکر ہے اور نہ لیکھ رام کے قتل کا بلکہ الہام کے یہ الفاظ ہیں:

عجل جسد له خوار له نصب و عذاب ۔

جس کی تشریح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عذاب شدید میں مبتلا ہونے کی کی ہے اور وہ عذاب بھی چھ سال کے اندر جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہو۔ (دیکھو سراج منیر۔ص ۱۲)

لیکھ رام جو چھری سے قتل ہوا جس کی مثالیں سینکڑوں واقع ہو رہی ہیں اسے خارق عادت عذاب کہنا کسی ذی عقل کا کام نہیں مرزا جی کے مریدوں کا ہی کام ہے

ناظرین ! سراج منیر صفحہ ۱۲ پر مرزا جی کی پیش گوئی کے اشتہار کو اچھی طرح پڑھیں اور اول سے آخر تک بغور دیکھیں کہ دن وقت تاریخ کا نام ونشان تک درج نہیں۔ مرزا جی اور اسکے مریدوں کو مرزا جی کے ایک اصول کے مطابق سچا پاتے ہیں:

جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے، کون اس کو روکتا ہے ۔

(اعجاز احمدی۔ص ۳)

مرزا جی کا ایک اور فرمان بھی سن لیجئے ۔ فرماتے ہیں:

ظاہر ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں

پر بھی اس کا اعتبار نہیں رہتا۔ (چشمہ معرفت۔ص۲۲)

ہم مرزا جی کے اس اصول کو سچ تسلیم کرتے ہوئے مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ لیکھ رام والی پیش گوئی میں ہمیں دن وقت اور تاریخ دکھائیں۔ اگر نہ دکھا سکیں تو مرزا جی کو جھوٹا سمجھ کر دوسرے مسیحیت اور نبوت کے الہاموں اور دعووں پر بھی اعتبار نہ کریں۔ لگے ہاتھوں مرزا جی کا ایک اور اصول بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص۲۰۶)

اختر صاحب شیریں کلامی میں ایسا درجہ رکھتے ہیں کہ مرزائے ثانی کہلانے کی مستحق ہیں جہاں بیٹھتے ہیں وہیں مرزا جی کی ڈیفنس میں کہیں قرآن مجید پر اعتراض اور کہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی اور کہیں حضرت علی کی توہین اور کہیں صحابہ کرام کی ہتک، جس سے لوگ مشتعل ہو کر انہیں انسان بنانے پر مستعد ہو جاتے ہیں اگر ان کی یہی چال رہی تو یہ کہتے ہوئے سنگاپور سے نکلیں گے:

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

قادیانی خلیفہ کو ہم ایک مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ واقعی آپ کے تنخواہ دار مبلغ ہیں تو ان کے ذریعہ ادھر قادیان اور مرزائیت کی مٹی خراب مت کرو۔ ادھر سے ان کو بلا کر مغربی سرحد کی طرف بھیج دیجئے ادھر ان کی سخت ضرورت ہے

مرزائیوں کی یہ دلیری قابل نفرین ہے کہ واقعات کو بھی اصل صورت میں پیش نہیں کرتے بلکہ بگاڑ کر بیان کرتے ہیں چنانچہ یہی اختر صاحب لکھتے ہیں

تمام علمائے نے مل کر آپ (مرزا جی) پر کفر کے فتوے لگائے اور آپ کے سلسلہ کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کیں مگر اس قادر خدا نے جس نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا بڑے زور آور حملوں سے معاندین کے نام صفحہ ہستی سے مٹا دیئے۔ (اخبار مذکور۔ ص۳ کالم۷)

اللہ اللہ! یہ منہ اور مسور کی دال۔ اختر صاحب کا یہ دعوی بلا دلیل سفید جھوٹ اور سراسر افتراء ہے۔ لیجئے مرزا جی کے اشد ترین مخالفوں کے نام سن لیجئے۔

۱۔ ابوالوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسری۔

۲۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی۔

۳۔ مولوی عبدالحق غزنوی مباہل مرزا۔
۴۔ مولانا محمد حسین بٹالوی۔
۵۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔
۶۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔
۷۔ شمس العلماء مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی۔
۸۔ مولوی اصغر علی صاحب روحی

بتایئے ان حضرات سے بڑھ کر مرزا جی کا کون مخالف تھا۔ پھر کیا یہ لوگ مرزا جی کی حیات میں ہلاک ہوئے یا ان سب کی موت کی تمنا دل میں لے کر مرزا جی خود ہی ان سب کی حیات میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ واقعی مرزا جی سب مخالفین کی حیات میں ہلاک ہوگئے۔ گویا یہ شعر مرزا جی کا ہی تھا:

حسرت و یاس و تمنا ہیں جنازے کے ساتھ
دیکھو کس دھوم سے ہم آج سفر کرتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۳ ص ۴۔۵)

تم نے قادیانی مسیح کو کیوں قبول کیا؟

(بجواب خان بہادر میاں غلام رسول صدر بلدیہ جھنگ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خان بہادر موصوف کی طرف سے ایک مضمون لاہور کے اخبار پیغام صلح میں چھپا ہے جس کی سرخی ہے:

میں سلسلہ احمدیہ میں کیوں شامل ہوا؟

اس بیان میں آپ نے کئی ایک باتیں لکھی ہیں جن میں سے بعض وجدانی ہیں اور بعض واقعات۔ وجدانی کا تو کوئی جواب نہیں وہ تو اس مصرعہ کی مصداق ہوتی ہیں:

پیر من خس است اعتقاد من بس است

پنڈت لیکھ رام آریہ لکھتا ہے میں اس جگہ ہدایت تلاش کرتا پھرا کہیں دل

جمعی نہ ہوئی ۔سوامی دیانند کے درشنوں ہی سے میری تسلی ہوگئی ، دل مطمئن ہوگیا
پیر جماعت علی شاہ کے مرید اپنی عقیدت مندی کا اظہار یوں کرتے ہیں :

دل کے بھیدوں سے تو واقف راز سینہ تجھ پہ وا
عرض مطلب یاں میرا محتاج گویائی نہیں

اس لئے اتنا حصہ تو ہم قابل جواب نہیں جانتے نہ اس پر توجہ دیتے ہیں ۔ البتہ خان بہادر نے جو واقعات اپنی تائید میں لکھے ہیں وہ قابل غور ہیں ۔سب سے پہلے شرک وتوحید میں دوسرے مذاہب اسلامیہ سے تعلیم مرزا کا مقابلہ کرکے احمدیت کو سب پر ترجیح دیتے ہوئے لکھا ہے کہ : احمدیت شرک سے پاک ہے ۔،

ناظرین جانتے ہیں کہ مذاہب اسلامیہ میں اہل حدیث کو خالص توحید کا دعوی ہے لہذا کوئی دوسرا اس دعوی میں مقابل ہو تو اہل حدیث مارے غیرت کے جوش میں آکر کہنے لگتا ہے :

شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

اس لئے سب سے پہلے ہم مرزا صاحب کی تعلیم توحید کو پیش کرتے ہیں اور خان بہادر کی طرح دعوی بلا دلیل نہیں چھوڑتے بلکہ دلیل بھی ساتھ دیتے ہیں ۔ ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب نے توحید کی بجائے اپنی جماعت کو بدترین شرک میں مبتلا کیا ہے خان بہادر غصہ میں منہ نہ پھیر لیں بلکہ صبر وسکون سے ہمارے دعوی کا ثبوت سنیں ۔ اس کے بعد ان کی راست روی جوان کو ہدایت کرے ،عمل کریں ۔آج کل کے اہل بدعت عموماً آنحضرت ﷺ کے حق میں یہ شعر پڑھا کرتے ہیں

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفٰی ہو کر

اس شعر اور اس کے عقیدے کو خان بہادر صاحب بھی بدترین کفر وشرک کہتے اور جانتے ہوں گے ۔اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی اس شعر کے مضمون کی تائید کی ہے بلکہ اسی مضمون کو فارسی میں ادا کیا ہے چنانچہ آپ کا ایک شعر (توضیح مرام ۔ص ۱۱ پر) ہے

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد در میاں افتاد میم

ناظرین! کیا اس شعر کا ترجمہ اور مطلب وہی نہیں جو اہل بدعت کے اردو شعر کا ہے جو ہم نے نقل کیا ہے۔ اے آسمان تو گرتا کیوں نہیں۔ اے زمین تو شق کیوں نہیں ہوتی۔ اے پہاڑو تم پھٹتے کیوں نہیں؟ اے اللہ تیرا غضب بھڑکتا کیوں نہیں! کہ تیری مخلوق کو تیرے ساتھ ملا کر ایک کیا جاتا ہے باوجود اس کے دعویٰ مسیحیت اور مجددیت۔ آہ!

دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا حافظ
نوش دارو نے کیا کیا اثر سم پیدا

خان بہادر صاحب معقول بات وہ ہوتی ہے جو واقعات پر مبنی ہو۔ آپ مرزا صاحب قادیانی کی کتاب مذکور میں ہمارا پیش کردہ حوالہ دیکھئے اگر آپ اس عقیدے کو صحیح جانیں جو مرزا صاحب قادیانی نے اس شعر میں تعلیم کیا ہے تو قرآن مجید کی اس آیت کا مطلب بتا دیں:

قل انّما انا بشر مثلکم (کھف)

اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں تمہاری طرح کا آدمی ہوں۔

یہ بھی بتائیں کہ ایسی توحید تو ہمارے ملک کے شہد خانوں، بھنگڑ خانوں میں مرزا صاحب کی تشریف آوری سے پہلے بھی مروج تھی۔ پھر مرزا صاحب قادیانی نے کیا جدت کی؟ بھنگڑ بھنگ پی کر گایا کرتے ہیں:

احمد احمد وچ فرق نہ کوئی ذرا اک بھید مروڑی دا   اک رانجہ میں دل لوڑی دا

اور اگر موصوف اس مرزائی عقیدے کو غلط جانتے ہیں تو کھلے الفاظ میں اعلان کریں کہ اس شعر کا مضمون بدترین کفر اور شرک ہے ہم اس شعر سے بلکہ اس کے قائل سے بیزار ہیں۔

خان صاحب!

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین معہ اذ قالوا لقومھم انّا برآؤ منکم و مما تعبدون من دون اللہ (الممتحنۃ:٤)

ختم نبوت

خان بہادر نے توحید کے بعد مسئلہ ختم نبوت کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے خیال میں لاہوری جماعت کی احمدیت میں یہ فضیلت ہے کہ ان لوگوں میں نہ کسی جدید نبی کی بعثت مانی جاتی ہے نہ کسی سابق نبی کا نزول ثانی۔ کیونکہ یہ دونوں صورتیں ختم نبوت کی مخالف ہیں۔،

ہم آپ کو زیادہ سمع خراشی کی تکلیف نہیں دیتے صرف اتنا کہتے ہیں کہ مرزا صاحب متوفی آپ کے نزدیک مجدد ہیں اور یہ درجہ مجددیت ان کو زمانہ تصنیف براہین احمدیہ سے پہلے ہی حاصل ہو چکا تھا۔ براہین احمدیہ انہوں نے (بقول خود) مجددی کا منصب پاکر بحیثیت مجدد لکھی ہے۔ حالانکہ براہین احمدیہ ہی میں مسیح موعود کی دوبارہ تشریف آوری مذکور ہے۔ پھر اگر کسی پرانے نبی کا آنا بھی ختم نبوت کے منافی ہوتا تو مرزا صاحب بحیثیت مجدد اس کو تسلیم نہ کرتے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۲ء میں اعجاز احمدی لکھی جس میں اس عقیدے کو اپنی سادگی پر محمول کیا (خیر ان کی مرضی) میں اس وقت مسئلہ کی صحت پر بحث نہیں کرتا نہ کرونگا بلکہ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسیح موعود کے دوبارہ آنے کے متعلق ہمارا عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں ورنہ مرزا صاحب بحیثیت مجدد اس عقیدہ کی صحت کے قائل نہ ہوتے۔ علم منطق کا قانون ہے کہ جو دو مفہوم کسی مادہ میں جمع ہو جائیں ان میں نسبت تبائن نہیں ہوتی۔

لیکھ رام کا قتل:

خان بہادر موصوف نے اپنے احمدی ہونے کی وجوہات میں پنڈت لیکھ رام کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ موصوف نے باوجود ادعائے تحقیق کے احمدیت کے متعلق کچھ بھی تحقیق نہیں کی بلکہ ایک طرفہ بیانات پر فریفتہ ہو گئے جس کا ثبوت خود ان کی مندرجہ ذیل عبارت ہے۔ لکھتے ہیں:

> لیکھ رام نے نہایت دیدہ دلیری سے مباہلہ اور مبارزہ کے رنگ میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف عذاب کی پیش گوئی شائع کی۔

(پیغام صلح لاہور ۳ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۳ کالم ۳)

ہم لیکھ رام کی اس عبارت کا خان بہادر سے ثبوت طلب کرتے ہیں کہ وہ اپنا دعوی ثابت کرنے کو پنڈت مذکور کی مرقومہ عبارت دکھائیں کہ کہاں لکھی ہے؟ ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ نہیں دکھائیں گے نہ دکھا سکیں گے۔ انہوں نے مرزا صاحب کے یک طرفہ بیان مندرجہ حقیقۃ الوحی سے دھوکہ کھایا اور اعتقاد کے رنگ میں اس کو صحیح سمجھ کر انہی کی طرح ملک میں پیش کر دیا باوجود اپنے یقین کے ہم خان صاحب کا ثبوت دعوی سننے کے منتظر ہیں۔

اس کے علاوہ پنڈت لیکھ رام کے قتل کو مرزا صاحب کی پیش گوئی کے ماتحت سمجھ کر خان صاحب جرأت سے لکھتے ہیں کہ:

> وقوعہ جرم (قتل لیکھ رام) دن کے وقت اور گھر کے آدمیوں کے روبرو ہوا اور اسی وقت بے حد شور ہوا بلکہ قاتل کا تعاقب ہوا مکان کے نیچے بارات کے اتفاق سے لوگ بڑی کثرت سے جمع تھے اور مکان کی چھت دوسرے مکانات سے ملحق تھا با ایں ہمہ قاتل کا آج تک بھی پتہ نہ چلا (حوالہ مذکور)

یہ سب شاعرانہ تخیل ہے واقعہ نہیں۔ خان صاحب بہادر کا فرض ہے کہ اس زمانے (۱۸۹۶ء) کی تحریرات سے اس کا ثبوت دیں۔ ایسی باتیں وہی سنے گا جو ڈپٹی آتھم کی بابت مرزا صاحب کا قول صحیح جانے گا

> کہ اس کو موت کے فرشتے نظر آنے لگے وہ موت کو سامنے دیکھتا اور موت بشکل سانپ اس کو دکھائی دی اسلئے وہ دل میں ڈر گیا لہذا اس کو مہلت ملی۔

مختصر یہ ہے کہ خان بہادر صاحب نے کوئی بہادری کا کام نہیں کیا بلکہ وہی کام کیا جو بہت عرصہ سے ہم سنتے آئے ہیں کہ خان بہادر بالکل طوطی صفت ہیں جس کی بابت کسی عارف نے کہا ہے:

آنچہ استاد ازل گفتہ ہماں مے گوئم

مشورہ: مرزا صاحب قادیانی کے علمی کمالات دیکھنے ہوں تو ہمارا رسالہ علم کلام مرزا، اور روحانی صداقت دیکھنی ہو تو الہامات مرزا، ملاحظہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۴ ص ۴۔۵)

اخبار الفضل سے ایک سوال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الفضل نے لکھا ہے کہ:

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے لٹریچر میں جا بجا لکھا ہے:

(مرزا قادیانی) دجال اکبر، خناس، حضرت اکدس مرزا جی، فن اہلہ فریبی میں چست و چالاک ہیں۔ قادیانی کاہن، قادیانی کاہن کی روسیاہی، حضرت (گدھا علیہ السلام) مرزا کے الہامات ایک گوزشتر کی طرح ہوا میں پھیل کر بدبو پھیلا چکے ہیں، کافر، بے ایمان، دوزخی، ملحد دشمنِ ایمان ودین، غمار فی النار، اکذب ا؛ ناس، فرعون ثانی، مسیلمہ ثانی۔

(الفضل قادیان ۵ نومبر ۱۹۲۵ء ص ۷)

ان سب الفاظ کی بابت سوال کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ معمولی الفاظ ہیں۔ ہاں صرف ایک لفظ غیر معمولی اور بہت ظرافت آمیز ہے۔ گو اصولاً اس کا اشارہ قرآن مجید میں ملتا ہے تاہم اس کی تلاش ہے کہ ہم نے مرزا صاحب کو گدھا علیہ السلام کب اور کہاں کہا ہے۔ حوالہ کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بے ثبوت بات کو گدھا پن کہنے پر مجبور ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۴ ص ۵)

قادیان میں مباہلہ کیوں نہ ہوا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر تیار ہو چکا تھا کہ ناگاہ خبر آئی کہ احرار کا داخلہ قادیان میں حکومت نے بند کر دیا۔ سن کر افسوس ہوا اس میں کس فریق کا قصور ہے؟ ہم اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں۔ سردست وہ اشتہار ناظرین اہل حدیث تک

پہنچاتے ہیں جو ہم نے بتاریخ مباہلہ شائع کیا تھا۔اس کے بعد جیسے واقعات ہوں گے پہنچائے جائیں گے۔

قادیان میں مباہلہ کیوں نہ ہوا

(فریقین اپنی کسی نزاع کا فیصلہ بذریعہ دعا خدا سے چاہیں تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام مباہلہ ہے)

بہت دنوں سے شور وغل تھا کہ احرار اور اہل قادیان کے درمیان قادیان میں مباہلہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کی تاریخ بھی ۲۳ نومبر (۱۹۳۵ء) شائع ہوگئی تھی۔مگر حکومت نے اس اجتماع کو موجب فساد خیال کر کے دونوں فریقوں کو قادیان میں جمع ہونے سے روک دیا۔ بظاہر یہ بندش بدامنی کے خطرے سے ہوئی ۔لیکن حقیقت میں خدا کے نزدیک اس کی وجہ اور ہے۔اس کو معلوم کرنے کیلئے چند سال پہلے کے واقعات سامنے رکھنے ضروری ہیں ۔ جو یوں ہیں ۔

اصل نزاع جس کے باعث مسلمانوں میں سخت اختلاف ہو رہا ہے مرزا صاحب قادیانی کے دعوی مسیحیت موعودہ میں صدق وکذب ہے ۔سو اس کا فیصلہ قدرتی و انسانی دونوں طریق سے ہو چکا ہے۔لہذا اب بغرض فیصلہ کسی دوسرے مباہلہ کی ضرورت نہیں تھی ۔ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا مباہلہ کی دعوت دینا دراصل اس فیصلہ خداوندی کو کالعدم کرنا تھا۔اس لئے قدرت نے اندر اندر ایسے اسباب پیدا کر دیئے جن سے مباہلہ ہونے نہ پائے تاکہ (۱۹۰۸ء میں ہونے والے) فیصلہ الٰہی کی ہتک نہ ہو ۔ جس کی تفصیل یہ ہے ۔

جب مرزا صاحب قادیانی نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعوی کیا تو علماء اسلام ان کی تردید پر متوجہ ہوئے ۔ راقم نے اپنی تصنیفات خاص کر اخبار اہل حدیث کے ذریعہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پے در پے سخت تعاقب کیا تو مرزا صاحب نے میرے حق میں موت کی دعا کی ۔ یہ تو بالکل

صاف بات ہے کہ مرزا صاحب متوفی ہر حیثیت میں میاں محمود احمد سے اعلیٰ و ارفع تھے۔ یعنی

۱۔ وہ باپ تھے۔ یہ بیٹا ہے۔
۲۔ بقول خود وہ مسیح موعود نبی تھے۔ یہ ان کے ماتحت امتی ہیں۔
۳۔ وہ مامور اور ملہم تھے۔ یہ کچھ بھی نہیں۔
۴۔ ان سے خدا کا وعدہ تھا کہ میں تیری سب دعائیں قبول کرونگا (اجیب کل دعائك .. (تریاق القلوب۔ ص ۳۸) میاں محمود احمد سے ایسا وعدہ نہیں
۵۔ وہ اصل تھے یہ نائب۔ وغیر ذالك۔

پس جس امر میں انہوں نے دعا کر کے اللہ سے فیصلہ چاہا اور خدا نے اس دعا کے قبول کر لینے کا بذریعہ الہام موصوف سے وعدہ بھی کیا ہو اور میاں محمود احمد بھی اس وعدے کے معترف ہوں اور اس دعا کا اثر بھی نمایاں ہو چکا ہو پھر بھی کسی مرزائی مبحث پر بذریعہ مباہلہ خدا سے فیصلہ چاہا جائے تو سابقہ خدائی فیصلے کی سخت ہتک ہے۔ اس لئے خدائی غیرت نے اپنے سابقہ فیصلے کو ہتک سے بچانے کے لئے کسی دوسرے مباہلہ کو وقوع میں آنے سے روک دیا۔

سنئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعا کی تھی کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں مرے۔ اس دعا کے قبول ہونے کا الہام آپ کو ہوا تھا۔ چنانچہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو اس امر کا اعتراف ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

جب حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ثناء اللہ کی نسبت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دیدی تو یہ ایک وعید کی پیش گوئی ہوگئی۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان زیرادارت محمود احمد جون جولائی ۱۹۰۸ء۔ ص ۷۹)

یعنی باپ بیٹے یا رسول اور خلیفہ کے بیانات سے کیسا صاف ثابت ہے کہ مرزا صاحب کا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو میری زندگی میں مر جانا تمام مرزائی مباحثات کا خاتمہ ہے۔ اب مباہلہ کی حاجت کیا ہے؟

ہمارے بیان پر مزید یقین حاصل کرنے کو ناظرین مرزا صاحب کا اصل

اشتہار ملاحظہ کریں جو حرف بحرف درج ذیل ہے ۔ اشتہار مذکور کی عبارت میں کسی قسم کا شک ہو تو مرزا صاحب کے اشتہارات کا مجموعہ موسومہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۱۸ پر یہ اشتہار ملاحظہ کریں

بنی نوع بھائیو!

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

راقم آثم : ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسری مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

یستنبئونک احق ھو ۔ قل ای و ربی انہ لحق ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا ۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے ۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل

کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین ۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا ۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ الله و اید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۵ ص ۶ ۔ ۷)

احرار اور قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

احرار اب کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ قادیانی گروہ کے ساتھ مسائل کا تصفیہ علماء کی طرف سے ہو چکا ہمارا ان کے ساتھ مقابلہ سیاسی رنگ میں ہے۔ چنانچہ مولوی محمد داؤد غزنوی سکرٹری مجلس احرار نے جلسہ اہل حدیث کانفرنس میں صاف کہہ دیا تھا کہ مرزائیوں کے ساتھ ہمارا مقابلہ مذہبی نہیں، بلکہ سیاسی ہے کیونکہ مرزا محمود سیاسی شطرنج پر بیٹھ کر سیاسی مہروں کو جس طرح چاہتا ہے حرکت دیتا ہے حکومت کے وزراء اور عہدہ دار بھی اس حرکت پر چلتے ہیں حکومت اسلام کے نام پر مرزائیوں کو بڑے بڑے عہدے دیتی ہے اسلیئے ہم اس فریب کے جال کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔ واقعی بات یہی ہے اور مرزائیوں کی ترقی کی وجہ بھی یہی ہے کہ ابتداء میں بانی مذہب نے حکومت کے ساتھ تعاون کر کے اس کے ساتھ اپنے اتحاد کا یقین دلایا ادھر مسلمانوں کو غلطی میں رکھنے کے لئے انگریزوں کو یاجوج ماجوج لکھ مارا غرض مرزا صاحب کلاں نے ساری عمر اس شعر پر عمل کیا

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

موجودہ خلیفہ قادیان اپنے مشیروں کے اس فن میں اپنے باپ سے زیادہ چست واقع ہوئے ہیں اس لئے احرار کا دعویٰ صحیح ہے کہ ہم قادیانی سیاست پر گولہ اندازی کرتے ہیں پس احرار اور قادیان کا اختلاف بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلم لیگ اور ہندو مہا سبھا کا ہے اس لئے حسب اصول، تقسیم کار، احرار کو دوسری تبلیغی انجمنوں سے اپنا کام ممتاز کر لینا چاہیے یعنی منقولی مباحثے اور مباہلے دوسری انجمنوں اور اشخاص کے سپرد کر دیں۔ احرار ان باتوں میں دخل نہ دیں، جیسے مسلم لیگ کے ممبر ہندوؤں سے تناسخ وغیرہ مضامین پر بحث نہیں کرتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ احرار اہل قادیان کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مباہلے کی دعوت قبول نہ کرتے۔

خیر گذشتہ راصلوۃ آئندہ را احتیاط

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۵ ص ۱۳)

قادیان کی مسجد احرار میں نماز جمعہ نہیں پڑھی گئی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

شہر امرتسر میں عام طور پر شہرت ہے کہ قادیان کے مسلمانوں کو نماز جمعہ (۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء) ادا کرنے سے حکومت نے روک دیا ہے۔

ہم نے اشتہار مندرجہ پرچہ ہذا بصفحہ ۶ قادیان میں تقسیم کرنے کو دو آدمی بھیجے تھے۔انہوں نے اسی روز واپس آکر بتا تا کہ اسلامی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کو اس قدر لوگ آئے ہوئے تھے کہ ان کی تعداد مرزائیوں کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ پولیس کا انتظام کافی تھا۔کسی نے نماز جمعہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔صرف مولوی عنایت اللہ صاحب امام مسجد نے چند کلمات شکایت متعلقہ حکومت کہہ کر اعلان کر دیا کہ چونکہ ہمارے بزرگ خصوصاً امیر شریعت کو قادیان میں آنے سے روکا گیا ہے اس لئے ہم بطور احتجاج نماز جمعہ نہیں پڑھتے۔تم لوگ (حاضرین) اکیلے اکیلے نماز ظہر پڑھ لو۔ چنانچہ سب نے اپنی اپنی نماز ظہر پڑھ لی۔

مذہبی تعلیم کے لحاظ سے یہ واقعہ ہم نے تعجب سے سنا۔ہمیں شبہ ہوا کہ ہمارے مخبروں کو شاید حقیقت حال کا علم نہ ہوا ہو۔ہم اسی کش و پنچ میں تھے کہ احرار کا اخبار مجاہد مورخہ ۲۴ نومبر دیکھنے میں آیا تو اس میں بھی مندرجہ ذیل اقتباس ملا:

> حسب دستور مسلمان اپنی مسجد میں جمع ہوئے مگر آج پیش آمدہ حالات کی بنا پر بالاتفاق یہ قرار پایا کہ حکومت کی متشددانہ پالیسی نے چونکہ نماز جمعہ کے لئے امن کی شرط کو مفقود کر دیا، اس لئے فریضہ جمعہ ادا نہیں کیا جا سکتا چنانچہ ہر مسلمان نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔

یہ فقرات پڑھ کر ہمیں اصل حقیقت منکشف ہوگئی کہ نماز جمعہ کا ترک حکومت کے منع سے نہیں ہوا بلکہ حکومت نے جو چند اکابر احرار کو قادیان میں جانے سے روک

دیا اس خفگی میں نماز جمعہ کو ترک کیا گیا۔

اس لئے ہم اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے اس فعل (ترک جمعہ) سے برأت کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ فعل شرعی ہدایت کے ماتحت نہیں ہوا۔ چونکہ احرار سیاسی جماعت ہے، ان کے خیال میں سیاست کی رو سے شاید جائز ہو۔ اللھم غفرا ناً

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۵ ص ۱۳،۱۴)

قادیان میں دھوم دھام کی برات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین قادیانی مسیح کے خلیفہ اعظم مولوی فضل خان چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی سے واقف ہوں گے۔ آپ بالکل فنا فی المرزا کے درجے میں ہیں۔ آپ کو باتباع مرزا الہام بھی ہوتے ہیں۔ خدا آپ کو مخاطب کرتا ہے۔ غرض بہت کچھ (بقول خود) آپ کو خدا سے تعلق ہے۔ آپ اپنے مشن کی اشاعت کے لئے ٹریکٹ بھی شائع کیا کرتے ہیں جن میں بڑے اعلیٰ درجے کے انکشافات ہوتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک عجیب انکشاف کیا ہے جس کی ہمیں مطلق خبر نہ تھی۔ ہمیں کیا ہوتی خاندان نبوت قادیان کو بھی خبر نہ ہوگی۔ ناظرین اس انکشاف پر بہت مسرو ہوں گے، بلکہ ہمارا خیال ہے کہ قادیان میں جو اہل ایمان کی آج کل سخت مخالفت ہو رہی ہے، اس انکشاف کے شیوع سے سب دور ہو جائیں گی۔ ہم ناظرین کو اس مسرت کے انتظار میں زیادہ دیر رکھنا نہیں چاہتے۔ پس جلدی سنیں:

زمانہ رسالت میں ایک صاحب، زید بن حارثہ صحابی تھے جن کو آنحضرت ﷺ نے پرورش اور تربیت فرمایا تھا۔ پھر زینب ؓ سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ آخر کار میاں بیوی میں سوءِ مزاجی واقع ہونے پر طلاق تک نوبت پہنچ گئی۔ بعد طلاق رسالت مآب ﷺ نے زینب کو شرف زوجیت بخشا۔ اس واقعہ کی نسبت مولوی فضل خان موصوف احمدی لکھتے ہیں:

۱۔ زید بن حارثہ، مرزا صاحب قادیانی ہیں

۲۔ زینب مطلقہ مرزا صاحب کی بیوی (نصرت جہان بیگم) والدہ میاں محمود خلیفہ ثانی ہیں
اس تطبیق میں کیسی جانفشانی کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر (غالباً بذریعہ موت طلاق دی ہوگی۔ ثناء اللہ) آنحضرت ﷺ کا پیغام نکاح دیا۔ اس کے بعد نکاح موصوف کے اصل الفاظ یہ ہیں:

نکاح ہوا تیرا۔ دولہا دولہن کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۹) رع حتی یصل محمد۔ ترجمہ۔ محمد ﷺ کے پہنچنے تک اپنی بیوی زینب سے بحقوق زوجیت ملاقات کر۔ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اور ایک عظیم الشان پیش گوئی متعلقہ قرآن کریم ہے جس کا تنازعہ عرصہ نصف صدی سے چلا آتا ہے۔ اس میں ہر مسلم مسلمہ کا ادائے شہادت حقہ واجب ہے۔ اس میں سب سے پہلی شہادت حضرت زینب ثانی کے ذمہ واجب الادا ہے۔ یعنی مسیح موعود (مرزا) کی موجودہ بیوی سلمہا اللہ تعالی جو کہ خدا کے نزدیک زینب ثانی ہے۔ ان کے ذمہ اس شہادت کا ادا کرنا بذریعہ الفضل قادیان اس طرح واجب ہے کہ آیا انہوں نے ماہ فروری ۱۹۳۱ء سے لے کر ماہ فروری ۱۹۳۴ء تک مہدی مسعود و مسیح موعود قادیانی کو کشف میں بحقوق زوجیت بمثال زمانہ اول دیکھا ہے یا نہیں۔ ان کی شہادت صرف ہاں یا نہ کافی ہے۔ جب وہ شہادت ادا کر دیں تو ساری دنیا سمجھ لے کہ مسیح قادیانی کی یہی آسمانی منکوحہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے۔ اب زید بن حارثہ ثانی مسیح قادیانی موسی ثانی، زینب (زوجہ خود) کو طلاق دے چکے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے زینب اور اپنی قوم جماعت احمدیہ کے پاس نکاح کا پیغام لا کر ارشاد فرماتے ہیں ان کو کہو بہن کو جلدی لے آئیں (نوٹ)۔ اس جگہ مسیح نے زینب کو بہن اس لئے فرمایا کہ طلاق کے بعد وہ مسیح کے لئے بمنزلہ بہن کے ہوگئی۔ پہلا نظام تبدیل ہونے کی یہ پہلی مثال ہے۔ (تمہید تفسیر القرآن۔ ص ۶۔ ۷)

ناظرین کرام! مولوی فضل خان پکے احمدی متبع مرزا اپنے اس بیان میں اگر سچے ملہم ہیں تو عنقریب محمدی برات قادیان آنے والی ہے۔ کون مسلمان ہے جو اس

برات میں یااس کے ولیمے میں شریک نہ ہو۔اس لئے ہم سب اس ولیمہ میں شریک ہونا اپنی سعادت جانتے ہیں۔

خدا کرے کہ مذکورہ برات اور ولیمہ کی تقریب تک ارکان احرار خصوصاً مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کو بھی قادیان جانے کی اجازت مل جائے کہیں اس نعمت لازوال سے محروم نہ رہ جائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۶ ص ۴)

مباہلہ نہ ہوا، برا نہ ہوا

درد شرمندہ دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مباہلہ احرار قادیان کے متعلق ہم نے اپنی رائے محفوظ رکھی تھی۔آج ہم اسے ظاہر کرتے ہیں۔ہم دیکھتے تھے کہ جو شرطیں قادیان نے پیش کی تھیں وہ تو معمولی تھیں ان کے علاوہ بعض اور شرطیں ضروری تھیں جو احرار کی طرف سے ہونی چاہیے تھیں۔

چونکہ ہم سے کسی فریق نے مشورہ طلب نہ کیا تھا اسلئے بحکم حدیث (نعم الرجل الفقیه ان احتیج الیه نفع وان استغنی عنه اغنی نفسه) خاموش رہے۔

مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے ساری عمر میں صرف ایک مباہلہ کیا تھا جو ماہ جون ۱۸۹۳ء میں امرتسر میں مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے ساتھ ہوا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی مولوی صاحب غزنوی سے بہت پہلے وفات پا گئے تھے،مگر چالاکی اور ہوشیاری یہ کہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کی زندگی ہی میں لکھتے رہے کہ جتنے لوگوں نے مجھ سے مباہلہ کیا سب مر گئے۔

خیر بڑے میاں کی بڑی باتیں تھیں۔آج چھوٹے میاں صاحب کی سنئیے!

مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے مباہلہ کی بابت خلیفہ صاحب قادیان پر سوال ہوا جو مع جواب درج ذیل ہے:

سوال: حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مولوی عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کیا یا نہیں۔ اگر کیا تو کیا موت کی صورت تھی یا صرف ذلت کی؟

جواب: ان کو خدا تعالی نے ذلت کا عذاب دیا تھا اور جسمانی عذاب بھی۔

(الفضل قادیان۔ ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۴)

مباہلہ غزنوی اور مباحثہ آتھم ایک ہی وقت میں ہوا تھا۔ چونکہ مباحثہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۵ ماہ تک ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی کی تھی اس لئے بعد انقضائے مدت جب وہ نہ مرا، تو اس کے نتیجے میں مرزا صاحب کی جو عزت ہوئی تھی وہ اس زمانہ کے زندہ لوگوں کو یاد ہوگی جس کا مختصر نقشہ مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کے اشعار ذیل میں ہے۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پیش گوئی کے ایام پورے ہوئے تھے اس لئے چھٹی ستمبر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر سخت دوبھر تھی۔ چنانچہ مولوی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی نے اس کا ذکر یوں کیا ہے

غضب تھی تجھ پہ ستم گر چھٹی ستمبر کی
نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
ہے قادیانی جھوٹا مرا نہیں آتھم
یہ گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی

اس واقعہ کا نقشہ ہم نہیں دکھا سکتے جو امرتسر اور دیگر بلاد پنجاب میں مسیح قادیانی کے حق میں ہو رہا تھا۔ اس پر مولوی عبدالحق غزنوی مباہل نے ایک اشتہار دیا تھا جس کی پیشانی پر ایک شعر ایسا لکھا تھا جو درحقیقت آج بھی کام آ سکتا ہے وہ یہ ہے

مدد ہے مباہل کو یہ آسمانی
ہوئی جس سے ہے ذلت قادیانی

اس ذلت ورسوائی کے بعد خود بدولت کا انتقال بھی غزنوی مباہل سے سات سال پہلے ہو گیا تھا باوجود اسکے خلیفہ صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

کہ غزنوی کو ذلت اور عذاب پہنچا تھا۔

اللہ رے دلیری۔ اگر احرار سے بھی مباہلہ ہو جاتا اور خلیفہ قادیان کسی بڑی مصیبت میں مبتلا بھی ہو جاتے تو قادیانی پریس یہی کہتا کہ احرار کو بڑی ذلت ہوئی ان

کا فلاں لیڈر قید ہو گیا (جو آج کل معمولی بات ہے) یہی ہمارے مباہلے کا اثر ہے، اسلئے ہماری رائے یہ ہے کہ مباہلہ نہ ہوا برا نہ ہوا

درد شرمندہ دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

مباہلہ ضرور ہو:

مولانا امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ یہاں تک ہم پہنچے تھے کہ ڈاک سے ایک خط ملا جو کسی دردرسیدہ نے درد دل سے لکھا ہے جو بعینہ درج ذیل ہے:

قادیانیوں کے بے شمار پوسٹر اور اشتہارات یو پی کے مختلف مقامات میں شائع ہو رہے ہیں اور وہ احرار کے لیڈروں کے گریز، سرخیاں جما کر لوگوں میں مشہور کر رہے ہیں کہ ہمارے مدمقابل کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

آپ مہربانی فرما کر بذریعہ اہل حدیث اخبار احرار کو توجہ دلائیں کہ جس طرح مظہر علی اظہر نے کمال جرأت سے قادیانیوں سے کل شرائط کی منظوری کا اعلان کر کے کامل حجت ملزمہ قائم کر دی تھی اب آخری حد ان کی یہ ہے کہ شرائط شائع کر کے دستخطی کاپی بھیج کر اخبارات میں شائع کر دیں تاکہ گریز کا کوئی باقی نہ رہے۔ وگرنہ۔

آپ ہماری طرف سے اعلان کر سکتے ہیں کہ ہم کل شرائط تسلیم کر سکتے۔الفاظ مباہلہ حرف بحرف پکار دیں گے۔ ہم کو یقین ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کی گیدڑ بھبکیوں سے حراساں ہوں۔

لیکن یہ ضرور ہے کہ پہلے احرار پارٹی کے اخبار مجاہد کو توجہ دلائی جائے میرے کل مقتدی تیار بیٹھے ہیں بشرطیکہ جماعت احرار کی طرف سے کوئی اعلان اس عرصہ میں نہ ہوا تو ہم ضرور اس مباہلہ کو کر کے چھوڑیں گے۔

(کمال الدین امام اونچی مسجد قیصر باغ لکھنو)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں؛

ہماری ذاتی رائے تو وہی ہے جو ہم ابھی لکھ آئے ہیں لیکن آپ اور آپ جیسے

دردمندوں کے نقطہ نگاہ سے ہم آپ کی طرف سے ایک احسن تجویز لکھتے ہیں۔

احرار کی طرف سے خلیفہ قادیان کے نمائندوں کو بلا کر انکی ساری شرطیں ایک ایک کر کے لکھی جائیں اور دو پرت ان کے سامنے رکھے جائیں جن میں مقام مباہلہ امرتسر (مکان عیدگاہ مشرقی) مقرر ہو (جہاں ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کلاں کا مباہلہ ہوا تھا) ایک پرت پر ان کے دستخط کرا کر رکھ لیں۔ دوسری پرت پر کر کے ان کو دے دیں۔

تصفیہ شروط سے ۱۵ روز بعد کی تاریخ مقرر کی جائے۔

مباہلہ کے الفاظ مع حمد صلوۃ سب قلم بند کیئے جائیں۔

اس کے بعد دونوں فریقوں کا دستخطی اعلان شائع ہو جائے۔

یہ ایک ایسی تجویز ہے کہ دونوں فریق اگر مباہلہ کرنا چاہیں تو انکار نہیں کر سکتے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۷ ص ۵۔۶)

مولوی محمد علی لاہوری سے ایک سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے جماعت پیغامیہ (خصوصاً) مولوی محمد علی صاحب اندریں مسئلہ کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ

میں دعوی سے کہتا ہوں میں نبی ہوں، خدا کی اصطلاح میں تمام نبیوں کی اتفاق سے حقیقت کے اعتبار، خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں، مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں، یوسف نبی سے افضل ہوں، میرا منکر کافر ہے، وہ مسلمان نہیں جب تک وہ مجھے نہ مانے، میرے ماننے والے غیروں کے پیچھے نماز مت پڑھیں، مکہ شریف میں بھی علیحدہ اپنا نماز کا انتظام کریں، اور غیروں کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ پڑھائیں، روضہ آدم میرے آنے سے مکمل ہوا ہے، میری آمد پر انبیاء نے ناز کیا ہے، اور وہ زندہ ہوئے ہیں، میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں، میری صداقت پر اتنے دلائل ہیں کہ ان سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ میں نیا نبی نہیں ہوں، مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں، اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبی آسکتے ہیں مگر غیر تشریعی، میں نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہوں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا، میری

وحی قرآن مجید اور تورات زبور کی طرح یقینی ہے، میرا ایمان انبیاء کے ایمان سے ذرہ کم نہیں ہے، جو مجھے نہیں مانتا وہ ایمان سے خالی ہے اس کا سورت فاتحہ پر ایمان نہیں، میرے اندر تمام انبیاء کے اوصاف جمع ہیں، خدا نے مجھ کو صدہا بار نبی کے لفظ سے پکارا ہے، وغیرہ

کیا ایسا شخص مدعی نبوت قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ بصورت اول اپنے دعوی میں کاذب ہوگا یا صادق۔ جو خیال ہو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں مدلل لکھ کر ظاہر کیا جاوے۔ یہ ایک عام استفسار ہے جناب مرزا صاحب کو درمیان میں لانے کی ضرورت نہیں۔

خاکسار مفتی محبوب سبحانی متوطن راجڑ نزیل لاہور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۷ ص ۶)

احرار کا امیر شریعت گرفتار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جماعت احرار کو اس وقت ہر طرف سے مقابلہ درپیش ہے سب سے بڑا مقابلہ قادیان کے ساتھ ہے۔ اس حال میں ان کے امیر کا گرفتار ہو جانا بظاہر بہت ہی دل شکن ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

مولوی عطاء اللہ شاہ (امیر شریعت جماعت احرار) کو بتاریخ ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء جب قادیان میں جانے بلکہ آئندہ سارے ضلع گورداسپور میں داخل ہونے سے حکومت نے منع کر دیا تھا تو انہوں نے اپنی تقریر میں اعلان کیا تھا کہ ہم ۶ دسمبر کا جمعہ قادیان میں پڑھیں گے چنانچہ اس اعلان کے مطابق ۶ دسمبر کی صبح کو ٹرین میں بٹالہ پھر بٹالہ سے قادیان پہنچنے کے ارادہ سے نکل پڑے چونکہ یہ حکم امتناعی منسوخ نہ ہوا تھا اسلئے بٹالہ سے ورلے اسٹیشن یعنی جنتی پورہ پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کی گرفتاری پر پبلک کے ہجوم سے شاید حکومت کو کسی قسم کا خطرہ ہوگا اس لئے انتظام بڑا سخت تھا ضلع کے بڑے بڑے افسر اسٹیشن بٹالہ پر موجود تھے یہاں تک کہ ڈپٹی کمشنر، سپرنٹنڈنٹ پولیس وغیرہ بھی موجود تھے۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ کام خلاف حکم دانستہ کیا گیا ہے کیوں کیا گیا، غالباً سوچ سمجھ کر قانون دانوں کے مشورہ سے کیا گیا ہوگا۔ امید ہے اس کا نتیجہ بھی جلد ہی نکل آئے گا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا شاہ صاحب کو محفوظ رکھے۔

فیصلہ: یہ سطور لکھ چکے تھے کہ خبر آئی کہ شاہ صاحب کو چار ماہ قید کی سزا ہوگئی۔ دو سال کا خطرہ تھا۔ تخفیف سزا پر الحمد للہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۷ ص ۱۵)

قادیان ہمارا حرم ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ ہوا قادیان سے ایک نظم شائع ہوئی تھی جس کا ایک شعر یہ تھا:

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا
در شمار مکہ چوں نا آید شمارِ قادیان

آج اس شعر کی مزید تشریح آئی ہے

اکابر احرار کو حکومت نے قادیان میں داخل ہونے سے منع کر دیا جو ایک معمولی بات ہے۔ اس کے متعلق خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے جمعہ کے روز ایک خطبہ پڑھا جو مذکورہ بالا شعر کی گویا تشریح ہے۔

خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب نے قادیان کو مکہ مدینہ کے بعد اپنا مقدس مقام قرار دے کر کہا ہے کہ کوئی غیر مسلم (غیر مرزائی) یہاں نہیں آنا چاہیے۔ چنانچہ ان کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

جب کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد ان سے اتر کر قادیان ہمارا مقدس مقام ہے اور جب کہ رسول کریم ﷺ کے بروز اور آپ کے نائب اور آپ کے خلیفہ اور آپ کے وجود کو اپنے اندر ظاہر کرنے والے مظہر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے سلسلہ کی ترقی اور اس کی عظمت کے لئے قادیان کو مرکز مقرر کیا تو یقیناً ہمارا حق ہے کہ ہم مطالبہ کریں کہ وہ (احرار) ہمارے اس

مقدس مقام کو اپنے وحشی مظاہروں سے پاک رکھیں یہ وہ مسئلہ ہے جسے قرآن مجید نے پیش کیا یہ وہ اصول ہے جسے اسلام نے دنیا سے منوا لیا اور یہ وہ دلیل ہے جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو غیر مسلموں سے آزاد کر دیا...قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حرم وہ مقام ہے جس میں کوئی غیر مسلم نہیں آ سکتا سوائے اس کے وہ آنے کی اجازت لے لے...ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیان میں دوسرے لوگ داخل ہو کر ایسے مظاہرات نہ کریں جس سے سلسلہ احمدیہ اور بانی سلسلہ احمدیہ کی ہتک ہوتی ہو (وغیرہ)۔ (الفضل قادیان ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۵۔۷)

یہ ہے اس شعر کی تشریح کہ قادیان بھی قادیانی جماعت کے لئے حرم ثالث ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ مجھے کشف میں ایک قرآن دکھایا گیا اس کے ایک صفحہ پر ان تین شہروں کے نام لکھے تھے۔ مکہ، مدینہ، اور قادیان۔

اسی لئے ایک قادیانی شاعر کا کلام ہے:

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

گو مخالفین نے اس شعر کو تصرف کر کے دوسری شکل میں دکھایا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
وبا بینی خزان بینی غرض دار الزیاں بینی

مگر خلیفہ قادیانی کا نقطہ نظر وہی ہے جو ان کے خطبے سے ہم نے دکھا دیا ہے۔

چونکہ ہم بھی قادیان سے خاص تعلق رکھتے ہیں آج سے نہیں بلکہ بہت عرصے سے ہے، اس لئے ہم خلیفہ صاحب اور ان کے مشیروں سے ایک سوال کرتے ہیں:

سوال: جو کام کسی امت کے رسول کی زندگی میں ہو چکا ہو اس رسول کا خلیفہ اس کو ناجائز قرار دے سکتا ہے:

جواب غالباً نفی میں ہوگا یعنی ایسا نہیں ہوسکتا۔ پس اگر یہ اصول مسلّم ہے تو

پھر بتاؤ کہ آپ کے بڑے میاں جن کی شان کے آپ لوگ گیت گاتے ہیں، یعنی جناب مرزا غلام احمد صاحب مدعی مسیحیت ومہدویت کی زندگی میں مسلمانوں کے جلسے زیر اہتمام قاضی عنایت اللہ اور منشی مہر الدین وغیرہ ارکان انجمن اسلامیہ قادیان میں ہوتے رہے اور علماء لاہور امرتسر دیوبند اور لکھنؤ وغیرہ قادیانی مشن کی تردید میں کافی تقریریں کرتے رہے۔ اس کے بعد خلیفہ اول کی خلافت بلکہ موجودہ خلیفہ کی خلافت میں مخالفانہ جلسے ہوتے رہے۔

اگر یاد نہ ہو تو ایک واقعہ بطور نظیر پیش کرتا ہوں جب کہ ہم قادیان میں جلسہ کر رہے تھے، میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے میرے پاس اپنے ماموں مولوی میر اسحاق صاحب کو بھیجا۔ وہ پیغام لائے کہ خلیفہ صاحب آپ لوگوں کی دعوت طعام کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انجمن اسلامیہ قادیان میں دعوت نامہ پیش کر دیا۔ انہوں نے اپنی مقامی مصلحت کے ماتحت انکار کر دیا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اصل بانی مذہب بلکہ خلیفہ اول ودوم کے زمانہ کے مخالفانہ جلسے مقام مقدس کی شان کے مخالف نہ ٹھہرے، تو اب اس میں کون سی مزیت آگئی ہے کہ مخالفانہ جلسے یا مظاہرے نہ کئے جائیں۔

گورنمنٹ سے روئے سخن:

حکومت سے یہ امید نہیں کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی ان بھول بھلیوں میں آگئی ہو۔ لیکن اگر انسانی طاقت نے کمزوری دکھائی ہو، تو ہمارا معروضہ جواب دیکھ کر اپنی غلطی کی اصلاح فرمائے اور قادیان میں قانون کے ماتحت مخالفانہ جلسوں کو اسی طرح ہونے دے جس طرح بڑے مرزا صاحب کے زمانہ میں ہوتے تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۸ ص ۶۔۷)

احرار کی گرفتاری اور سزا یابی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آخر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا کہ احرار نماز جمعہ کے لئے قادیان جائیں گے

اور گرفتار ہو کر سزا پائیں گے۔ چنانچہ مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری جو گذشتہ جمعہ کو مولوی محمد قاسم شاہجہان پوری اور غلام نبی جانباز امرتسری شاعر بمع اپنے ہمراہیوں کے قادیان جمعہ پڑھنے گئے۔ قادیان پہنچتے ہی گرفتار ہو گئے اسی جگہ پیش ہو کر تین ماہ قید سے سزایاب ہوئے۔

قادیان کی بابت دو احکام جاری ہیں:

ا۔ بعض لیڈران احرار کے لئے قادیان کے سارے ضلع میں داخل ہونا منع ہے چاہے وہ قادیان سے دور دراز مقام مثلاً شکر گڈھ وغیرہ کو بھی جائیں۔

۲۔ قادیان کے اردگرد چار میل تک احراری جماعت کوئی جلسہ جلوس نہیں کر سکتی۔

مولوی محمد قاسم شاہجہان پوری چونکہ ان ممنوع اشخاص سے نہ تھے، جن کو قادیان کے سارے ضلع گورداسپور میں جانا منع ہے، نہ وہ چار میل کے اندر جلسہ کرنے گئے، پھر ان کو کیوں گرفتار کیا؟

اس سوال کے جواب کے لئے پولیس نے مولوی صاحب کو بٹالہ کے سٹیشن پر وارنٹ دکھایا کہ قادیان کے نواح میں چار چار میل آپ نہیں جا سکتے۔

تاہم سوال باقی رہا کہ کیا یہ بندش پہلے حکم پر متفرع ہے یا جدید سرکلر ہے۔ پہلا حکم تو چار چار میل تک جلسہ جلوس کی بندش کا تھا، نماز جمعہ کا اجتماع جلسہ کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔

علاوہ اس کے اگر بزور لایا بھی جائے، تو نماز جمعہ کے وقت جلسہ ہونے سے مجرم ہوتے نہ کہ محض داخلہ سے۔

یہ قانونی سقم ہماری ناقص سمجھ میں صاف نہیں ہو سکتا۔ ہاں گورنمنٹ اگر اعلان کر دے کہ ہم نے حسب منشاء خلیفہ قادیان، قادیان کو حرم ثالث منظور کر کے احرار سے قادیان کو پاک کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، تو ہم اپنا اعتراض واپس لیں گے۔ مگر اتنا عرض کر ضرور کریں گے کہ آج سے پہلے سلطنت برطانیہ یا کسی سلطنت میں ایسی نظیر نہیں ملتی کہ ایک آباد بستی کو جہاں ہر قسم کے لوگوں کی آبادی ہو دور دراز سے آنا جا ہو، اس کو ممنوع الداخلہ قرار دیا جائے حالانکہ احمدیت کے بانی کی زندگی میں مخالفانہ جلسے برابر ہوتے تھے۔ قادیانی اخباروں میں برابر شکائیت چھپتی تھی لیکن حکومت اپنے

ادعائے مساوات پر قائم تھی۔

نوٹ: احرار کی پالیسی سے گو ہمیں بہت کچھ اختلاف ہے مگر چونکہ احرار ایک سیاسی جماعت ہے ان کے افعال کو سیاسی نظر سے دیکھ کر ہم حکومت کو مشورہ دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے کہ اس قسم کے امتیازات اصول مساوات کے خلاف ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۸ ص ۱۵)

مرزائیت میں توحید؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء میں ہم نے قادیانیت کے متعلق ایک جدید انکشاف کیا تھا۔ اس سے امت مرزائیہ کی دونوں پارٹیوں میں تہلکہ پڑ گیا۔ قادیان اور لاہور دونوں مرکزوں میں اضطراب محسوس ہوا اور سخت بے چینی میں جو کچھ زبان پر آیا کہہ گذرے۔

سچی بات یہی ہے کہ اہل حدیث کی گرفت پنجہ فولادی سے کم نہیں ہوتی۔ قادیانی اخبار نے جو طریقہ اختیار کیا وہ تو کوئی نیا نہیں، اسے تو خلیفہ قادیان نے رکھا ہی اسی لئے ہے کہ آئے گئے کے گلے پڑے۔ اس لئے اس کا تو افسوس ہی نہیں۔ ہاں افسوس لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح اور اس کے مضمون نگار پر ہے جس نے باوجود مدعی تہذیب ہونے کے اتباع سنت مرزا کا کافی ثبوت دیا۔ خیر جو کچھ انہوں نے کیا اپنے ہیرو کے اتباع میں کیا ہے ہمارا اعتراض جس شعر پر تھا وہ یہ ہے:

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

(توضیح مرام تقطیع کلاں۔ص ۱۱)

اس شعر کا جو مطلب مجیب نے بتایا ہے وہ اسی کے الفاظ میں درج ہے:

آپ (آنحضرت) خدا کی صفت توحید کے مظہر اتم ہیں کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو بالکل فنا کر دیا کہ توحید خداوندی سے احمدیت کے رنگ میں یعنی

عاشقانہ حمد الٰہی سے آپ اس قدر رنگین ہوئے کہ تمام مخلوقات سے واحد و یگانہ ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں احمد سے احد ہو گئے۔
احمد کے معنی ہیں بہت تعریف کرنے والا اور اس بہت حمد کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کی تعریف کرتا تھا اس کی صفت احدیت کا وہ مظہر اتم ہو گیا۔ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ احمد سے احد ہو گیا۔

(پیغام صلح لاہور ۳ دسمبر ۱۹۳۵ء ص ۹)

اس ساری تقریر کا ملخص یہ ہوا، جو اردو میں کسی متصوف نے کہا ہوا ہے:

خودی جب گئی خود خدا ہو گیا

اسی تشریح کے مطابق آنحضرت ﷺ جب احمد سے احد (اللہ) ہو گئے تو لامی ہے کہ حضور کی بشریت نہ رہی ہو گی کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے ایسا خیال کرنا نص قرآنی انما انا بشر مثلکم کے صریح خلاف ہے۔
سنو! ہم کسی ایرے غیرے کی بات کو عقاید میں حجت نہیں جانتے۔ ہمیں کوئی آیت یا حدیث دکھاؤ جس سے یہ (مشرکانہ) عقیدہ ثابت ہو سکے کہ آنحضرت ﷺ احمد سے احد ہو گئے تھے۔
اگر نہیں دکھا سکتے تو ہم مجبور ہیں کہ زیر تبصرہ شعر و مشرکانہ رنگ سے رنگین پر از غلاظت سمجھیں کیونکہ یہی وہ اصول ہے جس نے عیسائیوں کو مسیح کی تعلیم سے ہٹایا یہی وہ اصول ہے جس نے ہندوؤں کو اوتار کا عقیدہ ذہن نشین کرایا۔ ہم تو ایسے عقیدہ کو کفر و شرک اور حضرات انبیاء کی تعلیم کے سراسر خلاف جانتے ہیں۔
ناظرین! ان صنم پرستوں کی معکوس ترقی ملاحظہ کریں کہ اہل بدعت کا حسب ذیل عیسائیانہ شعر بھی اپنی غرض سے صحیح بتاتے ہیں:

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

مجیب صاحب اپنی بات بنانے کے لئے اس ناپاک پر از شرک و کفر کلام کی بھی تصحیح فرماتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:
مولوی صاحب بحال (اسی طرح مرقوم ہے۔ ثنا) خویش بدعتیوں کا ایک شعر بھی

نقل کیا ہے تا کہ ان کا شرک و بدعت ظاہر ہو۔ حضرت مرزا صاحب کے کلام کو بھی اسی مفہوم پر محمول کیا جائے۔ اور وہ شعر یہ ہے:

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہوکر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

مجھے تو اس کلام میں بھی وہ چیز نظر نہیں آئی جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو نظر آ رہی ہے کیونکہ جس مسلمان نے یہ شعر کہا ہے وہ زیادہ سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی آمد کو مجازاً خدا کی آمد قرار دیتا ہے اور یہ وہ بات کہ جو تو ریت وانجیل کی پیش گوئیوں میں بھی موجود ہے ورنہ جو مسلمان خدا تعالیٰ کو ازلی ابدی اور دخول وحلول، عروج ونزول اور تجسم سے حقیقتاً پاک اور مبرا جانتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ خود ذات الٰہی مجسم ہوکر آ گئی۔ پس اس کلام کا منشا صرف یہی ہوسکتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو مظہر ذات حق قرار دیتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے مگر مولوی صاحب نیک پہلو کبھی اختیار کرنا چاہتے ہی نہیں (پیغام صلح مذکور)

کیا ہی سچ ہے:

اس نقش پا کے سجدے نے یاں تک کیا ذلیل
میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

اب ہم بتاتے ہیں کہ ان لوگوں کو اس غلط عقیدے کی تائید کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ ہم تو ان کے اندرونی مقاصد سے بھی واقف ہیں پس ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعوی مشہور ہے کہ میں بروز اور ظل محمدی ہوں (تریاق القلوب) چونکہ خود مرزا صاحب قادیانی کا منشاء تھا کہ میں اپنی ذات میں اسی درجہ احدیت کا ثبوت دوں اس لئے بطور تمہید آنحضرت ﷺ کی شان میں یہ صفت بتا کر اپنے لئے اعلان کر دیا کہ خدا نے مجھے یہ الہام کیا ہے:

انّما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵)

یعنی خدا کہتا ہے اے مرزا تجھے اختیار ہے کہ جب تو کوئی چیز چاہے، کن (ہو

جا) کہدے، وہ فوراً ہو جائے گی۔

(مرزائیو! ایمان سے کہنا مرزا صاحب حسب فیصلہ آخری میری موت چاہتے تھے یا اپنی؟ نہیں یقیناً میری۔ پھر ہوا کیا؟ وہی جو خدا نے فرمایا ہے لا یحیق المکر السیء الا با ھله۔ ثناءاللہ امرتسری)

چونکہ اصل شخصیت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام ذات احدیت میں مستغرق ہو کر احد ہو گئی تھی میں بروز اور ظل بھی اس درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ یہ دعوی کروں کہ:

مجھے فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳)

پس اصل راز یہ ہے جو خود غرضی پر مبنی ہے کہ میرے دعوے پر کوئی شخص اعتراض کرے تو میں بے خبروں کو پھانسنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی صفت و ثنا کرتا ہوا کہہ دونگا:

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

او احمدی ممبرو! تمہارا دعوی ہے کہ ہم سلسلہ انبیاء پر چلنے والے ہیں۔ ہمارے مرزا کی نبوت منہاج نبوت محمدیہ پر مبنی ہے۔ آؤ اب فیصلہ آسان ہے۔ نبوت محمدیہ میں کوئی لفظ ان معنی کا دکھا دو، ورنہ ہمیں اجازت دو کہ ہم اس بارے میں آپ کو قرآنی فیصلہ سنائیں جو بالکل صاف ہے۔ غور سے سنو:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم

(اے ایمان کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دراصل اللہ ہی مسیح بن مریم ہے)

اس آیت کے ماتحت ہم کہہ سکتے ہیں

لقد کفر الذین قالوا انّ الاحد ھو احمد۔

دونوں کلاموں میں کچھ فرق نہیں۔

احمدی دوستو! کیوں ایک بے جان بت کی پوجا کراتے ہو۔ کیوں اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں کرتے۔ اس سے بہتر ہو کہ بہائیوں کی طرح اپنی الگ شریعت بنا لو، پھر جو جی میں آئے گاتے پھرو اور یہ کہتے جاؤ۔

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کریں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۹۔۱۰ ص ۶۔۷)

حدوثِ مادہ وارواح

پنڈت آتما نند مصنف ویدک تہذیب، بٹالہ سے لکھتے ہیں:

میں نے اخبار اہل حدیث امرتسر میں تین قسطوں میں اسی عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا تھا جس میں وید منتروں، اپنشدوں درشن شاستروں پر سوامی دیانند اور دیگر آریہ سماجیوں کے ترجموں، ستیارتھ پرکاش، رگوید، آدی بھاشیہ بھومکا کے قریباً بیس حوالہ جات سے ثابت کیا تھا کہ ویدوں کے اپنشدوں، شاستروں حتی کہ مہرشی سوامی دیانند جی کی تحریروں میں کہیں پر بھی روح و مادہ کو ازلی وابدی نہیں لکھا بلکہ حادث اور فانی مانا ہے۔ حتی کہ لفظ پرکرتی مادہ بھی چاروں ویدوں میں ندارد ہے اور نہ مادہ۔ پرکرتی کا کوئی مترادف ایسا لفظ ہے جسے قدیم لکھا ہو۔ نیز یہ کہ اگر پرکرتی اور جیو کو ویدوں میں نِتیہ یعنی قدیم لکھا ہوا دکھلا دیں تو میں آریہ سماجیوں کو فی منتر پانچ روپئے کے حساب سے انعام دینے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن آج تک کسی آریہ سماجی نے کوئی وید منتر اپنے اس مشرکانہ عقیدہ کی تائید میں پیش نہیں کیا۔ اور نہ تا پرلے پیش کر سکیں گے۔ یہ ہماری پیش گوئی ہے۔ اور کریں گے بھی کہاں سے جب کہ ویدوں میں اس مشرکانہ اور کافرانہ عقیدہ کی بو تک نہیں پائی جاتی۔

آج میں کتابی حوالہ جات سے قطع نظر کر کے آریہ سماج اور ان کے چیلوں چانٹوں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور خلیفہ محمود احمد وغیرہ مرزائیوں کے دلائل کی تردید شائع کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان دونوں فرقوں کو اپنی غیر معقول اور بودی دلیلوں پر بڑا ناز و فخر ہے۔ آریہ سماجی یہ دو دلیلیں پیش کیا کرتے ہیں:

اول: اگر روح و مادہ ازلی نہیں ہے تو خدا نے دنیا کو کس شئے سے خلق کیا؟

دوم۔ چونکہ صفات اور موصوف کا دائمی تعلق ہوتا ہے یعنی صفت اپنے موصوف سے کبھی علیحدہ نہیں ہوسکتی، اور موصوف اپنی صفت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ لہذا اگر مخلوق کو ازلی وابدی نہ مانا جاوے تو خدا کی صفت خالقیت بھی حادث ماننی پڑے گی اور خالقیت وغیرہ حادث صفات کا موصوف خدا بھی حادث اور فانی ماننا پڑے گا جو محال ہے۔

اس لئے جب تک روح و مادہ کو قدیم اور ازلی نہ تسلیم کیا جاوے تب تک خدا بھی ازلی و ابدی نہیں مانا جا سکتا۔ اسی دلیل کے ماتحت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی الوصیۃ میں لکھتے ہیں:

اس (خدا) کی تمام صفات ازلی و ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ (ص ۱۰)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی بھی دعوۃ الامیر میں مرزائی عقیدہ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں:

اس (خدا) کی صفات کسی بھی وقت معطل نہیں ہوتیں وہ ہر وقت اپنی قدرت نمائی کر رہا ہے۔ (ص ۴)

اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی۔ (ص ۱۴۵)

گویا مصنوعی اور خلیفہ صاحب کے نزدیک خدا کی صفت خالویت ازلی و ابدی بلاتعطل ہے۔ بڑے مرزا غلام احمد قادیانی اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب پر لیکچر، میں لکھتے ہیں:

ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح کتنے دور گذر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے۔ افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطل اور بیکار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا۔ مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن نے ہمیں سکھلایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے (بلفظہ ص ۳۰)

خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) بھی کتاب، حضرت مسیح موعود کے کارنامے، میں لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا، یہ دونوں باتیں غلط ہیں یہ ماننا بھی

کہ کسی وقت خدا کی صفات میں تعطل تھا، خدا تعالیٰ کی صفت قیوم کے خلاف ہے ۔ اسی طرح یہ کہنا بھی کہ جب سے خدا تعالیٰ ہے تبھی سے دنیا چلی آتی ہے ۔خدا کی صفات کے خلاف ہے ۔شاید بعض لوگ کہیں کہ دونوں باتیں کس طرح غلط ہوسکتی ہیں، دونوں میں سے ایک نہ ایک صحیح ہونی چاہیے لیکن یہ ان کا خیال مادیات پر قیاس کرنے کے سبب سے ہوگا ۔اصل میں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو عقل انسانی سے بالا ہوتی ہیں اور عقل ان کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتی ۔ دنیا کا پیدا ہونا چونکہ انسانوں، جمادات بلکہ ذرات سے بھی پہلے کا واقع ہے ۔اس لئے انسانی عقل اس کو نہیں سمجھ سکتی ۔ پس صحیح یہی ہے کہ اس امر کی پوری حقیقت کو انسان پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا ۔ اور سچائی ان دونوں دعووں کے درمیان درمیان ہے یہ مسئلہ بھی اسی طرح محیر العقول ہے جس طرح کہ زمانہ اور جگہ اور مسئلہ ہے (ایضاً ۔ص ۲۹)

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس بحث کا یوں فیصلہ فرمایا ہے کہ نہ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کبھی معطل ہوئی اور نہ دنیا خدا کے ساتھ چلی آرہی ہے اور صداقت ان دونوں امور کے درمیان ہے اور اس کی تشریح آپ (مرزا قادیانی) نے یہ فرمائی ہے کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے، گو قدامتِ ذاتی کسی شئے کو حاصل نہیں ۔ کوئی ذرہ کوئی روح، کوئی چیز ما سوائے اللہ ایسی نہیں کہ جسے قدامت ذاتی حاصل ہو لیکن یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے اپنی صفتِ خلق کو ظاہر کرتا چلا آیا ہے ۔ (بلفظہ ایضاً ۴۰) ۔

بلکہ یہ فرمایا ہے کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے ۔،

مرزا غلام احمد صاحب کا یہ عقیدہ نکوہیدہ بعینہ آریہ سماج کی تقلید ہے جو مخلوق کو نوع یعنی پرواہ ہے ازلی وابدی وقدیم مانتے ہیں ۔ اگر چہ بعض جگہ مرزا صاحب اور خلیفہ صاحب دونوں نے روح و مادہ کو ازلی وابدی بھی تسلیم کیا ہے لیکن بخوف طوالت مزید حوالے نہ دے کر اسی عقیدہ پر بحث کی جاتی ہے ۔

آریہ سماج کے اس اعتراض نے صرف مرزا صاحب کو ہی حیران و پریشان نہیں کیا بلکہ کئی دیگر علماء کو بھی چکر میں ڈال رکھا ہے کہ اگر روح و مادہ کو حادث جان کر

مخلوق کا آغاز اولین قبول کیا جاوے تو مخلوق کی پیدائش سے قبل ہمیشہ کے لئے خدا ازلی طور پر معطل اور بے کار ماننا پڑتا اور اسی اعتراض سے ڈر کر مرزا صاحب نے خدا کی صفت خالقیت کو بھی ازلی وقدیم بلا تعطل مان لیا ہے اور ازل سے ہمیشہ معطل اور بے کار رہنے کا الزام عیسائیوں کے خدا پر لگایا ہے اور خود نہ سمجھ سکنے سے اسے بعید از عقل اور محیر العقول قرار دیا ہے اور ساتھ ہی زمانہ اور جگہ (کال اور دشا) کو بھی قدیم اور محیر العقول تسلیم کیا ہے۔

جب کہ مرزا صاحب اور خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کا ن الله نزل من السماء اور تمام مرزائی یہ اقرار کرتے ہیں کہ، کوئی ذرہ، کوئی روح، کوئی چیز ما سوائے اللہ ایسی نہیں جسے قدامت ذاتی حاصل ہو، (مسیح موعود کے کارنامے۔ص ۳۹) ۔تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ ارواح و مادہ اور تمام مخلوق حادث ہے نیز یہ بھی کہ جب مادہ وارواح حادث یعنی غیر ازلی ہوئے تو ان کے ملاپ سے پیدا شدہ مخلوق بھی حادث اور غیر ازلی ہوئی۔اب دنیا کے خواہ کروڑ ضرب کروڑ بلکہ کروڑ کے عدد کو کروڑ دفعہ بھی ضرب دے کر جو عدد حاصل ہو اتنے بھی دور کیوں نہ فرض کر لئے جائیں ان سب دوروں بلکہ ان کی علت مادی ارواح و مادہ کی پیدائش سے بھی پہلے خدا تھا اسے ازل یعنی زمانہ ماضی غیر متناہی سے مادہ وارواح کی پیدائش سے قبل معطل اور بے کار مرزائیوں کو بھی ماننا ہی پڑے گا اور جو الزام حضرت مرزا نے عیسائیوں پر لگایا ہے بعینہ وہی الزام کہ، خدا ازل سے معطل اور بے کار تھا، لفظ بلفظ مرزا صاحب پر بھی عاید ہو جاتا ہے بقول شخصے:

ایں گناہیست کہ درشہر شما نیز کنند

خواہ دنیا کا صرف یہی ایک دور مانیں خواہ دس کھرب ایسے دور مانیں وہ سب حادث ہوں گے اور روح و مادہ کی پیدائش سے پہلے ازل سے خدا پر معطل اور بے کار رہنے کا الزام، (بشرطیکہ اسے الزام کہا جا سکے) آئے گا اور ضرور آئے گا۔اس الزام سے نہ مرزائی بری ہو سکتے ہیں نہ آریہ سماجی۔

امید ہے کہ خلیفہ صاحب اس معمولی سی فلاسفی کی ابجد کو بخوبی سمجھ چکے ہوں گے ورنہ قدم رنجہ فرما کر بٹالہ تشریف لے آویں میں اس مسئلہ کی دیگر باریکیاں بھی سمجھا دوں گا۔اور اگر حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب و فاتح قادیان کی

سفارش حاصل نہ کر سکیں تو خاکسار قادیان میں جا کر بھی سکھا سکتا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر کبھی:

بروئے عاقلاں شرمندہ باشی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۹۔۱۰ ص ۵۔۶)

کھلی چٹھی بخدمت مولوی محمد علی لاہوری

' معروض ہے کہ آپ کے جلسے میں مسئلہ نبوت مرزا صاحب پر مباحثہ کا ذکر دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ میں اپنا پرانا مطالبہ ایک دفعہ پھر آپ کی خدمت میں پیش کروں جس کو آپ کئی سالوں سے ٹالتے آ رہے ہیں حالانکہ وہ سب اختلافات کے لئے اصلاً فیصلہ کن ہے کیونکہ اس کو آپ کے پیر و مرشد حضرت مرزا صاحب نے آخری فیصلہ کے نام سے موسوم کیا ہوا ہے۔ جس کا پورا نام یہ ہے

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

' جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی و ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہو گا وہ پہلے مرے گا۔ پس جبکہ آپ کے جلسے میں کسی مسئلے پر مباحثہ کا ہونا جائز ہے جس کا ثبوت آپ کا گذشتہ ریکارڈ اور موجودہ پروگرام ہے تو پھر کیوں نہ آپ موقع دیں کہ آپ سے آخری فیصلہ پر مباحثہ ہو۔

(نوٹ۔ اوقات جلسہ اگر رک چکے ہوں تو جلسہ کے بعد دوسرے روز سہی۔ بہر حال توجہ سامی کی ضرورت ہے)۔

امیدوار جواب باصواب ابوالوفا ثناء اللہ امرتسر ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۹۔۱۰ ص ۱۱)

یہ خط اشتہار کی صورت میں شائع کیا گیا اور پھر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے صفحہ ۱۱ پر شائع کیا گیا۔ اس چیلنج کے جواب میں لاہوری مرزائی خاموش بیٹھے رہے۔

قادیان سے دفعہ ۱۴۴ کی پابندی ہٹالی گئی ہے اب احرار کے نمائندوں کو وہاں جمعہ پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ چنانچہ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء کا جمعہ احراریوں نے قادیان میں پڑھا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء۔ ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ ص ۲)۔

مولوی محمد علی لاہوری مرزائی کو بذریعہ اشتہار (مندرجہ سابقہ پرچہ) مرزا صاحب کے آخری فیصلہ پر مباحثہ کی دعوت دی گئی تھی ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء۔ ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ۔ص ۲)

بہائی اور مرزائی

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے فرزانے دو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مصرعہ زیب عنوان میں ہم نے تصرف کر کے بجائے دیوانے دو کے، فرزانے دو، کہا ہے، تاکہ ان دونوں حضرات کے اتباع ناراض نہ ہوں۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی، شیخ بہاء اللہ ایرانی کے متبع تھے جس کا ثبوت ہم رسالہ بہاء اللہ اور مرزا میں دے چکے ہیں۔آج ہم اس کی ایک جدید مثال پیش کرتے ہیں۔ بہائی میگزین میں ایک مضمون نکلا ہے جو بظاہر بڑا خوشنما اور دلفریب ہے مگر حقیقت میں محض سراب۔ پروفیسر پریتم سنگھ جی (بہائی) نے بہائی اعتقاد اور اس کے ظہور کا زمانہ بتایا ہے۔آپ کے الفاظ یہ ہیں:

اہل بہاء کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب کہ جنگ بالکل مسدود ہو جائے گی اور روئے زمین پر صلح عمومی قائم ہوگی۔اور خدا کی بادشاہت آجائے گی۔قومیں ایک دوسرے پر حملے کرنا چھوڑ دیں گی۔ رنگ نسل اور زبان کے تعصّبات اور تفرقات مٹ جائیں گے۔اور سب قومیں اور نسلیں متحد ہوکر ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گی۔نفرت اور دشمنی کا خاتمہ ہو جائے گا۔اور انسان آپس میں بھائیوں کی طرح محبت کریں گے۔اس قسم کا پیغام عکہ سے قید خانہ سے اب سے اسّی (۸۰) سال پہلے دیا گیا تھا جہاں حضرت بہاء اللہ اور ان کے بیٹے عبدالبہاء قید کئے گئے تھے۔مقدم الذکر ۲۴ سال اور موخر الذکر ۴۰ سال تک قید رہے لیکن یہ قید ان کو احکام

الٰہی کی بجا آوری سے باز نہ رکھ سکی۔ چنانچہ امر مبارک کا بیشتر کام اسی قید خانہ سے کیا گیا۔ بہت سی کتب مقدسہ جن میں بہائی احکام ہیں یہیں نازل ہوئیں ... ان میں سے ایک کتاب وہ ہے جو کتاب الاقدس کے نام سے موسوم ہے یہ عربی میں ہے اس کتاب میں شریعت اور مکمل قانون ثبت کیا گیا ہے جو اس وقت نافذ ہوگا جب کہ بیت العدل قائم ہو جائے۔

(بہائی میگزین دہلی دسمبر ۱۹۳۵ء ص ۳)

کیا اچھا دل فریب اور دل خوش کن تخیل ہے مگر جناب اتنا تو فرمایئے کہ ایک خریدار سے ہم کو قیمت نقد ملے اور دوسرا خریدار غیر محدود زمانہ تک ادھار کرے ہم کس سے سودا کریں۔ غالباً آپ بھی پہلے خریدار سے کرنے اجازت دیں گے۔ شیخ بہاء اللہ کو پیدا ہوئے آج ایک ۱۱۸ سال ہوئے اور آپ کو وفات پائے ۴۳ سال گذر گئے مگر ان مواعید کے ظہور کے لئے ہنوز روز اول ہے۔ وحدت قومی ہوئی، نہ امن و امان ہوا۔ ابھی معلوم نہیں کہ آئندہ کس زمانے میں یہ وعدہ پورا ہو برخلاف اس کے نبوت عربیہ نے دنیا میں جو منادی کرائی تھی اذا جاء نصر الله و الفتح و رأيت الناس يدخلون افواجاً جب اس کے نتیجہ کو خورد و کلاں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو سب کے منہ سے بیساختہ یہ شعر نکلا:

وحوش و بہائم کو انسان بنایا
گڈریوں کو عالم کا سلطاں بنایا

استاد سے شاگرد اچھا رہا

شیخ بہاء اللہ اور ان کے اتباع نے وحدت اقوام اور دنیا میں امن و امان کا زمانہ غیر محدود وقت تک ممتد کر کے دنیا کو انتظار میں رکھا مگر ان کے متبع مرزا صاحب قادیانی نے ہم کو انتظار میں نہیں رکھا بلکہ صاف صاف وقت بتا دیا نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ہم قادیانی بزرگ کی بابت صحیح رائے قائم کرنے کے لائق ہو گئے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دنیا کی کل اقوام میں وحدت پیدا ہو جانے کا زمانہ اپنا زمانہ بتایا ہے چنانچہ اس بارے میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔

(چشمہ معرفت۔ص ۸۲-۸۳)

ناظرین کرام! کیسا اچھا دل فریب نظارہ ہے اور کیسا اچھا معشوقانہ وعدہ ہے جو اسی طرح پورا ہوا جس طرح عرب کا منہ زور شاعر کہتا ہے:

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهدها ان لا يدوم لها عهد

(محبوبہ جب وعدہ خلافی کرے تو وہ دراصل وعدہ پورا کرتی ہے کیونکہ اس کے وعدہ میں یہ بھی داخل ہوتا ہے کہ وعدہ پورا نہ کرے گی)

احمدی دوستو! ساری دنیا کی اقوام خصوصاً بقول مرزا صاحب یاجوج ماجوج (انگریز وروس۔حمامۃ البشری) تو ضرور ہی اسلامی جھنڈے تلے آ گئے ہوں گے۔

اوہو! ہم تو دور چلے گئے یہ تو بتاؤ خود تمہارے مقام مقدس، قادیان، کے ہندو سکھ عیسائی اور چوہڑے چمار وغیرہ تمہارے اسلامی جھنڈے کے نیچے آ گئے؟ ضرور آ گئے ہوں گے۔مگر ہمارے سننے میں آیا ہے کہ انہی لوگوں (غیر مسلموں) نے بوچڑ خانہ گرا دیا تھا۔

ناظرین کرام! ہم نے جو کچھ لکھا ہے دراصل دونوں فرقوں (بہائیوں اور قادیانیوں) کی تصویر کا ایک ہی رخ ہے مناسب ہے کہ ہم دوسرا رخ بھی دکھا دیں۔پس آپ غور سے سنیں

فن شاعری میں اعلیٰ کمال یہ ہے کہ تخیل اور تصور کو وقوعہ بنا کر دکھایا جائے عرب کا شاعر اپنی محبوبہ کی خیالی ملاقات کو کس خوبی سے بیان کرتا ہوا کہتا ہے:

عجبت لمسراھا و انّی تخلّصت
لدیّ و باب السجن دونی مغلق

(میں حیران ہوں کہ میں جیل میں قید ہوں اور دروازہ جیل بند ہے مگر وہ محبوبہ میرے پاس کیسے آ جاتی ہے)

بے شک اسی شاعرانہ تخیل میں مرزا صاحب قادیانی نے ایک بات کہہ دی تھی اب اس کو واقعات میں تلاش کرنا بے کار ہے۔ مضمون شعری کو شعری حیثیت سے جانچنا چاہیے دیکھئے خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں ایک شعر یوں لکھتے ہیں:

ہم مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

فن شاعری کی حیثیت میں یہ شعر موزوں اور صحیح ہے لیکن واقعہ کی حیثیت سے غلط ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرنے کے بعد نہ بولے تھے نہ بول سکتے تھے۔ پس اسی طرح ان بزرگوں کے کلام کو جانچنا چاہیے۔

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ۔ جلد ۳۳ نمبر ۱۱ ص ۳، ۴)

مسیح پھر زمین پر

جناب مولانا محمد شفیع صاحب قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

اس سے قبل مضمون کا ایک حصہ تین قسطوں میں اخبار اہل حدیث ۱۱ مئی، ۱۴ جون اور ۱۹ جولائی ۱۹۳۵ء میں طبع ہو چکا ہے۔ اب دوسرا حصہ شائع کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے احادیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے پھر جس حصے کی تشریح ضروری ہے حسب استطاعت عرض کی جائے گی۔ و اللہ الموفق والمعین

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس

وقت تک نہیں ہوگی جب تک کہ رومی اعماق اور بدابق میں نہ اتریں۔ اس وقت ان کے مقابلہ میں زمین کے سب سے نیک لوگ مدینہ منورہ سے لشکر بن کر نکلیں گے پس وہ جب آمنے سامنے ہوں گے تو رومی کہیں گے کہ ہمارے اور ان لوگوں (جنہوں نے کہ ہمارے آدمیوں کو قید کر لیا ہے) کے درمیان سے ہٹ جاؤ تا کہ ہم ان سے جنگ کریں۔ اس پر کہیں گے نہیں خدا کی قسم ہم آپ کے اور اپنے بھائیوں کے درمیان میں سے نہیں ہٹیں گے پس وہ آپس میں لڑ پڑینگے۔ ایک تہائی لشکر تو بھاگ جائے گا جن کی اللہ تعالی کبھی بھی توبہ قبول نہیں کرے گا اور ایک تہائی قتل ہو کر شہید ہو جائیں گے جو کہ اللہ کے نزدیک افضل شہید شمار ہوں گے اور ایک تہائی فتح پالیں گے اور انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی پھر وہ قسطنطنیہ فتح کرلیں گے اس دوران میں کہ وہ غنیمت کا مال بانٹ رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت سے لٹکا رکھی ہوں گی کہ شیطان چلا کر پکارے گا کہ (مسیح الدجال) دجال تمہارے گھروں میں گھس پڑا ہے پس وہ نکل کھڑے ہوں گے لیکن یہ بات جھوٹ نکلے گی ہاں جب ملک شام میں پہنچیں گے تو دجال نکل پڑے گا اس دوران میں جب کہ وہ لڑائی کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے صفیں درست کر رہے ہوں گے اور نماز کے لئے تکبیر ہو رہی ہوگی تو عیسی بن مریم اتریں گے اور انہیں امام بن کر نماز پڑھائیں گے۔ جب خدا کا دشمن (دجال) حضرت عیسی کو دیکھے گا تو ایسا پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے اگر وہ اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو ضرور سارے کا سارا ہی گھل جائے لیکن اللہ تعالی اسے حضرت عیسی کے ہاتھوں ہی قتل کروائے گا اور عیسی لوگوں کو اس (دجال) کا خون اپنے نیزے میں دکھائیں گے

(صحیح مسلم۔ باب الملاحم)

حضرت نواس رضی اللہ عنہ بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا اگر وہ نکل پڑا اور میں موجود ہوا تو آپ کی طرف سے میں اس سے جھگڑوں گا اور اس کے خروج کے وقت اگر میں موجود نہ ہوا تو ہر

آدمی خود ہی جھگڑا نپٹا لے گا میرا اللہ ہر مسلمان کا رکھوالا ہے۔ وہ دجال ایسا جوان ہے کہ اس کے بال گھنگریالے ہیں اور اس کی آنکھ اصل جگہ سے بہت بلند ہے گویا کہ عبدالزی بن قطن سے ملتا جلتا ہے پس جس مسلمان شخص کو ملے اسے اس کے خلاف سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھنی چاہییں کیونکہ ان آیتوں سے تم اس (دجال) کے فتنہ سے بچے رہو گے۔

دجال ملک شام اور ملک عراق کے درمیانی علاقہ سے خروج کرے گا اور دائیں اور بائیں فساد پھیلاتا جائے گا۔ اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا (صحابہ کہتے ہیں) ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چالیس دن۔ پہلا دن سال کے برابر دوسرا دن مہینہ کے برابر تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی (۳۷) دن تمہارے دنوں کے برابر ہوں گے۔ ہم (صحابہ) نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ دن جو سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی نمازیں ہمارے لئے کافی ہوں گی۔ فرمایا نہیں۔ وقت کا اندازہ کر کے نماز پڑھ لینا۔ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کا زمین میں چلنا پھرنا کیسا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس بادل کی طرح ہوگا جس کو ہوا اڑائے پھرتی ہے۔ ایک قوم کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے پھر آسمان کو حکم دے گا بارش ہوگی زمین پر سبزیاں اگیں گی ان کے مویشیوں کے بڑے بڑے کوہان ہوں گے بہت دودھ ہوگا اور ہر پہلو سے موٹے تازے ہوں گے پھر ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے اس پر ان سے ناراض ہو کر چلا جائے گا وہ لوگ کنگال ہو جائیں گے اور ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا پھر ایک ویرانے پر سے گذرے گا اور اسے خزانہ پھینک نکالنے کا حکم دے گا خزانے اس کے پیچھے ایسا ہی ہو لیں گے جیسا کہ شہد کی مکھیاں اپنی رانی کے پیچھے روانہ ہو پڑتی ہیں۔ پھر ایک جوان آدمی کو بلائے گا اور اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر کے دور پھینک دے گا پھر اسے آواز دے گا تو وہ جواب دے گا اور خوشی کے مارے

مسکرا رہا ہوں اس دوران میں اللہ تعالی عیسی بن مریم کو بھیج دے گا پس وہ دو رنگدار چادروں میں لپٹے ہوئے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے سفید مشرقی مینارہ پر اس حالت میں نازل ہوں گے کہ آپ کے سر مبارک سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔ جس کافر کو آپ کی سانس کی ذرا بھر بھی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا اور آپ کے سانس کی ہوا وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ کام کرے گی۔ اب حضرت عیسی دجال کی تلاش میں نکل پڑیں گے حتی کہ اسے باب لد میں جالیں گے اور اسے قتل کر ڈالیں گے۔ اس کے بعد عیسی اس قوم کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا اس قوم کی گرد جھاڑیں گے اور انہیں جنت میں اعلی درجہ پانے کی بشارت دیں گے۔ اس دوران میں اللہ حضرت عیسی کی طرف وحی کرے گا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کیونکہ اب ایسی قوم نکلنے والی ہے کہ جس کا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ اللہ یاجوج ماجوج کو نکالے گا اور وہ ٹڈیوں کی طرح بلند جگہوں سے میدان میں اتر پڑیں گے ان کی پہلی پارٹی بحیرہ طبریہ پر سے گزرے گی اور اسکا سارا پانی چٹ کر جائے گی اور جب دوسری پارٹی آئے گی تو کہیں گے کہ اس میں تو شاید کبھی ہی پانی ہوا ہوگا۔ جب وہ بیت المقدس کے پہاڑ خمر کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو مار ڈالا ہے اب ہمیں آسمان والوں کو قتل کرنا چاہیے سو وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے اور اللہ ان تیروں کو خون آلودہ کر کے واپس زمین پر گرا دے گا اب اللہ کا نبی یعنی حضرت عیسی اور اس کے ساتھی گھرے رہیں گے حتی کہ ایک بیل کا سر سو ڈالر سے بھی زیادہ گراں ملے گا اس سے تنگ آ کر (عیسی) اللہ کا نبی اور اسکے ساتھی یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے لئے دعا مانگیں گے تو اللہ یاجوج ماجوج کی گردنوں پر ایک کیڑا بھیج کر انہیں ایک ہی دفعہ ہلاک کر دے گا۔ پھر اللہ کا نبی اور اس کے ساتھی کوہ طور سے نیچے اتر آئیں گے مگر زمین پر ایک بالشت بھر ایسی جگہ نہ ہوگی کہ جو یاجوج ماجوج کے مردوں کی بدبو سے خالی ہوگی۔

پس اللہ کا نبی عیسی بن مریم اور اسکے ساتھی دعا مانگیں گے تو اللہ تعالی لمبی لمبی گردنوں والے غالبًا سیمرغ بھیجے گا جو کہ یاجوج ماجوج کی لاشوں کو کہیں کا کہیں پھینک دیں گے۔

اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ یاجوج ماجوج کی لاشوں کو وہ ہبل میں پھینک دیں گے مسلمان لوگ یاجوج ماجوج کے تیروں ترکشوں اور کمانوں سے سات سال تک آگ جلاتے رہیں گے

اس کے بعد اللہ تعالی ایسے زور کا مینہ برسائے گا کہ جس سے اینٹوں کے بنے ہوئے مکانات اور خیمے وغیرہ بہ جائیں گے اور زمین ندی نالوں کی طرح پانی سے بھر جائے گی پھر کچھ عرصہ گذرنے کے بعد زمین کو حکم ہوگا کہ وہ اپنے پھل اگائے اور ویسے ہی پہلے کی طرح خیر و برکت سے بھر جائے بلکہ اس وقت یہ حالت ہوگی کہ ایک انار جو بہت سے لوگ (جماعت) کھا سکیں گے اور اس کے چھلکے کے سایہ میں آرام کر سکیں گے اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی کے دودھ سے ایک بڑا گروہ سیر ہو سکے گا اور ایک دودھ دینے والی گائے سے ایک بڑا کنبہ سیر ہو سکے گا اور ایک دودھ دینے والی بکری کے دودھ سے ایک گھر کے سارے افراد سیر ہو سکیں گے پھر اس دوران میں ہی ہوں گے کہ اللہ تعالی ایک عمدہ اور خوش گوار ہوا چلائیں گے جس سے کہ مومنوں کی بغلوں میں کچھ نکل آئے گا اور ہر مومن کی جان قبض کر لی جائے گی اور صرف برے لوگ باقی رہ جائیں گے جو کہ گدھوں کی طرح دولتیاں جھاڑتے پھریں گے پس یہی لوگ ہیں کہ جن پر قیامت قائم ہوگی۔

اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے مگر دوسری روایت تطر حهم بالنهبل سے سبع سنين تک ترمذی نے روایت کیا۔

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ قیامت تک اللہ کی راہ میں حق کی خاطر جہاد کرتا رہے گا اور غالب رہے گا حتی کہ عیسی نازل ہوں گے اور مسلمانوں کا

امیر حضرت عیسیٰ سے کہے گا کہ آپ (عیسیٰ) ہمیں نماز پڑھا دیں۔ تو عیسیٰ جواب میں کہیں گے، نہیں، بعض تمہارا اوپر بعض کے امیر ہے اللہ نے اسی امت کو شرف بخشا ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے پھر شادی کریں گے اولاد ہوگی اور ۴۵ سال تک ٹھہریں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے پس قیامت کے دن میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی مقبرہ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوں گے اسے ابن جوزی نے کتاب الوفا میں نقل کیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۱ ص ۴-۶)

چیلنج بنام خلیفہ قادیانی

میں اپنے ایمان کو قائم رکھ کر کہتا ہوں کہ میں مرزا غلام احمد کو دعوی مسیح موعود میں غیر صادق جانتا ہوں

بخدمت جناب میاں بشیر الدین محمود صاحب خلیفہ قادیانی۔

میں نے آپ کو بذریعہ اخبار اہل حدیث ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء چیلنج دیا تھا۔

سو میں آج تک آپ کے جواب کا انتظار کرتا رہا ہوں جس کے باعث اب میں دوبارہ آپ کو بذریعہ چیلنج دعوت دیتا ہوں کہ آپ میرے تحریر کردہ چیلنج کا جواب دیویں جو یہ ہے:

تسلیم! آپ کا اخبار مورخہ ۲، اکتوبر ۱۹۳۵ء الفضل میری نظر سے گذرا جس کے ص ۲ کالم ۱ سطر ۱۳ تا ۱۸ میں آپ کے مرید مفتی محمد صادق نے یوں ارقام فرمایا ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ارشاد کے ماتحت میں نے عبرانی زبان سیکھی تھی اس کی مقدس کتابوں میں یہ لکھا ہوا میں نے پڑھا تھا کہ پہلے مسیح

نے تو شادی نہ کی تھی مگر دوسرا مسیح شادی کرے گا اس کے اولاد ہو گی اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہو گا۔

میں اس عبارت کو مدنظر رکھتا ہوا آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ میری تسلی فرمائیں گے

۱۔ کہ وہ کون سی مقدس عبرانی کتابیں ہیں۔

۲۔ ان کا کیا نام ہے۔

۳۔ اور کس سن میں وہ مقدس کتابیں تصنیف ہوئیں۔

۴۔ ان کے مصنف کون تھے۔

۵۔ کہاں اور کون سے صفحہ پر ہے۔

اگر آپ اور آپ کا مرید حوالہ نہ دکھا سکیں تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کے والد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی مسیح موعود میں کاذب تھے اور حضور مسیح ناصری کی آمد دوبارہ ضروری ہے۔

راقم۔ مسیح ناصری کا ادنی خادم: ایم طفیل مسیح۔ مسیحی امرتسری

تحریر ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۱ ص ۶)

احرار اور قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان میں جلسہ مرزائیاں دسمبر کے آخری ہفتے ایام تعطیلات میں ہوا کرتا ہے اس دفعہ چونکہ احرار بھی وہاں آتے جاتے تھے (ہمارے خیال میں) گورنمنٹ نے احرار کا وہاں جانا اس لئے بند کیا تھا کہ جلسہ مرزائیاں میں دونوں جماعتوں کا تصادم نہ ہو جائے (ہمارے خیال میں) ایسا کرنا حکومت کا فرض تھا اس لئے جونہی جلسہ مرزائیہ ختم ہو گیا حکومت نے احرار پر سے پابندی اٹھا لی۔ لیکن اگر ہمارا خیال صحیح ہے یعنی دونوں جماعتوں کے تصادم کے خوف سے احرار کو روکا گیا تھا تو اب کوئی وجہ نہیں کہ

احرار کو قادیان میں جلسہ عام کرنے کی اجازت نہ دی جائے اصول مساوات اسی کا متقاضی ہے۔ یہ بھی ہمارا خیال ہے کہ حکومت اپنا فرض ہم سے زیادہ محسوس کرتی ہے حکومت کے حق میں یہ بات بہت ہی ناموزوں ہے کہ اسے مرزائی نواز کہا جائے اور وہ واقعہ میں بھی کسی فریق کے حق میں خاص نوازش کرتی ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۱ ص ۱۵)

مسیح پرست دنیا میں ابھی ہیں؟

(قابل توجہ جماعت قادیانیہ ولاہوریہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب مرزا صاحب غلام احمد صاحب قادیانی بڑے دانا بزرگ تھے۔ آپ دل خوش کن دعاوی سے مسلمانوں کو خوش کر دیا کرتے تھے ہمیشہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ گھبراؤ نہیں میں عنقریب دنیا کو کفر وشرک سے پاک کروں گا خاص کر عیسائیوں کا بحیثیت عیسائی بیج ناس کر دوں گا۔ کوئی شخص دنیا میں مسیح کو خدا ماننے والا نہ رہے گا چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

> میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی چاہتا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوع خدا (مسیح) نظر نہ آئے دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔

(اخبار الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۱۰)

ایک موحد مسلمان کے لئے کیسا دل خوش کن وعدہ ہے کہ ساری دنیا سے شرک وکفر اٹھ جائے اور مسلمان متقی پرہیزگار بن جائیں۔ اللہ اللہ!

ہمارے بزرگ تو دعا کرتے کرتے گذر گئے

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے اے شاہ
کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

یہ دعا مرزا صاحب کی طفیل قبولیت کا جلوہ دکھاتی تو ہمارے لئے عید سے زیادہ خوشی ہوتی۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی مسیح کے پجاری بلند آواز سے مسیح کی عبادت کا اعلان کر رہے ہیں چنانچہ عیسائی رسالہ المائدہ (لاہور دسمبر ۱۹۳۵ء ص ۲۱۔۲۲) میں کرسمس ڈیز کے متعلق ایک نظم چھپی ہے اس میں مسیح کی پیدائش کا مضمون یوں لکھا ہے:

سلامی اس کا ہوں جو خود سلام دیتا ہے
سلامتی کا مبارک پیغام دیتا ہے
خدا کا کلمہ سر طور عرش سے اب تک
ہر اک کلیم کو اپنا کلام دیتا ہے
جو اپنے دل میں جگہ دے مسیح عیسی کو
وہ اپنے پہلو میں اس کو مقام دیتا ہے
ہیں عابد اس کے ہم وہ ہمارا ہے معبود
ہم اس کو سجدہ کریں وہ سلام دیتا ہے

(پادری فنڈر نے لکھا ہے کہ حضرت موسی کو پہاڑ پر انا ربك کہنے والا مسیح تھا شعر بالا میں کلیم سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ثناء اللہ امرتسری)

احمدی دوستو! یہ نظم اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی سامنے رکھ کر واقعات پر نظر ڈالو اور مرزا صاحب کا دوسری دعوی سنو۔ خدا تعالی کو حاضر ناظر جان کر سنو دل کے کان کھول کر سنو۔ بلکہ ہم صاف لفظوں میں کہے دیتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اس کے کلام پر یقین رکھ کر سنو! آپ فرماتے ہیں:

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں۔ اگر مجھ سے کروڑوں نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔

(اخبار بدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزائی مبلغو! کیا آپ ہمیں اجازت دینگے کہ ہم مرزا صاحب قادیانی کے وعدوں اور ان کی وفا کو سامنے رکھ کر یہ عربی شعر پڑھیں جو محبوبہ سعاد کے حق میں ہے

کانت مواعید عرقوبٍ لها مثلاً
و ما مواعیدھا الا الاباطیل

مسیحی دوستو! مرزا صاحب کے وعدے جھوٹے اور دعوے باطل مگر آپ لوگ بھی اپنا روئے مبارک ذرہ شریعت کے آئینہ میں دیکھئے کیا یہی وہ تعلیم ہے جس کے پھیلانے کے لئے خدا کی انبیاء آئے تھے۔ کیا یہی وہ تعلیم ہے جس کی بابت حضرت مسیح نے خود فرمایا تھا:

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ دے تجھ کو (اکیلا سچا خدا) اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ (یوحنا ۱۷:۳)

یعنی لا الہ الا اللہ مسیح رسول اللہ کا اعتراف کریں

اے دوستو! آؤ اس واحد خدا کی صرف اسی کی عبادت کریں جس کی عبادت کے لئے سب انبیاء کرام بلاتے رہے جس کی عبادت کا آخری پیغام لے کر وہ آیا جس کی بابت حضرت موسیٰ اور عیسیٰ فرما گئے تھے جس کی تشریف آوری کا انتظار حواریان مسیح کو بھی تھا۔ ملاحظہ ہو اعمال کا تیرا باب جس کے متعلق مولانا حالی مرحوم نے لکھا ہے:

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۲ص ۳)

کشف الظنون

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس نام کا ایک رسالہ ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری جماعت مرزائیہ کے رکن اعظم نے لکھا ہے جس میں مرزا صاحب سے جنون اور مراق کو دو طرح سے دفع کیا ہے سب سے اہم اور مفید ترین صورت یہ ہے کہ ان کے کام کے پیش کر کے لکھا ہے کہ ایسے کلام کسی مجنون اور مراقی سے نہیں ہو سکتے۔ ہمارے خیال میں یہ کتاب ایک متن کی طرح جیسے علم فقہ میں قدوری، اس لئے اس کی شرح کی ضرورت ہے کیونکہ مصنف

کشف نے اپنے دعاوی پر دلائل نہیں دیئے بطور مثال ہم ان کا ایک دعوی پیش کر کے اس کی شرح کرتے ہیں۔ مصنف موصوف لکھتے ہیں کہ:

آپ (مرزا) ہر ایک منکر دعا کو بڑے زور سے للکارتے ہوئے فرماتے ہیں

آنکہ گوئی گر دعا ہارا اثر بودے کجا ست
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زمن اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعاء مستجاب

(کشف الظنون۔ص ۳۶)

یعنی اے منکر دعا، میرے پاس آ کر دعائے مستجاب کا نمونہ دیکھ لے۔

ہمارے خیال میں یہ طریقہ کلام بہت اچھا ہے کیونکہ یہ استدلالی طریق نہیں بلکہ معائنہ ہے لیس الخبر کالمعائنۃ۔

مصنف نے مرزا صاحب کے اس زبردست دعوی کے ثبوت میں کوئی واقعہ پیش نہیں کیا اس لئے یہ دعوی باوجود زبردست ہونے کے معلق رہا لہذا ہم بطور مثال اس کی تشریح کرتے ہیں مثلاً حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعا کی تھی کہ:

اے میرے آقا میرے بھیجنے والے میں تیرے تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء

ناظرین کرام! یہ ایک ایسی دعا ہے کہ اس کی قبولیت کا الہام بھی حضرت ممدوح کو ہوا تھا اجیب دعوۃ الداع۔ اخبار بدر ۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو اسی پرچہ بدر میں مرزا صاحب نے اس دعا کو مستجاب (قبول شدہ) فرمایا تھا اب دیکھئے دعا کے الفاظ ایک مرتبہ پھر پڑھ جائیے اور واقعہ بھی سامنے رکھئے کہ کون مرگیا اور کون زندہ رہا۔ پھر انصاف کیجئے کہ اس دعا کی قبولیت میں کسی کو شک ہوسکتا ہے؟ ہمارے خیال میں

مصنف ممدوح اس طرح اپنی کتاب کے دعاوی کو مدلل کریں تو کتاب بہت مقبول ہو گی اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ دفتر اہل حدیث کی طرف سے بابو حبیب اللہ کلرک یا منشی محمد عبداللہ معمار مصنف محمدیہ پاکٹ بک کو یہ خدمت سپرد کی جائے

و ما ذلك على الله بعزيز

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۲ ص ۴)

بارقۃ السیف ۔ ۵

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی لکھتے ہیں:

مسئلہ حیات عیسیٰ کی مخالفت میں مرزائی لوگ شرح فقہ اکبر مصری کے حوالہ سے ایک محرف حدیث یوں نقل کرتے ہیں۔

لو كان عيسى حيّا لما وسعه الا اتباعي (احمدیہ ڈائری۔ص ۳۲۹)۔

یعنی حضرت عیسیٰ اگر زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے حالانکہ شرح فقہ اکبر کے تمام قدیمی نسخوں میں روایت مذکورہ یوں مرقوم ہے لو كان موسى حياً .. الخ ۔ دیکھو طبع لاہور جو مرزا صاحب کے دعوی نبوت سے بہت پیشتر طبع ہو کر شائع ہوئی تھے۔ پھر مطبع مجتبائی دہلی میں ۱۳۰۷ھ میں طبع ہوئی پھر اسی مطبع میں ۱۳۱۴ھ میں چھپی ۔ان تمام نسخوں میں لو كان موسى حياً ہے۔البتہ ۱۳۲۳ھ میں جو نسخہ مصر میں طبع ہوا پھر اسی کی نقل ۱۳۲۷ھ میں دوبارہ مصر میں شائع ہوئی ان دونوں میں تمام قدیم مطبوع اور قلمی نسخوں کے خلاف لو كان عيسى حياً شائع ہوا ہے۔یہ تحریف یا تو کسی کی کارستانی ہے (کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں) یا مطبع والوں کی غلطی اور مصحح کی کوتاہ نظری سے ہوئی ہے۔

اگر یہ عبارت صحیح ہو اور ملا علی قاری نے درحقیقت لو كان عيسى حياً ہی تحریر کیا ہو، تو ان کی اوپر کی عبارت کے خلاف ہوتا کیونکہ وہ حدیث مذکور کے پیشتر متصل لکھتے ہیں: عند نزول عيسى من السماء یعنی حضرت عیسیٰ کا نزول آسمان سے وہ ثابت کرتے ہیں اور اسی کی دلیل میں حدیث مذکور پیش کرتے ہیں۔

پس اگر دلیل یہ ہو کہ عیسی مر گئے اگر زندہ ہوتے تو دین محمدی کی پیروی کر تے اور دعوی یہ کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو ماشاء اللہ دعوی و دلیل میں کیسی تقریب تام ہوگی؟ پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی۔

پس مصری نسخہ میں یقیناً تحریف ہوئی ہے کیونکہ دلیل دعوی کے مخالف ہے علاوہ ازیں ملا علی قاری نے حدیث مذکور لکھ کر اپنی شرح شفاء کا حوالہ بھی دیا ہے لکھتے ہیں؛ و قد بینت وجه ذلك ... فی شرح الشفاء

پس دیکھنا چاہیے کہ ملا صاحب نے اپنی شرح شفا میں کیا لکھا ہے؟

ملا صاحب کی شرح شفا استنبول میں ۱۳۰۹ھ میں شرح فقہ اکبر مطبوع مصر سے بہت پہلے طبع ہوئی ہے اس کی جلد اول فصل سابع میں لکھتے ہیں:

و الیه اشار ﷺ بقوله حین رأی عمر انه ینظر فی صحیفة من التوراة لو کان موسی حیاً لما وسعه الا اتباعی

(ج ۱ ص ۱۰۶) ۔یعنی حضرت عمرؓ جب توراۃ پڑھتے ہوئے دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا کہ اگر موسی زندہ ہوتے تو ان کے لئے بجز میری پیروی کے اور کچھ بن نہ آتا۔

دیکھو یہاں صاف صاف لفظ موسی بجائے عیسی موجود ہے اسی کو ملا صاحب نے شرح فقہ اکبر میں نقل فرمایا ہے تو شرح فقہ اکبر کی عبارت میں بھی بجائے لفظ ،عیسی ، کے لفظ موسی چاہیے جیسا کہ ہندی اور قلمی نسخوں میں موجود ہے۔ پس مصری نسخہ یقیناً غلط اور محرف ہے۔

یہی ملا علی قاری اپنی تیسری کتاب موضوعات کبیر، جو ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی تھی، میں لکھتے ہیں:

و یقویه حدیث لو کان موسی حیاً لما وسعه الا اتباعی

(ص ٦٧)

یہاں بھی عیسی کی بجائے لفظ موسی تحریر کیا ہے۔

ملا صاحب اپنی ممدوح اپنی چوتھی کتاب مرقات شرح مشکوۃ مطبوعہ مصر میں ارقام فرماتے ہیں:

و لو کان ای موسی کما فی نسخة حیاً ای فی الد نیا

(ج ا ص ۲۵۱)۔ یعنی موسی اگر دنیا میں زندہ موجود ہوتے۔

یہاں بھی لفظ موسی بصراحت مرقوم ہے

اسی طرح مسند احمد بیہقی دارمی اور مشکوۃ وغیرہ کتب حدیث میں لو کا ن موسی حیاً وارد ہے اور ملا علی قاری نے انہیں حوالوں سے اپنی تمام تصانیف میں لو کا ن مو سی حیاً نقل کیا ہے پھر یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ شرح فقہ اکبر میں وہ لو کا ن عیسی نقل کریں گے

لہذا مثل آفتاب نیم روز واضح ہو گیا کہ مصری نسخہ میں عیسی غلط طبع ہو گیا ہے جس سے مرزائیوں کا بظاہر فائدہ ہو گیا اور بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔

محمدیوں کو احمدیوں کے اس مغالطہ سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۲ ص ۵)

اخبار مجاہد کا پریشان خواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار مجاہد لاہور مجلس احرار کا آرگن ہے مجلس احرار وہ جماعت ہے جس کا اعلان ہے کہ میں شیعہ، سنی، اہل حدیث وغیرہ سب سے مرکب ہوں (مجاہد ۱۸ دسمبر ۱۹۳۵ء)۔ اسی حیثیت سے ہم آج اس کا ذکر کرتے ہیں ورنہ جس بات کا ذکر کرنا ہے وہ اگر کسی اور اخبار میں شائع ہوتی تو ہم ذکر نہ کرتے۔

مجاہد (۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء) میں ایک خواب لکھا ہے جس میں ہمارے نقطہ نظر سے دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو نفس خواب جو کہ بناوٹی ہے دوم اس میں ہمارے ذکر میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

خواب کا مضمون یہ بتایا گیا ہے کہ جھوٹے مدعیان نبوت کی ایک کانفرنس ہے اس میں وہ یا ان کے نمائندے اپنا اپنا مقصد اور کارگذاری کی روداد سنا رہے ہیں۔ اس بیان میں مضمون نگار خواب بین نے رنگا آمیزی سے نمک مرچ لگا کر اپنے ہم

مذاق ناظرین کو چند منٹوں تک ہنسایا ہے۔ پہلے ہم نفس خواب کے متعلق عرض کرتے ہیں کیونکہ یہ شرعی مسئلہ ہے حدیث میں ارشاد ہے:

انّ من افری الفری القر آ ن ان یرِ ی الر جل عینیه ما لم تریا

(بخاری) یعنی کسی پر افترا کرنا کرنا سخت گناہ ہے۔ ان سب افتراءات سے بڑا افتراء جھوٹا خواب بنانا ہے کیونکہ اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہے۔

یعنی جھوٹا خواب بنانا بھی دراصل خدا پر افتراء کرنا ہے جو بڑا افتراء ہے۔ مجلس احرار کے اہل علم حضرات اس حدیث کو ملحوظ رکھ اس خواب ساز کے حق میں غور کریں کہ جن جھوٹے مدعیان کا اس نے نقشہ دکھایا ہے بحکم حدیث خود بھی ان میں داخل ہے یا نہیں۔ ہم اس میں کچھ نہیں کہتے لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت

اس کے بعد ہم خواب مذکور کے اس حصے پر نظر کرتے ہیں جس میں ہم پر سخت ترین حملہ بلکہ افتراء کیا ہے۔ حملہ تو یہ ہے کہ ہم دونوں (ثناء اللہ امرتسری و ابراہیم سیالکوٹی) کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم مرزائیوں سے بحث مباحثہ روٹی کمانے کے لئے کرتے تھے۔ پھر احرار کی بابت لکھا ہے کہ انہوں نے بحث مباحثہ کی بجائے ڈنڈا استعمال کیا۔

ہم اس بات کے تو قائل ہیں کہ احرار ڈنڈہ استعمال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کے ڈنڈے میں عصاء موسوی کی برکت دے لیکن یہ بات کہ احرار نے مناظرات بند کر دیئے، ہم اس دعوی کو واقعات کی روشنی میں غلط دیکھتے ہیں

پہلا گواہ: انجمن سیف الاسلام دہلی کے جلسہ میں مرزائیوں کے دونوں اصناف کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ جلسہ میں مولوی حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار، مولوی عطاء اللہ شاہ امیر احرار موجود تھے۔ (اخبار احسان لاہور ۲ مارچ ۱۹۳۵ء)

دوسرا گواہ: مولوی نور محمد صدر احرار کا مناظرہ عمر دین مرزائی کے ساتھ ہوا۔

(مجاہد ۴، اکتوبر ۱۹۳۵ء)

تیسرا گواہ: مجلس احرار (ہوتی) کی طرف سے مرزائی مبلغ کو دعوت مناظرہ دی گئی۔

(مجاہد ۴۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

چوتھا گواہ: مولوی لال حسین اختر جن کو احرار اپنا مبلغ کہتے ہیں مرزائیوں سے جگہ

جگہ مباحثات کرتے پھرتے ہیں یہاں تک کہ افریقہ میں بھی ان کو بھیجا گیا اور ان کی کاروائی کو (چاہے وہ شخصی ہو) احرار اپنا ہی کام بیان کرتے رہے۔

ان شہادات سے ثابت ہوتا ہے کہ احرار بھی مناظرات مرزائیہ کو حرام قطعی نہیں جانتے بلکہ اگر ضرورت بود روا باشد پر عمل کرتے ہیں۔ یہی ہمارا طریق ہے۔

ہاں فرق اتنا ہے کہ ہمارا مناظرہ کتابی ہوتا ہے احرار کے مناظرہ میں بقول ان کے ڈنڈہ: ہر کسے را بہر کارے ساختند

جملہ معترضہ: ہم اہل حدیث گروہ کے مناظرہ میں کبھی تلخی یا سخت کلامی نہیں ہوئی۔ جماعت مرزائیہ نے ہمارے حسن سلوک کے شکریہ کی بجائے کفران نعمت کیا تو خدا کی غیرت نے احرار کو بصورت تازیانہ ان پر مسلط کیا۔ سچ ہے:

شامت اعمال ما صورت حرّاں گرفت

بہر حال بوقت ضرورت ہم اب بھی مباحثہ کو تیار ہیں گو بفحوائے قتل داؤد جالوت جماعت اہل حدیث کے داؤد نے قادیانی جالوت مار دیا حمد اللہ وشکر اللہ تاہم بحکم: سپاہیو! لڑو گے؟ ہمارا کام کیا؟ ہم پر وقت تیار ہیں چنانچہ دسمبر ۱۹۳۵ء کے ایام جلسہ مرزائیہ میں بھی اشتہار مناظرہ دیا تھا جو اہل حدیث ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۱۱ پر درج ہو چکا ہے لیکن ادھر سے بحکم:

چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

کوئی جواب نہیں آیا۔ کیوں؟

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت

افتراء علینا: اختلاف رائے ہو یا مخالفت اس میں تو انسان معذور ہو سکتا ہے لیکن افتراء کرنے یا بہتان لگانے میں معذور نہیں ہو سکتا صاف ارشاد ہے:

والذین یؤذون المومنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا۔ جو لوگ کسی مومن ناکردہ گناہ پر بہتان لگا کر تکلیف دیتے ہیں وہ بڑا بہتان اور صریح گناہ اٹھاتے ہیں

احرار کے اہل علم واقعات پر غور کر کے فیصلہ کریں کہ حقیقت کیا ہے۔ مجاہد کے خواب ساز نے بناوٹی کانفرنس میں قادیانی نمائندہ کی تقریر میں اشارۃً ہمیں

مطعون بنانے کو یوں لکھا ہے (گویا قادیانی نمائندہ کہتا ہے):

حضرات ہم ان مولویوں کو جو ہم سے مناظرہ کیا کرتے تھے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے احرار کے مقابلہ پر ہماری امداد فراخ دلی کے ساتھ کی مولوی ثناء اللہ نے اعلان کر دیا کہ میں اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی احرار کانفرنس میں ہر گز ہرگز شامل نہ ہوں گے کیونکہ احرار نے ہمارا مشورہ ضروی نہیں سمجھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اہلحدیث ٹائپ کے مسلمان اس یلغار میں شامل نہ ہوں ۔مقدمہ کے دوران میں بھی ہم ان سے مدد لیتے رہے۔

(اخبار مجاہد ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء ص ۸)

خواب ساز مفتری (یہ لفظ حدیث مرقومہ سے مستنبط ہے ہمارا نہیں۔ ثناء اللہ) نے مقدمہ میں قادیانیوں کو ہماری مدد دینے کا اشارہ کیا ہے محض جھوٹ بہتان اور افتراء ہے۔ ہاں واقعہ یہ ہے کہ ہم نے مقدمہ احرار میں احرار کو وہ مدد دی جو کسی نے نہیں دی نہ کوئی دے سکتا تھا جس کا اظہار آج ہم اس جھوٹے افتراء کے دفعیہ کے لئے کرتے ہیں جو احراری اخبار مجاہد اور اس کے مفتری خواب ساز نے ہم پر لگایا ہے۔

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب سے ہمارے ذاتی اور خاندانی مراسم ہیں ان کا کوئی بھی کام ہو ہم اس میں مدد کرتے ہیں اور کریں گے۔ انشاء اللہ

اسلئے مقدمہ کے دوران وہ خود مع مولوی محمد قاسم شاہجہان پوری صاحبان آئے اور مرزائی لٹریچر کی اعانت چاہی ،تو ہم نے بحکم قرآن ان استنصرو کم فی الدین فعلیکم النصر ذخیرہ لٹریچر مرزائیہ کھول دیا۔ آپ جو کچھ لے جا سکتے تھے لے گئے۔ اس کے بعد پھر ان کا طلبی کا خط آیا چونکہ وہ خط مفتری مذکور کے افتراء کی بیخ کنی کو کافی ترین ہے اس لئے ہم اسے بھی درج کرتے ہیں جو یہ ہے:

امرتسر سٹیشن: ۹ جنوری ۱۹۳۵ء

مکرمی محترمی السلام علیم:

حکیم محمد غوث کو یہ رقعہ دے کر خدمت میں بھیجتا ہوں ۱۹۲۹ء کا ریویو آف ریلی جنز ان کو آج ہی عنایت فرما دیں۔ اس کی سخت ضرورت ہے۔

بار بار آپ کو تکلیف اس لئے دیتا ہوں کہ اور کوئی صاحب نظر نہیں آتے

الفضل کا سارا فائل اس وقت تک محفوظ ہے اور اس وقت کام دے رہا ہے
میں انتخاب نہیں کرسکتا کہ کون سا رکھوں اور کون سا واپس کروں سب ہی
کام دے رہا ہے رہنے دیں یہ کام بھی آخر اہمیت رکھتا ہے۔

والسلام۔ دعا گو عطا اللہ بخاری

ناظرین! غور کریں کہ ہم نے کانفرنس احرار کو چھوڑا، یا احرار نے ہم کو چھوڑا ۔ بے شک احرار نے ہم کو چھوڑا۔، جس کی وجہ ہم جانتے ہیں:

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز

ناظرین! یہ ہے ہماری مدد جو ہم نے اپنی حیثیت کے مطابق مقدمہ احرار میں کی ۔ جس کی بابت امیر احرار خود معترف ہیں کہ کسی دوسرے سے یہ مدد طلب نہیں ہوسکتی نہ کوئی دے سکتا ہے سچ ہے اور بالکل سچ ہے:

وفا کے واسطے میری تلاش ہوتی ہے
کوئی زمانے میں جب دوسرا نہیں ملتا

یہ بات ہم کہہ چکے ہیں کہ مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب سے ہمارے مراسم خاندانی ہیں وہ ہمارے عزیز ہیں ان کی وجہ سے یہ اعانت کچھ قابل ذکر نہیں مگر مجاہد نے ہم پر افتراء کر کے ہمیں صفائی پیش کرنے پر مجبور کر دیا الی اللہ المشتکی

مولانا ابراہیم صاحب نے بھی قادیانیوں کو کوئی مدد نہیں دی ۔ ہاں خزانہ احرار میں قریباً ڈیڑھ سو روپئہ جمع کر کے بھیجا جس کی رسید مجاہد میں چھپ چکی ہے ۔ یہی ان کا گناہ ہے ۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ ہم دونوں احرار کے جلسہ قادیان میں نہیں گئے تھے جس کی بابت ہمارا اعلان ہو چکا تھا جس میں مفتری خواب ساز نے تحریف کر کے اپنے ناظرین کو دھوکہ دیا ہے ہم وہ الفاظ سارے نقل کر دیتے ہیں:

جلسہ قادیان جو عنقریب ہونے والا ہے، لوگ میری شرکت کی بابت سوال کرتے ہیں ۔ ان کو واضح ہو کہ بانیان جلسہ نے اپنی کسی مصلحت کے ماتحت نہ مجھ سے مشورہ لیا نہ دعوت دی ۔ مولانا ابراہیم صاحب کے خط سے بھی ایسا ہی معلوم ہوا ۔ ان حالات میں ہماری شرکت نہ ہوگی

(اہل حدیث امرتسر ۱۹۔اکتوبر ۱۹۳۴ء ص ۱۴)

اس اعلان کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک لڑکا امرتسری ثناء اللہ نامی کراچی میں کلرک ہے۔احرار نے اپنے اشتہار جلسہ کے مدعووین میں اس کو مولوی ثناء اللہ لکھا تھا۔اس پر بعض احباب نے دریافت کیا تو ہم نے یہ نوٹ شائع کیا تھا جس کا ہمیں افسوس ہے کیونکہ مولوی میر محمد صاحب بھانبڑی نے بعد جلسہ قادیان ہم کو بتایا کہ آپ کی عدم شرکت کی وجہ سے لوگ مع امدادی چندہ کے واپس چلے گئے۔ و اللہ اعلم

اس کے علاوہ ہم اکابر احرار سے پوچھتے ہیں کہ سیالکوٹ میں آپ نے جو کانفرنس کی اس میں ہم کو خاص کر مولانا ابراہیم صاحب کو جو خود سیالکوٹ میں تھے اور چندروز قبل ایک امدادی رقم بھیج چکے تھے آپ نے کانفرنس میں دعوت دی؟

سچ بولنا گناہ نہیں۔آپ کے بڑے سکرٹری صاحب جو کئی ہفتے پہلے جا کر استقبالیہ کمیٹی کا کام کرتے تھے اتنا بیان شائع کریں کہ حقیقت کیا ہے کیا ہم دونوں کو یا ہم میں سے کسی ایک کو شرکت کی دعوت دی؟ ناظرین احرار اور غیر احرار اللہ غور کریں کہ کوئی جماعت یا کوئی شخص بھی ایسا ہے جو اپنے معاونین سے ایسی سرد مہری کرے اور الٹا اس پر الزام دھرے۔

مجاہد!

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

اطلاع: جب تک مجاہد کے منتظم اعلیٰ اس مصنوعی خواب اور اس کے افترائی مضمون سے بیزاری کا اعلان نہ کریں ہم مجبور ہیں کہ اس مضمون میں ان سب کو شریک جانیں حضرت شیخ سعدی بھی فرماتے:

نہ سگ دامنِ کاروانے درید
کہ دہقاں ناداں کہ سگ پر درید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۳ص ۳۔۵)

مسیح پھر زمین پر

جناب مولوی محمد شفیع صاحب قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

قتل دجال:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ، دجال کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے بلکہ نیزے کو اس کے خون سے آلودہ کر دکھائیں گے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں عیسیٰ کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا؟

جواباً عرض ہے کہ دنیا میں سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے کہ باطل جس رنگ اور روپ میں دنیا پر چھایا ہوتا ہے اس سے ملتا جلتا رنگ و روپ ایک خدا کا بندہ لے کر آتا ہے جو کہ باطل کو آکر مٹا دیتا ہے صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ باطل ایک ملمع کی طرح عارضی ہوتا ہے جو کہ ذرا سے تاؤ سے اتر جاتا ہے اور حق جو کہ ایک ٹھوس اور حقیقت اس کے رگ و ریشہ میں بسی ہوئی ہوتی ہے وہ قائم رہتا ہے

قل جاء الحق و زهق البا طل انّ البا طل کا ن ز هو قاً

(اے محمد کہہ دیں کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ تحقیق باطل مٹ جانے والا ہے)

جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کو جادوگروں کے مقابلہ میں لاٹھی سے اژدھا بننے کا معجزہ دیا گیا کیونکہ جادوگر رسیوں اور لاٹھیوں ہی سے جادو کے ذریعہ سانپ بنا کر لوگوں کو مسحور کر لیتے تھے اور ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو قرآن مجید جو نہائت ہی فصیح و بلیغ کلام ہے بطور معجزہ دیا گیا کیونکہ عرب میں اس وقت فصاحت و بلاغت کا بڑا زور تھا۔

دجال کو یہ استدراج حاصل ہوگا کہ وہ ایک شخص کو قتل کر کے زندہ کر سکے گا جیسا کہ حدیث میں آیا

فیو شر بالمیشا رین مفر قة حتی یفرّق بین ر جلیه قا ل ثم یمشی الد جا ل بین القطعتین ثم یقو ل له قم فیستوی قا ئماً

(مشکوۃ باب العلا ما ت بین یدی السا عة و ذکر الد جا ل ص ٤٦٦)

اب اس قسم کے استدراج (باطل) کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کہ ویسے ہی خدا کے معجزہ لے کر آئے اور اس حق کے ذریعے باطل کو دور کر سکے۔ سو خدا کے حکم سے مردہ زندہ کرنے کا معجزہ

و اذ تحی المو تی با ذنی (قرآن)

(اور اے عیسیٰ وہ وقت یاد کر جب کہ تو میرے حکم سے مردے زندہ کرتا تھا)

سوائے عیسیٰؑ کے اور کسی کو نہیں دیا گیا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ دجال (جس سے نوحؑ سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء ڈراتے آئے ہیں) کے مقابلہ میں عیسیٰؑ کو بھیجا جائے کیونکہ اس کے مقابلہ کے لئے ایسا ہی شخص زیادہ موزوں ہو سکتا ہے۔

اب پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ایک سابق پیغمبر کو اس کام کے لئے مامور کیا جاتا ہے؟

سو اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت ہمارے پیغمبر محمد ﷺ پر ختم ہو چکی ہے کیونکہ دین اسلام جو ابتداء سے چلا آتا ہے ہمارے پیغمبر ﷺ کے دور میں مکمل ہو گیا

کما قا ل اللہ تعا لی: الیو م اکملت لکم د ینکم و اتممت علیکم نعمتی و ر ضیت لکم ا لاسلا م دیناً

(آج میں، خدا، نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین چن لیا)

و قال رسو ل اللہ ﷺ : لا نبی بعدی ختم بی النبیو ن

(حدیث) (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مجھ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا گیا)

اب کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے عیسیٰ کو دوبارہ دجال کے مقابلے میں بھیجا جائے گا اور وہ خدا کے حکم سے غالب ہوں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ ضروری تھا کہ ایک سابق پیغمبر کو بھیج کر دجال قتل کروایا جائے کیوں نہ امت محمدیہ میں سے کسی کو اس کے قتل کے لئے چن لیا جاتا؟

سو عرض ہے کہ نبوت تو محمد ﷺ پر ختم ہو چکی اور کوئی نیا نبی تو ہو نہیں سکتا (کما مرّ) اور فتنہ دجال ایک بڑا بھاری ہی فتنہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما بین خلق آ دم الی قیا م السا عۃ امر اکبر من الد جا ل

(مسلم) (آدم کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجال کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ نہیں)

جس کو کوئی نبی ہی دور کر سکتا ہے کسی امتی کو یہ طاقت نہیں مل سکتی کہ وہ اسے فرو کر سکے کیونکہ ایک امتی کو اس کے پیغمبر سے بڑھ کر بطور کرامت کے کچھ نہیں مل سکتا ہاں ایک نبی کو دورے نبی سے بڑھ کر بہت کچھ مل سکتا ہے

کما قال اللہ تعالی : تلك الرّسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلّم اللہ و رفع بعضهم درجات و آتینا عیسی بن مریم البینات و ایّدناه بروح القدس (البقرۃ:۲۵۳)

(یہ اللہ کے رسول ہیں فضلیت دہ ہم نے بعض کو اوپر بعض کے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں کہ اللہ نے ان سے کلام کی اور بعض کے درجے بلند کئے اور وی ہم نے عیسی بن مریم کو روشن دلیلیں اور مدد کی ہم نے اس کی حضرت جبریل سے)

پس اس سے معلوم ہوا کہ مردہ زندہ کرنے کی کرامت ایک امتی یعنی امت محمد ﷺ کو نہیں مل سکتی کیونکہ ہمارے رسول ﷺ کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ نہیں ملا۔ اور و انّه لعلم للساعة (وہ قیامت کے لئے نشان ہے) کے ماتحت وہ قیامت کے نشانات میں سے بھی ہے اور زندہ آسمان پر اٹھایا جا چکا ہے اسے دوبارہ زمین پر نازل کر دیا جائے اور مسیح دجال جس کو مردہ زندہ کرنے کا استدراج حاصل ہے اسے مردہ کو زندہ کرنے والے معجزے سے عاجز کر دے اور اسے قتل کر دے۔

دجال سے تمام انبیاء حضرت نوحؑ سے لے کر ہمارے پیغمبر ﷺ تک سبھی ہی ڈراتے آئے ہیں

کما قال رسول اللہ ﷺ : ما من نبی الّا قد انذر امته الاعور ... (متفق علیہ۔ مشکوۃ۔ ص ۴۶۵)

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ہر نماز میں یہ دعا مقرر کر دی کہ ہم دجال کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگا کریں

و اعوذ بك من فتنة المسیح الدجال

(اے اللہ میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں)

سو ایسی خطرناک شخصیت کے لئے خدا کی مخلوق میں سے سب سے زبردست اور اعلیٰ گروہ یعنی انبیاء میں سے کوئی شخص ہونا چاہیے تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہی چاہا کہ حضرت عیسیٰؑ کو جو کہ اللہ کی طرف سے سچے مسیح ہیں ایک جھوٹے مسیح یعنی مسیح الدجال کے مقابلہ میں بھیجا جائے اور وہی اس کے فتنہ کو روک کر اسے قتل کر دے اور قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً کا اعلان کر دے۔

اب ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ انبیاء سے کیوں صرف حضرت عیسیٰؑ کا انتخاب کیا گیا؟ سو عرض ہے کہ دجال کے قتل کے لئے انبیاء میں صرف حضرت عیسیٰؑ کا اس واسطے انتخاب ضروری ہوا تاکہ اشتراک اسمی (یعنی دونوں مسیح کے نام سے موسوم ہوں گے) سے جو غلطی پیدا ہوا سے اسی ہی نام والے سے دور کیا جائے یعنی ایک شخص ایک نام سے جھوٹا دعوی کرتا ہے تو ضروری ہے اس جھوٹے کو سچے نام والا آکر سچے دعوے سے مٹا دے۔

کیونکہ دجال مسیح کے نام سے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا بلکہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح استدراج سے مردہ زندہ کر دکھانے کے شعبدے بھی دکھائے گا۔ پس ضروری ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ جو خدا کے سچے مسیح ہیں وہ آکر جھوٹے مسیح کو آکر قتل کر دیں اور قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً کے مصداق سچ اور حق کو قائم کر دیں۔

حضرت عیسیٰ کی پہچان:

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ سے مسلمانوں کے امام نزول کے وقت یہ کہیں گے کہ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے اور وہ جواب میں کہیں گے کہ یہ شرف اللہ نے اسی امت کو بخشا ہے، تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ابن مریم (عیسیٰؑ) امت محمدیہ کا فرد نہیں ہوں گے بلکہ غیر امت محمدیہ میں سے ہوں گے اور وہ کون ہیں؟ اور وہی ہیں جن کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ اور ایسا سن کر کسی صحابی کو تعجب نہیں ہوتا تو وہ پوچھ لیتے کہ یہ ابن مریم کون ہونگے؟ کیونکہ صحابہ کا قاعدہ تھا کہ جس بات کو وہ نہ سمجھتے، فوراً رسول اللہ ﷺ دریافت کر لیتے۔ جیسا کہ ابھی حضرت نواسؓ بن سمعان والی حدیث میں گذر چکا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا پہلا

دن سال کے برابر ہوگا، تو کیا ایک ہی دن کی نمازیں کافی ہوں گی ۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اندازے سے نمازیں پڑھ لیا کریں ۔ الغرض ماہرین علم حدیث سے یہ یہ امر مخفی نہیں۔

دوسرے یہ بات بھی ہے کہ صحابہ کو معلوم تھا کہ قرآن مجید میں حضرت عیسی کے متعلق و انّه لعلم للسّاعة موجود ہے اس لئے وہی ہستی ہوسکتی ہے لا غیرہ اس سے ایک اور بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دو الگ الگ ہستیاں ہوں گی اور دونوں حضرات کی برکت سے پھر اسلام کا بول بالا ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۳ ص ۵۔۶)

بارقۃ السیف ۔ ۶

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ لکھتے ہیں :

ریش و برودت :

یہ مسئلہ میرے خیال میں اتنا اہم نہیں کہ اس پر قلم اٹھایا جائے۔ زمانہ ماضی و حال میں اس مسئلہ پر عربی و اردو میں متعدد کتب و رسائل لکھے جا چکے ہیں۔ اور ہر قسم کے شبہات کے کافی جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ لیکن کلکتہ کے ایک اخبار میں تین اعتراضات ایسے کئے گئے ہیں جن کے جوابات اب تک شائع نہیں ہوئے۔ اس لئے میں نے اپنے مضمون میں انہیں تین امروں کی طرف توجہ کی ہے۔ بعون اللہ

۱۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ ڈاڑھی بڑھانی کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ سامی نسل کے تمام مذہب والے (عرب بت پرست یعنی مشرکین، اور یہود و نصاری سب ہی) ڈاڑھیاں رکھتے تھے ۔ صرف غیر سامی النسل جو تھے وہ ڈاڑھیاں کتراتے یا منڈاتے تھے ۔ اسی لئے حدیث میں مجوس کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے جو سامی النسل نہ تھے۔

یہ خیال اور تحقیق محض غلط اور قصور نظر کا نتیجہ ہے ۔ حدیث صحیحین میں خالفوا المشرکین کا لفظ بھی وارد ہے جس سے معلوم ہوا کہ عرب بت پرست بھی باوجود سامی النسل ہونے کے داڑھیاں نہیں رکھتے تھے، جب تو ان کی مخالفت کا حکم

دیا گیا۔ مسند بزاز میں صاف وارد ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انّ اھل الشرک یعفون شواربھم و یھفون لحاھم فخالفوھم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین مونچھیں بڑھاتے اور ڈاڑھیاں صاف کرتے ہیں تم اے مسلمانو! ان کا خلاف کرو)

اسی طرح یہود ونصاریٰ بھی جو سامی النسل تھے ڈاڑھیاں نہیں رکھتے تھے مسند احمد میں آیا ہے:

عن ابی امامۃ مرفوعاً ان اھل الکتاب یقصّون عثانیتھم و یوفرون مبالھم ؟ فقصوا سبالکم و فروا عثانیتکم و خالفوا اھل الکتاب و عن ابی ھریرہ مرفوعاً اعفوا اللحی و جزوا الشوارب و لا تشبھوا بالیھود و النصاری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ اپنی مونچھیں بڑھاتے اور داڑھیاں کاٹتے تھے پس تم اے مسلمانو! مونچھیں کاٹو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ اور اس کا الٹا کر کے یہود ونصاریٰ کے مشابہ نہ بنو)۔

مسند احمد کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سامی النسل یہود ونصاریٰ ڈاڑھیوں کے دشمن تھے۔ اور بزاز وصحیحین کی حدیثوں سے مشرکین عرب (سامی النسل) کی ڈاڑھیوں سے دشمنی ثابت ہوئی۔ پس واضح ہو گیا کہ یہ شرف صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ اپنی مونچھیں پست کرائیں اور اپنی ڈاڑھیاں بڑھائیں۔ لہٰذا اس حکم کے عامل صرف مسلمان تھے اور کوئی نہیں۔

۲۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جن روایات میں خمس من الفطرۃ یا عشر من الفطرۃ آیا ہے۔ اس میں فطرت سے مراد عرب کا مزاج وطبیعت ہے۔

فطرت کے یہ معنی بالکل بناوٹی اور خلاف تصریحات محدثین واہل لغت ہیں۔ معترض چونکہ اقوال الرجال کو نہیں مانتا، اس لئے اس کی تسکین کے لئے کتاب وسنت سے معنی نقل کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں فطرت کے معنی الدین القیم ساتھ ہی مذکور ہیں۔ حدیث میں صراحۃً وارد ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فطرۃ الاسلام اخذ الشارب و اعفاء اللحی رواہ ابن حبان فی صحیحہ عن ابن

عمر مر فوعاً انا آل محمد نعفی لحا نا و نحفی شوار بنا رواہ الد یلمی ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹنی اور ڈاڑھیاں بڑھانی اسلامی فطرت ہے ہم محمد والے ڈاڑھیاں بڑھاتے ہیں اور مونچھیں پست کرتے ہیں ۔

ایک اور روایت میں عشر من فطر تی و فطر ۃ ابرا ھیم آیا ہے اور ایک روایت میں من السنۃ وارد ہوا ہے ۔ (نووی)

معلوم ہوا کہ حدیث میں فطرت کے معنی دین اسلام، سنت انبیاء، اور طریقہ محمد یہ ہے کما ثبت من ا لا حا دیث

۳۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے یا کترانے پر کوئی سزا یا وعید حدیث میں نہیں آئی ہے۔

یہ بھی معترض کے قصور نظر کا نتیجہ ہے۔ سنئیے ! طحاوی میں ہے

قال النبی ﷺ من قطع شعرۃ من لحیہ اومن تحت لحیۃ لا یستجا ب دعاء ہ و لا تنز ل علیہ الر حمۃ و الا ینظر اللہ الیہ نظر ر حمۃ و تسمیہ الملا ئکۃ ملعو ناً و ھو عنداللہ بمنزلۃ الیھود والنصاری (طحاوی)

(آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنی داڑھی سے خواہ نیچے سے ہی ایک بال کاٹے گا اس کی دعا قبول نہ ہوگی اس پر رحمت نازل نہ ہوگی نہ خدا اس پر رحم کرے گا۔ فرشتے اس کا نام ملعون رکھتے ہیں اور وہ خدا کے نزدیک یہود ونصاری کے برابر ہے)۔

اور سنئیے

قا ل ﷺ من قصر او حلق لحیۃ فھو ملعو ن و مردود فی الدنیا و الآخر ۃ (شرح قنیہ)

(آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنی ڈاڑھی کترائے (یعنی ایک مشت کی مقدار سے کم کرے) وہ دنیا ے ملعون اور آخرت میں مردود ہے)۔

اور لیجئے ایک روایت میں یوں ہے :

لیس لہ عند اللہ خلا ق (طبرانی کبیر)۔ (خدا کے ہاں اس کا کچھ نہیں)

ایک اور روایت میں ہے :

لم ینل شفا عتی و لم یشر ب من حو ضی (ابن عساکر)

(اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی، نہ وہ میرے حوض کوثر سے پانی پئے گا

اس سے زیادہ وعید اور سزا کیا چاہیے؟

خاتمہ: عشرت پسند، مغرب زدہ مسلمانوں میں چونکہ قرآن وحدیث کی کوئی عزت نہیں ہے، لہذا ان کے لئے مغرب کے ہی ایک ڈاکٹر کی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ یہ لوگ اس کو سن کر ضرور ایمان لائیں گے۔

واشنگٹن کے ڈاکٹر آرتھر میکڈانلڈ کا مضمون نیویارک کے طبی رسالہ میڈیکل ریکارڈ بابت ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا ہے کہ:

ڈاڑھی منڈانے سے چہرہ کے عصبی اور دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں اور دانتوں اور جبڑے اور پھیپھڑے کی شکایتیں پیدا ہوتی ہیں بالآخر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو طویل عمر نصیب نہیں ہوتی۔

آج کل کے ایک امریکن محقق کا نظریہ ہے کہ:

ڈاڑھی مونڈنے میں کم از کم فی ہفتہ ایک گھنٹہ وقت ضائع ہوتا ہے اس طرح سال میں ۵۲ گھنٹوں کا نقصان ہوتا اس نظریہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ امریکہ میں بہت سے لوگوں نے ڈاڑھی منڈانے سے توبہ کی ہے۔

(ہند، کلکتہ ۱۸ فروری ۱۹۳۵ء)

یہ تو نقصان وقت کا بیان تھا۔ پیسوں کا نقصان جس قدر ہوتا ہے ملاحظہ ہو۔ تمام ڈاڑھیاں منڈانے والوں کی تعدا جو معمورہ عالم میں ہیں اگر ۳۶ کروڑ فرض کر لی جائے اور فی ہفتہ ہر ڈاڑھی منڈانے والے کا خرچ ۲۔ آنے مان لیا جائے، تو سارے ڈاڑھی منڈوں کا خرچ ہر سال کا دو ارب ۳۱ کروڑ ۴۲ لاکھ ۸۵ ہزار ۱۴۷ روپئے چار آنے ہوتا ہے۔ یہ ہے مسلمانوں کا اسراف۔ خدا ہم مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے اور اپنے رسول کی سنت کی محبت ہمارے قلوب میں بھر دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۵۴ھ ص ۶۔۷)

مسلمانان عالم کے نام مسلمانان برلن کی اپیل

مسلمانان برلن کا ایک عام اور عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۸ نومبر ۱۹۳۵ء بسر کردگی جماعت اسلامیہ برلن میں ہوا۔ جلسہ کی کاروائی چھ بجے شام سے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ درمیان میں مسلمانان عالم مقیم برلن نے نہایت دلچسپی سے تمام کاروائی کو سنا۔ اور ان کو اصل اور پوری کیفیت سے آگاہی ہوئی جو حقیقت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے یہاں برلن میں اپنا جال پھیلا رکھا ہے اور صرف احمدی فرقہ کی اسلام کی آڑ میں تبلیغ کی جاتی ہے مسلمانان عالم نے اس اس کو بھی ثابت کر دیا۔ اور احمدیوں کا تبلیغ کرنا بلا کسی نتیجہ کے ہے اور نہ ہی ان کی تبلیغ سے اسلام کی عزت بڑھی بلکہ اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ لغو اور جھوٹ کا پروپیگنڈہ کر کے اسلام کی آڑ میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا اس کو فراموش کر دے کہ یہ فرقہ ضالہ احمدی ایسے شخص کو مجدد خیال کرتا ہے جس کے متعلق تمام عالم نے کفر اور مرتد کا فتویٰ دے دیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۳ ص ۱۶)

برلن میں فتنہ احمدیہ

جرمنی میں جب سے احمدیہ فرقہ اشاعت اسلام کے لئے وارد ہوا ہے، اس وقت سے ان کا بہترین اشاعت اسلام اس میں ہے کہ وہ مسلمانان برلن میں نااتفاقی پیدا کریں اور ہندوستان میں باطل اور لغو پروپیگنڈہ کر کے اشاعت اسلام کے نام سے اپنا پیٹ پالیں، یہی نہیں بلکہ عیش کی زندگی بسر کریں۔ یہ رویہ ایک عرصہ سے ان احمدیوں کا برلن میں جاری ہے۔

جماعت اسلامیہ برلن جو ۱۹۲۲ء سے برلن میں نہایت کامیاب خدمت انجام دے رہی ہے، ان سے ہمیشہ اپنا اسلامی فرض خیال کرتے ہوئے ان احمدیوں سے استدعا کی کہ وہ باطل اور جھوٹ پروپیگنڈہ کر کے مسلماناں عالم کی محنت کی کمائی کو برباد نہ کریں مگر ان احمدیوں نے کبھی پرواہ نہیں۔

راقم: حبیب الرحمان قریشی جنرل سکرٹری جماعت اسلامیہ برلن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۳ ص ۱۶)

سر اقبال اور محمد علی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

امرتسر کی انجمن ترقی تعلیم نے جس کام کا آغاز کیا ڈاکٹر سر اقبال اس کی پیروی انجمن حمایت اسلام لاہور میں کرنی چاہتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ انجمن ترقی تعلیم امرتسر نے اپنے ممبروں کی فہرست سے مرزائی ممبروں کو نکال دیا۔ ڈاکٹر اقبال صدر انجمن حمایت اسلام نے تحریک پیش کی ہے کہ انجمن کو مرزائیت کے ہر قسم کے اثر سے پاک کیا جائے، ورنہ میرا استعفا منظور کیا جائے۔

اس پر مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ انجمن کی ممبری اور خدمات میں جماعت احمدیہ کا قادیانی صنف داخل نہیں لاہوری صنف کے لوگ ہیں اس لئے ہم بتاتے ہیں کہ ہمارے عقاید ایسے نہیں کہ ہم کسی اسلامی انجمن سے خارج کئے جائیں۔ بڑا مسئلہ جس کی وجہ سے مسلمان احمدیت سے سخت نفرت کرتے ہیں نبوت مرزا کا مسئلہ ہے۔ سو ہم واضح طور پر بتاتے ہیں کہ نہ ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں نہ مرزا صاحب نے خود نبوت کا دعوی کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے چند عقائد امور عامہ کی شکل میں بیان کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے خود مرزا صاحب اپنے دعوی کے انکار کی وجہ سے کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے تھے کیونکہ وہ مدعی نبوت نہ تھے۔

ہماری رائے میں قادیانی اور لاہوری اصناف کے فیصلے کے لئے سب سے بہتر منصف خود مرزا صاحب ہی ہو سکتے ہیں ان کے حق میں ان سے بہتر بلکہ ان جیسا بھی کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے ہم مرزا غلام احمد صاحب ہی کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ دونوں پارٹیاں غور سے سنیں:

احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسی اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام

سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا فلا یظہر علی غیبہ احد الّا من ارتضی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قوت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اسکا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالی نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی ۔ اگر کوئی منکر ہے تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے

غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ایک ہی فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی صفائی سے پوری ہو جاتی ۔

(حقیقۃ الوحی ۔ص ۳۹۰ ۔۳۹۱)

ناظرین غور کریں کہ مرزا صاحب آیت قرآنیہ سے اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ نبی کے واسطے امور غیبیہ پر بکثرت اطلاع پانا ضروری ہے یعنی جس کو بکثرت اطلاع ملے وہ نبی ہے اور یہ وصف ساری امت محمدیہ میں (بجز مرزا صاحب) کسی بزرگ کو حاصل نہیں ۔ اسلئے مرزا غلام احمد صاحب سے پہلے کوئی نبی نہ ہو سکا، نہ ہوا ۔ اگر ہوئے تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہوئے ۔ اسی لئے نبوت مرزا ایک ایسا وصف ہے جو مخصوص بمرزا ہے ۔

لاہوری جماعت مرزا غلام احمد صاحب کو محض مجدد کہتی ہے ۔ وہ انصاف کرے کہ محض مجدد تو امت میں بہت سے ہوئے ہیں جن کو محمدی و احمدی سب تسلیم

کرتے ہیں ۔ پھران میں کیا کمی تھی کہ وہ نبی کے لقب سے محروم رہے اور مرزا صاحب قادیانی میں کیا مزیت تھی کہ وہ نبی ہو گئے ۔

بہر حال یہ ایک سوال ہے۔ نبی ہوئے ، یا نہ ہوئے۔اس سے ہماری بحث نہیں ۔سب سے مقدم یہ دیکھنا ہے کہ جس آیت سے مرزا صاحب قادیانی دلیل لائے ہیں وہ مجددین کے حق میں ہے یا انبیاء ورسل (سلام اللہ علیھم) کے حق میں ۔

کچھ شک نہیں کہ انبیاء کرام کے حق میں ہے پس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیش کردہ دلیل سے یہی ثابت ہے کہ وہ اپنے ادعاء نبوت کا ثبوت پیش کرتے ہیں جس پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یار ما امسال دعوائے رسالت کردہ است
سال دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

نوٹ ۔مولوی محمد علی صاحب نے جو عقاید لکھے ہیں ان کی طرف سے ہمیشہ پیش ہوتے ہیں، اور ہماری طرف سے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ انہی شائع کردہ عقاید کے جوابات اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۹ مئی ۱۹۳۳ء میں مفصل درج ہو چکے ہیں مگر ہمیں اس بحث کی طوالت میں جانے کی ضرورت نہیں جبکہ مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں کیونکہ:

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے شہادت تیری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۶ ذی قعد ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۴ ص ۶ ۔ ۷)

مسیح پھر زمین پر

جناب مولوی محمد شفیع قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰؑ کا نزول دمشق میں:

حضرت عیسیٰؑ کا دمشق یعنی علاقہ شام و فلسطین میں اتارا جانا کیوں ضروری ہوا؟

سو جواباً عرض ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اسی علاقے سے آسمان پر چڑھائے گئے اسی لئے پھر اسی علاقے میں اتارا جانا ضروری ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کا دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر منارہ پر اترنا اور سر کے بالوں سے قطروں کا ٹپکنا:

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب عیسیٰؑ دمشق کی جامع مسجد کے منارہ پر دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، تو آپؑ کے سر سے قطرے ٹپکتے ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان کی طرف سے نازل ہوں گے، نہ کہ کسی ملک یا شہر سے آکر دمشق میں داخل ہوں گے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص زمین کے کسی حصہ سے سفر کر کے آتا ہے، تو اس پر گرد وغیرہ کے نشانات پائے جاتے ہیں، مگر جو شخص آسمان سے نازل ہوگا اس پر آسمانی نشانی یعنی پانی کا اثر پایا جائے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ پانی ہمیشہ آسمان ہی سے برستا ہے کما قال اللہ تعالیٰ:

و انزل من السماء ماء۔

و ما انزل اللہ من السماء من ماء فا حیا بہ الارض بعد موتھا ۔(البقرہ:۱۶۴)

غرض بے شمار آیات قرآنی اور مشاہدہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ پانی ہمیشہ آسمان ہی سے برسا کرتا ہے۔

فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر اترنا صاف بتا رہا ہے کہ عیسیٰ اس بستی (یعنی آسمان) سے آرہے ہیں کہ جہاں فرشتے سکونت رکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کی شادی۔ اولاد، وفات اور تدفین:

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زمین پر اتریں گے، شادی کریں گے، اولاد ہوگی، پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے دو دور ہیں۔

زندگی کے پہلے دور میں حضرت عیسیٰؑ نے نہ تو شادی کی، نہ ہی اولاد ہوئی، نہ ہی وفات پائی، اور نہ ہی دفن ہوئے۔ ہاں زندگی کے دوسرے دور میں تلافی مافات کریں گے۔

اگر یہ مطلب نہ لیں تو پھر ایسی عام باتوں کا ذکر کرنا جو کہ روزانہ دنیا میں

ہوتی رہتی ہیں (یعنی لوگ شادی کرتے ہیں، اولادیں ہوتی ہیں، وفات پاتے ہیں، اور دفن کئے جاتے ہیں) ایک بے معنی سا ہو جاتا ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ و ما ینطق عن الھوی ان ھو الّا وحی یوحی کی شان سے بعید ہے۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زمین پر نہیں ہیں بلکہ زمین سے دوسری طرف یعنی آسمان پر تشریف فرما ہیں، اور قیامت کے نزدیک زمین پر اتریں گے۔ اور دوسرے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ابھی وفات نہیں پائی کیونکہ اگر وفات پائی ہوتی تو ان کی قبر کا پتہ ہوتا، اور محمد ﷺ ان کا آئندہ زمانے میں وفات پانے اور اپنے ساتھ مدفون ہونے کا ذکر نہ فرماتے۔ اور صحابہ اس حدیث کو روایت ہی نہ کرتے بلکہ صحابہ جو یہود سے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کا محمد ﷺ کے ساتھ دفن ہونا تورات سے بھی نقل کیا ہے جیسا کہ امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے:

و عن عبد اللہ بن سلام قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد و عیسی بن مریم یدفن معہ قال ابو مودود و قد بقی فی البیت موضع قبر (مشکوۃ ص ۵۰۷) باب فضائل سید المرسلین ﷺ (ترجمہ)

(حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تورات میں محمد ﷺ کی صفت لکھی ہوئی ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی دفن کئے جائیں گے۔

ابو مودود جو کہ اس حدیث کا ایک راوی ہے اور مدینہ کا باشندہ ہے کہتا ہے کہ جس گھر یعنی حجرہ میں محمد ﷺ کی قبر مبارک ہے وہاں ایک قبر کی جگہ باقی پڑی ہے)۔

اب گویا حضرت عیسیٰؑ کا محمد ﷺ کے ساتھ دفن ہونا اللہ کے کلام (تورات) سے بھی ثابت ہو گیا و الحمد للہ علی ذالك

دوسرے یہ بات بھی سب لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی زندگی کے پہلے دور میں شادی نہیں کی جس کا نتیجہ اولاد ہوتی ہے جو نہ ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے آپؑ کے دوبارہ نازل ہو کر زندگی کے دوسرے دور میں شادی کرنے کا ذکر فرمایا ہے، تاکہ لوگوں پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو جائے کہ یہ وہی مسیح ابن مریم آئے گا جو کہ پہلے ہو چکا ہے اور آسمان پر اٹھایا جا چکا ہے اور کوئی

نیا مسیح نہیں آئے گا بلکہ وہی پہلا مسیح ابن مریم ہوگا جس نے اس وقت شادی نہیں کی تھی اور وہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ اب دوبارہ نازل ہوکر شادی کرے گا اور اولاد ہوگی۔

پھر اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر حضرت عیسیٰؑ وفات پائیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن کیے جائیں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور تورات شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

خاتمہ: مجھے یہ مضمون لکھنے کی ضرورت کیوں پڑی۔ سو عرض ہے کہ آج کل عام طور پر دیکھا جا رہا ہے کہ لوگ اپنی ناقص عقل کے بل پر خدا اور خدا کے رسول محمد ﷺ کے احکام کو اور پیش گوئیوں کو طرح طرح کی تاویلوں بلکہ تحریفوں سے ٹال رہے ہیں اور جھوٹے مدعیوں کو مختلف موڑوں اور توڑوں سے سچا کرنے میں شب و روز لگے ہوئے ہیں، حالانکہ اللہ اور اللہ کے رسول محمد ﷺ نے جو کچھ بطور پیش گوئی کے یا بطور حکم کے فرمایا ہے، وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ اور ہر پیش گوئی اپنے لفظوں میں پوری ہوتی رہتی ہے اس میں کسی تاویل اور تحریف کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ میں قبل ازیں ایک پیش گوئی کو اس کے اپنے الفاظ میں پورا ہونا ثابت کر چکا ہوں اور وہ مضمون جس میں مذکورہ پیش گوئی کا پورا ہونا ثابت کیا گیا ہے آپ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۵۴ھ کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں بعنوان چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

میرا یقین ہے کہ جیسا وہ پیش گوئی اپنے لفظوں میں پوری ہوئی انشاء اللہ حضرت عیسیٰؑ والی پیش گوئی بھی اپنے لفظوں میں اپنے وقت پر پوری ہوکر رہے گی۔

عرض: سب سے آخر میری یہ عرض ہے کہ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ وہ جب اللہ اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کا کوئی فرمان یا پیش گوئی سنے، تو دل سے اس کے سچا ہونے کا یقین کرلے۔ ہاں اگر اس کی لم یا کنہ کا کھوج لگانا چاہتا ہے تاکہ اسے مزید اطمینان حاصل ہو تو وہ ایسے طریقہ پر کھوج لگائے کہ جس سے انکار یا تحریف نہ نکلے بلکہ وہ ایسی توجیہ ہو جو کہ دوسری آیات اور احادیث کے مخالف نہ ہو، اور نہ ہی کسی آیت یا حدیث پر زد پڑتی ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو العلم عند اللہ کہہ کر خاموش ہو رہے

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء مطابق ۶ ذی قعد ۱۳۵۴ھ نمبر ۳۳ جلد ۱۴ ص ۷۔۸)

بارقۃ السیف ـ ۷

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ لکھتے ہیں:

مشہور حدیث لا نبی بعدی نے خاتم النبیین کے بعد کسی جدید نبی کا امکان بھی باقی نہیں چھوڑا تھا۔ باوجود اسکے ہر صدی میں بعض مخبوط الحواس حضرات نے جھوٹی نبوت کا دعوی کر ہی ڈالے ۔ اور اپنے خلاف آیات و احادیث کی الٹی سیدھی تاویلیں کر ہی ڈالیں۔

اس صدی کے متنبّی امت (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کہا کہ حدیث لا نبی بعدی میں لفظ بعد، مخالفت کے معنی میں ہے۔ یعنی نبی ہمیشہ آتے رہیں گے لیکن میرا مخالف کوئی نہ ہوگا۔ سب میری موافقت کریں گے۔ اس دعوی پر دو دلیلیں پیش کیں:

دلیل اول: سورۃ جاثیہ میں آیا ہے بای حدیثٍ بعد اللہ و آیاته یؤمنون (پ ۲۵) اللہ کے بعد کا کیا مطلب؟ کیا اللہ کے فوت ہوجانے کے بعد؟ یا اس کی غیر حاضری میں؟ نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اللہ کے خلاف اور کون سی باتیں ماننے کے قابل ہیں؟ ۔ (احمدی پاکٹ بک ۔ ص ۵۳۵)

جواب: لغت عربی میں بعد کے معنی مخالفت کے نہیں لکھے ہیں، نہ اہل زبان سے اس کی کوئی نظر موجود ہے۔ زبان عربی بحمد اللہ زندہ زبان ہے اور اس کے جاننے والے ابھی صفحہ ہستی پر موجود ہیں۔ لیکن جو لوگ دمشق کے معنی قادیان، دجال کے معنی ریل گاڑی کریں، کسر صلیب سے فروغ صلیب، احمد سے غلام مراد لیں ۔ وہ بعد کے معنی مخالفت چھوڑ کر کچھ اور کرلیں، تو کون ان کا منہ بند کرسکتا ہے؟

اب حدیث لا نبی بعدی کے معنی دوسری حدیثوں سے ملاحظہ ہوں۔

صحیح بخاری میں ہے:

لم یبق من النبوۃ ۔ (مشکوۃ ص ۳۸۶)

یہاں بعد کا لفظ موجود نہیں ہے لیکن ہر قسم کی نبوت کی نفی ہے۔ کوئی نیا نبی نہ موافق آئے گا نہ مخالف ۔

مسلم شریف میں ہے:

انّی آخر الانبیاء (ص ۴۴۶۔ج ۱)۔

پس اگر کوئی نبی نیا (گو موافق ہی سہی) آجائے تو آپکی آخریت باقی نہیں رہتی

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں ہے:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکوۃ۔ص ۴۵۷)

یہاں لا نبی بعدی کے ساتھ ہی وصف خاتم النبیین بھی مذکور ہے جو بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید کرتا ہے کیونکہ نئے موافق نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے۔

مسند احمد اور سنن ترمذی میں ہے:

انّ الرّسالۃ و النبوّۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی

(ابن کثیر۔ ج ۸ ص ۸۹)

یہاں بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید انقطعت سے ہو رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (موافق و مخالف ہر قسم کی) رسالت و نبوت بند ہو گئی۔ پس میری رسالت و نبوت کے بعد نہ تو کوئی رسول ہی ہو گا اور نہ نبی۔

اب سورۃ جاثیہ کی آیت مذکورہ کی تحقیق سنیئے:

قرآن مجید عربی زبان ہے اس زبان کو جاننے کے کے لئے بہت سے فنون (جو قرآن مجید کے خادم ہیں) حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ منجملہ ان کے ایک فن علم معانی کا ہے۔ اس علم میں ایک باب ایجاز کا ہے جس میں لفظ اصل مراد سے کم لیکن کافی ہوتا۔ اس کی دوسری قسم ایجازِ حذف ہے، جس میں کچھ محذوف ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ اسی قبیل سے ہے اور بعد اللہ میں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ چنانچہ

تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے:

ای بعد کتاب اللہ۔

اور تفسیر جلالین و تفسیر بیضاوی و تفسیر کشاف و تفسیر سراج منیر و ابوالسعود و تفسیر فتح البیان و تفسیر ابن جریر میں ہے:

ای بعد حدیث اللہ و ھو القرآن

یعنی کس بات پر اللہ کی بات کے بعد اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے؟

اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔ سورہ اعراف و مرسلات میں ہے

فبایّ حدیث بعدہ یو منو ن۔ (پ۹، پ۲۹)

ای فبای کلا مٍ یو منو ن بعدہ۔ (ابن کثیر)

(یعنی کس کلام پر اس کلام کے بعد ایمان لائیں گے؟)

قرآن پاک میں بعد کی اضافت اللہ کی طرف بہت سے مقامات میں موجود ہے اور ہر جگہ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے اسی سورۃ جاثیہ میں ہے:

فمن یھدیہ من بعد اللہ (پ۲۵) ای بعد اضلا ل اللہ ایا ہ

(جلالین بیضاوی مدارک کشاف ابوالسعود وغیرہ) یعنی کون ہدایت دے گا اسے بعد گمراہ دینے خدا کے اسے)۔

سورہ شوریٰ میں ارشاد ہے و من یضلل اللہ فما لہ من و لیّ من بعدہ (پ۲۵) ای بعد اضلا ل اللہ ایاہ (خازن معالم مدارک جلالین)

یعنی جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی ولی نہیں ہے بعد گمراہ کر دینے اللہ کے اسے۔

سورہ فاطر میں ہے

و ما یمسك فلا مر سل لہ من بعدہ (پ۲۲) ای بعد امسا کہ

(جلالین بیضاوی مدارک کشاف) یعنی خدا اپنی جو رحمت روک لے تو کوئی اس کا جاری کرنے والا نہیں ہے بعد روک لینے اللہ کے۔

نیز اسی سورۃ میں ہے

ان امسکھما من ا حد من بعدہ (پ۲۲) ای من بعد امسا کہ

(فتح البیان ابوالسعود کشاف مدارک) (یعنی آسمان و زمین کو کوئی تھام نہیں سکتا بعد تھام لینے اللہ کے)۔

سورہ آل عمران میں ہے

و ان یخذ لکم فمن ذا الذی ینصر کم من بعدہ (پ۴) ای بعد خذ لا نہ (جلالین بیضاوی مدارک کشاف ابوالسعود وغیرہ) یعنی اگر خدا تمکو ذلیل کر دے

تو کون تمہاری مدد کرے گا بعد ذلیل کر دینے اللہ کے تم کو۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی بعض دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں ان میں ایجازِ حذف ہے۔ دعا نوم میں وارد ہے

انت الآخر فلیس بعدك شیء (مسلم ج۲ ص ۳۴۸)

ای بعد آخریتك (مرقاۃ ج ۳ ص ۱۰۸)

یعنی تو ہی آخر ہے تیری آخریت کے بعد کوئی شئے نہیں ہے۔

دوسری دعا میں آیا ہے:

فلا شیء بعدہ (مسلم ج۲ ص ۳۵۰) ای بعد امرہ بالفناء۔

اسی طرح حدیث لا نبوۃ بعدی (مسلم ج ۲ ص ۲۷۸) کے معنی ہیں۔ لا نبوۃ بعد نبوتی یعنی میری نبوت کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔

مرزائیوں کی دوسری دلیل:

صحیح بخاری میں آیا ہے آپ نے فرمایا کذابین یخرجان بعدی (پ۱۴، پ ۱۷) یعنی دو جھوٹے نکلیں گے میرے بعد۔

حالانکہ مسیلمہ اور اسود عنسی دونوں آپ کی زندگی میں ہی مدعی نبوت بن کر آپ کے مقابلہ میں ظاہر ہو گئے تھے پس لامحالہ اس حدیث میں بعد کے معنی مخالفت کے ماننے پڑیں گے یعنی دو جھوٹے میری مخالفت میں خروج کریں گے۔ (احمدیہ ڈائری)

جواب: ۱۔ یہاں بھی وہی ایجازِ حذف ہے اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے ای یخرجان بعد نبوتی (فتح الباری پ۲۸ ص ۵۰۷) یعنی میری نبوت کے بعد دونوں کا ظہور ہوگا چنانچہ مسیلمہ اسود عنسی کا ظہور آپ کے نبی ہو چکنے کے بعد ہی ہوا نہ قبل۔

اس محذوف پر قرینہ صحیح بخاری کی دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: الکذابین اللذین انا بینھما (پ ۱۷، پ ۲۸) یعنی وہ دونوں جھوٹے مدعی نبوت کہ ان دونوں کے درمیان میں موجود ہوں اسی معنی کو واضح کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث یخرجان بعدی کے متصل ہی انا بینھما کی روایت ذکر کی ہے دیکھو

کتاب المغازی پ ۱۷۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جملہ یخر جا ن بعدی میں بعدی کا لفظ کسی راوی نے بڑھایا ہے فلا عبرۃ بہ۔ اوراس پر قرینہ یہ ہے کہ امام بخاری نے دو مقامات پر لفظ بعدی کو ذکر ہی نہیں کیا بلکہ حذف کر دیا ہے اور حدیث کو یخر جا ن پر ختم کر دیا ہے دیکھو باب قصہ اسود عنسی پ ۱۷۔ اور باب اذا طار الشیء فی المنا م، پ ۲۸۔ پس اصل الفاظ انا بینھما کا متعین رہا۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب وسنت ولغت عرب میں لفظ بعد مخالفت کے معنی میں نہیں آتا و ھو المراد فا لحمد للہ

اجرائے نبوت پر مرزائیوں کی ایک اور دلیل

سورہ حج کے آخری رکوع میں ہے:

اللہ یصطفی من الملا ئکۃ رسلاً و من الناس (پ ۱۷)

اس میں یصطفی فعل مستقبل ہے جس سے انسانوں میں آئندہ پیغمبروں کا آنا صاف ثابت ہے (احمدیہ پاکٹ بک ص ۴۹۷)

جواب: آیت مذکورہ میں فعل یصطفی مستقبل کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں حکایت ہے حال ماضی کی جیسے آیت فریقاً تقتلو ن (پ ۱۔ بقرہ) میں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اے یہودیو! تم آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والے پیغمبروں کو قتل کرو گے بلکہ زمانہ گذشتہ کے حال کی حکایت فرمائی ہے۔ اسی طرح آیت مذکورہ میں اللہ نے اپنی سنت ماضیہ بیان فرمائی ہے اور اس پر قرینہ اور دلیل قرآن مجید کی وہ دوسری آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان مصطفیٰ اور برگزیدوں کا نام لے کر بیان فرما دیا ہے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر کے فرمایا

و لقد اصطفینا ہ فی الد نیا۔ (بقرہ:۱۳۰)

موسیٰ کو خطاب فرمایا: یا موسی انی اصطفیتك علی الناس (الاعراف: ۱٤٤)

حضرت ابراہیمؑ واسحاقؑ ویعقوبؑ کا ذکر کر کے فرمایا

و انھم عند نا لمن المصطفین ا لا خیار (ص: ٤٧)

آل عمران میں فرمایا:

ان اللہ اصطفی آ د م و نو حاً و آ ل ابرا ھیم و آ ل عمرا ن علی العالمین (آل عمران:۳۳)۔

انہیں پیغمبروں کا اجمالی تذکرہ آیت اللہ یصطفی.. الخ میں ہے اورآیت سورۃ انعام اللہ اعلم حیث یجعل رسا لتہ (پ۸) میں بھی۔

اس میں بھی فعل یجعل استقبال کے لئے نہیں ہے بلکہ حال ماضی کی حکایت ہے۔ جس پر قرینہ او تی رسل اللہ فعل ماضی ہے جو اس سے قبل متصل ہی مذکور ہے۔ کافروں نے گذشتہ رسولوں جیسی باتیں چاہی تھیں انہیں رسولوں کی بابت حیث یجعل رسا لتہ فرمایا گیا ہے نہ یہ کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی آئے گا اور نہ کسی پیغمبر کے آنے کی کوئی ضرورت ہی ہے۔ باقی جواب محمدیہ پاکٹ بک میں ازصفحہ ۳۲۶ تا ۳۳۰ ملاحظہ ہو۔

مرزائیوں کی ایک اور دلیل:

سورہ آل عمران میں ہے ما کا ن اللہ لیذر المو منین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیّب و ما کا ن اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشا ء (آل عمران :۱۷۹) اس میں بھی یجتبی فعل مستقبل ہے جس سے آئندہ زمانہ میں رسولوں کا آنا ثابت ہوتا ہے (احمدیہ پاکٹ بک ص ۴۹۹)

جواب: اس آیت میں بھی یجتبی زمانہ مستقبل کے لئے نہیں بلکہ اس میں بھی حکایت ہے حال ماضی کی۔ دلیل اس پر وہ دوسری آیتیں ہیں جن میں ان مجتبی رسولوں کا نام لے لے کر بیان کر دیا گیا ہے فرداً فرداً بھی اور یکجائی طور پر بھی۔ فرداً فرداً ملاحظہ ہو۔ حضرت آدم کے لئے ا جتباہ سورۃ طہٰ میں آیا ہے۔ حضرت ابراہیم کے لئے اجتبا ہ سورہ نحل میں مذکور ہے۔ حضرت یونسؑ کے لئے ا جتبا ہ سورہ قلم میں موجود ہے۔ یکجائی طور سے دیکھئے سورہ مریم میں دس پیغمبروں (زکریا یحیٰ عیسی ابراہیم اسحاق یعقوب موسی ہارون اسماعیل ادریس) کے ذکر کے بعد آیا ہے ممن ھد ینا و اجتبیناہ (پ۱۶) اورسورہ انعام میں اٹھارہ پیغمبروں (ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب،

یوسف ،موسیٰ ،ہارون، زکریا، یحیٰ ،عیسیٰ ، الیاس، اسماعیل، الیسع ، یونس ،لوط) کا تذکرہ کر کے فرمایا

اجتبینا ھم و ھدینا ھم الی صراط مستقیم (پ ۷)

انہیں رسولوں کا تذکرہ اجمالاً آیت

لکن اللہ یجتبی من رسلہ ۔(پ ۴)

میں آیا ہے۔اور یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا خالی کر گئے

تلك امة قد خلت ۔(بقرہ)

کوئی آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا اور کوئی زیر زمین دفن کر دیئے گئے ۔ آنخضرت ﷺ کے بعد اب کوئی جدید نبی نہیں آئے گا ، باقی جواب محمد یہ پاکٹ بک میں از صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲ ملاحظہ فرمایئے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۳۔ ذی قعد ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۵ ص ۶۔۸)

انتخاب الاخبار:

انجمن حمایت اسلام لاہور نے کثرت رائے سے پاس کر دیا ہے کہ مرزائی (ہر دو صنف) انجمن مذکور کے ممبر نہیں رہ سکتے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۱۳۔ ذی قعد ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۵ ص ۲)

انجمن حمایت اسلام اور مرزائیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں :

کچھ دنوں سے باغیرت ممبران انجمن مذکور نے تحریک اٹھائی ہے کہ اس انجمن کو مرزائیت کے عنصر سے صاف کیا جائے یعنی کوئی مرزائی انجمن کا ممبر نہ رہ سکے گا

لاہوری جماعت مرزائیہ نے سارے عیوب قادیانی پارٹی کے سر تھوپ کر اپنے آپ کو پاک صاف بتایا اس پر انجمن کی طرف سے لاہوری جماعت کے امیر پر چند سوالات پیش ہوئے مولوی محمد علی نے بحیثیت امیر جماعت احمدیہ لاہور مذکورہ سوالوں کے جواب دیئے ۔ جوابات کیا ہیں، اخفائے حق کی مکمل سعی ہے۔ مسئلہ نبوت مرزا کے متعلق تو اخبار اہل حدث امرتسر ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء میں ہم لکھ چکے ہیں۔ آج

مسئلہ اقتداء پر کچھ لکھتے ہیں۔ مولوی محمد علی پر سوال ہوا جو مع جواب درج ذیل ہے:

سوال: کیا مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں یہ حکم دیا ہے کہ سوائے اپنے اماموں کے کسی دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں؟

جواب: یہ حکم نہیں کہ کسی دوسرے مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ البتہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ آپ کو کافر کہتے ہیں یا دجال اور مفتری قرار دیتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

اصل بات ہم بتاتے ہیں۔ اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ مرزا صاحب متوفی کے لفظوں میں۔ اس مضمون کا ایک سوال خود مرزا صاحب قادیانی کے سامنے پیش ہوا تھا۔ سوال کرنے والا کوئی غیر شخص نہ تھا، بلکہ ایسا شخص تھا جو مرتے دم تک لاہوری جماعت کا رکن اعظم رہا ہے۔ سوال کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:

مورخہ ۱۰ جنور ۱۹۰۳ء کو خان محمد عجب خاں صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں۔

(فتاوی احمدیہ۔ ص ۱۹)

ناظرین غور کریں کہ سوال میں لفظ (اجنبی) موجود ہے جس کے معنی آپ لوگ جانتے ہیں کہ ایسا شخص جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں تصدیق یا تکذیب نہیں کرتا محض ناواقف ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز پڑھنے سے مرزا صاحب نے منع کر دیا ہوا ہے جس کے متعلق مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو:

جواب میں مرزا صاحب نے فرمایا: اول تو کوئی ایسی جگہ میں جہاں لوگ واقف نہ ہوں اور جہاں ایسی صورت ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں تو ان کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کر کے دیکھ لیا اگر تصدیق کریں تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں ورنہ ہرگز نہیں اکیلے پڑھ لو خدا تعالی اس وقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الہی کی مخالفت ہے۔

(فتاوی احمدیہ۔ ص ۱۹)

حضرات! مرزا صاحب کا یہ حوالہ دیکھ کر بتایئے کہ مولوی محمد علی کا یہ کہنا کہ:

احمدی یقیناً غیر احمدی کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہے (جواب نمبر ۵ بجواب سوال نمبر ۵ ،از میاں عبدالمجید صاحب بیرسٹرایٹ لاء)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تعلیم کے سراسر مخالف اور محض دفع الوقتی ہے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی کا اپنا فتوی ہے کہ مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو (حوالہ مذکور۔فتاوی احمدیہ)

نوٹ: ہمیں (اس بزرگ) مولوی محمد علی صاحب لاہوری سے شکایت نہیں بلکہ انجمن سے ہے، جس نے ان جوابات کو تنقید کے لئے کسی ماہر لٹریچر کے سامنے پیش نہیں کیا۔ اگر کر دیتی تو ایسا غیر معقول فیصلہ نہ کرتی جو مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی طرح دفع الوقتی پر مبنی ہے۔

(انجمن حمایت اسلام کا ریزولیوشن بروایت مولوی محمد علی یہ ہے کہ انجمن ہذا کو احمدیت سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی انجمن کی پالیسی احمدیت نوازی کی ہوسکتی ہے)

کس قدر مقام حیرت ہے کہ فرقہ کا بانی تو نماز میں اقتداء غیر سے نہ صرف منع کرے بلکہ اس کو منشاء الٰہی کیخلاف قرار دے مگر پیرو کار مولوی محمد علی جیسے امیر قوم اس سے انکار کر دیں تو سوائے اس کے کیا کہا جائے:

زمانہ باتو نسازد تو با زمانہ بساز

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ذی قعد ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۶ ص ۴۔۵)

احرار کے مجاہد کا خواب پریشاں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

لاہور کی مجلس احرار کے آرگن مجاہد ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء میں ایک مصنوعی خواب شائع ہوا تھا جس میں خواب بین نے جھوٹے نبیوں کی کانفرنس بلاکر مرزا صاحب قادیانی کے ذکر میں ہم دونوں (ثناءاللہ امرتسری، ابراہیم سیالکوٹی) کو مقدمہ مولوی عطاء اللہ شاہ میں قادیانیوں کا مددگار بتایا تھا۔ ہم نے اس خواب پر دو طرح سے تنقید کی۔

ایک تو مذہبی حیثیت سے بتایا کہ حدیث شریف میں جھوٹا خواب بنانے والے کو مفتری اکبر فرمایا گیا ہے۔ دوسرے ہم نے اپنا ذاتی طرزِ عمل بتایا تھا جس میں مفصل بیان کیا گیا تھا کہ ہم نے قادیانیوں کو مدد نہیں دی، بلکہ احرار کو مدد دی تھی۔(اس کے بعد ہم نے صاف لفظوں میں لکھا تھا کہ جبتک مجلس احرار اس خواب سے بیزاری کا اعلان نہ کرے ہم اس مصنوعی خواب کی اشاعت کو بقول سعدی

نہ سگ دامنِ کاروانے درید
کہ دہقاں ناداں کہ سگ پر درید

سمجھیں گے)۔

ہمارے خیال میں اس جواب کو مجاہد کے ذمہ دار افسروں نے صحیح سمجھا۔ اسی لئے مولوی داؤد صاحب غزنوی کو دفتر اہل حدیث میں بھیجا۔ آپ نے آکر اپنا ایک نوٹ بغرض اشاعت ہم کو دیا۔ ہم نے کہا یہ تو ہماری ذات خاص کے متعلق ہے۔ حدیث شریف کے بموجب جو افتراء علی اللہ کیا گیا ہے کی تردید مجاہد میں ہونی چاہیے۔ موصوف نے کہا تردید بھی ضرور ہو جائے گی۔

مولوی داؤد صاحب موصوف تو سفر حجاز کو چلے گئے ۔امید ہے ان کے بعد انچارج دفتر اس فرض کو ادا کر دیں گے۔ خط معذرت درج ذیل ہے:

باسمہ عز وجل۔

مکرم ومحترم مولانا ثناء اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار مجاہد کی ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں ایک مضمون انبیاء کانفرنس کے عنوان سے جو شائع ہوا، اور اس میں بعض کلمات آپ کے متعلق استعمال کئے گئے۔ نائٹ اڈیٹر کی غلطی سے وہ مضمون شائع ہوگیا۔

مجلس کو اس کی اشاعت کا دلی افسوس اور رنج ہے آئندہ انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔ مجلس احرار تو ہر اس شخص کو عزت کی نظر سے دیکھتی ہے جس نے فتنہ مرزائیت کے استیصال کے لئے کچھ بھی خدمت سرانجام دی ہو آپ نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں وہ عدیم النظیر ہیں اس لئے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مجلس کی طرف سے کوئی ایسی حرکت

سرزد ہو جس میں آپ کی تخفیف کا شائبہ بھی ہو میں امید کرتا ہوں کہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے ہم مشترکہ طور پر کام کر کے اسلام کی ایک اہم خدمت سرانجام دے سکیں گے۔ والسلام،

محمد داؤد غزنوی جنرل سکرٹری مجلس احرار اسلام ہند۔

یکم فروری ۱۹۳۶ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ذی قعد ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۶ ص ۵)

کھلی چٹھی بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

مولوی قادر بخش خطیب جماعت اہل حدیث پٹیالہ لکھتے ہیں:

کیا مرزا محمود صاحب اس آیت پر عمل کریں گے اعدلوا هو اقرب للتقوى ۔الآ یه

۲۰ شوال ۱۳۵۳ھ کو محمد حسین صاحب مرزائی امام وخطیب جماعت مرزائیہ نے شہر پٹیالہ میں بندہ (قادر بخش) کے ساتھ ختم نبوت پر مناظرہ کیا تھا اور مناظرہ اس بات پر ختم ہوا تھا کہ اگر خاتم کا معنی کسی لغت کی کتاب میں آخر هم ثابت ہو جائے تو محمد حسین مرزائی مرزائیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو جائے گا ورنہ یک صد روپیہ بطور انعام ادا کرے گا۔

چنانچہ مناظرہ گاہ میں حاضرین کے روبرو مجمع البحار سے خاتم کا معنی بعینہ آخر هم دکھلایا گیا۔ اس پر مرزائی مناظر محمد حسین صاحب نے بھی تسلیم کرلیا کہ حوالہ بالکل درست ہے اور جو اس کے حواری تھے انہوں نے بھی تسلیم کرلیا۔

اس پر بندہ (قادر بخش) نے کہا کہ آپ شکست نامہ تحریری دیں تاکہ اس کا مرافعہ آپ کے خلیفہ تک ہو سکے۔

چنانچہ حاضرین میں سے مرزائی صاحبان نے اور دیگر حاضرین بڑی فراخ دلی وحوصلہ سے شکست نامہ تحریر کر دیا جس کو تقریباً عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ لیکن محمد حسین صاحب مرزائی ابھی تک مرزائیت کو چھوڑ کر مسلمان نہیں ہوا، اور نہ حسب تحریر یک صد روپیہ بطور انعام ادا کیا ہے۔

لہذا آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ آپ چونکہ ان کے خلیفہ ہیں اس لئے ان سے حسب تحریر مبلغ یک صد روپئہ دلا دیں۔ اگر وہ اس رقم کو از خود ادا نہ کر سکتا ہوتو آپ کچھ انتظام کرے رقم دلا دیں۔ لیکن اس رقم میں کسی مسکینہ کا مال نہ ہو جیسے لودہانہ کے انعامی مباحثہ کی سہ صد رقم میں مسماۃ فاطمہ کے پچاس روپئے تھے جو منشی قاسم علی نے ان سے لے کر تین سو پورا کیا تھا۔ اثبات دعوی کے لئے مرزائی مناظر کے حواریوں کی تحریر درج کی جاتی ہے۔

منشی محمد حسین احمدی نے اقبال کر لیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی مولوی صاحب نے لغت کے حوالہ سے آخرھم دکھلا دیئے ہیں جو حسب شرائط نامہ ٹھیک ہیں۔ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ؟۔

گواہان: بقلم خود حسین خان۔ العبد میاں امام الدین گلٹ ساز۔

العبد محمد صدیق۔ العبد بابو شیر محمد خان احمدی۔

العبد مستری فتح محمد۔ العبد شبیر حسین احمدی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ذی قعد ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۶ ص ۵۔۶)

کیا سارا ہندوستان مرزائی ہو گیا؟

(قادیانی اور لاہوری مرزائیوں سے سوال)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

احمدی دوستو! ہم جانتے ہیں کہ تم لوگ کسی سوال کا جواب دینے سے جھجکا نہیں کرتے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری بات قبول کرنے پر تم لوگوں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ باوجود اس کے ہم آج ایک ضروری بات پیش کرتے ہیں لیکن تمہارے مزاج کا اندازہ کر کے اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ خاص مرزا کے الفاظ سامنے رکھ کرتا کہ ہم دیکھیں کہ ہمارے سوال کا جواب تمہارے پاس کیا ہے۔ یہ نکتہ یاد رکھو کہ غلط جواب دیتے ہوئے گو تم بہت سی باتیں کہہ جاؤ اور بہت کچھ لکھ جاؤ لیکن خدا کے نزدیک وہ قبول نہیں ہوگا وہاں تمہیں کہا جائے گا اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم

عليك حسيباً

پس سنو! آج کل ہمارے ملک پنجاب میں خصوصاً اور ہندوستان میں عموماً طاعون بفضلہٖ تعالیٰ معدوم ہے۔ نہ کسی اخبار میں طاعون کا ذکر ہوتا ہے، نہ سرکاری رپورٹوں میں۔ لہ الحمد۔ اب سنئیے! اپنے مجدد اپنے نبی و رسول جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا قول:

> خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب وہ تک خدا کے مامور اور رسول (یعنی خود بدولت۔ثناء) کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگا۔ (رسالہ دافع البلاء۔ص ۵)

پس ہمارا سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے سب باشندوں نے رسول قادیانی کو مان لیا اگر نہیں مانا تو کیا قادیان کے لوگوں نے مان لیا؟ ہاں یہ بھی بتا دیجئے کہ پنجاب کے احرار بھی مرزا صاحب کی رسالت پر ایمان لے آئے؟ اگر لے آئے تو پھر کیوں ہر جمعہ کو خطبہ ان کے نام کا پڑھا جاتا ہے؟ صاد صاف جواب دو اور یمان سے بتاؤ کہ جو عذاب بقول تمہارے نبی اور رسول (مرزا) کے انکار کی وجہ سے آیا تھا وہ اسی انکار پر اصرار کرنے سے کیسے ہٹ گیا اور اس قول مرزا کے کیا معنی ہیں جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے واقعات سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ الہام غلط ہے ..مگر ہم اس پر رائے زنی کرنے سے پرہیز کرتے ہیں آپ لوگوں کے جواب کا انتظار رہے دیکھیں کہ آپ لوگ حق گوئی اختیار کرتے ہیں یا اس شعر کے مصداق بنتے ہیں:

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جا
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۷ ص ۷)

سوالات مرزائیہ متعلقہ حیات مسیح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم بار ہا تحریراً و تقریراً اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ مرزائیوں کے ساتھ ہمیشہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی غلط پیش گوئیوں ان کے کذبات و اختلافات ان کی باطل مسیحیت پر گفتگو ہونی چاہیے ۔ یہ وہ اصل الاصول ہے جس کے ٹوٹنے کی صورت میں مرزائیت کا تمام تانا بانا ادھر کر رہ جاتا ہے۔ نہ اس کے بعد مسئلہ حیات مسیح پر بحث کی حاجت، نہ ختم نبوت پر مناظرہ کی ضرورت ۔

اور بات بھی حق ہے کہ بفرض محال مسیح فوت ہوگئے ہوں اور نبوت جاری ہو تو کیا اس سے وہ صاحب، مسیح موعود بننے کے حق دار ہو جائیں گے جن کی جملہ متحدیانہ پیش گوئیاں غلط بلکہ اغلط ثابت ہوئیں ۔ جن کے تمام اصول دفعی الوقتی اور خودغرضی پر مبنی ، تحریرات میں صدہا کذبات ہزار ہا اختلافات خدا و انبیاء کی توہین انتہائی درجہ کی غیر شریفانہ گالیاں بھری پڑی ہوں ۔ اس طرہ پر طرفہ یہ کہ ان کی جسمانی صحت بھی مراق و ہسٹیریا، درد گردہ، ذیابیطس، سل و دق و نامردی جیسی نامراد امراض کے باعث قابل رحم ہو:

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

حیات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا بودا یا کمزور نہیں کہ ہم اس کے اثبات سے قاصر ہوں قرآن پاک کی بکثرت آیات، احادیث نبویہ کی بیسیوں بینات اس پر شاہد عادل ہیں ایسی کہ خود مرزا غلام احمد صاحب نے اس بحث میں اپنی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے بدیں الفاظ میدان چھوڑا تھا:

۱۔ مجھ کو اس پہلو (حیات و وفات مسیح) سے بالکل نومیدی ہوئی پس خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ میں دوسرا پہلو اختیار کروں جو اصل بنیاد میرے دعوی کی ہے یعنی سچے ملہم ہونے کا ثبوت۔

۲۔ اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے ۔

(یہ دونوں حوالے اس شخص کو بتائے جائیں گے جو دفتر اہل حدیث اشاعت فنڈ کے لئے ۲۔ آنے بھیجے گا)۔

پس ان اعلانات کے بعد خود مرزا صاحب یا ان کی جماعت کا اس مسئلہ کو چھیڑنا جیسا کہ حال ہی میں کسی مرزائی نے ہمارے بعض امرتسری احباب کے رو برو

۳۵ سوال، اس مسئلہ کے متعلق تحریراً پیش کیے ہیں بقول مرزا صاحب قادیانی سوائے شرارت اور بے ایمانی کے اور کوئی معنی نہیں رکھتے۔

مگر ہم بفضلہٖ ہر وقت اور ہر رنگ میں مرزائیت کی خانہ بر انداز تحریک کی دھجیاں فضا حق میں بکھیرنے کو آمادہ ہیں۔ ولہذا ان سوالات کے جوابات آئندہ اخبار میں درج ہوں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۴ ذی الحج ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۸ ص ۵۔۶)

بارقۃ السیف۔ ۸

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ لکھتے ہیں:

امکان نبوت کی تردید:

گذشتہ شعبان میں پنجاب سے دو سوال بغرض جواب میرے پاس آئے تھے جو قادیانیوں کی پاکٹ بک صفحہ ۵۰۱ میں بھی موجود ہیں ان کے جوابات حسب ذیل بھیجے گئے۔ پہلا سوال جس کی دو شقیں ہیں، یہ ہے:

آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا سورہ نساء کی اس آیت سے ممکن معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

اولئك الذين انعم الله عليهم من النبيين و ا لصد يقين و الشهداء و الصا لحين (پ۵)۔

اطاعت خدا و رسول سے مطیع اگر صدیق و شہید و صالح بن سکتا ہے تو نبی بھی بن سکتا ہے۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے باب نبوت کو آیت خاتم النبيين (احزاب) میں مسدود فرما دیا ہے اس لئے مطیع نبی نہیں بن سکتا اور باب صدیقیت و شہادت و صالحیت کو کھلا رکھا ہے۔ ارشاد ہے

و الذين آ منوا با لله و رسله اولئك هم الصد يقون و الشهداء

(پ۲۷، حدید)

والذین آ منوا و عملوا الصا لحات لند خلنهم فی الصا لحین
(پ ۲۰ عنکبوت)

یعنی خدا تعالی اوراس کے رسولوں پر ایمان لانے اورعمل صالح کرنے والوں کوصدیق شہیداور صالحوں کا رتبہ ملیگا۔اسلئے مطیع صدیق وشہیداور صالح بن سکتا ہے مرزائیوں کی دلیل مذکور سے اگر مطیع نبی بن سکتا ہےتو جامع ترمذی کی حدیث

عن ابی سعید قال قا ل النبی ﷺ التا جر الصدوق ا لا مین مع النبیین والصدیقین والشھداء (مشکوۃ ص ۲۳۵)

کی بنا پر ہر سچے امانت دار تاجر کوبھی نبی ہونا چاہیے۔حالانکہ حدیث وآیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے روز ہر پکے فرمان بردار اور سچے تاجر کونبیوں صدیقوں اورشہداء کی معیت و رفاقت مرحمت فرمائے گا جیسا کہ آیت مذکورہ کے آخرمیں خودصراحت فرمادی ہے و حسن اولئك رفیقاً ۔یہ معیت محض رفاقت لاغیراور یہ قیامت کے روز ہوگی جیسا کہ دیگر حدیثوں میں یہ صراحت مذکور ہے۔ مسنداحمدمیں ہے:

عن معا ذ بن انس قال قا ل النبی ﷺ من قر أ الف آ یة فی سبیل اللہ کتب یوم القیامة مع النبیین و الصدیقین و الشھداء والصا لحین ۔

یعنی جوشخص فی سبیل اللہ ایک ہزار آیتیں پڑھا کرے قیامت کے دن اسے نبیوں اورصدیقوں اورشہیدوں اور صالحوں کی معیت ورفاقت نصیب ہوگی۔

و عن عمر و بن مرّ ة الجھنی قا ل جاء ر جل الی النبی ﷺ فقا ل یا رسو ل اللہ شھد ت ان لا الہ الا اللہ و انك رسو ل اللہ و صلیت الخمس و ا دیت زکوة ما لی و صمت ر مضان فقا ل من ما ت علی ھذا کا ن مع النبیین و الصدیقین و الشھداء یوم القیا مة ھکذا و نصب اصبعیه (مسند ا حمد)

یعنی ایک صحابی نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ میں کلمہ پڑھ چکا ہوں۔

نمازیں پڑھتا ہوں۔ زکوۃ دیتا ہوں ، روزے رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ ان اعمال پر جس کو موت آجائے وہ قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اورشہیدوں کی معیت اور صحبت میں اس طرح ہوگا جیسے یہ دونوں انگلیاں۔

اسی لئے مفسروں نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے

یجعله مرا فقاً لهم (ابن کثیر)

مرا فقه اکر م الخلا ئق (بیضاوی)

مرافقة اقرب عباد الله (کشاف)

الحضور معهم (جلالین)

ان سب علماء نے مع کے معنی رفاقت اورحضور کے کئے ہیں۔ حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں:

اذا اراد وا الز یارة و التلا فی قد روا علیه فهذا هو المراد من هذه المعیة ۔ (تفسیر کبیر، کذافی ابی السعود)

یعنی مطیعین جب نبیوں سے ملنا چاہیں گے تو مل سکیں گے، مع سے مراد یہی ہے۔

اس تفصیل سے سوال کی دوسری شق کی بھی حل ہو جاتی ہے جو یہ ہے:

جنت میں انبیاء کے درجے بہت بلند ہوں گے خاص کر آنحضرت ﷺ کا درجہ تو سب سے اعلی و بالا ہوگا صدیق اپنے درجوں میں ہوں گے شھداء اپنے درجوں میں اورغریب مومن جنت کے کسی نچلے درجہ میں ہوں گے، تو معیت اوررفاقت کہاں ہوئی ؟

یہی سوال سب سے پہلے حضرت ثوبانؓ صحابی نے کیا تھا۔انہیں کے جواب میں آیت مذکورہ اتری تھی۔حدیث میں ہے:

انه قا ل للنبی ﷺ لا نرا ك یو م القیا مة لا نك فی الجنة فی الدر جا ت العلی ۔ فقال ﷺ انت معی فی الجنة (درمنثور)

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو قیامت کے دن نہیں دیکھ سکیں گے کیونکہ آپ جنت کے بلند درجوں میں ہوں گے آپ نے فرمایا تمھیں جنت میں میری معیت ملے گی۔

قا ل حبشیّ للنبی ﷺ ارأیت ان آمنت و عملت الی الکا ئن

معك فى الجنة قال نعم (طبرانی کبیر)
ایک حبشی نے پوچھا اے رسول خدا! اگر میرا ایمان صحیح اور عمل صالح ہو، کیا جنت میں مجھے آپ کی معیت نصیب ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہوگی۔

قال رجل انی ا حب الله و رسو له فقا ل انت مع من ا حببت
(بخاری ومسلم) (یعنی ایک صحابی نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا جس سے تو محبت کرتا ہے اس کی معیت میں تو ہوگا)۔

و فی التر مذی عن انس قا ل من ا حبنی کا ن معی فی الجنة
(مشکوۃ۔ص۲۲، ص ۴۱۸)

(اور انس کی روایت میں ہے کہ جو مجھ سے محبت رکھے گا جنت میں میری معیت میں ہوگا)

و عن سهل قا ل قا ل النبی ﷺ انا و كافل اليتيم فی الجنة هكذا و اشار بالسبابة والوسطی ۔رواه البخاری (مشکوۃ ۲۱۴)
(آپ ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کا کفیل جنت میں اسطرح ہوں گے جیسے یہ دونگلیاں (اشارہ سے دونوں کو اکٹھی کر کے بتایا)

وعن ر بيعة قا ل قلت يا رسو ل الله اسألك مرا فقتك فی الجنة قا لفا عنی علی نفسك بكثرة السجود ۔ رواه مسلم
(مشکوۃ ص ۷۶) (یعنی ربیعہ صحابی نے کہا کہ میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا خواہاں ہوں آپ نے فرمانا نفلیں بہت پڑھا کر تم کو میری رفاقت ملے گی)

اب حدیثوں اور ان جیسی بہت سی حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ غریب مومن جنت کے اندر خواہ کیسے ہی نچلے درجہ میں ہوگا اسے آنحضرت ﷺ کی رفاقت نصیب ہوگی۔آیت مذکورہ بالا کا مطلب بھی یہی ہے

دوسرا سوال:

آیت مذکورہ میں اگر مع کو من کے معنی میں مان لیا جائے جیسا کہ آیات مندرجہ ذیل میں ہے تو ہر مطیع، نبی بن سکے گا۔

جواب: کلام عرب میں مع بمعنی من نہیں آتا۔نہ ان آیتوں میں مع بمعنی من آیا ہے جو ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں اسلئے کہ اگر مع بمعنی من آیا کرتا تو خود مع پر من داخل

نہ ہوتا حالانکہ کلام عرب میں اسکا ثبوت ملتا ہے۔
لغت کی مشہور کتاب مصباح المنیر میں مع کے بیان میں ود خول من علیہ نحو جئت من معہ یعنی عرب جئت من مع القوم بولتے تھے۔پس مع پر من کا داخل ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ خود مع کبھی من کے معنی میں نہیں ہوتا۔
اب مرزائیوں کی دلیل والی آیتیں ملاحظہ ہوں
شیطان کے متعلق سورہ حجر میں وارد ہے:
ابی ان یکو ن مع السا جد ین (پ۱۴)
سورہ اعراف میں ہے:
لم یکن مع السا جد ین۔(پ۸)
دیکھو دونوں جگہ لفظ سا جدین آیا ہے لیکن دوسری آیت میں بجائے مع کے من آیا ہے۔
جواب: اس کا یہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک ہی واقعہ متعدد مقامات میں باسلوب مختلفہ اس لئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں ایک خاص غرض اور حکمت ہوتی ہے
سنئیے! ابلیس لعین نے ایک ہی قصور نہیں کیا تھا، بلکہ تین جرم اس سے سرزد ہوئے تھے:
۱۔اس نے تکبر کیا تھا اسکا ذکر سورہ ص میں ہے۔
استکبر ت ام کنت من العا لین۔
۲۔اس نے اللہ تعالی کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی اس کا بیان سورہ اعراف کی آیت ذیل میں ہے
لم یکن من السا جد ین
۳۔ اس نے جماعت سے مفارقت کی تھی اسکا حال سورہ حجر کی آیت ذیل میں ہے
ابی ان یکو ن من السا جد ین
کما فی فتح البیا ن ابلیس اللعین قد ادر ج فی معصیۃ وا حدۃ ثلا ث معا صی مخا لفۃ ا لا مر، و مفارقۃ الجماعۃ و ا لاستکبار .. الخ۔
پس مع ہرگز من کے معنی میں نہیں ہے بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ ہیں۔

سوال نمبر دو کی دوسری شق:

منافقین کی توبہ کی بابت سورہ نساء میں مذکور ہے:

الا الذین تابوا .. فاولئك مع المومنین (پ۵)

کیا یہ توبہ کرنے والے خود مومن نہیں ہیں بلکہ مومنوں کے ساتھ ہیں؟
نہیں بلکہ وہ مومنوں میں سے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مع بمعنی من آتا ہے

جواب: اس کا یہ ہے کہ المومنین میں الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع سے ہی خالص مومن تھے کبھی ان سے نفاق سرزد نہیں۔ ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہوں گے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے مومن بنے۔ تفسیر ابوالسعود و تفسیر جمل میں ہے:

مع المومنین المعهودین الذین لم یصدر عنهم نفاق اصلاً منذآمنوا۔ معهم فی الدرجات العالیة من الجنة۔

ترجمہ اس بیان ہو چکا

تفسیر ابن جریر میں ہے

یدخلهم مع المومنین محل الکرامة یسکنهم معهم مساکنهم فی الجنة یعنی اللہ داخل کرے گا ان تائبین کو خالص مومنوں کے ساتھ کرامت کے محل میں اور بسائے گا ان تائبین کو ان مومنون کے ساتھ جنت میں ان کے مسکنوں میں۔

فتح البیان میں ہے؛

اولئك مصاحبون للمومنین

اور تفسیر مدارک و تفسیر کشاف میں ہے

فهم اصحاب المومنین و رفاقهم۔

یعنی یہ توبہ کرنے مومنوں کی صحبت اور رفاقت میں ہوں گے

معلوم ہوا کہ مع اپنے اصل معنی مصاحبت کیلئے آیا ہے نہ بمعنی من۔

شق سوم سوال نمبر دو:

آیت آل عمران و توفنا مع الابرار (پ۴) میں مع کو اگر من کے

معنی میں نہ لو گے تو آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ جب نیکوں کی جان نکلے تو ان کے ساتھ یا اللہ ہماری بھی جان نکال لیناو هو کما تری حالانکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو نیک بنا کے مار۔ ہم کو نیکوں سے کر۔ پس ثابت ہوا کہ مع بمعنی من ہے۔ و هو المطلو ب

جواب اس کا امام رازیؒ نے یوں دیا ہے

وفا تهم معهم هی ان یمو توا علی مثل اعمالهم حتی یکو نوا فی در جا تهم یو م القیا مة، قد یقول الر جل انا مع الشا فعی فی هذه المسئلة و یر ید به کو نه مساویاً فی ذلك الاعتقا د

(تفسیر کبیر) یعنی ابرار کے ساتھ تو فی کے معنی یہ ہیں کہ ان کے عملوں جیسے عمل پہ موت آئے تا کہ روز قیامت ان کے سے درجوں میں ہوں۔ عالم شخص بولتا ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کے ساتھ ہوں اور اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا اوران کا عقیدہ ایک ہے (نہ یہ کہ میں ان کے ساتھ پیدا ہوا یا پڑھتا رہا)

اس لئے جملہ محققین مفسرین نے مع کو یہاں بھی مصاحبت کے لئے ہی تحریر کیا ہے تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک، تفسیر کشاف، سراج منیر اور ابوالسعود میں ہے مخصوصین بصحبتهم ۔

ابن جریر لکھتے ہیں: ای ا حشر نا محشر هم و معهم

ابن کثیر فرماتے ہیں: ای الحقنا با لصا لحین

تفسیر جمل میں ہے: محشورین مع ا لا برار ۔

خلاصہ مطلب یہ کہ اے اللہ! ہمارا حشر ان نیک لوگوں کی صحبت اور معیت میں کر۔ اللهم آمین

پس ثابت ہوا کہ یہاں بھی مع بمعنی من نہیں ہے اور نہ کہیں بھی آیا ہے۔ و الله اعلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۸ ص ۶۔۸)

مولوی محمد علی لاہوری جواب دیں

سائل مولانا محمد جمیل مفتی اعلی ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ

ا۔ دہریت و احمدیت میں کیا فرق ہے۔
۲۔ نیچریت و احمدیت میں کیا امتیاز ہے۔
۳۔ مادیت و احمدیت میں کیا تبائن ہے۔

آپ کی تفسیر و تایل اور کتب احمدیہ کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان میں کوئی فرق کوئی امتیاز کوئی تباین نہیں ہے، سب ایک ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو بھی اسلام اور قرآن سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ بعض باتیں آپ کی تفسیر میں قدرت خدائے تعالی اور عقل انسانی کے تو خلاف ہیں ہی مشاہدہ کے بھی خلاف ہیں۔ مثلاً انسان کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ نہ رہنا، اور اتنی بڑی مچھلی کا جس میں سالم انسان گھس سکے نہ رہنا، اور اتنی بڑی مچھلی کا جس میں سالم انسان گھس سکے نہ ہونا، حالانکہ بہت سے مشاہدے ہیں کہ کئی کئی روز بعد آدمی مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکلے اور تا حال زندہ ہیں۔ کلکتہ ہی کا واقعہ ہے۔

نیز کرہ کا نہ ٹوٹنا، حالانکہ امریکہ میں ستارہ کے دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور لوگوں نے فوٹو بھی لئے ہیں۔

آپ نے خواہ مخواہ معجزہ شق القمر اور یونس کے مچھلی کے پیٹ میں نہ رہنے سے انکار کر کے آیات قرآن سے انکار کیا ہے۔ یہی احمدیت ہے۔ یہی دہریت ہے۔ یہ ہی نیچریت ہے۔ اسلام اور قرآن کہتا ہے: و الله علی کل شیء قدیر۔ فافہم

۲۔ آپ اپنے ہر ایک اخبار اور تحریر و پمفلٹ میں ہمیشہ علماء پر سبّ و شتم کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا ایک ٹریکٹ مجریہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء مجھ کو ملا جس میں آپ نے یہ فقرہ لکھا ہے: ایک دیوانگی کا شغف۔

آگے آپ لکھتے ہیں:

الا ماشاء اللہ ساری امت خوارج کے رنگ میں رنگین ہوگئی ہے۔

آپ نے اپنی خارجی جماعت احمدیہ کو مستثنی کرکے دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا ہے (مرزا صاحب مسلمانان دنیا کا شمار ۹۰ کروڑ لکھتے ہیں۔ تحفہ گولڑویہ طبع اول ۔ص ۶۷۔ ثناء اللہ) اور اتنا نہ معلوم ہوا کہ خوارج خارج شدہ کو کہتے ہیں۔ دنیا کے ستر کروڑ محمدیوں میں سے مٹھی بھر احمدی خارج ہوکر احمدیت کے بانی ہوئے ہیں نہ کہ محمدی احمدیت سے خارج ہوئے ہیں۔ تو احمدی جماعت خوارج کی جماعت ہے، نہ کہ محمدی۔ شقاق و نفاق تو مسلمانوں میں خود ڈالیں اور الزام علماء پر۔

اچھا یہ تو فرمایئے کہ آپ اور آپ کے پیر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علماء میں داخل ہیں یا خارج۔

آپ نے ایک آیت اور ایک حدیث علماء کے سامنے پیش کی ہے۔ کیا یہ آیت اور حدیث مرزا صاحب کو یاد نہ تھی، یا مرزا صاحب کی وحی نے اسے منسوخ کر دیا تھا۔ کیا آپ کو یہ آیت اور حدیث یاد نہیں جو مرزا صاحب کی تصانیف کی اشاعت کر کے دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر و جہنمی بنا رہے ہو۔ آپ نے فی الحقیقت کافر گر مرزا کی پوری اتباع کی ہے مگر ذرا دب کر۔ مرزا صاحب صاف و صریح فرماتے ہیں:

ہر اک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں وہ مسلمان نہیں ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

ایضاً۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے

ایضاً۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

ایضاً۔ کافر کا لفظ مومن کے مقابلہ پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے

۱۔ ایک یہ کہ کفر ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔

۲، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ (ص ۱۷۹)۔

کیوں احمد یو! تم اپنے مرشد کے فتوے کے مطابق دنیا کے مسلمانوں کو ایسا ہی مانتے ہو۔ یہ حوالہ جات مرزا صاحب قادیانی کی آخری تصنیف حقیقۃ الوحی کے ہیں اس کے بعد کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ جواب تو دو کون کافر بنا رہا ہے۔

حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶۔ ایضاً۔ اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو.. مدار نجات ٹھہرایا ہے۔

کیوں احمد یو! تمہارے نزدیک تمہارے مسیح موعود کے فتوے کے مطابق محمد ﷺ کی وحی اور تعلیم اور بیعت مدار نجات ہے یا نہیں۔ اگر نہیں اور ضرور نہیں تو تم دنیا کے کروڑ ھا مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہو یا نہیں۔ اگر نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی گندی کتابوں کی اشاعت کیوں کرتے ہو۔

معیار الاخیار صفحہ ۸۔ مجھے (مرزا) خدا کا الہام ہے جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

چونکہ مرزا صاحب اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور جہنمی سمجھتے تھے اس لئے اپنی امت ضالہ کو حکم دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۸۔ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔

کیوں احمد یو! تمہارا عقیدہ اور عمل اپنے پیر کے فتوے پر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو بقول مرزا صاحب تمہارے عمل حبط ہو گئے اور تم احمدی نہیں رہے اور حرام قطعی کے مرتکب ہوتے ہو۔ کیوں مرزا صاحب قادیانی کو حکم مانتے ہو یا نہیں۔

اب فرمائیے کہ مرزا صاحب نے تو دنیا کے کروڑ ہا مسلمانوں کو کافر و جہنمی و شیطان بنایا اور تم نے گول مول کر کے خوارج بنایا۔ آیا آپ کے نزدیک مرزا صاحب کے نہ ماننے والے کلمہ گو اہل قبلہ کافر جہنمی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو علماء کو کیا کہتے ہو اپنے کافر گر پیر اور اپنے آپ کو کہو اور اگر تم کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہیں سمجھتے تو تم حسب قول مرزا احمدی رہتے ہو یا نہیں۔ اگر رہتے ہو تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جھوٹے

یا تم جھوٹے۔ اللہ کے بندو! مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیتے ہو۔ یا تو صاف صاف کہہ دو کہ ہم مرزا صاحب قادیانی کے قول کے مطابق سب غیر احمدیوں کو کافر جہنمی جانتے ہیں ورنہ صاف کھلا کھلا اعلان کر دو کہ ہم احمدیت سے توبہ کرتے ہیں اور محمدیوں میں شامل ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ بھی بتلایئے کہ آپ کی تحریرات واقوال پہلے کے سچے ہیں یا پچھلے

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۷، و ۱۲۴۔ آنحضرت ﷺ ذوالبروز ہیں یعنی آپ حضرت موسیٰؑ کے بھی بروز ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کے بھی۔

مسلمانو! غور کرو احمدیوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی بروزی نبی ہیں۔

اشتہار تبلیغ الحق صفحہ ۴۔ حضرت عیسی، حضرت الیاس کے بروز ہیں

تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷۔ حضرت عیسی، حضرت آدم کے بروز ہیں۔

ریویو فروری ۱۹۰۷ء۔ حضرت یوسف کو جزوی نبوت عطا ہوئی

مرزا غلام احمد اور احمدیوں کے زدیک سردار دو جہاں خاتم النبیین محمد ﷺ و حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ بروزی نبی تھے اور حضرت یوسفؑ جزوی نبی۔ ان میں سے مستقل نبی ایک بھی نہ تھا۔ از روئے تعلیم قرآن ان پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کا منکر (نہ ماننے والا) کافر ہے مولوی محمد علی اور سب احمدی کہتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کو مستقل نبی نہیں مانتے بلکہ بروزی اور جزوی نبی مانتے ہیں۔ اور رسول تو دو کے یا ایک کے بروز ہوتے تھے، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آدم سے لے کر محمد ﷺ تک سب کے بروز ہیں (صاف ظاہر ہے مرزا قادیانی احمدیوں کے نزدیک سب رسولوں سے افضل ہیں۔ معاذ اللہ)

فرمایئے مولوی محمد علی صاحب! محمد رسول اللہ ﷺ و حضرت موسی و حضرت عیسی و حضرت یوسف بروزی و جزوی نبی تھے اور آپ کے عقیدہ میں مرزا غلام احمد بھی بروز انبیاء و جزوی نبی ہیں۔ نتیجہ صاف ہے مذکورہ انبیاء بروزی و جزوی کے منکر کافر ہیں تو مرزا صاحب کے منکر بدرجہ اولی کافر۔ پھر تم کیسے نبی کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ تمہارے پہلے بیانات مندرجہ ریویو اردو ۱۹۱۰ء و پیغام صلح سے صاف ظاہر ہے کہ تم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی نہیں عظیم الشان نبی مانتے ہو۔ اب اگر نہیں مانتے

تو ایک نبی کے انکار سے کافر ہوتے ہو۔

میرے سوالات کا جواب دو۔ ورنہ میرے روبرو مرزا غلام احمد جو مسلمان تو درکنار ایک سچا راست باز انسان ہی ثابت کر دو۔

مسلمانوں ان احمدیوں کے دھوکہ سے بچو اور ایمان کو مضبوط کرو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۱۲ ذی الحج ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۹ ص ۵۔۶)

دجال کون ہے

من انداز قدرت رامے شناسم

حکیم عبدالرحمٰن خلیق صاحب تیجہ کلاں ضلع گورداسپور سے لکھتے ہیں:

عنوان بالا میری جانب سے ایک مضمون اخبار اہل حدیث امرتسر مارچ ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا تھا جس میں زمانہ حال کے دجال کے متعلق بعض دل چسپ حقائق بیان کئے گئے تھے۔ آج پھر ناظرین کی توجہ اس مسئلہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں لیکن دونوں میں کچھ تھوڑا سا فرق ہے۔ وہ یہ کہ سابقہ مضمون میں میں نے کتب لغت سے دجال کی معنوی پوزیشن واضح کر کے اس کی تائید میں بعض دجالی واقعات سے استشہاد کیا تھا، لیکن آج کی فرصت میں حضور سید عربی فداہ ابی و امی کے ایک فرمان کو معیار فیصلہ قرار دے کر کچھ عرض کیا گیا ہے۔

اگرچہ دجال کی ماہیت اور اس کے لغوی معنی کے لحاظ سے دونوں مضامین کی نوعیت ایک ہی ہے اور حضور کے فرمان میں دجال بھی دجل ہی سے ماخوذ ہے، مگر طرز بیان دوسرا ہے۔ حدیث ہے:

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم و لا آباءکم فایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم (حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے ایسے دجال فریبی اور جھوٹے پیدا ہوں گے کہ تمہیں (مسلمانوں) کچھ اس قسم کی حدیثیں (بنا

کر) سنائیں گے کہ اس سے پہلے تم لوگوں نے بلکہ تمہارے باپ دادوں نے بھی کبھی نہ سنیں ہوں گی پس تم ایسے دجال صفت کذابوں سے بچو نہ ان کے قریب پھٹکو نہ انہیں اپنے قریب پھٹکنے دو، تاکہ تمہیں گمراہ نہ کرسکیں)

حضور ﷺ کے اس فرمان سے بالصراحت جو کچھ مفہوم ہے وہ یہ ہے کہ دجالوں کی پرفریب پوزیشن وعام کے سامنے ایی ایسی محیرالعقول جدیداورخودساختہ باتیں رکھنا ہے جنہیں سن کر یا تو قطعی طور پر ناواقفی کا اظہار کیا جائے گا کیونکہ ان کا وجود ہی انہی دجالوں کی ذہنی پیداوار کے قبیل سے ہے یا پھر حیرانی واستعجاب کی بہتات سے انسانی طبائع مختلف قسم کی پیچیدگیوں اور مخمصوں کا شکار ہو جائیں گی۔

اب ہم نے واقعات کی رو سے یہ ثابت کرنا ہے کہ حضور ﷺ کی فرمودہ صفات فی زمانہ کس ہستی کی پیشانی پر ایک چمکتا ہوا درخشاں نشان ہیں۔ مگر ہم صرف واقعات سے بحث کریں گے اور چند چیزیں ناظرین کے سامنے رکھیں گے۔ ہمارا مقصد خصوصیت سے کسی کا نام لینا نہیں۔ البتہ اگر ہماری تصریحات کسی خاص فرد پر منطبق ہوکر اسے خواہ مخواہ نشانہ بحث بنا دیں تو اس میں ہمارا کچھ دخل نہیں اس چیز کا فیصلہ کرنا کہ ان جملہ صفات دجل کے حامل کون ذات شریف ہیں، ناظرین کی فراست پر چھوڑا جاتا ہے۔

چلتے چلتے ایک اور بات کو تصریح سے عرض کردوں کہ حدیث مذکورۃ الصدر میں الفاظ یا تونکم من الا حادیث وارد ہیں احادیث سے مراد جیسا کہ اکثر محدثین بیان کرتے ہیں حضور ﷺ کے فرمودات ہیں مگر بعض محققین کا خیال ہے کہ یہاں لفظ حدیث محض فرمودات حضور ﷺ سے ہی مختص نہیں بلکہ اس میں عمومیت پائی جاتی ہے ہم دونوں باتوں کو درست سمجھ کر اس بحث میں دونوں طریق سے اتمام حجت کریں گے پس سنیئے!

حدیث نبوی میں دجل و تلبیس کا نمونہ:

۱۔ حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے وقت حج روکا جائے گا (اعجاز احمدی ص۲۔ ایام الصلح ص ۷۸۔ اربعین نمبر۳ ص ۱۵) (محض جھوٹ اور دجل ہے)

۲۔ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا امام ہوگا۔ (ضمیمہ نصرۃ الحق) (یہ بھی جھوٹ ہے)

۳۔ آنحضرت ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالی مجھے قبر میں میت نہیں رہنے دے گا، بلکہ زندہ کر کے اپنی طرف اٹھالے گا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۲۴۹)

کہیے ناظرین! یہ بات بھی آپ نے کبھی مصنف ازالہ اوہام سے پہلے کسی اور کی زبان سے سنی تھی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ لم تسمعوا انتم و لا آباء کم۔

۴۔ حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے وقت عورتوں کو بھی الہام ہوں گے اور بچے بھی نبوت کریں گے۔ (ضرورۃ الامام۔ص ۵)

یہ حدیث بھی کم از کم آج تک کتب حدیث سے نہیں مل سکی۔ ممکن ہے یہ کمی آئندہ کسی زمانہ میں صاحب موصوف کے حواریین کے ہاتھوں پوری ہوجائے۔

حضرات: یہ ہیں وہ احادیث جو نہ مسلم نے نہ ہمارے آباء نے سنیں۔ پس:

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

دجل و تلبیس کا عام مظاہرہ:

مدعی نبوت (مرزا غلام احمد قادیانی) لکھتا ہے:

۱۔ میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہوگا اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی نہیں دکھائے گویا خدا خود زمین پر اتر آئے گا (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۵۴)

ناظرین! دیکھیے وہی انداز تقریر ہے جو تماشہ گر لوگ کرتب دکھلانے سے قبل دکھایا کرتے ہیں اس دل فریب بلکہ پرفریب گفتگو سے حدیث بالا کی صداقت کو ملاحظہ کیجئے

۲۔ میں نے سوتے میں اپنے کو اللہ دیکھ کر یقین کر لیا کہ میں واقعہ میں خدا ہوں پھر میں نے زمین و آسمان پیدا کئے اور آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۵۶۴)

۳۔ خدا میرے مسکن میں نازل ہوگا۔ (البشری۔ص ۵۶)

کیوں نہ ہو یا تیك من کل فج عمیق کی پیش گوئی ربنا عاج کے ہی تو راستوں کی خاک چھاننے سے پوری ہوگی

۴۔ میرے لڑکے نے ماں کے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کیں۔

(تریاق القلوب۔ ص ۴۱)

سوال یہ ہے کہ آپ نے وہ باتیں پیٹ پر کان رکھ کر سنیں؟

اچھا تو صاحبزادہ نے کیا کہا۔ خیر ہمیں کیا۔ کسی جگہ کان رکھ کر سنی ہوں ،ہمارا مقصد تو واضح ہے کہ یہ باتیں بالکل نئی ہیں اور ان کی ذات شریف کی پرفریب گفتگو دجالانہ چالیں حدیث بالا کی صداقت کو پکار پکار کر واضح کرتی ہیں کیونکہ حدیث میں دجال اور کذاب کی صفت یہ وارد ہے کہ

یا تو نکم من الا حادیث بما لم تسمعوا انتم و لا آباء کم

(یعنی دجال ایسی ایسی پرفریب گفتگو سے لوگوں کے متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالیں گے کہ لوگوں نے بلکہ سننے والوں کے باپ دادوں نے بھی اس قسم کی باتیں نہ سنی ہوں گی)

پس یہ باتیں ہم نے انہی ذات شریف سے سنی ہیں۔ اب اپنے ناظرین کو یہ تکلیف دوں گا کہ وہ اپنی فراست سے بتادیں کہ یہ ذات شریف کون بزرگ ہیں؟ تاکہ ان کی خدمت میں باقاعدہ یہ تحفہ عرض کیا جائے:

تو جہاں جا کے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۱۲ ذی الحج ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۱۹ ص ۷۔۸)

مرزا صاحب کی متحدیانہ پیش گوئی غلط ہوئی

(فی کل شیء له آیة تدل علی انه کاذب)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

حضرات! واقعات کسی کے ماتحت نہیں ہوتے کوئی آدمی چالاکی سے کتنی طمطراقی کرے واقعات پر اس کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ دنیا کی رفتار کی مثال ریل اور جہاز کی ہے۔ ریل میں بیٹھے ہوئے آدمی چاہے کتنی کوشش کریں کہ ریل ہمارے حکم کے

ماتحت ہو جائے مگر ریل ان کے ماتحت نہیں ہوگی بلکہ وہ ریل کے ماتحت رہیں گے۔ جہاں تک جائے گی ان کو لے جائے گی۔

مرزائی سپیکر، مناظر اور مصنف بڑی چالاکی سے زمانہ کو اپنے ماتحت کرنا چاہتے ہیں لیکن زمانہ کا اثر ایسا ہے کہ ان کی زبان سے بے ساختہ کبھی کبھار سچ نکل جاتا ہے مرزا صاحب نے ایک الہام یوں لکھا تھا: لا نبقی لك من المخز یا ت ذکراً اس الہام کا ترجمہ مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ میں یہ ہے:

> ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ (الوصیت ص۲)

اس کے علاوہ آپ نے دنیا کی ساری عمر سات ہزار سال بتا کر لکھا تھا:

> اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہو گی اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں روشنی مظفر اور منصور ہو جائے گی اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ (مقدمہ چشمہ مسیحی صفحہ ب)

ان دونوں عبارتوں کو دیکھ کر ہر انصاف پسند فیصلہ کرسکتا ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں ان کے لئے راستہ صاف ہو جانا چاہیے تھا۔ تمام ملک میں ان کی مخالفت مٹ جاتی ان کی فتح ونصرت کے نقارے بجتے چاروں طرف سے آواز آتی

نشهد ان الرسو ل القا دیا نی جر ی الله فی حلل الا نبیاء

(قادیانی اعتقاد کا مظہر یہ کلمہ ہے)۔

مگر واقعہ کیا ہے؟ مرزا صاحب کی زندگی کا خاتمہ جس رنگ میں ہوا تھا وہ تو لاہور میں دیکھنے والوں کو معلوم ہے کہ کسی قسم کی گندی چیز نہ تھی جو جنازہ پر نہ ڈالی گئی ہو۔ کوئی گندی گالی نہ تھی جو نہ دی گئی ہو (گو ہم اس قسم کی کاروائی کو ناپسند کرتے ہیں مگر واقعات ہماری مرضی کے تابع نہیں) جسے ان کے انتقال کے بعد آج تک ۲۷ سال ہو چکے ہیں۔

آج بھی کیا حال ہے۔ ہم اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ قادیان کے جلسہ لیگ میں ایک بڑے لیکچرار کی تقریر کے الفاظ پیش کرتے ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مرزائیہ پر ہنوز روز اول بلکہ اس سے بھی بدتر اس شعر کا مصداق ہے

سودا نہ نکل گھر سے کہ ہیں ڈھونڈتے تجھے
لڑکے پھرے ہیں پتھروں سے دامن بھرے ہوئے

وہ تقریر یہ ہے:

چودھویں صدی کے وسط آخر کے احمدی کی مظلومیت ایک خوں چکاں داستان، اور ایک درد انگیز کہانی ہے۔ قرون اولی کی تواریخ کی ورق گردانی اس حقیقت پر شاہد ہے کہ ترقی کرنے والی جماعت دنیا کی تاریخ کو بدل دینے والی قوم اپنے ابتدائی مراحل میں آرام و آسائش سکون اور طمانیت کی زندگی بسر نہیں کرتی بلکہ اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر باب صبر آزما حادثات کا مرقع ہوتا ہے۔ ظاہری آنکھیں اس مایوس کن نظارہ کو دیکھ کر یہ فیصلہ دے دیتی ہیں کہ اب اس قوم کی تباہی و بربادی لازمی اور اس کا خاتمہ یقینی ہے مگر یہ مصائب اور شدائد اہل بصیرت کی نظر میں عظیم الشان تغیرات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ یہ رنج و الم کی تاریکیاں ظلم و ستم کی آندھیاں دراصل تباہی و ہلاکت کی خبر دینے والی نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالی کے عظیم الشان فضلوں اور اس کی بے انتہا رحمتوں کے بادل ہوتے ہیں۔

اسی نوعیت کا یہ انقلابی دور ہے جس میں سے اس وقت جماعت احمدیہ گذر رہی ہے۔ بے شک اس وقت ہم پر ظلم کے بادل اُمڈ آئے ہیں افکار (تفکرات؟) و آلام کی تاریکیاں جمع ہیں۔ مگر ہمارے دلوں کے اندر وہ برقی طاقتیں مخفی اور وہ نورانی جلوے پنہاں ہیں جن کے ذریعے یہ سب بادل پھٹ جائیں گے اور فتح و نصرت کا سورج ہم پر طلوع ہو جائے گا۔ بے شک آج اس ظلم کی کیفیت ظالم کے ہاتھ اور دل پر اس کے اکثریت کے پندار کے باعث اثر انداز نہیں ہوتی مگر مظلوموں کے دلوں سے نکلی ہوئی آہیں عرش خداوندی کو ہلا کر چھوڑیں گی اور دنیا میں وہ تغیرات ضرور رونما ہوں گے جن کے متعلق آج سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا:

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(الفضل قادیان ۴ مارچ ۱۹۳۶ء ص ۳)

ناظرین کرام! کس قدر پر از غم داستان ہے جو اس قتباس میں سنائی گئی ہے واقعہ اس سے بھی زیادہ دل فگار ہے۔ باوجود اس کے ہم راستی سے کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو اپنے دعاوی میں کمزور ثابت ہوئے لیکن مرزائی لوگ محبت مرزا میں پختہ کار ہیں، کیونکہ ان کا دلی اعتقاد ہے

پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جا
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۱۹ ذی الحج ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۰ ص ۴۔۵)

آخری فیصلہ منظوم

مولوی عبدالعزیز قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

بعد تحمید خالق انسان
اور نعت رسول انس و جان
عرض کرتا ہے یہ عزیز فقیر
پیش صاحب دلاں روشن جان
کہ دعا کی تھی میرزا صاحب
کہ اے خدا بانی زمین و زماں
گر میں کاذب ہوں موت دے مجھ کو
رکھ ثناء اللہ کو با امن و اماں
گر وہ جھوٹا ہے موت دے اس کو
میں رہوں زندہ و خرم و شاداں
سال کے بعد مر گیا جھوٹا
قبر میں جا بسا وہ چھوڑ جہاں

اب ستائیس سال اس کو ہوئے
ہو گیا زیر خاک اس کا مکاں
میرزائیوں پہ شاق گذری موت
کھل بلی مچ گئی بہ مرزائیاں
جب گئے قادیاں خطوط الموت
میرزا کا ہوا جو کذب عیاں
بس اٹھا پھر اڈیٹر فاروق
نام قاسم علی مگر ناداں
اس کو اتنی سمجھ نہیں آئی
کیا کروں گا میں بحث و برہاں
بحث کے واسطے ہوا تیار
ہاتھ میں لے کے اپنا تیر و کماں
اس نے امرتسری کو للکارا
لودیانہ تھا جنگ کا میداں
بس ثناء اللہ آ گیا فوراً
کیا جھجکتا کبھی ہے شیر ژیاں
پونڈ تھے بیس رقم انعامی
جمع کی قاسمِ دلیر و جواں
گر ثناء اللہ غالب آ جائے
رقم سر پنچ اس کو دے گا وہاں
بس ثناء اللہ آ گیا غالب
رقم لے کر ہوا وطن کو رواں
میرزائی رہا وہاں مبہوت
اس ہزیمت سے ہو گیا حیراں

قادیان میں یہ جب خبر پہنچی
قادیان میں اٹھا تھا شور و فغاں
پھر کیا تھا شکست جب کھائی
فتح بعد از شکست کب آساں
گر کوئی کسر ہے ہزیمت میں
پھر وہی گوئے اور وہی میداں
قادیانی ہو یا ہو لاہوری
آؤ جلدی بہ حجت و برہاں
چاہو لاؤ خلیفہ جی کو تم
یا امیرِ محرف قرآن
اپنے گھر میں ہی کرکے وہ تحریف
خوش ہوا کون پوچھے اس کو وہاں
اس نے قرآن کو بگاڑا ہے
ہے مقلد وہ نیچری کا عیاں
لاؤ ان دونوں سے کسی کو تم
بحث کے واسطے بہ صدق بیاں
فیصلہ جب خدا نے آپ کیا
جو نہ مانے گا کب ہے وہ انساں
ڈرتے امرتسری سے مرزائی
آتے ہرگز نہیں سوئے میداں
ہے ثناء اللہ کی گرفت شدید
اس سے رہتے ہیں خائف و ترساں
فاتح قادیان لقب اس کو
ہے بلاشبہ شان کے شایاں

آپ زندہ تھے جب بڑے صاحب
اس زمانہ میں یہ کیا فرماں
کہ نہ آئے گا یہ ثناء اللہ
بہر تحقیق قادیان میں یہاں
جب یہ کی پیش گوئی مرزا نے
پہنچا یہ فاتح شتاب وہاں
پھر نہ نکلا مقابلہ کو وہ
تھا وہ ڈرپوک اور سست جہاں
پھر بلایا تھا اس کو مہر علی
بہر تفسیر پر نہ آیا وہاں
نام اس کا تو ہے جری اللہ
رکھ لیا اپنے گھر میں احمدیاں
پر نہ تھی اس میں جرأت و ہمت
بحث سے بھاگتا تھا یہ لسّاں
مدعی تھا دعاوی باطلہ کا
صدق کا ان میں کچھ نہ نام و نشاں
تھا کبھی بنتا وہ مثیل مسیح
تھا کبھی بنتا نوح صاحب طوفاں
تھا کبھی بنتا مرسل و مامور
تھا کبھی موسی کلیم آں یزداں
اور کبھی آدم و خلیل اللہ
اور موسی کلیم آں یزداں
اور کبھی احمد و محمد بھی
ایسے کلمات سے خدا کی اماں

ایسا بے ہودہ گو کہاں دیکھا
پھر یہ بنتا ہے مرسل یزداں
جیب میں میرے سو حسین کھے
کربلا میری سیر ہے ہر آں
اور حسینؓ سے میں بہتر ہوں
اس کے اس قول سے ہے کبر عیاں
کیا ہوئی کربلا یہ قادیاں بھی
جس میں آرام کے تھے سب ساماں
قورمہ اور پلاؤ روٹی بھی
روغن زرد و گوشت بریاں
اور بادام روغن و عنبر
اور مشک ختن بھی دیکھی وہاں
ہوتی تیار آپ کی خاطر
اک مفرح برائے قلب و جناں
اور بستر بھی آپ کا تھا نرم
جس پہ سوتے وہ خرم و شاداں
کیا یہ چیزیں وہاں (کربلا میں) مہیا تھیں
از برائے حسینؓ مرد جواں
کربلا میں حسین شہید ہوئے
آپ کی اپنے گھر میں نکلی جان
جنگ کے نام سے یہ ڈرتا تھا
پھر شہادت نصیب اس کو کہاں
اس لئے لکھ دیا جہاد حرام
پڑھ کے دیکھو الازالۃ الاوہام

ایک ہو کام جو ہے فرض عین
اس کو کہتا حرام ہے بے جاں
کیا خدا کے رسول ایسے تھے
جیسے یہ شخص ہے وہ ویسے تھے
فرض اللہ کو جو حرام کہے
وہ جہنم میں بس مدام رہے
عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے
کچھ ہوئے ہیں مرید بجاں
ان میں ہرگز نہیں سمجھ ذرا
بلکہ ان میں نہیں کچھ ایمان
اس کے پیرو ہوئے ہیں کچھ علماء
چار پائے بصورت انساں
ان کی عقلوں پہ ہیں پڑے پتھر
آگ لی مول چھوڑ کر کے جناں (جنت)
عاقبت ہو گئی خراب ان کی
ہائے افسوس ہے یہ سخت زیاں
ہو خموش اے عزیز تو کب تک
ان کو سمجھائے یہ نہیں انساں
ہے نہیں مطلقاً مجھے امید
توبہ کر کے جو ہوں یہ با ایماں
یہ تو سمجھائے بھی سمجھتے نہیں
ان کی گمراہی کا یہی ہے نشان
ان میں ہرگز نہیں ہے عقل و خرد
حمق ان میں ہے بے حد و پایاں

سچ کہا ہے خدا نے قرآن میں
ہو گئے بہرے یہ سنیں گے کہاں
مہر ان کے دلوں پہ لگ چکی ہے جب
اور آنکھوں پہ پردہء غشیاں
آؤ مرزائیو خدا سے ڈرو
ایک دن چھوڑ جاؤ گے یہ جہاں
موت کے جب فرشتے آئیں گے
اور کہیں گے نکالو اپنی جاں
تم اکڑتے زمیں میں تھے ناحق
اور خدا پر تھے باندھتے بہتاں
ہے بلا شک یہ فرقہ بہتانی
میں یہ کہتا ہوں سچ علی الاعلان
کیونکہ خود اس کا پیشوا بھی تھا
کاذب و مفتری علی الرحمٰن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۲۶ ذی الحج ۱۳۵۴ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۱ ص ۴ تا ۶)

انعام ثالث کے پاس جمع کراؤ

(قادیانی اخبار فاروق کو جواب)

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار لکھتے ہیں:

جب سے لدھیانہ میں استاذی المکرّم مولانا ثناءاللہ فاتح قادیان نے منشی قاسم علی اڈیٹر فاروق سے مبلغ تین صد روپیہ بطور مال غنیمت وصول کیا ہے قادیانی امت چوکنی ہوگئی ہے۔ اب اول تو انعامی رقم کا اعلان ہی نہیں کرتے، اگر بھولے بھٹکے کردیں، تو ایسے انداز میں کرتے ہیں کی انعامی رقم کی ادائیگی کی نوبت ہی نہ آئے۔

مگر ہمیں چونکہ مال غنیمت کھانے کا چسکا پڑ چکا ہے لہٰذا ہم ہر وقت تاک

میں رہتے ہیں کہ جب بھی موقع ملے حتی الوسع حاصل کرنے کی سعی کریں السعی منی و الا تما م من الله ۔

چنا نچہ آج سے قبل جوں ہی اڈیٹر فاروق نے کوئی انعامی مضمون شائع کیا ہم نے مطلع ہوتے ہی سب سے اول اس پر لبیک کہا۔ مگر خدا جانے ہماری آواز ہے یا آسمانی کڑک، جسے سنتے ہی احمدی لوگ آیہ کریمہ

یجعلو ن ا صا بعهم فی آ ذا نهم من الصواعق حذ ر المو ت

کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ

و الله محیط بالکا فر ین یکاد البر ق یخطف ابصا ر هم

پچھلے دنوں اخبار فاروق قادیان ۷ جولائی ۱۹۳۵ء میں اعلان ہوا کہ اگر تم تحریر مرزا غلام احمد سے ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کی موت قبل از وفات مرزا قادیانی کے الفاظ دکھا دو، تو ہم ۲۵ روپیہ انعام دیں گے۔

جب ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں مطالبہ کیا کہ، انعام جمع کراؤ، تو یوں خاموش ہو گئے جیسے سانپ سونگھ گیا۔ آہ:

کیونکر ہمیں باور ہو کہ ایفا ہی کریں گے
کیا وعدہ انہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

اب پھر فاروق ۷ مارچ ۱۹۳۶ء میں انعامی اعلان ہوا ہے کہ:

مولوی ثناء اللہ نے تعلیمات مرزا طبع دوم کے صفحہ ۳ پر اور عبداللہ معمار نے محمدیہ پاکٹ بک کے صفحہ ۸۱ پر۔ حکیم محمد علی نے، سودائے مرزا، کے صفحہ ۱۷ پر حضرت مسیح موعود ... کی طرف آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۴۷ کی عبارت کا حسب ذیل ترجمہ منسوب کیا ہے:

میرے منکر مسلمان حرامزادے ہیں اور تمام مسلمانوں نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کو مانا مگر کنجریوں کی اولاد نے نہیں مانا۔

اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے کہ: میری طرف سے آپ صاحبان کو کھلا چیلنج ہے کہ آپ حضرت ... کی کتابوں کے علاوہ احمدیہ لٹریچر سے مذکورہ بالا ترجمہ دکھا دیں تو آپ کو مبلغ ۲۵ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا اور اگر آپ نہ دکھا

سکیں اور انشاء اللہ اگر تمہارے چھوتے بڑے زندہ مردہ سب مل کر بھی زور لگائیں تو ہرگز نہ دکھا سکو گے تو میری طرف سے یہ انعام بھی میرے مضمون کو پڑھتے وقت اپنے اپنے گلے میں لٹکا لینا:

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

جواب: محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۸۱ پر یہ الفاظ جنہیں... ہماری طرف منسوب کیا گیا ہے مسطور و مرقوم نہیں ہیں۔ اگر آپ دکھا دیں تو ۲۵ روپئے انعام۔

شاید تم لوگ یہ عذر کرو جیسا کہ تمہاری مستمرہ عادت ہے کہ حوالہ لکھنے میں کا تب سے غلطی ہوگئی، تو اچھا ساری محمدیہ پاکٹ بک سے یہ الفاظ بحیثیت مضموعی دکھا دو۔ انعام برقرار۔ اسی پر بس نہیں اور سنو! کہ سودائے مرزا صفحہ ۱۷ و تعلیمات مرزا طبع دوم صفحہ ۳ سے بھی اگر آپ لوگ یہ تمام الفاظ دکھا دیں تو انعام تمہارے باپ دادا کا ہوا۔

اگر کہا جائے کہ ہم نے ہر سہ کتب کے جملہ الفاظ کو ایک عبارت بنا دیا ہے تو بھی یہ غلط ہے کیونکہ تحریر کے الفاظ: قبول کیا، ،میری دعوت کو مانا،، ہماری تینوں کتابوں میں موجود نہیں۔

آخری جواب تمہارا یہی ہوگا کہ ہماری پیش کردہ عبارت کا کچھ حصہ روایت بالمعنی کے طور پر ہے، جواباً تحریر ہے کہ پھر کیا باعث ہے کہ خود تو آپ صاحبان روایت بالمعنی کو جائز رکھتے ہیں مگر کوئی اور شخص ایسا کرے تو اس کو برا بھلا کہہ کر کوستے ہو۔

ملاحظہ ہو ہم نے محمدیہ پاکٹ بک حاشیہ صفحہ ۵۸ پر بطور روایت بالمعنی لکھا کہ:

ڈاکٹر عبدالحکیم (پٹیالوی) نے پیش گوئی کی تھی کہ مرزا میری زندگی میں مرے گا اسکے بالمقابل مرزا نے پیش گوئی کی کہ عبدالحکیم میرے روبرو تباہ ہو..الخ

اس پر اخبار فاروق نے ہمیں چیلنج دے دیا کہ اگر آپ مذکورہ بالا حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر سے دکھا دیں تو ۲۵ روپئہ انعام (فاروق ۷ جولائی ۱۹۳۵ء)

دیکھئے! ہم سے الفاظ دکھانے کا مطالبہ ہو رہا ہے۔

احمدیو! کہو یہ کون دھرم ہے

آمدم برسر مطلب۔ مضمون بالا سے عیاں ہے کہ روایت بالمعنی مرزائیوں

کے ہاں بھی مستعمل و مروج ہے ولہذا ہم علی الاعلان پکار کر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے مخالفوں کو بدکار خراب فاحشہ بازاری عورتوں (کنجریوں) کی اولاد لکھا ہے اور یہ بھی انہوں نے پیش گوئی کی تھی کہ ڈاکٹر عبدالحکیم میرے روبرو تباہ ہوگا۔ پس فاروق کے نامہ نگار میں اگر کچھ بھی دیانت و امانت موجود ہے تو وہ اپنے سابقہ و موجودہ چیلنج کی رقوم کسی مسلمہ فریقین امین کے پاس جمع کرا کر اسی کی ثالثی میں ہم سے ہمارے دعاوی کا ثبوت لے لے۔ اور اگر اب بھی اس نے ستدھی راہ کو اختیار نہ کیا تو نہ صرف دنیا جان لے گی کہ آپ لوگ کج رو ہیں بلکہ خود تمہارا ضمیر بھی گواہی دے گا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ فتویٰ واقعی صحیح ہے کہ:

حرام زادہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ سیدھی راہ کو اختیار نہ کرے۔

(انوار الاسلام ص ۳۰)

احمدی دوستو! کیا اب بھی تم کہو گے کہ عیسائیوں کا یہ شعر غلط ہے:

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۷ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۳ محرم ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۲ ص ۵۔۶)

وجدانیات فی مدح المسیح القادیان

غضب کا اہل فن تھا قادیانیت کا بانی بھی
کہ پچھلی امتوں کو جس کی ذریت نے شرمایا
ید طولی تھا حاصل اس کو تاویل و تناقض میں
فضائے افتراء میں اس کا پرچم خوب لہرایا
کئے قول خدا میں جا بجا رد و بدل اس نے
مقالات عرب کو ہم سر الہام ٹھہرایا

تبائن کر دیا قرآن میں پیدا معاذ اللہ
کتاب اللہ میں گویا تصرف اپنا دکھلایا
جسارت دیکھ کر تحریف میں یہ کہنا پڑتا ہے
بلند اس کا فن تلبیس میں تھا بالیقین پایا
بجائے حضرت روح الامین کے ٹیچی ٹیچی کو
کہیں سے وحی احلامات کا پروانہ دلوایا
احادیث نبی صل علی کو کس دلیری سے
ہمیشہ اپنے مزعومات باطل سے پرکھوایا
یہ تھے الہا م اس کے اور یہ تھی کائنا ت ان کی
مگر اس پر بھی لاکھو ں عقل کے پتلوں کو بہکایا
کیا دق عالمان دین پیغمبر کو خوب اس نے
علی الرغم حقائق نقش باطل خوب چمکایا
خدا، ابن خدا، ظل نبی اور گوپیو ں والا
پلٹ دی اس نئی منطق نے استدلال کی کایا
وہ الہامات گو نا گو ں وہ تاویلات بو قلموں
غلام احمد ، بروز احمد مختار ، کہلایا
تھا ڈیلفک طر ز انشا میں رو کچھ ایسا کما ل اس کو
عدالت سے بھی سکہ اپنی اس خوبی کا منوایا
بھلا اعجاز سے کم ہے کچھ ایسی سخت جا نی بھی
جی سلطان القلم ، ہر جنگ سے جیتا نکل آیا
کسی دشمن نے مرنے کی جہاں اس نے تحدی کی
مدار اپنی صداقت کا اسی دعوی کو ٹھہرایا
خدا نے بس ہمیشہ ڈھیل دے دی مرنے وا لے کو
جہاں کو ، سنت اللہ ، کا نہفتہ راز سمجھایا

ثنا ء اللہ نے جب حضرت اقدس پہ یورش کی
اور اس کی زد سے بچ جا نا بہت مشکل نظر آ یا
تو کس انداز سے خم ٹھونک کے واں ڈٹ گئے حضرت
دلائل کے مقابل بد دعا کا زور دکھلایا
اثر میں ڈوب کر نکلی دعائے مستجاب ان کی
قبولیت کا سکہ مر کے کل دنیا سے منوایا
تقاضائے حمیت تھا یہی ہم تو سمجھتے ہیں
کہ مرنا بھی انہیں اپنی دعا ہی پسند آیا
ہوئے ہیں سرخ رو دونو جہاں میں احمدی کیا کیا
کہ مر جانا بھی اعجاز مسیحائی نکل آیا
ثناء اللہ جیتا بچ گیا اور چل بسے حضرت
خدا نے مدعی کا فیصلہ منظور فرمایا
(وجدانی یکم مارچ ۱۹۳۶ء)

(ڈیلفک ۔ مبہم ذو معنی ۔ کتاب البریہ فیصلہ انگریزی بمقدمہ ڈاکٹر مارٹن کلارک)۔

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۷ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۳ محرم ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۲ ص ۶)

خلیفہ قادیان اور جریدہ احسان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ فرماتے ہیں:

مریدوں کی تقویت ایمانی کے لئے پیر لوگ ہمیشہ سے اپنی کرامتیں بتاتے آئے ہیں ۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ اسی اصول سے خلیفہ قادیان (محمود احمد) نے کہہ دیا کہ ہماری دعائیں ایسی مستجاب ہیں کہ حبشہ اور اطالیہ کی جنگ میں ہماری دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔ مریدوں نے سن کر سبحان اللہ اور آمنا وصدقنا کہا ۔ اس سے کسی کا کیا حرج ہوا ۔ ہم تو ان کو یہاں تک کہنے کا حق دیتے ہیں کہ لوہے کا ڈوبنا اور بھس کا تیرنا بھی ہماری دعا کا نتیجہ ہے ۔ مگر اخبار احسان لاہور نے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کو مورد عتاب

کرنے کے لئے لکھا ہے کہ

یورپ کے مدبرین تو جنگ حبشہ کے اسباب تلاش کرنے میں دماغ سوزی کررہے ہیں حالانکہ اس کا باعث خلیفہ قادیانی ہے (احسان ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء)

احسان، اگر ہمارے پیش کردہ اصول پر غور کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ خلیفہ قادیان اپنے سابق بزرگوں کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اہل حدیث بھی اگر احسان کی طرح ظاہر بینی کرے تو کہہ سکتا ہے کہ اس جنگ حبشہ کے بانی دراصل مرزا غلام احمد قادیانی ہیں کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے ایک دفعہ دنیا کے واقعات لکھ کر دستخط کرانے کی غرض سے مرقومہ مسل کو خدا کے سامنے پیش کیا۔ اس نے دستخط کرنے کو سرخ سیاہی کا قلم ہاتھ میں لے کر چھڑکا (تریاق القلوب)

مرزا صاحب متوفی نے چونکہ سارے واقعات دنیا اس مسل میں درج کئے تھے۔ جنگ حبشہ تو بڑا واقعہ ہے یہ تو اس میں بطریق اولی درج ہوا ہوگا۔ پس جنگ حبشہ یا اس کے بعد جتنی جنگیں ہونگی ان سب کے باعث دراصل مرزا قادیانی ہیں۔

احسان اگر خلیفہ قادیانی کو محض دعا کی وجہ سے باعث جنگ کہتا ہے جب باریک نظر سے دیکھے گا تو اس جنگ اور اس سے پہلی جنگ عظیم اور بعد کی ساری جنگوں کا باعث مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو قرار دے گا

نگاہ نکلی نہ دل کی چور زلف عنبریں نکلی
ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۷ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۳ محرم ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۲ ص ۱۵۔۱۶)

قادیانیوں کا فرار

جناب صوفی حق نواز ولد پیر باغ علی چشتی تحصیل فاضلکا لکھتے ہیں:

ہمارے قریب ہیڈ سلیمان پر ہیڈ جمعدار مولوی محمد خان اور موضع جمال کوٹ لوئر مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر مولوی علی محمد صاحب وغیرہ نے قادیانی پارٹی کے مبلغ بن کر ہمارے گردونواح اور خاص کر ہیڈ سلیمان پر بے علم لوگوں میں تبلیغ مرزائیت شروع

کررکھی تھی۔آخرتنگ آکران کے ساتھ تاریخ مناظرہ مقررکرنی پڑی۔

مولوی محمد خان اور مولوی علی محمد مبلغین قادیان نے ہمارے ساتھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۶ء کی تاریخ مناظرہ مقرر کی۔کہ تین بجے مسئلہ صدق وکذب مرزا پر بحث ہوگی۔ فریقین میں سے جو وقت مقررہ پر حاضر نہ ہوا وہ فریق جھوٹا ثابت ہوگا۔ چنانچہ ہماری طرف سے مولوی محمد صدیق کیلوی مہتمم وصدر مدرس مدرسہ دارالاسلام صدیقیہ مقام مولیوالی ۱۱ مارچ ۱۹۳۶ء کومیدان مناظرہ میں تشریف فرما ہوگئے۔

وقت مقررہ پر مرزائی مبلغین نے میدان مناظرہ میں کھڑے ہوکر اعلان کر دیا کہ ہم مرزا صاحب کے صدق وکذب پر بحث کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ ہم تو صرف حیات وممات مسیح پر بحث کریں گے۔

جب ہمارے فاضل موصوف نے ان کے صاف انکار کرنے پر مسئلہ حیات مسیح پر بھی للکارا تو اس وقت تمام مرزائی لومڑی کی طرح دم دبا کر میدان مناظرہ سے بھاگ گئے۔ قل جاء الحق و زھق البا طل ان البا طل کا ن ز ھو قاً

لوگوں کا کافی ہجوم تھا۔سب نے تسلیم کرلیا کہ مرزا صاحب اپنے دعوی میں جھوٹے تھے۔مولانا موصوف کی تقریر کا بہت عمدہ اثر ہوا۔الحمدللہ۔

ہم ناظرین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ کوفرقہ باطلہ مرزائیہ کے مقابلہ کا موقع ملے تو دفتر داالسلام صدیقیہ مقام مولیوالی ڈاک خانک جنڈ ولہ بیمے شاہ تحصیل فاضلکا ضلع فیروز پور سے مولوی صاحب موصوف کوطلب کریں۔

(ہفت روزہ اہلحدیث ۲۷ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۳ محرم ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۲ ص ۱۴)

کیا گورنمنٹ واقعی مفلوج ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مولوی عطاءاللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور نے گورنمنٹ کو اس وجہ سے مفلوج لکھا کہ باوجودیکہ قادیان میں خلاف قانون واقعات ہوتے ہیں مگر گورنمنٹ ان پر مواخذہ نہیں کرتی۔لطف یہ ہے کہ دوسری جانب

الفضل میں لکھا ہے :

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس بانی ہیں ان کو تحریر و تقریر میں دن رات گالیاں دی جاتی ہیں مگر گورنمنٹ ایسی مفلوج ہو چکی ہے کہ اس خباثت کا سد باب کرنے سے بالکل قاصر ہے۔

(الفضل قادیان ۳۔ اپریل ۱۹۳۶ء ص ۳)۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں: ہم تو یہ لفظ (مفلوج) گورنمنٹ کے حق میں کسی کے قلم سے بھی سننا صحیح نہیں جانتے۔ لیکن افسوس ہے گورنمنٹ اپنی ذات سے اس الزام کو دفع نہیں کرتی۔ نہ مسٹر کھوسلہ کے عدالتی فیصلے کا عمل دفعیہ کرتی ہے نہ قادیانیوں کے الزام سے اپنی صفائی کرتی ہے جس سے تیسرے فریق کو شک ہوتا ہے کہ واقعی گورنمنٹ مفلوج ہو گی۔

۔ مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ تو عدالتی ہے جس کی وجوہات انہوں نے خود لکھی ہیں۔ ہاں قادیانیوں کا الزام بے شک وزن دار ہے۔ مقدس لوگوں کو برا کہا جائے تو گورنمنٹ کی قوت مواخذہ ضرور بالفعل متحرک ہونی چاہیے۔ اس لئے ہم قادیانیوں کے لگائے ہوئے الزام کو اٹھانے کی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں۔ اس کے متعلق گورنمنٹ پر سب کچھ واضح ہے۔ ہم صرف اتنا کہنے پر کفایت کرتے ہیں کہ اس وقت ہمارے سامنے دو مسیح دنیا میں نظر آتے ہیں ایک مسیح ناصری ؑ دوسرے مسیح قادیانی۔

قادیانی گروہ کو دوسرے مسیح کے حق میں جوش ہے تو مسیحیوں کو مسیح ناصری کی وجہ سے رنج ہے جن کے حق میں قادیانی لٹریچر میں یہ الفاظ ملتے ہیں :

یسوع مسیح، کھاؤ پیؤ، متکبر، خودغرض، نہ زاہد نہ عابد، شرب خور، زنا کار عورتوں کا یار، جس کی تین نانیاں اور دادیاں حرامکار عورتیں تھیں وغیرہ (مکتوبات ج ۳)

اس کی تفصیل کے لئے ہماری دو کتابیں ملاحظہ ہوں ۔ ۱ ۔ ہندوستان کے دو ریفارمر ۔۲۔ تعلیمات مرزا

ان واقعات کی روشنی میں گورنمنٹ کو چاہیے کہ اپنی مفلوجیت کا الزام دور کرے۔ ورنہ اس کے قائم رہتے ہوئے ہندوستان کی آئندہ تاریخ میں ان برے الفاظ کا لکھا جانا اچھا نہیں کہ : خلیفہ قادیان گورنمنٹ سے شاکی ہیں۔

خلیفہ قادیان نے آج سے پہلے بھی کئی مرتبہ گورنمنٹ کی ناقدردانی کی شکائت کی ہے۔ آخری شکایت وہ ہے جو الفضل ۴۔ اپریل کے ذریعہ ہم نے سنی جس میں خلیفہ صاحب قادیان کے ایسے درد بھرے الفاظ درج ہیں کہ سننے والا گورنمنٹ سے بدگمان ہو جائے چنانچہ لکھا ہے:

کوئی جماعت من حیث الجماعت انگریزوں کیساتھ نہ تھی۔ ایسے خطرے کے وقت جب اپنے اور پرائے سب گھبرا رہے تھے، سوائے جماعت احمدیہ کے اور کون سی جماعت تھی جس نے من حیث الجماعت انگریزوں کا ساتھ دیا... مگر نہ حکومت نے ہماری قدر کی، نہ قوم (مسلمانوں) نے ہماری قدر کی۔

(الفضل قادیان ۴۔ اپریل ۱۹۳۶ء)

مولانا ثناءاللہ امرتسری فرماتے ہیں: مسلمانوں کی جتنی شکایت بھی آپ کریں بجا ہے۔ واقعی انہوں نے آپ کی بلکہ آپ کے والد بزرگوار کی بھی کوئی قدر نہ کی، حالانکہ آپ کے والد بزرگوار نے اور ان کے بعد آپ نے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ایک بڑے بوجھ سے سبکدوش کر دیا۔ یعنی جہاد جیسا مشکل حکم منسوخ کر کے مسلمانوں کو آرام کی نیند سونے کا موقع دیا۔ البتہ انگریزی حکومت کی بابت آپ کی شکایت کو پبلک بے جا جانتی ہے۔ کیونکہ آپ کی خدمات کے صلے میں حکومت نے آپ کی جماعت کو بڑے بڑے رتبے دیئے۔ ملازمتوں میں کافی آسامیاں دیں۔ خاص کر پولیٹکل صیغے میں تو گویا آپ ہی آپ ہیں۔ ہاں آپکو ذاتی حیثیت میں کوئی خطاب یا جاگیر نہ بخشی سو اس کی تلافی کے لئے ہم بھی سفارش کرتے ہیں کہ طرح رادھا سوامیوں کے گورو، صاحب جی، کو سر کا خطاب دیا ہے آپ کو بھی سر بنا دے۔ گو ایک طرح سے آپ سر بنے ہوئے ہیں۔ ناظرین! خلیفہ صاحب گورنمنٹ پر اپنی خدمات کا احسان جتاتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے دل میں کہتی ہوگی کہ ہم نے تم کو زندہ رکھا

دراصل یہ گلہ اور شکایت ان دونوں فریقوں کی راز و نیاز کی باتیں ہیں

میان عاشق و معشوق رمزے است
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم مئی ص ۱۹۳۶ء ص ۶، ۷)

مرزا صاحب (مسیح موعود) کا کار عظیم

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ نوٹ معمولی نہیں بلکہ احمدیت اور محمدیت میں جہاں اور کئی ایک امور فیصلہ کن ہیں یہ بھی ایک بڑا فیصلہ کن ہے۔ اس کے محرک مولوی محمد علی صاحب لاہوری ہوئے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف نے مرزا غلام احمد صاحب کا ایک بڑا بے نظیر کام بتایا ہے جسے بخیال خود اتنا عظیم الشان قرار دیا ہے کہ سلف سے خلف تک کسی (سے ہوا) ہی نہیں۔ اس لئے ہم اس کام کی (وضاحت).. کرتے ہیں۔

بغرض اختصار ناظرین خصوصاً طلباء عربیہ کی تفہیم کے لئے بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے وہ کام کیا ہے جس کی بابت اہل منطق کا قول ہے: لا حجر فی التصور۔ اس مثال کو یاد رکھ کر مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا وہ مضمون انہی کے الفاظ میں پڑھیئے۔

اس مضمون میں جتنی مرتبہ (خیال) کا لفظ آیا ہے ہم نے اسے قوسین میں ڈال دیا ہے، اس سے ہماری کچھ غرض ہے ناظرین اس بات کو معمولی نہ سمجھیں بلکہ وہ کسی ضروری چیز پر اعلام ہے۔ بہرحال مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کارنامہ

حضرت مسیح موعود کے عظیم الشان کاموں میں سے ایک کام یہ ہے کہ آپ نے اس پردہ کو اٹھا دیا جو هو الذی ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله پر پڑا ہوا تھا۔ انبیاء علیهم السلام اگر ایک (خیال) کو لاتے ہیں تو مجددین اس خیال کو از سر نو زندہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ پر یہ وحی کی تھی کہ دین اسلام کو دنیا میں غالب کرے گا۔ یہ (خیال) مسلمانوں کے دلوں سے آہستہ آہستہ بالکل محو ہوتا

جارہا تھا امام زمان کا ہی یہ کام تھا کہ اس (خیال) کو از سر نو زندہ کیا بلکہ یہ بتا دیا کہ یہی وقت اس غلبہ کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت دیوانہ وار اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی ساری قوت صرف کر رہی ہے۔ یہ آیت جو بطور وحی رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی، حضرت مسیح موعود کو بھی الہام ہوئی اور اس کی غرض یہ تھی کہ اس (خیال) کو از سر نو زندہ کیا جائے۔ اگر غور کرو تو کوئی اور شخص اس زمانے میں ایسا نظر نہیں آتا جس نے اس (خیال) کو اس مضبوطی کے ساتھ دلوں میں پیدا کر دیا ہو۔ آیت قرآنی موجود تھی مسلمانوں کو اس پر ایمان بھی تھا لیکن آنکھوں پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا اس پردے کو امام نے اٹھا دیا اور دلوں پر ایک زنگ لگ گیا تھا اس کو آپ نے دور کر دیا۔ ایسے ہی اور بھی (خیالات) ہیں جن کو حضرت مسیح موعود نے زندہ کیا۔ یہ سب باتیں قرآن کریم میں موجود تھیں لیکن کسی کا خیال ان کی طرف نہ جاتا تھا۔ افسوس ہے کہ جس شخص نے ان پاکیزہ خیالات کو از سر نو زندہ کیا اس کے مجدد ہونے سے انکار کیا جاتا ہے۔ تم اور کسی آدمی کا نام لو جس نے اسلام کے لئے اس زمانہ میں اس قدر عظیم الشان کام کیا ہو جسکو خدا کی طرف سے ایسی روشنی ملی ہو۔ (پیغام صلح لاہور ۲۷۔ اپریل ۱۹۳۶ء ص ۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین کرام! اس عبارت کو بغور دیکھئے اس میں کتنی مرتبہ (خیال) کا لفظ لائے ہیں اس کے بعد اس امر پر غور کریں کہ خیال کیا چیز ہے وہی جس کو اہل منطق، تصور، سے موسوم کرتے ہیں۔ پس مولوی محمد علی صاحب کی اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو تصور دلایا ہے کہ دین اسلام غلبہ پانے کے لئے آیا ہے۔ یہ کام ایسا ہے کہ کسی نے آج تک نہیں کیا۔ ہمیں اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں کہ کسی نے یہ کام کیا یا نہیں۔ ہم صرف یہ دکھاتے ہیں کہ مرزا صاحب کی بابت جو مولوی محمد علی صاحب نے دعویٰ کیا ہے، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی ایسا کہتے تھے یا مولوی صاحب ہی کی ایجاد ہے۔

کچھ شک نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اس کام کو محض خیال کے درجہ

میں نہیں چھوڑا بلکہ تصدیق تک پہنچایا ہے۔ ہم حسب عادت اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ مرزا صاحب قادیانی ہی کے الفاظ میں بتاتے ہیں پس ناظرین غور سے سنیں۔ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸،۴۹۹)

یہ بات یادرکھنے کے قابل ہے کہ یہ عبارت اس زمانہ کی ہے جسوقت مرزا صاحب کا دعوی مسیح موعود ہونے کا نہ تھا۔ جب آپ نے خود مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تو اپنے کام کی مزید توضیح اور تشریح فرمادی جو قابل دید وشنید ہے چنانچہ فرمایا:

آنخضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنخضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں، زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے، اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنخضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے هو الذی

ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله
یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔یعنی ایک عالم گیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اسلئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالم گیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ (چشمہ معرفت۔ص ۸۲۔۸۳)

ناظرین کرام! للہ غور فرمایئے کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود کی علامتِ صدق محض، خیالی غلبہ، قرار دیا ہے یا واقعی غلبہ اسلام کو اس کا نشان بتایا ہے۔ چشمہ معرفت کی عبارت کو مکرر پڑھیئے ..کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود کا کام بقول مولوی محمد علی غلبہ کا محض خیال بتایا ہے یا مسیح کو اسلام کے غالب کر دینے کا ذمہ دار بتلایا ہے۔مگر عبارت مذکورہ اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی عملاً غلبہ پالینے کی تصدیق کرتے اور کراتے ہیں۔

ایک مثال: ایک بزرگ شیخ چلی نامی گذرے ہیں۔انہوں نے اپنے نکاح پر اپنے دوستوں کو دعوت ولیمہ دینے کا وعدہ کیا رات کو نکاح کی بابت سوچتے رہے دماغ میں سامان نکاح اور سامان دعوت خوب تیار کرتے رہے۔صبح مدعو دوستوں کو دعوت ولیمہ میں بلا کر کھانا چنا دیا۔

دوستوں نے دریافت کیا کہ نکاح پر کیا خرچ آیا؟ کہاں ہوا؟ رشتہ کیسا ہے؟ جواب میں کہنے لگے خرچ کچھ بھی نہیں ہوا۔نہ کہیں آنا جانا پڑا۔رات بھر اسی ادھیڑ بن میں رہا، یہاں تک کہ نکاح بھی ہو گیا۔لطف یہ ہے کہ کسی نکاح خوان (قاضی) کی بھی حاجت نہ پڑی۔نکاح ہو کر دلہن بھی آ گئی۔مگر ایسی طرح آئی جس طرح شاعر کی محبوبہ جیل میں اسکے پاس پہنچ جاتی تھی جس کا حال وہ خود بیان کرتا ہے

عجبت لمسراها و انی تخلصت
لدی و باب السجن دونی مغلق

ناظرین کرام! مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے مسیح موعود (مرزا قادیانی)

کا ایک بڑا کارنامہ محض خیال بتایا ہے جو شیخ چلی کے نکاح سے زیادہ نہیں۔

حق یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف ایسا کہنے میں معذور بلکہ مجبور ہیں کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے جس غلبہ کا حتمی وعدہ کیا تھا وہ تو ہوا نہیں۔ اسلام کے غلبہ کی بجائے دن بدن کفر کا غلبہ ہو رہا ہے جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا) کی امت کا اکثر حصہ بقول مولوی محمد علی صاحب لاہوری، بوجہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی ماننے کے دین اسلام سے پھر گیا۔

خود قادیان اور لاہور بھی کفر کی نجاست سے پاک صاف نہ ہوئے۔

مرزا صاحب کی اول مخاطب قوم عیسائی ہے کیونکہ مسیح موعود کا لقب ہی یہ چاہتا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ زمانہ تصنیف براہین احمدیہ میں مسیحی مردم شماری پانچ لاکھ تھی۔ تازہ مردم شماری میں عیسائی ۶۸ لاکھ سے زیادہ ہیں (مسیحی جنتری)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! عیسائی قوم وہ ہے جن کو مسیح موعود (مرزا) نے خنزیر کہہ کر مسیح موعود کے ہاتھ سے مقتول بتایا ہوا ہے آج وہ تعداد میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اس تعدادی ترقی میں (بقول مرزا) خنزیروں کو بھی مات کر دیا، جب واقعات یہ ہیں کہ مرزا صاحب کے مواعید محبوبہ سعاد کے مواعید سے بھی سبقت لے گئے جن کے حق میں کہا گیا ہے:

ما مواعیدھا الا الا باطیل

مولوی محمد علی صاحب لاہوری چونکہ مرزا غلام احمد صاحب کے بہت پرانے دلدادہ ہیں اس لئے ان سے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ وہ مجدد اعظم مسیح موعود سے علیحدگی اختیار کر لیں اسلئے انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کی تصدیق کو تصور بنا کر عظیم کارنامے کی شکل میں دکھایا۔ جسکی بابت بہت عرصہ پہلے کیا گیا:

این کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید و گفت باراں شد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۹ ص ۵-۷)

براہین معماریہ بجواب دلائل مرزائیہ

جناب منشی محمد عبداللہ معمارؒ امرتسری لکھتے ہیں:

میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کوئی خدا کو ماننے والا قرآن شریف پر یقین رکھنے والا انسان کیونکر مذہبی معاملات میں عمداً! غلط روی کو پسند کرسکتا ہے سوائے اس کے کہ ایسا شخص اسی گروہ کا فرد اعلی ہو جس کے متعلق شہادت الٰہی موجود ہے۔

و اللہ یشھد ان المنافقین لکا ذبو ن

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت پر جن پر از دجل و تلبیس دلائل باطلہ سے تمسک کیا ہے صدہا نہیں ہزارہا دفعہ علماء اسلام کی طرف سے ان دلائل کا باطل و بے ہودہ ہونا واضح وعیاں کیا گیا ایمان داری کا تقاضا یہ تھا کہ یا تو مرزائی اصحاب علماء اسلام کے جوابات کا ضعف ثابت کرتے یا مرزا غلام احمد قادیانی کو مفتری علی اللہ تسلیم کرتے مگر کس قدر افسوس کی جگہ ہے مرزائی اصحاب انہی (دلائل)....کو تحریروں، تقریروں مناظروں مباحثوں میں دوہرا کر عوام کو خدائے قدوس، معبود برحق کے مبارک ومقدس آستانہ سے ہٹا کر جھوٹے بت کی پرستش کروا رہے ہیں

انا للہ و انا الیہ را جعو ن۔

صدق اللہ تعالی: واشر بوا فی قلو بھم العجل بکفر ھم ..الآ یہ

مرزائیو! اللہ سے ڈرو اور مخلوق کو یوں دھوکہ مت دو۔ اٹھو اگر تم میں رائی کا ہزارواں حصہ بھی علم موجود ہے تو ہمارے جوابات کا غلط ہونا بدلائل صحیحہ ثابت کرو یا بت پرستی سے توبہ کرو

دلائل مرزائیہ:

جب کبھی دنیا ضلالت وگمراہی میں مبتلا ہو جاتی ہے تو خدا تعالی اس کی اصلاح کے لئے نبی مبعوث فرماتا ہے۔ چودھویں صدی میں آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق شیطان نے اپنا پورا زورصرف کر کے مسلمانوں

کے کثیر حصہ اپنے تصرف میں لے لیا (چودھویں صدی میں مسلمانوں پر شیطانی تسلط اور آمد مسیح موعود کی بشارت آنخضرت ﷺ کی کس حدیث میں ہے؟ معمار) .... عین ضرورت کے وقت خدا تعالی کا فرستادہ مسیح موعود...قادیان میں مبعوث ہوا ۔اس نے للکار کر کہا کہ میں ہی وہ مسیح اور مہدی ہوں جس کے نبی اللہ ہونے اور چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہونے کی بشارت آنخضرت ﷺ نے دی تھی۔ (الفضل قادیان ۱۶۔اپریل ۱۹۳۶ء ص ۵)

الجواب: انبیاء کرام کی بعثت کے دو ہی مقصد ہوتے ہیں خالق کے حقوق کا اظہار مخلوق کے حقوق کی تعیین سابقہ انبیاء محدود خطوں مخصوص اقوام معدود اور وقتی فرائض و احکام کے حامل و پیغام رسان ہو کر تشریف فرما ہوئے لہذا لازمی تھا کہ ہر نئی گمراہی کے انسداد، ہر نئی ضرورت کے متمم احکام کے لئے بعثت انبیاء کا سلسلہ جاری رہتا۔، بخلاف اس کے بقول مرزا صاحب قادیانی:

قرآن شریف کے لئے اب یہ ضرورت در پیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی آوے کیونکہ کمال کے بعد کوئی اور درجہ باقی نہیں رہا۔ ہاں اگر فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصولِ حقہ قرآن شریف وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائیں... یا اس کے ساتھ...کروڑ ہا مسلمان...شرک ... اختیار کر لیں گے تو بے شک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہو گا مگر دونوں قسم کے فرض محال ہیں۔قرآن شریف ..کا محرف ہونا...محال ...اور مسلمانوں کا پھر شرک اختیار کرنا... ممتنعات میں سے ہے ...(جب یہ صورت ہے) تو نئی شریعت اور نئے الہام (نبوت) کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ آنخضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔ (براہین احمدیہ ص ۱۱۰۔۱۱۱ حاشیہ)

یہ تو ہوا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا جواب جو آدھا سچ اور آدھا سفید جھوٹ ہے۔اب سنو ہمارا جواب۔

ہم کہہ آئے ہیں کہ انبیاء کرام حقوق اللہ وحقوق العباد کی تعلیم کے لئے مرسل

ہوتے ہیں چونکہ قرآن مجید اس بارے میں کامل واکمل کتاب ہے جس کا محفوظ رہنا موعود خداوندی ہے ولہذا اب کسی جدید رسول کا آنا فضول و بے فائدہ ہے خواہ ساری دنیا مرزائیوں کی طرح بت پرست ہو جائے۔ باقی رہی با وجود اتمام حقوق کے رحمت الٰہی سو اس کے لئے آیۂ کریمہ:

کنتم خیر امۃ ا خت جت للنا س تا مرو ن بالمعرو ف و تنھون عن المنکر

شاہد عادل ہے۔ فلہ الحمد۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی قائل ہے:

اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ.. اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ ا لا اللہ کہنے والے موجود ہیں

(نور القرآن نمبر ص ۷ حاشیہ)

مختصر یہ کہ فلا حا جۃ لنا الی نبی بعد محمد ﷺ (حمامۃ البشریٰ ص ۴۹)

پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ جونہی کسی شخص کا دعویٰ نبوت سنے بلا پس و پیش مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ قول ہر نماز کے بعد بطور وظیفہ پڑھا کرے کہ:

ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور آنخضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت کے نہیں بلکہ وحی ولایت کے ہم قائل ہیں۔

(اشتہار مرزا۔ تبلیغ رسالت ص ۶ ص ۲)

اور اگر کوئی مرزائی یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرے کہ مذکورہ بالا اقوال ہمارے حضرت کے اسوقت کے ہیں جب کہ آپ نے ابھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا لہذا وہ سب اجتہادی اغلاط پر مبنی ہیں تو جواب میں یہ کہا جائے کہ مرزا خود لکھتا ہے کہ میں براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت بھی نبی تھا (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۱)۔ اور نبی اپنی نبوت کے سمجھنے میں کسی حالت میں بھی غلطی نہیں کرسکتا۔ (اعجاز احمدی ص ۲۵۔۲۶)

اس پر مزید تائید یہ کہ بقول مرزا انبیاء کے اقوال وافعال وحرکات وسکنات ، خیال واجتہادات وغیرہ سب کے سب وحی الٰہی ہوتے ہیں۔ (ریویو ۱۹۰۲ء ص ۷۰ تا ۷۲)

پس مرزائیوں کا عذر سراسر جھوٹا اور مرزا غلام احمد ہر حالت میں کاذب ہے:

رسول قادیانی کی رسالت
ضلالت ہے ضلالت ہے ضلالت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۲۹ ص ۷-۸)

جہاد منسوخ؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۳۔ اپریل میں ایک نوٹ نکلا تھا جس میں مرزا غلام احمد صاحب متوفی کا فتوی درج ہوا تھا کہ دینی جہاد میرے (مسیح موعود) کے آنے سے منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ آپ کی عبارت میں سے ایک شعر یہ ہے:

اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑ ویہ ص ۲۶ تقطیع کلاں)

ہم نے اس نوٹ میں اپنا عقیدہ ان لفظوں میں لکھا تھا کہ:

اسلام میں جہاد کا حکم غیر منسوخ اور دائمی ہے جب کبھی اس کی شرط پائی جائیں فرض واجب ہو جاتا ہے۔

اس فقرے کو قادیانی اخبار الفضل نے سخت غلط سمجھ کر اپنے علم کا اظہار کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مولوی صاحب کے نزدیک بھی جہاد کے لئے بعض شرائط ہیں اگر وہ شرائط پائی جائیں تو جہاد فرض ہوتا ہے۔ مگر تعجب ہے شروط کے پائے جانے کا خود ہی ذکر کر دینے کے باوجود وہ ایسے جہاد کو دائمی قرار دیتے ہیں حالانکہ جب کسی زمانہ میں بوجہ شرائط کی عدم موجودگی کے جہاد جائز نہ ہو تو لازماً اس وقت جہاد التواء میں رہے گا پھر جس چیز میں التواء واقعہ ہو جائے اسے دائمی قرار دینا مدیر اہل حدیث کو ہی زیب دے سکتا ہے

(الفضل قادیان ۱۵۔اپریل ۱۹۳۶ءص ۳)

قادیان میں یوں تو بہت سے لوگوں کو مولوی فاضل لکھا جاتا ہے مگر جب ان کی لیاقت جانچی جاتی ہے تو ایک پرانا واقعہ صحیح ثابت ہوتا ہے جو یہ ہے:

جن دنوں ہمارے جلسے قادیان میں ہوا کرتے تھے میں نے میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو معرفت حاجی عبدالکریم صاحب لاہوری پیغام بھیجا تھا کہ میں آپ کے علماء کو یک جا ملنا چاہتا ہوں۔انہوں نے حکم دیا تھا کہ ہاں مل سکتے ہیں۔

چنانچہ ایک کمرے میں سب جمع ہوئے۔میرے سہ صدی دوست منشی قاسم علی صاحب تعارف کراتے ہوئے کہتے جاتے تھے۔یہ صاحب مولوی فاضل ہیں، یہ بھی مولوی فاضل ہیں، یہ بھی مولوی فاضل ہیں وغیرہ۔آپ بھی مولوی فاضل ہیں، تو یہ بھی مولوی فاضل ہیں۔جب ان کے ساتھ مجھے بھی ملا کر عزت بخشی گئی تو میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا:

شیر قالین دگر است شیر نیستاں دگر است

آج ہم اپنے اس مقولہ کا ثبوت دیتے ہیں، ہمارا بیان (اہل علم غور فرمائیں)

قضیہ عرفیہ عامہ ہے جس میں علی الدوام بالشرط حکم ہوتا ہے۔عرفیہ عامہ میں عدم شرط کے وقت اگر حکم نہ ہو تو عرفیہ عامہ کے صدق میں کلام نہیں ہوتا۔اس کی مثال سنئیے:

بالدوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتباً بالکل صحیح ہے

ایک اور واضح مثال بھی سنئیے:

ہر مرزائی جب تک مرزائی ہے، قبول حق سے منہ پھیر جاتا ہے۔

ان دونوں قضیوں (فقروں) میں عدم شرط کے وقت عدم حکم کا قائل ہونا ہی غلط نہیں بلکہ ضروری ہے۔

یہ تو قادیانی علم کلام کی مثال اور ہمارے مقولہ کی تصدیق ہے اصل جواب اور تفصیل مسئلہ میں اس سے بھی زیادہ کمال دکھایا ہے چنانچہ مجیب لکھتا ہے:

> قرآن شریف یونہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا بلکہ صرف ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کے بندوں کو اس پر ایمان لانے اور اسکے دین میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور اس بات سے کہ وہ خدا

تعالیٰ کے حکموں پر کار بند ہوں گے اور اس کی عبادت کریں اور ان لوگوں سے لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں سے اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق خدا کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں۔ (حوالہ مذکور)

آپ کا یہ فقرہ تسلیم کر کے ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ مرقومہ عبارت میں جس جہاد کی مرزا صاحب نے اجازت دی ہے یہ دینی جہاد ہے یا دنیاوی۔ جواب میں یقیناً شق اول ہوگی۔ یعنی دینی۔ کیونکہ جو امر قرآن کے ارشاد سے بتایا جائے اس کے دینی حکم ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ پس قضیہ کا عقد الوضع متحقق ہوگیا۔ اب مطلع صاف ہے کہ مرزا صاحب نے جس جہاد کو منسوخ اور ممنوع ہونے کا حکم دیا وہ دینی جہاد ہے اور دینی جہاد وہی ہے جو بوقت ضرورت قرآن شریف نے جاری کیا ہے پس قادیان کے مولوی فاضلو! اگر تم لوگ صحیح معنی میں مولوی فاضل ہو تو غور سے سنو:

بوقت ضرورت جہاد کرنا دینی جہاد ہے (صغریٰ)

ہر دینی جہاد اب ممنوع اور منسوخ ہے (کبریٰ)

صغریٰ کا ثبوت مرزا صاحب قادیانی کی مرقومہ عبارت ہے کبریٰ کا ثبوت مرزا صاحب کا یہ شعر ہے جو مجیب نے خود ہی لکھا ہے:

اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

نتیجہ صاف اور عیاں ہے کہ بموجودگی شرائط بوقت ضرورت جس جہاد کی اجازت قرآن شریف نے دی تھی وہ اب منسوخ ہے۔

احمدی ممبرو! دینی جہاد کی حقیقت سمجھ لو۔ سمجھنے کے بغیر جلدی نہ کرنا ورنہ غلطی کھاؤ گے۔ ہم پھر بتاتے ہیں کہ بقول مرزا صاح اور بقول تمہارے: دینی جہاد وہ ہے جو شرائط کی موجودگی میں ہو۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بحیثیت مسیح موعود اس کو منسوخ قرار دیا ہے پس نتیجہ صاف ہے کہ قرآنی جہاد مرزا صاحب قادیانی نے منسوخ کر دیا ہے

کیونکہ عرفیہ عامہ کی نقیض حینیہ مطلقہ ہوتی ہے۔ فافہم

مجیب نے مرزا صاحب قادیانی کا ایک اور شعر نقل کیا ہے جو ہر طرح سے قابل تحسین ہے۔ وہ یہ ہے

کیوں چھوڑتے ہو لوگو! نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

ہم اس شعر کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو ! نبی کے قرآن کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس شطان کو

(شطان مخفف از شیطان۔ ثنا)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۰ ص ۴۔۵)

بڑے مرزا جی کا عرس

بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے اعلان کے مطابق بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء فوت ہو گئے جسے آج پورے اٹھائیس سال ہو گئے ہیں اس لئے ہم وہ اشتہار سارے کا سارا ناظرین تک پہنچاتے ہیں تاکہ مرزا صاحب کی یاد تازہ ہو۔ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

یستنبئونك احق هو ۔ قل ای و ربی انه لحق ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ

یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر

صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: حضرات! اس آخری فیصلہ پر مرات کرات بحث مباحثہ ہوا کتابیں لکھی گئیں اس لئے آج ہم نہایت اختصار کے ساتھ فریق ثانی کے دو مسلّمہ گواہ پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں:

ا۔ بڑے معتبر گواہ مرزا صاحب مدعی کے صاحبزادہ میاں محمود احمد ہیں۔ اس بارے میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

> جب حضرت اقدس (مرزا) نے ثناء اللہ کی نسبت دعا کی اور خدا تعالی نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ ایک وعید کی پیش گوئی ہوگئی۔
>
> (مقولہ میاں محمود۔ رسالہ تشحیذ الاذہان جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۹)

یہ تو ہوئے جمہوری خلافت مرزائیہ کے گدی نشین۔

۲۔ دوسرے گواہ اقلیت کے امیر مولوی محمد علی صاحب لاہوری ہیں آپ کا بیان بھی قابل قدر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

> ہم تو اس بات کو اب بھی مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی اس (ثناء اللہ) کے حق میں منظور ہوئی اور وہ اس کا نتیجہ بھی انشاء اللہ دیکھ لے گا۔
>
> (مقولہ محمد علی۔ ریویو آف ریلی جنز قادیان جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۹۸)

ناظرین کرام! ان دونوں صاحبوں نے تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب متوفی کی مشتہرہ عبارت کا مطلب واقعی دعاء موت ہے بلکہ خلیفہ قادیان تو دعا کو مزید قوت

دے کر خدائی قبولیت حاصل کرا کر مولوی ثناء اللہ کی موت کی پیش گوئی قرار دے چکے ہیں جو اخبار بدر ۲۵ مئی ۱۹۰۷ء سے بالکل مطابق ہے۔

خود اصل مدعی کا اعلان ہی صاف عبارت میں اپنا مدعا بتانے کے واسطے کافی ہے۔ اس پر یہ دو معتبر گواہ سونے پر سہاگہ کا کام دے گئے حضرت یوسف کے معاملہ میں مدعیہ کے خاندان کا ایک ہی گواہ کافی ہوا تھا یہاں تو بقاعدہ نصاب شرعی دو معتبر گواہ موجود ہیں کیا اب بھی آخری فیصلہ کی صداقت میں شک ہے اور یہ کہنا غلط ہے:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(نوٹ۔ جہاں مرزائیوں کی شورش ہو وہاں کے احباب اس مضمون کو چھپوا کر شائع کر سکتے ہیں۔)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۰ ص ۶۔۷)

کامیاب مناظرہ

سکرٹری صاحب انجمن اہل حدیث کوٹلی ضلع میرپور اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۸۔ ۲۹ مارچ کو اہل اسلام اور مرزائیوں میں حیات مسیح، ختم نبوت، اور صداقت مرزا پر شاندار مناظرہ ہوا۔ اہل حق کو فتح مبین اور فرقہ باطلہ کو شکست فاش ہوئی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۰ ص ۱۴)

چیستان مرزا

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

مرزائی مذہب ہر حیثیت میں مجموعہ عجائبات ہے۔ بانی سلسلہ کی جسمانی حالت عجیب، کہیں درد گردہ، ذیابیطس دوران سر کا عارضہ تو کہیں امراض مزمنہ کمزوری نے گھیر رکھا ہے۔ ایک طرف ہسٹیریا جیسی نامراد مرض نے لاچار کر رکھا ہے، تو دوسری طرف مرض مراق نے زندگی سے بیزار کر رکھا ہے۔ دعاوی کی اس قدر بھرمار ہے کہ گنتے گنتے انگلیاں بھی تھرا جائیں۔ دلائل اس سے بھی عجیب بلکہ اعجب العجباء۔ مثلاً ایک دلیل آپ نے یہ پیش کی ہے:

میں نبیوں کے مقرر کردہ ہزار میں ظاہر ہوا ہوں اور اگر اور کوئی بھی دلیل نہ ہوتی تو یہی... کافی تھی ...اس کو ردّ کیا جائے تو خدا تعالی کی تمام کتابیں باطل ہیں۔ (رسالہ عجائبات مرزا، از ثناء اللہ۔ ص ۱۳ بحوالہ لیکچر سیالکوٹ۔ص ۸)

ملاحظہ ہو کس قدر زور دار دلیل ہے۔ مگر جب ان ، خدا کی تمام، کتابوں کا حوالہ طلب کیا جائے تو سوائے ایک آیت کے ایک بھی حوالہ نہ ملے کہ

انما یفتری الکذ ب ا لذین لا یؤمنو ن بآ یات اللہ

انہی وجوہات کی بنا پر مولانا ثناء اللہ امرتسری نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ قادیانی راست گوؤں سے گفتگو کرتے وقت کتب سابقہ، قرآن و حدیث کے حوالہ جات تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے، بلکہ کلام مرزا سے ہی عجیب سی جدید تحریر پیش کی جائے جس سے نہ صرف مدمقابل مبہوت ہو کر رہ جائے، خود اس کلام کے متکلم حضرت سلطان القلم کی صحت بھی مشکوک ہو جائے۔

تازہ مثال سنیئے : یکم مارچ ۱۹۳۶ء کو شہر میرٹھ میں مولانا ثناء اللہ صاحب کا جماعت مرزائیہ سے ایک چھوٹا سا مناظرہ ہوا۔ مگر اسکا اثر و نتیجہ نہایت عمدہ نکلا۔

مرزائی مناظر نے اگرچہ بہت ہاتھ پاؤں مارے، مگر پنجہ شیر سے رہائی نہ ملتی دیکھ کر یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ :

میں نے آج سے پہلے کبھی اس مسئلہ پر غور نہیں کیا اب بوعدہ تدبر معافی چاہتا ہوں۔

اگرچہ ہم نے بابو عمر الدین شملوی کو پکا مرزائی سمجھتے ہوئے گمان کیا تھا کہ آپ کا یہ وعدہ ایسا ہی وفا ہوگا جیسا کہ ان کے پیشوا نے براہین احمدیہ کتاب کی قیمت پیشگی دینے والوں سے کیا تھا ما مواعید ھا ا لا الا با طیل ۔ مگر مقام مسرت ہے کہ موصوف نے باوجود مولانا ثناء اللہ کو: متفنی، مکار، کور باطن ، کہہ کر نیز تحریری جواب میں بسعی تمام تلبیس سے کام لے کر اپنی مرزائیت کو نمایاں کر دینے کے بھی اس خصوص میں مرزائیت کا پختہ اسوہ حسنہ ملحوظ نہیں رکھا۔ جزاہ اللہ ، بہرحال ہم احمدی صاحب کی محنت کو مشکور جانتے ہوئے انہی کے الفاظ میں بالاختصار مناظرہ میرٹھ کی روداد اور اس کا جواب درج ذیل کرتے ہوئے صاحب موصوف کی اصلاح

کی کوشش کریں گے۔ و باللہ التوفیق

ملاحظہ ہو بابو عمرالدین صاحب راقم ہیں:

میرٹھ میں یکم مارچ ۱۹۳۶ء کو موی ثناء اللہ صاحب اور خاکسار کا مظاہرہ صداقت مسیح موعود پر ہوا.. مولوی ثناء اللہ ...مناظروں میں کسی ایسی متشابہ بات کو لے بیٹھتے ہیں جس سے وہ فتنہ پیدا کرسکیں ...وہ مکاروں کی طرح کوشش کرتے ہیں...

مولوی صاحب نے تمام دلائل کو چھوڑ کر ایک چیستاں ہمارے سامنے رکھ دیا (مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ) مرزا صاحب لکھتے ہیں:

میری پیدائش اس وقت ہوئی جب (حضرت آدم سے لیکر) چھ ہزار (برس گزر نے) میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵ طبع اول صفحہ ۱۵۴ طبع سوم۔

دوسری طرف مرزا صاحب مارچ ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں:

اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے۔ چشمہ مسیحی مقدمہ صفحہ ب۔

پہلی عبارت کو دوسری عبارت سے ملا کر پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مارچ ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کی عمر ابھی گیارہ سال بھی نہیں ہوئی تھی۔

(مولانا ثناء اللہ کے مذکورہ اعتراض کو نقل کر کے عمرالدین صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ)

اس چیستان کا حل یہ ہے کہ تحفہ گولڑویہ میں جہاں چھٹے ہزار سے گیارہ برس رہتے اپنی پیدائش لکھی ہے وہ قمری حساب کی رو سے ہے، اور جہاں چشمہ مسیحی میں لکھا ہے کہ ابھی چھٹا ہزار ختم نہیں ہوا، وہاں شمسی حساب ہے۔

قمری سال ۳۵۵ دنوں کا ہوتا ہے اور شمسی ۳۶۵ دنوں کا قمری سال پہلے ختم ہو جاتا ہے شمسی بعد میں۔

چھ ہزار برس قمری جہاں ختم ہوتے ہیں وہاں شمسی چھ ہزار کے ختم ہونے میں قریباً ایک سو پینسٹھ سال باقی ہوتے ہیں۔

پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا قمری اور شمسی فرق کو مدنظر نہ رکھنا ان کے زیغ قلب کا نتیجہ ہے۔

لطف یہ کہ جس حاشیہ سے آپ (ثناءاللہ) استدلال کر رہے ہیں وہیں آگے (مرزاکے) یہ الفاظ موجود ہیں ؛

مدت ہوئی ہزار ششم گذر گیا اب قریباً پچاسواں سال اس پر زیادہ جا رہا ہے اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے۔

اب اس حساب سے حضرت (مرزا) کی عمر اس وقت جب کہ (تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۲ء میں) اوپر کی عبارت لکھی جا رہی تھی ۶۱ برس تھی۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ کا ایچا پیچی سے تمسخر اڑانا ان کے اپنے ہی کور باطن کا ثبوت۔

(مرزا کے) یہ الفاظ مدت ہوئی ہزار ششم گزر گیا بحساب قمری ہیں اس لئے چشمہ مسیحی میں جو بعد کی کتاب ہے یہ لکھنا کہ اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش ے آخر ہر ہے ضرور یہ بحساب شمسی ہیں اوراس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ چشمہ مسیحی عیسائیوں کے مقابل لکھی گئی ہے اور عیسائیوں کا حساب شمسی ہے اور تحفہ گولڑویہ میں سے جو حاشیہ کی عبارت زیر بحث ہے اس کے متن میں یہ مذکور ہے کہ نصاری کا حساب شمسی ہے۔ (اخبار پیغام صلح لاہور۔ ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء)

منشی معمار صاحب لکھتے ہیں: ناظرین کرام! مولوی عمرالدین کے مضمون میں اگرچہ جابجا اغلاط واسقام موجود ہیں جیسا کہ ان کا بتقلید مرزا شمسی وقمری کا فرق ۱۶۵ سال کا بتانا حالانکہ ۱۶۹ سال کے قریب ہے یا بحوالہ قول مرزا مندرجہ تحفہ گولڑویہ عیسائیوں کا حساب شمسی لکھنا حالانکہ تحفہ گولڑویہ میں شمسی قمری بائیبل کے تین علیحدہ علیحدہ حساب مرقوم ہیں اور عیسائیوں کا حساب تواریخ بائیبل پر مبنی لکھا ہے مگر ہم ان غلطیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے مولوی صاحب کو جاہل وغیرہ کہنے سے پرہیز کرتے ہیں ممکن ہے سبقت قلم ہو اور سہو نظر ہو۔

دلیل اول کے متعلق گذارش ہے کہ محض اس بنا پر کہ مرزا صاحب قادیانی نے تحفہ گولڑویہ کے ایک مقام پر ہزار ششم کو ۵۰ سال پہلے ختم ہو چکا ہوا لکھا ہے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس کے بعد پھر ہزار ششم کو جاری ماننا ضرور کسی اور حساب (شمسی وغیرہ) کی بنا پر ہے۔ یہ حسن ظنی تو کہلا سکتی ہے دلیل نہیں۔

دلیل تو وہ ہوتی ہے جس کے مقدمات ایسے یقینی الثبوت ہوں جو فریقین کو

ماننے پڑیں۔ (قول مرزا قادیانی۔ درشحنہ حق۔ ص ۱۰۱)

مولوی صاحب! اگر آپ کی پیش کردہ تحریر میں ہزار ششم کو ۵۰ سال قبل مختتم لکھا ہے تو اسی تحفہ گولڑویہ کی مندرجہ ذیل عبارت میں اسی قمری ہزار ششم کو ۱۹۰۲ء کے زمانہ میں جاری لکھا ہے:

قرآن شریف کی سورہ عصر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ حضرت آدم سے ہزار ششم پر واقع ہے یعنی آدم کی پیدائش سے یہ چھٹا ہزار جاتا ہے۔

(رسالہ عجائبات مرزا بحوالہ تحفہ گولڑویہ۔ ص ۹۱ طبع اول۔ طبع دوم ص ۱۴۹)

مولوی عمرالدین! کیا کہتے ہو:

الغرض احمدی مجیب کا جواب غلط ہے البتہ اگر وہ منشی قاسم علی اڈیٹر فارق کی وساطت سے حسب سنت سابقہ زیادہ نہیں تو ایک آدھ پاؤنڈ ہمیں انعام بھجوائیں تو جواب ہم سے سیکھ لیں، وھو ہذا:

حضرت مرزا صاحب نے نسیم دعوت میں خود لکھا ہے کہ میرا حافظہ ٹھیک نہیں۔ اسی طرح ان کا فرمان موجود ہے کہ مجھے مراق کا مرض ہے ..پس یہ اختلاف باعث استبعاد نہ ہونا چاہیے۔

مولوی صاحب! اگر آپ یہ جواب دیں اور یقیناً صحیح یہی ہے تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس پر سکوت اختیار کر کے شعر مرزا: ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد، کی تصدیق کر دیں گے۔

دوسری دلیل میں بھی وہی نقص ہے جو ہم پہلے عرض کر آئے ہیں یعنی قیاس کو دلیل بنانا قادیانی علم کلام تو بے شک ہے مگر داناؤں کے نزدیک کوڑی کے کام نہیں۔

ہاں صاحب ہم مانتے ہیں کہ چشمہ مسیحی عیسائیوں کے رد میں لکھا گیا ہے مگر اس کا کیا علاج کہ آپ کی بدقسمتی سے آپ کی مستدلہ عبارت چشمہ مسیحی کے مقدمہ میں درج ہے جس کے مخاطب عیسائی نہیں مسلمان ہیں چنانچہ لکھا ہے:

نادان مولویوں نے ہمیں کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا جس میں عیسائیت کے مکروفریب کچھ کام کرتے تھے اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش

سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہو گی اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں روشنی مظفر و منصور ہو جائے گی اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔(مقدمہ چشمہ مسیحی صفحہ الف، ب)

مولوی صاحب! غور فرمائیے کہ یہاں ایک تو مسلمان مخاطب ہیں، دوم یہ الفاظ پیش گوئی پر مبنی ہیں۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہیں کہ پیش گوئی خدائی الہام سے کی جاتی ہے جو یقیناً قمری حساب پر مبنی ہوتی ہے :

خدا نے حساب قمری رکھا ہے۔

(قول مرزا قادیانی مندرجہ عجائبات مرزا بحوالہ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۵)

سوم یہ کہ اس جگہ ہزار ششم کی علامت وہی لکھی ہے جو تحفہ گولڑ ویہ میں درج ہے۔ یعنی وہ چھٹا ہزار جس میں الٰہی سلسلہ کی تکمیل شیطان کی شکست مقدر ہے۔ ملاحظہ ہو تحفہ گولڑ ویہ طبع دوم، ص ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷ وغیرہ

پس ہر طرح ظاہر باہر عیاں ہے کہ ہر دو کتب میں قمری ششم ہزار مراد ہے۔ مولوی صاحب: اگر اب بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۱ ص ۴-۶)

(مزید یہ کہ اگر بقول عمر الدین تحفہ گولڑ ویہ کے وقت یعنی ۱۹۰۲ء میں مرزا کی عمر ۶۲ سال ہے تو پھر چھ سال بعد ان کی عمر بوقت وفات ۶۸ سال ہو گی جس سے ان کی عمر والی الہامی پیش گوئی غلط ہو جاتی ہے۔ بہاء)

مسیح موعود نمبر پر ایک نظر۔ ا

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

صداقت بن نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کبھی خوشبو نہ آئے گی محض کاغذ کے پھولوں سے

مجھے ایک احمدی دوست نے اخبار پیغام صلح لاہور ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء کا مسیح موعود نمبر عنایت کیا۔ اس پرچہ کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احمدی فرقہ کے اہل قلم یا تو بوجہ عقاید و تعلیمات مرزا پر کامل عبور نہ ہونے کے بھاری غلط فہمی میں مبتلا ہو کر

مرزائیت کا شکار ہو چکے ہیں یا عمداً خاص اغراض کے ماتحت ان لوگوں نے مخلوق خدا کو بت پرست بنانے پر کمر باندھ رکھی ہے۔

زیر نظر اخبار میں بسعی تمام ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی معصوم عن المعاصی خوش خلق مہمان نواز بے نظیر صاحب علم، کامیاب و بامراد جرنیل تھے۔ آپ نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا، نہ جہاد کو منسوخ ٹھہرایا، اور نہ اپنے مخالفین پر تکفیر کی شمشیر چلائی ہے۔ آپ کے وجود سے اسلام کا بول بالا ہوا ہے وغیرہ لہذا آپ ہی مسیح موعود ہیں۔

مجمل جواب:

میں کہتا ہوں کہ اول تو مضامین مذکورہ صداقت سے کوسوں دور ہیں۔ بفرض محال ایسا بھی ہو، تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوگا کہ آپ مسیح موعود ہیں۔

صدہا، ہزارہا نہیں، لکھوکھا ایسے مسلمان دنیا میں ہوئے جنہوں نے جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ نہ مسلمانوں کی گردن پر تکفیر کی کند چھری چلائی، نہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ تمام عمر پرستش الٰہ و خدمت اسلام میں بسر کی۔ اول درجہ کے خوش خلق مہمان نواز معاملہ فہم مخالفین اسلام کے مقابلہ پر سینہ سپر ہوکر اپنی جانوں تک کو قربان کر دینے والے وہ بھی یہ کہتے ہوئے کہ:

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جیسا کہ صحابہ کرام، آئمہ مجتہدین آئمہ حدیث وتفسیر مجددین امت رضوان اللہ علیھم اجمعین، کیا یہ سب مسیح موعود تھے۔ انصاف والا نصاف خیر الاوصاف

نبی کریم ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کا نام، ان کی والدہ کا نام، ان کا حسب ونسب، حلیہ منصب عمر دعوت غرض آمد، جائے نزول، جائے دفن وغیرہ کھلے اور واضح الفاظ میں بیان فرما دیئے۔ اور تمام مسلمانوں کا ایمان ہے اور حق وصحیح ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ ناطق بالوحی معلم قرآن، مفسر تعلیمات اسلام، صادق اصدق، صدیق نبی تھے۔ آپ کی ہر بات کھلی ہوتی تھی۔ آپ لوگوں کو پہیلیاں نہ بجھوایا کرتے

تھے بلکہ حسب فرمان قرآن لتبین للناس ما نزّل عام فہم تعلیم دیا کرتے تھے

پھر کس قدر حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ آج مسلمانوں کا ایک گروہ حضور ﷺ کے فرمانات متعلقہ علامات مسیح موعود کو پس پشت ڈال کر غلط تاویلوں کی آڑ میں دھوکہ دہی کر رہا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آہ:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چونکہ نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی علامات مرزا میں پائی نہیں گئیں، اس لئے مرزا کو مسیح موعود تسلیم کرنا اس شخص کی غلطی و جہالت سے بدترین اور خطرناک غلطی ہے جب کہ اس کے بھائی نے خط میں لکھا تھا کہ میرا ایک دوست کام سے رخصت لے کر میرے پاس سے ہندوستان آرہا ہے۔ اس کا نام فضل دین بن عمر دین، وہ ملک گجرات کا رہنے والا، لمبے قد کا، تیس سالہ، گندمی رنگ، سیاہ بال، خوش رو، راجپوت نوجوان ہے۔ اس کے ساتھ میرے اہل وعیال کو بھیج دینا۔

یہ خط پا کر مرسل الیہ چشم براہ ہے۔

ادھر ایک بنارسی بھلے مانس کو بھی اس خط وکتابت کی اطلاع پہنچ گئی وہ مرسل الیہ کی مشہور سادہ لوحی سے فائدہ اٹھانے کو اسکے مکان پر جا پہنچا اور کہا کہ مجھے تمہارے بھائی نے بھیجا ہے۔ اپنی بھاوجہ کو میرے ساتھ روانہ کردو۔

مرسل الیہ پہلے تو اس کا ٹھنگنا قد، سفید بال، سیاہ رنگ، قبیح صورت، ستر سالہ عمر، دیکھ کر ہی ہکا بکا رہ گیا۔

مزید رفع شک کیلئے اس نے اس کا نام ونسب پوچھا تو بنارسی صاحب نے بکمال طلاقت لسانی جواب دیا کہ مابدولت کا نام کریم بخش والد کا نام رحیم بخش قوم بافندہ ساکن کان پور۔

اب تو مرسل الیہ اور بھی حیران وپریشان ہوا کہ: یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟

آخر تنگ آکر کہا کہ تم میں تو ایک نشانی بھی موجود نہیں جو میرے بھائی نے آنے والے کی بتائی ہے۔

بنارسی صاحب نے جواب دیا کہ تم بھی تو نرے گاؤدی ہو۔ ارے اس

ہیر پھیر سے مطلب تمہارے بھائی کا یہ تھا کہ وہ تمہاری زیرکی و دانائی کی آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ بھلا اگر میں ہی وہ شخص نہیں ہوں تو لازم تھا کہ وہ دوسرا شخص جس کے تم منتظر ہو تمہارے پاس پہنچتا۔ مگر یاد رکھو کہ میرے سوا کوئی دوسرا نہ آئے گا۔ خواہ تم سو سال تک انتظار کرتے رہو۔ بھائی ایسے معاملات میں ہمیشہ راز داری برتی جاتی ہے۔

سنو! فضل دین سے مراد کریم بخش، عمر دین سے مراد رحیم بخش ملک گجرات سے مراد کان پور لمبے قد سے ٹھگنا قد تیس سالہ نوجوان سے ستر سالہ بوڑھا، خوش رو سے قبیح صورت، گندمی رنگ سے سیاہ رنگ، سیاہ بالوں سے سفید مو، راجپوت سے بافندہ مراد ہے۔ اگر اب بھی تم نے اپنے بھائی کے خط کی تعمیل نہ کی تو میں سمجھ لوں گا تمہاری نیت خراب ہے۔ تمہارا بھائی الگ غضب ناک ہوگا۔

یہ سن کر مرسل الیہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ سوچا اس قدر دانا اور عمر رسیدہ انسان ممکن نہیں کہ جھوٹ بولے۔ پھر دیکھو تو کیسے کیسے معارف اس نے بیان کئے ہیں۔ سچ ہے میں تو نرا جنگلی ہوں۔ میری کیا مجال کہ ان راز کی باتوں کی تہ تک پہنچ جاتا۔ یہ سمجھ کر اس نے اپنی نوجوان بھاوجہ کو اس کے ساتھ کر دیا اور وہ صاحب بصد مسرت اسے لے کر نو دو گیارہ ہو گئے۔

حضرات! میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر اپنے ایمان و دیانت سے مرزائی کتب کے وسیع مطالعہ کی بنا پر شہادت دیتا ہوں کہ احمدی اصحاب نے شخص مذکور سے ہزار ہا گنا بڑھ کر اپنی خردمندی کا ثبوت دیا۔

افصح المتکلمین خاتم النبیین ﷺ نے مسیح موعود کا نام عیسیٰ، ان کی والدہ کا نام مریم، ان کا نسب بنی اسرائیل، جائے نزول دمشق، عمر دعوت ۴۵ سال کیفیت نزول دو فرشتوں کے سہارے آسمان سے نازل ہونا، لباس دو زرد چادریں، کام قتل دجال، وغیرہ، کعبۃ اللہ کا حج کرنا، یاجوج ماجوج کو صفحہ ارض سے مٹا دینا، تمام ادیان باطلہ کو اسلامی دین میں منسلک کر دینا، مدینہ منورہ میں دفن ہونا وغیرہ، صاف صاف بیان فرما دیا ہے۔

بخلاف اس کے مرزا غلام احمد قادیانی نے ان علامات کو یوں نفسانی سانچے میں ڈھالا کہ: عیسیٰ تو شراب انگوری کو بھی کہتے ہیں۔

نزول عیسی سے مراد مجھ غلام احمد کی ذات ہے۔
ابن مریم سے مراد بھی میں ابن چراغ بی بی ہوں۔
اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے خدا نے مجھے مریم بنایا۔ پھر میں بر نگ استعارہ حاملہ ہوا۔ دس ماہ کے بعد میں اپنے پیٹ سے آپ ہی عیسی بن مریم پیدا ہو گیا۔
آنے والا مسیح موعود اسرائیلی نہیں ہے بلکہ مراد اس سے مغل ہے
دمشق سے مراد قادیان ہے۔
فرشتوں سے مراد دو آدمی ہیں جو مولوی نور الدین بھیروی و مولوی محمد احسن امروہی ہیں
آسمانی نزول سے مراد یہ ہے کہ آسمانی علوم مجھ پر نازل ہوتے ہیں۔
زرد کپڑوں سے مراد دو بیماریاں ہیں جو مجھ کو عرصہ دراز سے لاحق بدن ہیں۔ ایک کثرت پیشاب، دن میں سوسو دفعہ پیشاب آتا ہے، دوسری مراق کی بیماری ہے (جو بقول مرزا صاحب کے فرشتہ مولوی نور الدین کے جنوں کا ایک شعبہ ہے)۔
قتل دجال سے مراد دلائل کی رو سے فتح پانا،
یاجوج ماجوج جو انگریز روس ہیں ان کا تو میں خود کاشتہ پودا ہوں، یہ میرے لئے خدا کی رحمت ہیں۔
مدینہ منورہ میں مقبرہ نبویہ میں دفن ہونے سے مراد یہ ہے کہ میری روحانی قبر نبی ﷺ کے پاس ہے بلکہ میں اور نبی ﷺ ایک ہی ہیں۔ وغیرہ۔ آہ:

رسول قادیانی کی رسالت

بطالت ہے جہالت ہے ضلالت

احمدی دوستو! اللہ کے لئے غور کرو کہ تم کس کیچڑ میں پھنس رہے ہو۔ پھر سوچو۔ اکیلے اکیلے ہو کر خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر اپنے دلوں سے فتوے لو کہ تم اسلام کے حامی ہو یا اسلام کو بازیچہ اطفال بنا رہے ہو۔
اتقو الله۔ اتقو الله۔ اتقو الله (مفصل جواب آئندہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۴ ص ۴۔۵)

مرزائیوں کو شکست فاش

منشی محمد یوسف صاحب ؒ ریاست کپورتھلہ سے لکھتے ہیں:

بدقسمتی سے ہمارے گاؤں میں دوتین گھر مرزائیوں کے ہیں۔ وہ آئے دن بھولے بھالے مسلمانوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ ایک دن مجھ کو ان کے ساتھ گفتگو کرنے کا موقع ملا۔

مرزائی مبلغ نے مجھے کہا کہ آپ مرزا صاحب کو سچا کیوں نہیں مانتے۔

میں نے کہا ہم سچا کس طرح مان لیں ہم نے ان کی کوئی بھی ایسی بات نہیں دیکھی جس سے ہمارے دل کو تسکین ہو تو اس مرزائی نے کہا کہ حضرت صاحب کے تو بہت سے معجزات ہیں۔ اس وقت خلیفہ صاحب سے آپ جو چاہیں معجزہ دیکھ سکتے ہیں اگر آپ کو یقین نہ ہو تو قادیان میں جاکر دیکھ لو۔ اور خلیفہ صاحب اندھے کو بھی بینا کر دیتے ہیں اور جو معجزہ کہ آپ چاہیں دیکھ لینا۔ اگر پورا ہو گیا تو مرزائی ہو جانا۔

میں نے یہ بات منظور کر لی۔ پھر مرزائی مبلغ نے کہا کہ آپ پہلے مجھے ایک اسٹامپ کاغذ پر تحریر لکھ دیں کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور مسیح موعود کے آنے کے متعلق جو پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے کی تھی وہ پوری ہو گئی ہیں۔

میں نے کہا کہ بہتر اور ساتھ ہی کہا کہ میں یہ بھی لکھونگا کہ ابھی تک جس مسیح موعود کا وعدہ تھا وہ نہیں آئے۔

اس نے کہا کہ لکھ دو۔

پھر میں نے اس سے کہا کہ ہماری شرط بھی منظور کرو۔

اس نے کہا کہ بہت اچھا۔

میں نے کہا کہ اگر مرزا محمود احمد سے کوئی معجزہ ظاہر نہ ہوا تو اس صورت میں آپ کو مسلمان ہوگا۔ اگر آپ مسلمان نہیں ہو سکتے تو پھر صبح کے وقت تم کو نیچی زمین پر بٹھا کر ۱۰۰ جوتے لگا یا کریں گے۔ نہیں تو تمہیں گاؤں چھوڑنا ہوگا۔،

اس نے منظور کرلیا۔

پھر دوسرے مرزائیوں کے کہنے سے کہ معجزہ وغیرہ تو وہاں کوئی ظاہر نہیں ہوگا اب کیا کریں مصیبت میں پھنس گئے۔تو اس مرزائی مبلغ نے کہا شہر کپورتھلہ میں جا کر امیر جماعت احمدیہ سے ملنا چاہیے اور اس سے اس بارہ میں کوئی مشورہ کریں۔ چنانچہ اسی دن وہ کپورتھلہ کو چلا گیا۔حالانکہ دوسرے دن کا غذ اشٹامی لکھنے کے لئے کپورتھلہ کو جانا تھا۔

امیر جماعت سے جا کر عرض معروض کی کہ ابا جان میں تو مصیبت میں پھنس گیا اب میری جان چھڑاؤ۔اس نے کہا کیا ہوا؟ مرزائی مبلغ نے کہا کہ میں اپنے گاؤں میں یہ بات کر آیا ہوں کہ مرزا محمود احمد صاحب مادرزاد اندھوں کو بھی بینا کر دیتے ہیں اس بارے میں کیا کرنا چاہیے۔اس نے کہا کوئی بات نہیں۔ مادرزاد اندھوں کے متعلق جو قرآن شریف میں ذکر ہے وہ ظاہری آنکھوں والے اندھے نہیں ہیں بلکہ ان سے مراد یہ ہے کہ کئی قومیں جو مدت سے اسلام قبول نہیں کرتی تھیں عیسی کی تبلیغ سے مسلمان ہوئیں۔گویا ان کی اندرونی آنکھیں (دل کی) کھل گئیں۔

یہ تو معمولی بات ہے مرزا صاحب کی تبلیغ سے ہزاروں آدمی راہ راست پر آ گئے ہیں۔یہ کیا بڑی بات ہے۔

ایسی ایسی باتیں سیکھ کر کپورتھلہ سے واپس ہمارے گاؤں آ گیا۔شام کے وقت وہ مجھ سے ملا تو میں نے اس سے کہا کہ ہم تو تمہارا شہر و کچہری میں انتظار دوسرے دن کرتے رہے اور صبح یہاں بھی بہت تلاش کی مگر آپ نے ملے۔

مرزائی مبلغ نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ کہنے لگے کہ آپ جو باتیں کہتے ہیں وہ تو ہونی مشکل ہیں کہ مادرزاد اندھے سجاکھے ہو جائیں یہ ناممکن ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہی کہہ سنایا جوان کے امیر مرزائی نے کہا تھا۔

یہ بات سن کر میری بے چینی کی انتہا نہ رہی کہ خدایا یہ زبان ہے یا کیا بلا؟ ابھی کچھ کہہ رہے تھے ابھی کس طرف بدل گئے۔خیر میں نے کہا چلو ہم اس بات کو بھی ماننے کے لئے تیار ہیں کہ ان کی روحانی آنکھیں بینا ہوئی تھیں چلو یہی سہی ہم دو ہندو اپنے ساتھ لے چلیں گے اگر وہ مرزا جی کی روحانی طاقت سے مسلمان ہو گئے تو خیر ورنہ پھر تمہاری وہی اوپر والی سزا۔

اس بات کو سن کر مرزائی مبلغ کہنے لگا کہ پہلے دل اور عقیدہ صاف ہونا چاہیے، پھر اثر ہوتا ہے ویسے نہیں۔

میں نے کہا اچھا پہلے وہ دس سال مرزا جی کی پیروی کرے اور پھر جا کر ان کی روحانی طاقت کا کرشمہ دیکھے۔ واہ روحانی مذہب کیا کہنے روحانیت کے۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ رسول کریم ﷺ کے پاس جو لوگ آیا کرتے تھے کیا وہ پہلے محمد ﷺ کی نسبت دل سے صاف اور انکی فرمان برداری کر کے پھر معجزہ طلب کرنے آتے تھے۔ نہیں بلکہ کئی تو مارنے کی نیت سے گھر سے نکلتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کی روحانی طاقت کا اس قدر غلبہ ہوتا کہ مسلمان ہو جاتے۔ کیا تمہارے مرزا صاحب کی یہی روحانی طاقت ہے کہ پہلے دس سال ان کا کلمہ پڑھے پھر جا کر ان کی روحانی طاقت کا کرشمہ دیکھے۔

اس سوال و جواب سے مرزائی مبلغ بہت شرمندہ ہوا اور ایک دوسرا مرزائی جو نزدیک بیٹھا باتیں سن رہا تھا کہنے لگا منشی جی جانے دو یہ جھوٹا ہے میں آپ کی بات کو سمجھتا ہوں اور مرزائی جھوٹے ہیں۔

مرزائیوں کو زبردست شکست ہوئی۔ اب مرزائی ہمارے سامنے نہیں آتے خدا جانے ہماری روحانیت کا غلبہ ان پر پڑ گیا پہلے تو وہ زمین داروں کو بہت تنگ کیا کرتے تھے مگر اب شکل بھی نہیں دکھاتے۔

یہ ہے اس مذہب کی حقیقت جو آپ کے سامنے اظہر من الشّمس ہے۔ میرے خیال میں یہ واقعہ ان کے لئے زہر قاتل کا سا اثر رکھتا ہے اللہ تعالی ان کو سیدھی راہ پر لائے اور ہمیں دین محمدی پر ثابت قدم رکھے۔ آمین ثم آمین:

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

مولانا ثناء اللہ امرتسری اس پر ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

اس خط میں کوئی ایسی بات نہ تھی کہ اس کو درج کیا جاتا۔ اس لئے درج کیا ہے کہ ناظرین کو بتایا جائے کہ مرزائی اپنے فن تبلیغ میں پورے مشاق ہیں اور ہمارے دوست نا تجربہ کار۔ آج میں صاف صاف لفظوں میں اعلان کرتا ہوں کہ کسی مرزائی سے جب گفتگو کا موقع ملے تو صاف کہہ دیا کرو کہ ہمارا تمہارا کیس خاص ہے یعنی مرزا

صاحب کا آخری فیصلہ ہمارا کیس ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ مرزا اور ثناء اللہ میں سے جو پہلے مرے گا وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہوگا۔ مرزا صاحب مر گئے لہذا اپنے اعلان کے مطابق وہ جھوٹے تھے۔ پس یہ ہے مرکزی بحث۔ سب کے لئے خاص کرنا ظرین اہل حدیث کے لئے۔ اگر اس بحث کے متعلق معلومات کی ضرورت ہو تو رسالہ فیصلہ مرزا منگا کر معلومات حاصل کر لیں۔

سنو! جس طرح سانپ کو کچلنے کے لئے اسکا سر کچلنا ایک مفید طریق ہے، تھوری سی دم اور دم کے بعد ایک ایک ٹکڑا جسم کا کاٹنا کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا اسی طرح مرزائی بحث کا خاتمہ کرنے کے لئے آخری فیصلہ ہی ایک مورچہ ہے جس سے قادیانی جھگڑا ختم ہوسکتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے احباب اس پر توجہ نہ کریں۔ اسی طرح کوئی وجہ نہیں کہ مرزائی لوگ، قادیانی ہوں یا لاہوری، اس کو زیر بحث لانے سے اعراض کریں جب کہ بانی مذہب (اصل مدعی) اس کو آخری فیصلہ قرار دے چکے ہیں اور ہم خدا کے فضل سے آسمانی اور زمینی فتح (بمقام لودھیانہ) سے بہرہ مند ہو چکے ہیں۔

اطلاع: اگر ہمارے کسی دوست نے آئندہ اس سیدھی راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی (کسی دوسرے طریق سے گفتگو کی یا کسی اور مسئلے پر مرزاؤں سے بحث کی) تو ہم اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۴ ص ۶-۷)

مسیح موعود نمبر پر ایک نظر-۲

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

منسوخی جہاد

پیغام صلح لاہور کے زیر تبصرہ مسیح موعود نمبر میں سب سے پہلا مضمون جناب امیر جماعت احمدیہ لاہور کا ہے۔ آپ نے اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلامی جہاد کو منسوخ نہیں ٹھہرایا کتب مرزا سے ایسے اقوال پیش کئے ہیں جن میں لکھا ہے کہ وہ جہاد حرام ہے جو علماء اسلام نے از خود قائم کر رکھا تھا۔ یعنی،

غیر مسلم کو اس وجہ پر قتل کر دینا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتا۔

آگے چل کر مضمون نویس راقم ہیں:

اس خیال اور عقیدہ کے خلاف امام وقت (مرزا قادیانی) نے جنگ کی اسلئے کہ اس میں اسلام کی ہتک تھی اور عیسائیوں کے اس اعتراض کو قوت پہنچتی تھی کہ اسلام کے زور سے پھیلا ہے۔

یہ ثابت کرنے سے پیشتر کہ مرزا غلام احمد نے اسلامی جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے، میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو بتا دیتا ہوں کہ عیسائیوں کے اعتراض کو تقویت پہنچانے والے ہندوستان میں سب سے پہلے فرد مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ عیسائیوں کا الزام تو محض افتراء تھا مگر مرزا صاحب قادیانی نے اپنے قلم سے اس پر دستخط کئے ہیں کہ فی الواقع اسلامی فرمان رواؤں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ آپ راقم ہیں:

افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دین داری کا شعار سمجھا گیا۔

(کتاب پیغام صلح از مرزا قادیانی بحوالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ ص ۵)

اس تحریر میں قادیانی مجدد نے صاف تسلیم کر لیا ہے کہ زمانہ نبوت اور خلافت کے بعد مسلمانوں نے واقعی تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا ہے۔

احمد یو! یہ ہیں تمہارے مجدد صاحب کی وہ خدمات جن پر تم لوگ نازاں ہو۔ اف! کس قدر جھوٹے افتراؤں بے ثبوت بہتانوں کے ساتھ سلف صالحین کے آئینہ ایمان و اخلاق کو ناپاک اتہاموں سے چکنا چور کیا ہے و یل للمفترین

ہاں صاحب! ہم مانتے ہیں کہ مرزا جی نے اس جہاد کو بھی حرام ٹھہرایا جسے انہوں نے محض اپنے اولی الامر (یعنی بقول خود یاجوج ماجوج) یورپین آقاؤں کو خوش کرنے اور اپنے الہام لك خطاب العزت کی تکمیل کے لئے خطابات کی توقع پر علماء اسلام کی طرف غلط طور پر منسوب کیا تھا۔ مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ مرزا نے اسلامی جہاد کو برقرار رکھا ہے؟ مولوی محمد علی لاہوری قائل ہیں:

یہ بے ایمانی ہے کہ لوگوں کو اس مغالطہ میں ڈالا جائے کہ آپ (مرزا قادیانی)

نے قرآن کریم کی تعلیم جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے۔

میں احمدیوں کے بڑے بڑے جھگڑالو مناظروں کی غلط گوئیاں سن کر دل میں سوچا کرتا تھا کہ کیا یہ لوگ در پردہ مومن باللہ ہیں جو کہ یوں کھلے بندوں باطل کی پوجا کرتے کراتے ہیں مگر امیر جماعت احمدیہ لاہور کی اس تحریر سے ثابت ہو گیا کہ:

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

مرزا جی کی متعدد تحریرات میں اس جہاد کو بھی منسوخ بتایا ہے جو بتعلیم الٰہی انبیاء کرام کرتے چلے آئے ہیں۔ میں مولوی محمد علی صاحب کو علی الاعلان پکارتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ جہاد پر میرے ساتھ تقریراً یا تحریراً کسی غیر جانبدار منصف کے روبرو مناظرہ ومباحثہ کر لیں۔ اگر میں نے ثابت کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس جہاد کو بھی منسوخ قرار دیا ہے جو سنت انبیاء ہے تو مولوی محمد علی صاحب پر واجب ہو گا کہ وہ بجائے ہم کو، بے ایمان، لکھنے کے ناسخ جہاد پر یہی فتوی دیں۔ اور اگر میں ثابت نہ کر سکا تو نہ صرف اسی مجلس میں تحریری معافی مانگوں گا بلکہ مبلغ یک صد روپیہ انجمن احمدیہ لاہور کو اشاعت اسلام کے لئے بطور جرمانہ جرم بھر دوں گا۔

مگر میں ببانگ دہل وجدانی پیش گوئی کرتا ہوں کہ مولوی صاحب مذکور کبھی بھی اس مقابلہ پر آمادہ نہ ہوں گے کیونکہ وہ دل میں خوب جانتے ہیں کہ سچ مچ مرزا صاحب قادیانی نے اسلامی جہاد کو منسوخ لکھا ہوا ہے۔ سردست میں اس جگہ مرزا کی صرف ایک تحریر پیش کرتا ہوں تاکہ مولوی محمد علی لاہوری صاحب کے رہے سہے حوصلے بھی شکست ہو جائیں اور وہ میرے مقابلے سے اسی طرح جی چرائیں جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی میرے محترم استاد مجدد زمان حضرت مولانا ثناء اللہ فاتح قادیان سے قادیان میں روپوش ہوئے تھے حالانکہ مقابلہ کی دعوت خود ہی دی تھی (ملاحظہ ہو اعجاز احمدی ومواہب الرحمٰن)۔

سنئیے! قادیانی مرزا جی رقم طراز ہیں:

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالی آہستہ آہستہ کم کرتا گیا۔ حضرت موسی کے وقت اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے نہیں بچا سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں

بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل حرام کیا گیا ... پھر (مجھ) مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔ (اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۵)

مولوی محمد علی صاحب خدا را انصاف سے کہیے کہ یہ جہاد جسے مرزا صاحب قادیانی نے منسوخ قرار دیا ہے، مولویانہ من گھڑت جہاد ہے، یا وہ جہاد ہے جو بحکم خدا انبیاء کرام کے وقتوں میں جاری تھا:

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو مان کر

الحاصل تحریر منقولہ بالا سے صاف عیاں ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلامی جہاد کو منسوخ ٹھہرایا ہے حالانکہ خود مرزا اپنی الہامی کتاب میں راقم ہے کہ:

قرآن خاتم کتب سماوی ہے ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع و حدود احکام و اوامر سے زیادہ اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اب کوئی وحی یا الہام من جانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا کرے تو وہ مومنین سے خارج ملحد کافر ہے۔

(ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۳۷۔۱۳۸ طبع دوم ص ۵۸۔۵۹)

مولوی محمد علی صاحب! فتوی مذکورہ کو ملاحظہ کر کے، بے ایمانی، سے نہیں دیانت داری سے فرمایئے کہ مرزا صاحب بوجہ منسوخ جہاد کہنے جہاد اسلامی کے اپنے فتوے کے کامل ونمایاں مصداق ہیں یا نہیں؟ آہ! مرزا صاحب نے سچ کہا ہے کہ:

قانون قدرت صاف گواہ دیتا ہے کہ وہ (خدا) بعض اوقات بے حیا سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے (استفتاء حاشیہ ص ۸)

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۶ جون ۱۹۳۶ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۵ ص ۵۔۶)

گوجرانوالہ میں مناظرہ مرزائیہ

ینگ مین محمدیہ ایسوسی ایشن گوجرانوانہ کی دعوت پر ۲۰ جون ۱۹۳۶ء کو منشی محمد عبداللہ معمار اور مولوی اللہ دتہ جالندھری کے درمیان ایک بند مکان میں آخری فیصلہ پر دو گھنٹے مناظرہ ہوا۔

منشی محمد عبداللہ معمار نے پہلی تقریر میں اشتہار آخری فیصلہ سنایا اور کہا کہ مرزا صاحب فوت ہو گئے اور ہمارے استاد (ثناء اللہ) بفضل خدا زندہ سلامت ہیں۔

مولوی اللہ دتہ نے جواب دیا کہ یہ مباہلہ تھا جسے مولوی ثناء اللہ نے منظور نہ کیا لہذا فیصلہ مسترد ہو گیا۔ اس کے جواب میں مولوی عبداللہ معمار نے متعدد دلائل سے ثابت کر دیا کہ یہ مباہلہ نہیں تھا بلکہ محض دعا پر مبنی چال ہے۔ اس کا صحیح جواب مولوی اللہ دتہ سے نہ ہو سکا۔ مناظرہ میں حق کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد کھلے جلسہ عام میں رات کو منشی عبداللہ معمار نے مرزا صاحب کے الہامات کی پرزور تردید کی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۳۶ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۵ ص ۲)

کیا قادیان اب بھی دارالامان ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عرصہ سے یہ شعر قادیان کی تعریف میں ہم سنتے آئے ہیں مگر ہم نے یہ نہ سمجھا کہ اس کا صحیح مطلب منطقی اصطلاح میں عکس نقیض ہے۔ عرصہ ہوا مولوی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی نے اس کا عکس نقیض نکال کر پبلک کے سامنے رکھا تھا جس کے الفاظ یہ تھے

چہ گویم با تو گر آئی چہاء در قادیاں بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی

مگر ہم اس عکس نقیض کو مخالفانہ بیان پر محمول کرتے رہے افسوس آج ہم اس کی تصدیق کرنے پر مجبور ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ:

چند دنوں سے قصبہ قادیان دارالحرب والضرب بن رہا ہے۔ احرار اور ان کے زیر اثر لوگ (بقول اخبار الفضل) بہت سر اٹھا رہے ہیں یہاں تک کہ (بقول اس کے) شجرہ طیبہ مرزائیہ کی مقدس شاخ ابن مرزا پر کسی نالائق نے ڈنڈے سوٹے سے حملہ کر دیا۔ یہ بات بھی زیادہ قابل اعتنا نہ تھی مگر اب تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ احمدی مردے بھی پولیس کی حفاظت میں دفن ہوتے ہیں الفضل کی روایت قابل شنید ہے جو یہ ہے:

قادیان ۲۲ جون۔ ایک احمدی سقہ نور محمد قادیان کا قدیم باشندہ تھا۔ بعمر ۶۰ سال فوت ہو گیا۔ چونکہ ان لوگوں کے مردے پرانے قبرستان میں دفن ہوتے ہیں، اس لئے پولیس کو اطلاع دے کر قبر کھودنے کے لئے چند آدمی

بھیجے گئے۔ان کے پہونچنے پر احراریوں نے مزاحمت کرنی چاہی اور فساد کرنے کے لئے آمادہ ہوئے۔لیکن سب انسپکٹر صاحب جو پولیس کی جمیعت کے ساتھ موجود تھے ان کو روک دیا اور تنبیہہ کی کہ کسی قسم کا فساد نہ کریں۔ اس پر وہ چپکے سے ایک طرف کو چلے گئے۔

قبر تیار ہونے پر جب جنازہ لے جایا گیا تو صرف ۲۰۔۲۵۔آدمی ساتھ گئے جن سے کہہ دیا گیا کہ اگر احرار مزاحمت کریں تو پولیس کو اطلاع دی جائے۔اور اگر پولیس ان کو نہ روکے اور دفن کرنے میں مزاحم ہوں تو لاش کو قبرستان میں چھوڑ کر واپس آجائیں۔

لیکن پولیس کے سنجیدہ انتظام کو دیکھ کر جو غالباً افسران بالا کے ایماء سے تھا دفن کرتے وقت کسی نے مزاحمت نہ کی اور لاش کو بسہولت دفن کر دیا گیا۔

(الفضل قادیان ۲۴ جون ۱۹۳۶ء ص ۲)

ہم بھی پولیس کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے احمدی مردے کے دفن ہونے میں معقول انتظام کیا۔مگر ان احمدیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا اب بھی قادیان دارالامن والامان ہے یا دار الفتنة و الطغیا ن۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۶ ص ۵)

مولانا ابوالکلام آزاد اہل قرآن کے لباس میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

موصوف سے کسی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مسیحیت اور مجددیت کی بابت سوال کیا۔آپ کا جواب اسلامی اخبارات لاہور میں چھپا۔آپ نے جواب کافی دیا یا ناکافی دیا، سردست اس سے ہمیں تعرض نہیں۔ جواب میں ایک ایسا فقرہ نظر سے گذرا جس کی روشنی میں ہم نے دور تک جلوہ دیکھا وہ فقرہ یہ ہے:

نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی۔ قرآن آچکا ہے اور دین کامل ہو چکا۔

اس فقرے کے ضمن میں مسیح موعود کے آنے کی بھی نفی کی گئی ہے۔ میں اس عقیدہ کے غلط یا صحیح ہونے پر بحث کرنا سردست ملتوی رکھتا ہوں، اس وقت مجھے صرف ایک بات دریافت کرنا یا ظاہر کرنا ہے۔ چونکہ یہ فقرہ اس حدیث کے انکار پر مبنی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے حلف سے فرمایا ہے:

و الذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عادلاً (الحدیث) بخاری ومسلم۔ (بخدا مسیح ابن مریم تم، مسلمانوں، میں اترے گا)

اب سوال یہ ہے کہ مسیح حقیقی کے نزول کے انکار سے صرف اسی حدیث کا انکار آپ کے دل میں ہے یا مثل دیگر اہل قرآن اور اہل نیچر کے مطلق حدیث کی حجیت سے انکار ہے۔ میرا جو خیال ہے وہ بھی عرض کردوں۔

مولانا ابوالکلام اگر مطلقاً حدیث کے منکر نہ ہوتے تو اس حدیث کا نام لے کر اس پر جرح کرتے یا تاویل کرتے۔ آپ کا سباق کلام بتا رہا ہے کہ آپ جملہ عقائد کی بنا قرآن شریف پر رکھتے ہیں جیسے دیگر منکرین حدیث رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ خیال کہ آپ مطلقاً حدیث کو اہل قرآن کی طرح جانتے ہیں راجح معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہمیں سردست اس پر افسوس ہوگا۔ ابھی ہم حافظ اسلم جیراج پوری کی جدائی میں آنسو بہا رہے تھے، آپ کی جدائی اس پر مستزاد ہوگی تو بے ساختہ ہمارے منہ سے نکلے گا:

دل کو روؤں یا جگر کو میں میری دونوں سے آشنائی ہے

امید ہے کہ مولانا ابوالکلام میرے استفسار کا جواب ایک ہفتہ کے اندر اندر دے کر مشکور فرمائیں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۷ ص ۴۔۵)

مسیح موعود نمبر پر ایک نظر۔۴

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح لاہور، مسیح موعود نمبر میں ایک مضمون، کسی مامور کی آمد ثانی

کی حقیقت، کے عنوان سے از قلم خان بہادر غلام حسن صاحب پشاوری مندرج ہے۔ یہ مضمون اگرچہ چند سطور میں آ سکتا تھا مگر خان صاحب موصوف نے سنت مرزا پر عامل ہو کر براہین احمدیہ کی طرح بے فائد طوالت سے کام لیا ہے۔ آپ کے سارے مضمون کی روح یہ چند سطور ہیں:

> یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق جس کی بنیاد ملاکی نبی کی کتاب تھی مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا واپس آنا ضروری تھا جو ان کے نزدیک آسمان پر زندہ تھا۔ حضرت مسیح کے سامنے یہودیوں نے یہ واقعہ اس کے دعوی کی تردید میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا، ایلیا کی بجائے یحی آ گیا۔ اگر حضرت مسیح کی یہ تاویل اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے صحیح ہے تو آپ کے مقرر آنے کی تاویل بھی یہی ہو سکتی تھی کہ آپ کی جگہ آپ کا کوئی مثیل آئے...
>
> پیش گوئیاں آیات متشابہات کی طرح ذوالوجوہ ہوتی ہیں ان کی حقیقت اس وقت معرض خفا میں رہتی ہے کہ ان کا دنیا میں ظہور ہو جائے۔ دنیا کی تاریخ میں ہمیں کوئی نظیر اس بات کی نظر نہیں آتی کہ پیشین گوئی اسی نقشہ کے مطابق ظہور میں آئی ہو جو لوگوں نے اپنے خیال میں مرتسم کیا ہوا تھا۔ پیش گوئی زیر بحث کو بھی ایسا ہی سمجھو۔

الجواب: چونکہ خان صاحب موصوف کا واسطہ اس مدعی میسحیت سے پڑا ہے جس کی پیش گوئیاں.. گول مول ذوالوجوہ ہوا کرتی تھیں۔ مثلاً:

دو پل ٹوٹ گئے،

دو شہتیر ٹوٹ گئے،

دو بکرے ذبح ہوں گے،

کمترین کا بیڑہ غرق ہو گیا۔

میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا،

خاکسار پیر منٹ۔

لاہور میں ایک بے شرم رہتا ہے۔

ہی ہل لٹس ان دی ضلع پشاور۔ یعنی وہ ضلع پشاور میں رہتا ہے۔

اس کتے کا آخری دم ہے۔
افسوس صد افسوس، خیر، ۔ وغیرہ

اس لئے خان صاحب معذور ہیں کہ وہ انبیاء صادقین کی پیش گوئیوں کو بھی ایسی ہی سمجھیں ۔ مگر میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ عالم الغیب والشہادۃ کی باتوں کو ٹھگ باز راولوں، جعل ساز مفتریوں کی مانند سمجھنے میں سخت غلطی پر ہیں۔

لوگ پیش گوئیوں کے متعلق خواہ کچھ ہی دل میں ٹھان لیں ۔ ان کی سند نہیں ۔ پیش گوئی کرنے والا جن الفاظ و قیود و شرائط سے پیش گوئی کرتا ہے اسی کے مطابق لفظ بہ لفظ پیش گوئی کا ظہور لازمی ہے۔ دلیل یہ کہ انبیاء کرام خود عالم الغیب نہیں ہوا کرتے، ان کے اخبار وحی الٰہی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور خدا علیم کل ہے جس کے کلام میں جہالت ناممکن ہے۔ میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ انبیاء صادقین میں سے کسی نبی کی ایسی کوئی پیش گوئی نہیں جو حرف بحرف ویسی ہی ظہور پذیر نہ ہوئی ہو جیسا کہ قبل از ظہور بتائی گئی تھی۔

جناب من! جس صورت میں آپ کا مذہب یہ ہے کہ:

توراۃ اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیش گوئیوں کو قرار دیا ہے۔

(قول مرزا قادیانی در رسالہ استفتاء ص ۳)

گویا پیش گوئی نبوت کی سب سے بڑی اور واحد دلیل ہے۔ نیز یہ بھی آپ کا اقرار ہے کہ:

دلیل وہ ہوتی ہے جس کے مقدمات ایسے بدیہی الثبوت ہوں جو فریقین کو ماننے پڑیں۔ (شحنہ حق از مرزا قادیانی ص ۱۰۱)

تو آپ کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ پیش گوئیاں الفاظ ملہم کے مطابق ظاہر نہیں ہوا کرتیں ۔ ہاں ہاں آپ کا مسیح موعود مدعی و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی تو کہتا ہے کہ:

پیش گوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کام آسکے لیکن جب پیش گوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام ۔ پیش گوئی میں وہ امور پیش کرنے چاہییں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ لے۔

(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۲۱۔۱۲۳)

مگر آپ اس کے خلاف کہہ رہے ہیں، فرمایئے آپ دونوں میں کون غلطی پر ہے؟

خان صاحب! تائید مرزا قادیانی کے لئے ان اصولوں سے کام لینا جو خود مرزا صاحب قادیانی نے مردود قرار دیئے ہوں، کہاں کی دیانت ہے؟ مگر سنئیے! میں آپ کو اس گناہ سے بری قرار دیتا ہوں۔ دراصل آپ نے جو معیار پیش گوئیوں کا لکھا ہے وہ بھی مرزا کے قلم کا مرہون منت ہے۔ آپ کہیں گے کہ پھر مرزا جی نے اس کے خلاف کیوں لکھا؟ اس کا جواب بھی خود مرزا جی کی زبان سے سنئیے کہ:

> خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا... مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔ (استفتاء ص ۸ حاشیہ)

مکرم خان صاحب! اگر یہ جواب آپ کو سخت معلوم ہو، تو مرزا صاحب کا دوسرا جواب ملاحظہ ہو:

> صاف ظاہر ہے کہ کسی عقل منداور صاف دل انسان کی کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون... ہو تو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔ (ست بچن۔ ص ۳۰)

خان صاحب کیا فرماتے ہو: لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

رہ گیا یہ امر کہ یہود بتمسک کتاب ملاکی نبی ایلیا کی آسمان سے آمد کے قائل تھے۔ حضرت مسیح نے ایلیا سے مراد یحیٰ بتایا۔

اس کے متعلق گذارش ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک اس سے اعلیٰ وارفع ہے کہ وہ اس طرح کے دھوکہ فریب جعل وعیاری سے کام لے کہ دنیا کو تو یہ کہے کہ ایلیا آسمان سے آئے گا، یا مسیح ابن مریم تشریف لائے گا مگر بباطن ایلیا سے مراد یحیٰ اور ابن مریم سے مراد ابن چراغ بی بی ہو۔

بات یہ اور صرف یہ ہے کہ ایلیا والہ قصہ سو فیصدی غلط ہے۔ جس تورات و انجیل کی شہادت سے آپ یہ قصہ بیان کر رہے ہیں ان کی بابت مرزا غلام احمد صاحب

کا بیان سن لیجئے:

۱۔ بائیبل ردی کی طرح ہو چکی ۔ بہت جھوٹ اس میں ملائے گئے۔قرآن شریف میں فرمایا گیا کہ وہ کتابیں محرف ومبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں۔

۲۔ یہ چاروں انجیلیں ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔

(چشمہ معرفت۔ص ۲۵۵۔تریاق القلوب۔ ص ۸)

خان صاحب بھلا یہ تو فرمایئے کہ اگر یہ ایلیا والا قصہ سچا ہے تو خدا تعالی اور اسکے رسول ﷺ کو اس کی اطلاع تھی یا نہیں؟

اگر جواب اثبات میں ہے اور ہونا چاہیے تو جس صورت میں اس بے ہودہ تاویل سے انکار کرکے مخلوق خدا کا ایک کثیر گروہ ضلالت و گمراہی میں جا پڑا، اور مسیح ابن مریم کی آمد بھی اسی رنگ میں تھی، تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالی اور خاتم الانبیاء معلم کتاب وحکمت ﷺ نے اس بہترین امت کنتم خیر امة اخرجت للناس .. کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے صاف صاف نہ فرما دیا کہ یہود کی طرح ہلاکت میں نہ پڑنا۔ مسیح ابن مریم سے مراد ابن چراغ بی بی ہے۔ کیا خدا تعالی کے متعلق بھی یہی اعتقاد ہے کہ وہ ہمیشہ دھوکہ دہی کیا کرتا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

خاں صاحب! خدا تعالی کا صاف وعدہ ہے کہ

و ما انزلنا عليك الكتاب الّا لتبيّن لهم الّذى اختلفوا فيه و هدى و رحمة لقوم يؤمنون (النحل:٦٤)

اے نبی ﷺ اس کتاب کے نزول سے دو مقصد ہیں ۱۔ یہ کہ تجھ سے پہلے امتوں میں جو اختلافات پڑ چکے ہیں ان میں بینات کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

۲۔ آئندہ لوگوں کو ہدایت ورحمت کے گلستان راحت کے مالک و وارث بنانا۔

پس اگر یہ قصہ درست ہوتا تو خدا تعالی نہ صرف یہود ونصاری کے جھگڑوں پر قول فیصل صادر فرماتا، مسلمانوں کو بھی حسب وعدہ خود حق وصواب ہدایت ورحمت کا راستہ بتاتا۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا، لہذا کالشّمس فی نصف النہار واضح ہے کہ اس قصہ کو ماننے والے یہود ونصاری قادیانی و لاہوری قطعاً غلطی پر ہیں۔ خدا ہدایت بخشے

خان صاحب! آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ عیسائیت کے بعد جب حضرت مسیح کا مبشر رسول (محمد واحمد ﷺ) آیا تو اس نے ...حضرت مسیح کا جلال کے ساتھ مکرر آنا بلا تاویل تسلیم کیا۔

جناب من! جب شارع اسلام، شارح قرآن نے آمد مسیح کے معاملہ کو بلا تاویل تسلیم فرمایا ہے، تو آپ کا کیا حق ہے کہ آپ اس کی تاویلیں نہایت ہی غلط، پر لے سرے کی ردی، خلاف علم و عقل لغو وبے ہودہ طور پر کریں؟

آپ کہتے ہیں کہ قرآن مسیح کی وفات بتاتا ہے اسلئے تاویل لازمی ہے، میں کہتا ہوں خدا کے لئے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایئے کہ آپ قرآن کے زیادہ ماہر ہیں یا وہ مصلح عالم، رحمۃ للعالمین جن کو خود خدا تعالی نے سید المرسلین خاتم النبیین دنیا کا آخری معلم حکمت و ہدایت بنا کر ارسال کیا تھا؟ انصاف۔ایمان عقل۔خان صاحب:

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۷ ص ۵۔۶)

کامیاب مناظرہ

موضع شاہ مسکین ضلع شیخو پورہ میں مرزائیوں سے حیات مسیح پر خاکسار نے قادیانی مبلغین سے مناظرے کئے ۔ بفضلہٖ تعالی خاکسار کے اعتراضات کا جواب قادیانی مناظر باوجود مولوی فاضل ہونے کے نہ دے سکا۔اہل اسلام کو فتح مبین حاصل ہوئی ۔ راقم: محمد عبداللہ معمار

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۷ ص ۲)

مسیح موعود نمبر پر ایک نظر۔۵

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

پیغامی مسیح موعود نمبر میں ایک مضمون یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے مسلمانوں کی تکفیر نہیں کی، آپ نے تو صرف یہ لکھا ہے:

یہ خیانت کہ کافر ٹھہرا دیں آپ اور ہم پر الزام لگا دیں کہ ہم نے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے جب کہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ کافر ٹھہرا چکے اور آپ

ہی اس بات کے قائل ہو گئے کہ جو مسلمان کو کافر کہے تو کفر لوٹ کر اسی پر پڑتا ہے۔تو اس صورت میں (کیا) ہم پر حق نہ تھا کہ بموجب انہیں کے اقرار کے ہم انہیں کافر کہتے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۰)

جواب: اول تو مرزا غلام احمد صاحب کا یہ افتراء کہ علمائے اسلام ہر مکفر شخص پر تکفیر کے الٹ پڑنے کے قائل ہیں، علمائے اسلام کا یقیناً یہ فتویٰ نہیں ہے کہ جو شخص محض افترا کے طور پر مدعی نبوت یا مسیحیت ہے اس کو حسب ارشاد الٰہی

انّما یفتری الکذ ب الذین لا یو منو ن با یا ت اللہ ،

وبحکم حدیث

سیکو ن فی امتی ثلا ثو ن د جا لو ن کلّھم یز عم انّہ نبی اللہ

وبموجب قول مرزا قادیانی، مندرجہ نصرۃ الحق صفحہ ۱۰:

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں

کافر کہنا کفر ہے۔پس مرزا صاحب قادیانی کا یہ جوابی فتویٰ کفر سراسر دروغ بے فروغ اور محض بہانہ ہاء بسیار کا مصداق ہے۔

احمد یو! جس صورت میں مرزا صاحب علماء اسلام کو بوجہ معتقد حیات مسیح ہونے کے کافر مشرک ملحد محرف قرار دینے کے آپ کے نزدیک حدیث مذکور کے مصداق نہیں بنتے تو پھر علماء اسلام، مرزا صاحب قادیانی کو مفتری علی اللہ سمجھ کر کافر کہنے سے کیوں حدیث مذکورہ کے مصداق ہو گئے؟ انصاف۔

بھائیو! یہی ہے نہ تمہارے مسیح موعود کی حدیث دانی؟ آہ:

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیہدیھم طریق الھالکین

الحاصل پیغام صلح کے نامہ نگار نے جو عبارت مرزا صاحب قادیانی کی پیش کی ہے اس میں پہلی غلط بیانی تو علماء کرام پر افتراء مذکور ہے۔

دوم۔مرزا صاحب قادیانی کا یہ لکھنا کہ ہم نے صرف ان ہی لوگوں کو کافر قرار دیا ہے جنھوں نے میری تکفیر کی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ محض میرا انکار کفر نہیں

۔ یہ بھی غلط ہے

مرزا صاحب قادیانی نے بیسیوں تحریرات میں اپنے منکرین کو کافر لکھا ہے چنانچہ بطور نمونہ چند اقوال مرزا قادیانی درج ذیل ہیں:

ا۔ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔(مکتوب مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکم)

تحریر ہذا اپنے مدعا میں محتاج تشریح نہیں ہے صاف عیاں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا منکر مسلمان نہیں۔

اس کھلی ہوئی جرأت و جسارت کو ملاحظہ کر کے بعض لوگ کچھ بھڑک اٹھے۔ انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کو الزام دیا کہ پہلے آپ کچھ کہتے رہے، اور اب کچھ اور ہی کہہ رہے ہیں، اس کا باعث کیا ہے۔

اس کے جواب میں مرزا صاحب قادیانی نے بجائے اعتراف غلطی، اپنے اس فتوے کو مدلل ثابت کرنے کی سعی کی۔ چنانچہ وہ سوال و جواب درج ذیل ہے:

سوال: حضور نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کلمہ گو کو کافر کہنا صحیح نہیں علاوہ ان کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔

ناظرین! ملاحظہ فرمائیں کہ سوال کیسا صاف ہے۔ سائل مرزا کے پہلے بیان اور موجودہ بیان میں تضاد ثابت کرتا ہے۔ لہذا اگر مرزا کا وہی مذہب اس وقت ہوتا جو پہلے تھا تو جواب دو لفظی تھا کہ میرے بیانوں میں تناقض نہیں۔ مگر مرزا صاحب قادیانی نے جو جواب دیا وہ اگرچہ حسب عادت بہت سے ہیر پھیر کر کے دیا، لیکن فتوی کفر سے انکار نہیں کیا بلکہ اسے مدلل بنانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ آپ راقم ہیں کہ:

یہ عجیب بات ہے کہ آپ (مجھ کو) کافر کہنے والے اور (مجھے) نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم

ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے، مگر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا اس صورت میں میں بڑا کافر ہوا۔ اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۶۳۔۱۶۴)

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ہر اس شخص کو جو مرزا کا منکر اور مخالف ہے کافر قرار دیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ مجھے کافر کہنے والے اور مجھے نہ ماننے والے ہی ایک ہی قسم کے کافر ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ تریاق القلوب والا عقیدہ اب ردّی ہے۔ اس دعوی پر بزعم خود دو دلیلیں بھی پیش کی ہیں۔ اول یہ کہ مجھے نہ ماننا میری تکفیر کے برابر۔ بلکہ کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ دوم یہ کہ میری نسبت نبی ﷺ کی پیش گوئی ہے جسے نہ ماننا کفر ہے۔

دلیل اول کا بے ہودہ لغو و لچر اور محض بہانہ سازی ہونا ہم پہلے ہی ثابت کر آئے ہیں۔

دلیل دوم کے متعلق گذارش ہے کہ دنیا میں کوئی بھی سچا مسلمان نبی ﷺ کی پیش گوئی کو جو آمد مسیح ابن مریم رسول اللہ کے متعلق ہے بنظر انکار نہیں دیکھتا۔ یہ مرزا کا مسلمانوں پر دروغ بے فروغ ہے۔

ہاں یہ بات علیحدہ ہے کہ کوئی ذیابیطس کا مارا ہوا انسان مسیح موعود بن بیٹھے۔ ایسے شخص کو ماننا پیش گوئی نبوی پر ایمان ہے یا ہنسی مخول ٹھٹھا:

خدا والو! خدا کو دیکھ کر کہنا خدا لگتی

فتوی تکفیر اہل اسلام پر مرزا صاحب قادیانی کی دوسری تحریر:

ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ کفر دو قسم ہے۔ اول یہ کفر کہ اسلام سے ہی انکار ہے دوسرے یہ کہ مثلاً مسیح موعود (بزعم خود خود بدولت) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود

اتمام حجت کے جھوٹ جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اگر غور کر کے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۷۹)

عبارت ہذا مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ سابقہ سطور میں ہم عذر ہائے مرزا کا بخوبی رد کر آئے ہیں۔

فتویٰ تکفیر اہل اسلام پر مرزا صاحب قادیانی کی تحریر نمبر ۳۔

خدا کا وعدہ براہین احمدیہ میں آج سے ۲۵ برس پہلے شائع ہو چکا ہے کہ خدا اس جماعت کو کار پر قیامت تک غلبہ دے گا کفار سے مراد اس سلسلہ حقہ کے انکار کرنے والوں سے ہے خواہ وہ اندرونی (مخالف مسلم) یا بیرونی (مخالف عیسائی آریہ وغیرہ)

فتویٰ تکفیر اہل اسلام پر مرزا صاحب قادیانی کی تحریر نمبر ۴۔

ہمارے الہامات میں کئی بار طاعون کو جہنم قرار دیا گیا ہے یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد بھی ایک الہام ہے اللہ تعالیٰ نے دو فرقوں کا ذکر فرمایا ہے ایک تو وہ سعید جنہوں نے مسیح کو قبول کیا دوسرے وہ شقی جو مسیح کو کفر کرنے والے ہوں گے ان کے لئے فرمایا کہ ہم طاعون بطور جہنم بھیجیں گے

(بدر ج ۷؟ نمبر ۳)

حضرات! اگرچہ اس قسم کی بکثرت تحریرات ہیں جن میں قادیانی مرزا جی نے تمام مخالفوں کو کافر ٹھہرایا ہے جیسا کہ حضرت المکرّم سید محمد نذیر حسین نور اللہ مرقدہ کے متعلق لکھا کہ:

اس کو دعوت دین اسلام کی گئی۔ (قادیانی اربعین نمبر ۴ ص ۱۳)

ایسا ہی مولوی غلام رسول دستگیر مرحوم کو، کفر کی فوج کا سپاہی، قرار دیا۔

(قادیانی اربعین نمبر ۳ ص ۱۶)۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی جو، بیس برس، مرزائی رہ کر تائب ہو گیا مرتد لکھا (حقیقۃ الوحی) وغیرہ مگر ہم انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔

و من یضلل الله فلا ھا دی له

احمدی مضمون نگار نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کا فتویٰ تکفیر محض تعزیری ہے۔ آپ نے اس کو قسم دوم کا کفر قرار دیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ آگے چل کر خود متکلم نے تصریح کر دی ہے کہ، یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔، کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ پس عذر غلط۔

ایک عذر یہ کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ مجھے کافر وغیرہ نہیں کہتے تو میں بھی ان کو یہودی وغیرہ نہ کہوں گا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب کا فتویٰ محض جوابی ہے۔

جواب: مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ کو کافر نہ لکھنے یا ان کے ذکر پر ان سطور کے درج کرنے سے مرزا قادیانی کو اس عہد کی پابندی مطلوب تھی جو انہوں نے عدالت کے روبرو کیا تھا کہ میں مولوی محمد حسین کو کافر وغیرہ کبھی نہ لکھوں گا۔

ماسوا اس کے ہم اوپر متعدد اقوال مرزا قادیانی نقل کر آئے ہیں کہ مرزا نے اپنے جملہ مخالفین کو کافر قرار دیا ہے۔ بدیں وجہ اس جگہ اگر عدالت کا خوف نہ بھی تسلیم کیا جائے تو بھی ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا کلام متضاد ہے جو بقول مرزا غلام احمد صاحب پاگلوں کی نشانی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر مرزا صاحب قادیانی مخالفوں کو کافر جانتے تھے تو پھر آپ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھنی اپنے مریدوں کے لئے جائز کیوں رکھی۔

(فتاویٰ احمدیہ ج ۲ ص ۲)

ایسا ہی مرزا غلام احمد صاحب نے میاں محمود احمد کی سالی کا نکاح ایک غیر احمدی سے پڑھے جانے کی اجازت کیوں دی؟

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ واقعات کے وقت مرزا صاحب کا دماغ صحت وسکون کی حالت میں ہوگا مگر جب جوش نبوت وزور مرض مراق جس کے ہونے کا خود مرزا صاحب کو اقرار ہے ہوتا تھا اس وقت تو مرزا صاحب گویا تخت مصر کے مالک ہوتے تھے، نادر شاہی فرمان ہوا کرتا تھا۔

۱۔ حج میں آدمی یہ التزام بھی کرسکتا ہے کہ اپنے جائے قیام پر نماز پڑھے کسی کے پیچھے نہ پڑھے۔ (فتاوی احمدیہ۔ ج ا ص ۲۱)

۲۔ جو احمدی ان (منکرین مرزا) کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جب تک توبہ نہ کرلے اس کے پیچھے (بھی) نماز نہ پڑھو۔ (فتاوی احمدیہ۔ ج ا ص ۲۲)

۳۔ سوال.. ہمارے گاؤں میں طاعون بہت ہے اکثر مخالف مرتے ہیں ان کا جنازہ پڑھا جاوے کہ نہ۔

جواب: یہ فرض کفایہ ہے مگر یہاں ایک طاعون زدہ ہے جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے (کہاں؟ معمار) دوسرے وہ مخالف ہے، خواہ مخواہ کیوں تداخل کیا جائے۔ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو اگر وہ (خدا) چاہے گا تو ان کو دوست بنا دے گا یعنی وہ مسلمان ہو جاویں گے۔ خدا تعالی نے منہاج نبوت پر یہ سلسلہ قائم کیا ہے مداہنہ سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنے ایمان کا حصہ بھی گنواؤ گے۔ (اخبار الحکم قادیان نمبر ۱۹ ج ۷ ص ۲)

ان ہر سہ اقوال مرزا سے مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو مسلمانوں سے میل و جول رکھنے اور ان کے جنازوں میں شامل ہونے سے بتاکید منع کیا ہے۔ خاص کر تحریر نمبر ۳ میں تو مسلمانوں کو اسلام سے ہی خارج قرار دے کر اپنے سلسلہ، منہاج نبوت، کو پیش کر کے بائیکاٹ کا حکم نامہ صادر کیا ہے۔ پس اگر کسی وقت اس کے خلاف بھی مرزا قادیانی نے آرڈر جاری کیا ہے تو اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں جو شعر ذیل میں مرقوم ہے:

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ص ۵۔ ۷)

چیلنج مناظرہ:

راقم الحروف مولوی احمد خان نسیم قادیانی سے تین مناظرے کر چکا ہے جس میں خاکسار کو فتح نصیب ہوئی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ موصوف پھر مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں ہر وقت حاضر

ہوں۔ جب اور جس وقت چاہیں مناظرہ کرلیں۔ مولوی ابوسعید عبدالعزیز مدرسہ دارالحدیث لدھیانہ
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ص ۱۴)

مناظرہ مرزائیہ:

مورخہ ۴۔۵ جولائی ۱۹۳۶ء کو جماعت مرزائیہ شاہ مسکین کے سالانہ جلسہ پر جماعت اہل حدیث موضع قریشیا نوالہ نے قریبا چھ گھنٹے مسئلہ حیات مسیح و نبوت مرزا پر مرزائیوں سے مناظرہ کیا۔ اہل حدیث کے مناظر راقم الحروف (عبداللہ معمار) نے قرآن پاک کی ۱۲۳ آیات حیات مسیح کو ثابت کیا جن کا کوئی جواب احمدی مناظر نہ دے سکا۔

خاکسار کا طریق استدلال بالکل سادہ تھا یعنی قرآن مجید کی آئت پیش کرکے اس کا صحیح ترجمہ مطابق عقائد اہل سنت والجماعت خود مرزا صاحب کی کتب سے دکھایا جاتا۔ اس طرز سے احمدی مناظر بہت ہی پریشان ہوا۔ اگر وہ ہمارے ترجمہ کو غلط کہتا تو چونکہ وہ مرزا صاحب کا مسلمہ ہوتا تھا لہذا اس کی زد براہ راست مرزا پر پڑتی تھی اور اگر وہ صحیح کہتا تو حیات مسیح مرزائیت کے تار پود کو بکھیر دیتی تھی۔ غرض مرزائی مناظر کے لئے نہ جائے رفتن تھا نہ پائے ماندن کا مضمون تھا۔

دوسرا مناظرہ صدق و کذب مرزا پر تھا۔ اس میں تو عجیب ہی سمان تھا گویا جلسہ گاہ کی زمین وہاں کی فضا سٹیج و کرسی بآواز پکار رہے تھے کہ رسول قادیانی کی رسالت ضلالت ہے ضلالت ہے ضلالت۔ الحمد للہ اس مناظرہ میں مرزائیت کو مکمل ذلت کی شکست نصیب ہوئی۔ منشی محمد عبداللہ معمار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ص ۱۴)

مولانا آزاد، مرزا قادیانی اور احادیث نبویہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ کسی سائل کے جواب میں مولانا ابوالکلام آزاد سلمہ نے لکھا تھا کہ:

نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی۔ قرآن آچکا ہے اور دین کامل ہو چکا۔

یہ فقرہ شائع ہونے پر منکرین حدیث نے جس مسرت کا اظہار کیا وہ اس

مسرت سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے جو اہل اطالیہ کو حبشہ فتح کرنے سے حاصل ہوئی تھی۔ اس پر محبان ممدوح کو بڑی پریشانی ہوئی۔ منکرین کی شماتت سے پریشانی میں یہ آواز بھی سننے میں آئی کہ دہلی میں حافظ اسلم لاہور میں مولوی غلام مرشد، کلکتہ میں مولوی ابوالکلام تثلیث حقہ بن کر ہمارے (اہل قرآن) کے ہم خیال ہو گئے ہیں۔ اس پریشانی اور گھبراہٹ میں ایک استفساری نوٹ اہل حدیث مورخہ ۱۰ جولائی میں درج کر کے موصوف سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ مطلق حدیث نبوی سے منکر ہو گئے ہیں یا خاص نزول مسیح والی حدیث سے مقصود یہ تھا کہ جلدی میں قدم نہ اٹھایا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مولانا آزاد مجھ پرانے مخلص کو الاہنا دیں کہ؛

کدو کی دوستی یک دم میں توڑی

میرے سوال کا جواب ممدوح نے دیا اور امید سے زیادہ طویل دیا۔ فجزاہم اللہ

موصوف کے جواب کا خلاصہ ہے کہ میں نہ احادیث نبویہ سے منکر ہوں نہ نزول مسیح کی حدیث سے، بلکہ میرا مقصود اور تھا۔

اب ہم آپ کا مقصود آپ ہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

مکرمی السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

آپ نے از راہ عنایت اہل حدیث کا جو پرچہ بھیجا تھا وہ وصول ہوا۔ جو تحریر اس میں شائع فرمائی ہے وہ نظر سے گذری۔ حیران ہوں آخر ان خطوں میں کون سی ایسی بات تھی جس سے ان دور از کار نتائج کی طرف آپ کا ذہن منتقل ہوا۔ یہ خطوط ایک خاص شخص کے استفسار کے جواب میں لکھے (۱) گئے ہیں اور ضروری ہے کہ اسے پیش نظر رکھا جائے مستفسر نے لکھا تھا کہ ایک عرصہ سے بعض احمدی مبلغ مجھے قادیانی طریقہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں میں نے کئی صاحبوں سے استفسار کیا لیکن جوابات سے رد و کد کا ایک لمبا چوڑا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، دل کا کانٹا نکلتا نہیں (۲) جو بات سب سے زیادہ مضطرب کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ معاملہ ایمان ونجات کا ہے۔ اگر واقعی کسی نئے ظہور پر ایمان لانا ضروری ہو اور میں انہی بحثوں میں رہ

جاؤں تو کل کو میرا کیا حشر ہوگا؟ میں نے اس کے جواب میں ایک موٹی سی بات لکھ دی جو مخاطب کے اذعان ورفع اضطراب کے لئے قاطع اور مختتم ہوسکتی تھی اور جس کے فہم کے لئے نہ تو اصول ومقدمات کی ضرورت ہے نہ علم وفن کے استعداد کی ۔ ایک لمحہ میں ساری ردوکد ختم ہو جاتی ہے ۔ میں نے لکھا کہ اتنی بات مانتے ہو یا نہیں کہ قرآن کلام الٰہی ہے اور جن باتوں پر ایمان لانا شرط اسلام ونجات ہے وہ اس نے بتلا دیے ہیں ۔ اچھا کسی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ۔قرآن کا کوئی ترجمہ اٹھا کر دیکھ لو کہیں یہ حکم پاتے ہو کہ آئندہ ایک زمانہ میں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا بے سود ہو جائے گا (۳) اور ایک نئے ظہور پر ایمان لانا پڑے گا۔ یا کسی زمانے میں اسلام کی پچھلی دوشہادتیں بے کار ہو جائیں گی؟ اور ایک تیسری شہادت کا اضافہ ہو جائے گا مثلاً ایمان بالمجدد؟ اگر نہیں پاتے تو پھر کون سی مصیبت آ پڑی ہے کہ اس جھگڑے میں پڑتے ہو اور اپنے ایمان ونجات کی طرف سے مضطرب ہوتے ہو

بلا شبہ اس تخاطب میں میں نے صرف قرآن کا ذکر کیا، احادیث کا ذکر نہیں کیا، مگر اس لئے نہیں کیا کہ مخاطب کے لئے اتنا ہی کہنا قاطع وفیصلہ کن تھا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ احادیث میں بھی کہیں یہ بات نہیں آئی ہے کہ آئندہ اسلام کے شرائط ایمان میں ایک نئی شرط بڑھ جائے گی اور ایک نئے رسول پر ایمان لانا ضروری ہوگا (۴)

اب فرمایئے اگر ایسا لکھ دیا گیا تو اس میں کون سی برائی کی بات ہوگئی ۔ جو اس درجہ ناگواری خاطر کا موجب ہورہی ہے ۔کیا قرآن کا حوالہ دینا انکار حدیث کو مستلزم ہے ۔ کیا احادیث میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نئے نئے ظہوروں پر ایمان باللہ وایمان بالرسول کی طرح ایمان لاتے رہنا۔

اس کے بعد مستفسر نے اپنے مبلغ دوست کا قول نقل کیا کہ مسلمانوں کو ہر صدی کے مجدد پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے نیز یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بہ حیثیت رسول آئیں گے (۵)

اور انہی کے ہاتھوں اس دین کی تکمیل ہوگی۔ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ صحیح نہیں ہے اسلامی عقاید میں کسی ایسے مجدد کی جگہ نہیں جس پر ایمان بالرسل کی طرح ایمان لاتے رہنے کا حکم دیا گیا ہو۔ باقی رہا نزول مسیح کا معاملہ یو شرائط ایمان کی ترمیم و تنسیخ نہایت اہم اور اساسی معاملہ ہے۔ اگر مسلمانوں کی نجات آئندہ کسی نئے ایمان پر موقوف رہنے والی ہوتی تو ضروری تھا کہ اس کا صاف صاف حکم دے دیا جاتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔ پس ہمارا عقیدہ یہی ہونا چاہیے کہ دین کامل ہو چکا آخری کتاب نازل ہو چکی (اوراب تکمیل دین، (۶)، کے لئے نہ کسی بروزی مسیح کی ضرورت ہے نہ حقیقی مسیح کی)

یہ ظاہر ہے کہ اس عبارت میں جو نفی کی گئی ہے وہ کسی ایسے نزول کی کی گئی ہے جو دین کی تکمیل کے لئے ہوگا۔ اور یہ بہ حیثیت رسول کے ہوگا نہ کہ نفس نزول کی۔

چنانچہ سیاق وسباق اس کی صاف شہادت دے رہا ہے۔ اس سے اوپر مجدد کی نفی کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ وہاں بھی مقصود ایسی تجدید ہے جس پر ایمان لانا مثل ایمان بالرسل کے ضروری ہو، ورنہ حدیث من یجدد لها دینها .. الخ موجود ہے اور مجدد لغوی سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ ایسے مجدد یعنی مصلحین حق پیدا ہو چکے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے حتی یاتی امر اللہ و ھم غالبوم

بلاشبہ روایات میں نزول مسیح کی خبر دی گئی ہے اور صحیحین کی روایات اس باب میں معلوم ومشہور ہیں۔ اس سے کسے انکار ہوسکتا ہے (۷) لیکن اس کا معاملہ تعلق قیامت کے آثار ومقدمات سے ہے نہ کہ تکمیل دین کے معاملہ سے۔ نیز انہی روایات میں تصریحات موجود ہیں کہ حضرت مسیح کا نزول بہ حیثیت رسول کے نہیں ہوگا (۸)۔ میں سمجھتا ہوں اس تیرہ سو برس میں مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہی رہا ہے کہ دین ناقص نہیں اور اپنے تکمیل کے لئے کسی نئے ظہور کا محتاج نہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں، ایسا نہیں ہے؟

آپ پوچھتے ہیں احادیث کے بارے میں میرا عقیدہ کیا ہے؟ میں اس کا جواب آپ کو کیا دوں کیا آپ کو میرے عقیدہ کی خبر نہیں۔ کیا آپ کی نظر سے میری بے شمار تحریرات نہیں گزر چکی ہیں؟ یہ سوال آپ اس شخص سے کر رہے ہیں جو اپنی تحریرات میں نہ صرف حدیث کو حجت اور واجب العمل ثابت کر چکا ہے بلکہ جس کو اس فہم کی توفیق ملی ہے کہ

و یعلّمھم الکتاب و الحکمة میں حکمت سے مراد سنت ہے اور جس نے جا بجا مقدام کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ

الا انی اوتیت الکتاب و مثله معه

نیز روایت مشہورہ یوشك رجل شعبان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلّوه و ما وجدتم فیه من حرام فحرموه

اتنا ہی نہیں بلکہ جس کی تمام تر قلمی جد و جہد یکسر دعوت اتباع کتاب وسنت پر مبنی رہی ہے اور جس کے عقیدہ میں ،کتاب، کا ہر وہ اتباع، اتباع نہیں جو سنت کے اتباع سے خالی ہو (۹)

ایں دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند

یہ ظاہر ہے کہ میں ایک شخص کے استفسار کا جواب لکھ رہا تھا کوئی کتاب تصنیف نہیں کر رہا تھا اس طرح کے سوالات روز لوگ کرتے رہتے ہیں اور کم سے کم جملوں میں جو جواب دے سکتا ہوں دے دیا کرتا ہوں اس استفسار کا جواب سینکڑوں آدمیوں کو دیا ہوگا۔ ہر بات کا ایک محل ہوتا ہے اور چاہیے اسی محل میں رہ کر اس پر غور کیا جائے۔ پھر خصوصاً اگر تحریر کسی ایسے شخص کی ہو جس کے عقائد و مسلک سے ہم ناواقف نہیں، تو اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہی مطلب ٹھہرائیں جو اسکے عقیدہ و مسلک کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔

اہل حق و دانش کا طریقہ جو ہمیں بتلایا گیا ہے وہ تو یہ ہے کہ

یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئك الذین هداهم الله

و اولئك هم اولو الالباب ۔

یہاں تک تو آپ کے استفسار کا جواب تھا۔ اب ایک دو لطیفے بھی سن لیجئے۔ آپ نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر مجھے اس کا جواب دیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابھی آپ نے رائے قائم نہیں کی ہے۔ میرے جواب کا انتظار ہے۔ لیکن مضمون کی سرخی میں آپ نے از راہ عنایت تنابز بالالقاب کے ساتھ میرا نام درج کر دیا گویا جزم و یقین کے ساتھ فیصلہ کرلیا ہے (۱۰) لطیفہ یہ ہے کہ اگر فیصلہ ہو چکا تھا تو پھر استفسار کیوں؟ اور اگر استفسار ہے تو پھر یہ تنابز بالالقاب کیوں؟

دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ خطوط میرے تھے استفسار مجھ سے کرنا ہے لیکن مضمون آپ اخبار میں شائع کرتے ہیں۔ اور پھر اس کا پرچ ڈاک کے ذریعہ بھیجتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جس ڈاک کے ذریعہ آپ کا اخبار مجھے مل سکتا ہے، اسی ڈاک کے ذریعہ آپ کا خط مجھے نہیں مل جاتا؟ (۱۲) شاید آپ نے خیال کیا کہ خط بھیجنے کا زیادہ محفوظ ذریعہ یہی ہے کہ اخبار میں چھاپ دیا جائے۔ خیر۔ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست، امید ہے مع الخیر ہوں گے۔

ابوالکلام؛ کلکتہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء

(حواشی از مولانا ثناء اللہ امرتسری:

۱۔ جواب میں عام نفی نے پریشانی پیدا کر دی تھی جسکا ازالہ کرانا ضروری تھا۔

۲ قادیانی خلش کے لے کافی تھا کہ سائل کو لکھ دیتے کہ مرزا صاحب قادیانی کا اشتہار، مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ، دفتر اہل حدیث سے منگا کر دیکھ لیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر　　　　کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا۔

۳۔ مولانا معاف فرمایئے۔ بے سود، قادیانی بھی نہیں کہتے۔ البتہ اپنی ضلالت سے بشرط شتی کہتے ہیں۔

۴۔ ایسا ہونے سے بے شک اسلام میں زیادتی لازم آئے گی۔ یہ الزام قادیانیوں پر تو معقول ہے ہم پر نہیں ہم تو مسیح رسول کو مانیں گے جسے آپ بھی مانتے ہیں۔

۵۔ بحیثیت رسول سے اگر احکام جدیدہ لے کر آنے والا مراد ہے تو بے شک ایسا نہیں ہوگا۔ اور اگر بحیثیت رسول سے مراد بوصف رسالت سابقہ ہے تو بے شک ایسا ہوگا۔ حدیث ترمذی میں ایسا ہی آیا ہے۔

۶۔ آپ کا مدعا میں صرف اتنے فقرے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس جملہ مرکبہ کی نفی کرتے ہیں مگر پہلے خطوط میں آپ کے الفاظ مفرد کی نفی کرتے تھے۔ (تکمیل دین کے لئے) کا جزء اس میں نہ تھا۔ یعنی صاف تھا کہ نہ بروزی مسیح آئے گا نہ حقیقی۔ اسلئے آپ کے احباب، قائلین حدیث، میں ہیجان پیدا ہوا۔

۷۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء۔

۸۔ بوسف رسالت سابقہ ہوگا۔ حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ ہو

۹، اے وقت تو خوش باد کہ وقت ما خوش کردی

۱۰۔ آپ نے اہل حدیث ۱۰ جولائی کی سرخی پر شاید غور نہیں کیا۔ فرمایا آج کل کے طرز انشا میں وہ جزم نہیں استفہام ہے جیسے أأنت قلت للناس اتخذو نی الآ یه

۱۱۔ جس طرح عالم الغیب خدا کی طرف سے صلحاء امت کو أأنتم اضللتم عبادی هئو لاء میں مضل کا تنابز کیا گیا۔

۱۲۔ معاملہ اخباروں میں آجانے کی وجہ سے پبلک ہوگیا تھا اس لئے ذاتی خط وکتابت کا موقع نہ رہا تھا علاوہ اس کے قلمی لکھتا تو شائد مجھے بھی مولانا ابراہیم میرسیالکوٹی کی طرح عدم رسی جواب کا گلہ (صحیح یا غلط) کرنا پڑتا۔ جس پر آپ کو میرے حق میں افسوس کرنے کا موقع ملتا۔

مولانا! آپ نے ہمیں جواب باصواب سے جو خرسند فرمایا ہے میں اور ناظرین اہل حدیث آپ کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے ہم کو شماتت ہمسایہ سے بچا لیا ورنہ اغیار تو مثلث متساوی الاضلاع (لاہوری دہلوی کلکتوی) بنا چکے تھے اللھم تو فنا مسلمین و الحقنا با لصا لحین)

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۸ ص ۳۔۶)

مولانا ابوالکلام اور قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جب سے مولانا ابوالکلام نے قادیان کے متعلق آواز اٹھائی ہے قادیان کی توجہ بھی مولانا موصوف کی طرف کچھ زیادہ ہوگئی ہے۔ موصوف کے متعلق تردیدی مضامین تو لکھے ہی جاتے تھے۔ لطف یہ ہے کہ آپ کا سابقہ کلام (جیسا کہ ہر ایک واعظ اور مصلح برموقع کہہ دیا کرتا ہے) بھی پیش کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً مولانا ابوالکلام نے اگر کسی

موقع پر علماء سوء کے حق میں کچھ لکھا تھا تو بقول بلی کے بھاگوں چھیکا ٹوٹا۔ قادیانیوں نے اسکو بھی غنیمت سمجھ کر فوراً نقل کر دیا۔ اس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ سب برائی مخالفین مرزا پر چسپاں کریں۔ مگر یہ خیال ان کا بے دلیل ہے۔ اسکے برعکس ہمارا خیال یہ ہے کہ مولانا موصوف نے جو کچھ لکھا ہے در حقیقت مرزا صاحب متوفی سے مشورہ کر کے جماعت مرزائیہ کے حق میں لکھا ہے۔ اسکا ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ بہر حال الفضل قادیان لکھتا ہے:

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

ا۔ سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے لیکن علماء دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے لیکن ادھر قصائی نے ہڈی پھینکی اور ادھر ان کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے۔ یہی حال ان سگان دنیا کا ہے۔ ساری باتوں میں متفق ہو سکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو وہاں پہونچ کر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ ان کا سرمایہ ناز علم حق نہیں ہے جو تفرقہ مٹاتا ہے۔ اور اتباع سبل متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراط مستقیم پر چلاتا ہے بلکہ یکسر علم جدل وخلاف ہے، نفس پرستی اس کی کثافت کو خمیر دیتی اور دنیا طلبی کی آگ اس کی ناپاکی کے بخارات کو اور زیادہ تیز کرتی رہتی ہے فساق و فجار خرابات میں بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی تندرستی کا جام صحت پیتے ہیں اور چور اور ڈاکو مل جل کر راہزنی کرتے ہیں مگر یہ گروہ خدا کی مسجد اور زہد و عبادت کے صومعہ و خانقاہ میں بیٹھ کر بھی متحد و یک دل نہیں ہوسکتا اور ہمیشہ ایک دوسرے کو درندوں کی طرح چیرتا پھاڑتا رہتا ہے۔ الخ۔ (الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء ص ۴)

بقاعدہ علم منطق مولانا آزاد کا یہ بیان شکل اول کا کبری ہے جب تک اس کے ساتھ صغری نہ ملے نتیجہ نہیں دے سکتا۔ اس کے صغری کو ہم نے تلاش کیا تو مرزا صاحب متوفی کے کلام میں پایا جو یہ ہے:

اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالی بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص

اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیکم نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں، اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی ادنی خود غرضی کی بنا پر لڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ (اشتہار التوائے جلسہ ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۳ء)

پس ہم ان دونوں ریفارمروں (مرزا، اور ابوالکلام) کے کلام با نظام کو ملا کر بصورت شکل اول یوں رکھتے ہیں۔

(بقول مرزا) مرزائیوں میں اکثریت بری ہے۔

(بقول مولانا) ایسے برے لوگ ڈاکوؤں سے بدتر ہیں۔

نتیجہ: اگر گوئم زبان سوزد

کیا فرماتے ہیں علماء احمدیہ ہماری پیش کردہ شکل کے دو حصوں میں کوئی غلطی ہے۔ صغری مسلمہ مسیح موعود ہے۔ کبری مرقومہ ابوالکلام مصدقہ الفضل ہے پھر نتیجہ کیوں غلط ہونے لگا۔ احمدی دوستو! خفا نہ ہونا

نگاہ نکلی نہ دل کی چور زلف عنبریں نکلی
ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۸ ص ۶۔۷)

امرتسر میں مرزائی جنازہ

امرتسر میں ۱۸ جولائی ۱۹۳۶ء کو ایک مرزائی لڑکا فوت ہو گیا۔ جسے مسلمانوں نے اپنے کسی

قبرستان میں دفن نہ کرنے دیا آخرکار پولیس کی وساطت سے بلاقا سنگھ کے قبرستان میں دفنایا گیا، ہزارہا مسلمان اس موقع پر وہاں موجود تھے۔ اے۔ ڈی۔ ایم، اور ڈپٹی کمشنر بھی موقع پر پہنچے۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۸ ص ۲)

خلیفہ قادیان سے ایک ضروری سوال

میاں فضل حسین مرحوم کے انتقال پر آپ کے اخباروں میں بہت کچھ رنج و ملال کا اظہار کیا گیا ہے جو حق بجانب ہے۔ کیونکہ میاں صاحب موصوف کے آپ کے ساتھ گہرے تعلقات تھے آپ نے تعزیت کا تار بھی بھیجا۔ بہت اچھا کیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے مرحوم کا جنازہ بھی پڑھا بحالیکہ کہ مرحوم کی نعش قادیان کے قریب بٹالہ میں لائی گئی۔ اگر آپ نے جنازہ نہیں پڑھا تو میاں (فضل حسین) صاحب کی قبر سے جو آواز آتی ہوگی اس کا کیا جواب:

بچہ امید تواں مردن بجنازہ ءکسے نے آئی (اہل حدیث ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء ص ۸)

امرتسر میں مرزائی مردہ کا دفن اور اس پر ہنگامہ عظیمہ

اس ہفتے واقعہ عظیمہ یہ ہوا ہے کہ ایک مرزائی کا ایک سالہ بچہ مر گیا اس کو دفن کرنے کے لئے قبرستان میں لے گئے اہل محلّہ اور احرار کو خبر ہوئی انہوں نے اس جنازہ کا تعاقب کیا جس قبرستان میں اہل میت لاش کو لے جاتے مخالفین ان کو یہ کہہ کر منع کر دیتے کہ یہ مالمانوں کا بچہ نہیں مرزائی کا ہے۔ اس کے آگے ملاپ کے نامہ نگار کی رپورٹ یہ ہے:

امرتسر ۱۹ جولائی۔ مسلمانوں اور مرزائیوں میں نفرت بڑھتی جا رہی ہے کل ایک مرزائی شام کو سول لائن تھانہ میں گیا اور اپنا بچہ پولیس انسپکٹر کے سامنے رکھ کر اس نے تمام دن کا ماجرا سنایا۔ سب انسپکٹر پولیس نے کوتوال شہر اور کپتان پولیس کو اس سانحہ کی خبر دی جس پر کوتوال اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھانہ میں پہنچ گئے۔ ادھر ایک درجن کے قریب مرزائی بھی تھانہ میں جمع ہو گئے پولیس افسران نے ان کو اپنی امداد کا یقین دلایا اور بتایا کہ رات کو لاش کو دفنایا جائے گا۔

احراریوں نے شہر کے تمام قبرستانوں پر سخت پہرہ لگا دیا تاکہ جس طرف بھی پولیس جائے ادھر ہی پروٹسٹ کیا جائے مسلمانوں اور احراریوں کی اس پیش بندی کو مقامی حکام نے نہایت برا محسوس کیا اور اس شہر کے تھانوں کی پولیس کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا۔ ادھر پولیس اپنا انتظام کرتی رہی۔ ادھر مسلمان

اپنا ہجوم ہر قبرستان کے پاس بڑھاتے چلے گئے نعش کو مقامی حکام نے اپنے قبضہ میں کرلیا اور رات کے ۱۲ بجے کے قریب ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس کی رہنمائی میں لاش کو بلاسنگھ کے قبرستان کے باہر قلعہ کی طرف لے جایا گیا کیونکہ اس قبرستان میں صرف بچے ہی دفنائے جاتے ہیں ...اور ہندو سکھوں اور عیسائیوں کے بچے بھی یہاں ہی دفنائے جاتے ہیں ادھر شہر میں یہ خبر آناً فاناً پھیل گئی اور تقریباً ۵ ہزار مسلمانوں کا ہجوم اس قبرستان میں جمع ہو گیا۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تمام شہر کی پولیس جو چار سو کے قریب تھی قبرستان میں بلا لی اور ہر ایک سب انسپکٹر کے کے ماتحت پولیس گارد کر کے ان کا پہرہ قبرستان کے چاروں طرف لگا دیا۔ ڈپٹی کمشنر نے رات کے ڈیڑھ بجے جا کر مسلمان ہجوم کو منتشر کرنے کا حکم دیا لیکن احراری لیڈر جو کافی تعداد میں پہنچے ہوئے تھے انہوں نے مسلمانوں کو کھڑا رہنے کا مشورہ دیا۔ پولیس نے دیکھ کر مسلمانوں کے ہجوم پر معمولی لاٹھی چارج کر کے ان کو قبرستان سے بہت دور ہٹا دیا اور اعلیٰ افسران کی زیر نگرانی لاش کو دفنایا گیا، پولیس نے امرتسر کے احراری لیڈر عبدالحمید بٹ کو زیر دفعہ ۲۹۷ تعزیرات ہند لاش کی بے حرمتی کرنے کے الزام میں رات کو قبرستان کے پاس جمع شدہ ہجوم سے گرفتار کیا ہے (ملاپ۔ لاہور ۲۱ جولائی ۱۹۳۶ء)

مدیر اہل حدیث لکھتے ہیں: ۱۹۔۲۰ ماہ حال کی درمیانی شب کو احرار نے جلسہ کیا جس میں لڑکے کے دفن کرانے پر پولیس کی مذمت کی گئی مگر مانعین کی زبان پر عموماً یہ فقرہ جاری ہے کہ یہ مرزائی گروہ ایسا دشمن مسلمین ہے کہ اپنے محسن و مربی سر فضل حسین جیسے کا جنازہ بھی انہوں نے نہیں پڑھا بلکہ اس کیلئے دعائے مغفرت بھی نہیں کی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۸ ص ۱۶)

مردے سے اعلان جنگ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیان کے فلسفہ کے مقابلہ میں فیثا غورس اور ارسطو کا فلسفہ ہیچ ہے۔ اسکو اگر متاخرین فلاسفہ کی موشگافیوں سے صاف کر دیا جائے تو بالکل قریب الفہم ہے مگر قادیان کا فلسفہ بالکل پیچ در پیچ ہے۔ آج ہم نے جس مسئلے پر قلم اٹھایا ہے وہ ایک ایسا اصولی مسئلہ ہے کہ قادیان سے لاہور تک ہر فرد مرزائیت اس کا مخاطب اور جواب

دہ ہے۔ابتدا اس کی یوں ہوئی کہ اخبار الفضل قادیان (۱۶ جولائی ۱۹۳۶ء) میں ایک اعلان جنگ نکلا ہے جو بظاہر بڑا دہشت انگیز اور خوفناک ہے مگر واقف کاروں کی نظروں میں بالکل ہیچ ہے اس کی سرخی یہ ہے:

کفر سے ہماری جنگ زیادہ شدت سے آئندہ سالوں میں شروع ہوگی۔

بظاہر یہ سرخی ہر ایک مومن مسلم کی نظر اور کان کے لئے خوش کن ہے۔کونسا مسلمان ایسا ہے جو کفر سے جنگ اور جنگ میں فتح پانے کی تمنا نہ رکھتا ہو جب کہ اس کی آواز ہی یہ ہے

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے اے شاہ
کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

مگر سوال یہ ہے کہ یہ بار بار کی جنگ کیسی کفر اور اسلام اور روشنی اور ظلمت کی آخری جنگ مرزا صاحب متوفی کی زندگی میں جاری ہوکر روشنی کو فتح ہوچکی ہے۔اب تو دنیا میں سراسر روشنی ہی روشنی ہے کہیں ظلمت اور کفر کا نام ونشان نہیں، پھر جنگ کس سے؟ ناظرین کرام حیران ہوں گے کہ ہم آج کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ معاف فرمائیے ہم اس وقت فنا فی المرزا ہوکر انہی کی بولی بول رہے ہیں۔اس وقت ہماری حالت اس مصرع کی مصداق ہے: آنچہ استاد ازل گفت ہماں مے گویم۔

سنئے آپ کے بزرگ مہدی معہود ہاں ہاں مسیح موعود بلکہ مجدد اعظم مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

اب وہ زمانہ جاتا رہا جس میں عیسائیت کے مکرو فریب کچھ کام کرتے تھے اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں روشنی مظفر ومنصور ہوگی اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔(چشمہ مسیحی مقدمہ صفحہ ب)۔

ناظرین جب کسی جنگ میں اعلی افسر مارا جاتا ہے تو جنگ ختم ہو جاتی ہے۔ تاریکی اور کفر کا اعلی افسر (شیطان) مرزا صاحب (مسیح موعود) کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ۔چنانچہ مرزا صاحب قادیانی خود فرماتے ہیں کہ

آدم کے زمانہ سے آج تک شیطان بھاگتا رہا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوا

کیونکہ مسیح موعود کے ہاتھ سے اس کا قتل ہونا مقدر تھا سو مارا گیا۔

(ملفوظات احمدیہ۔ج۲ص ۳۱۷)

اچھا ہوا۔ مرزا صاحب نے اس موذی کو جو بڑا گمراہ کن تھا قتل کر دیا۔ الحمد للہ۔ اب جبکہ بانی شر مر چکا ہے اور تاریکی پر روشنی غالب آ گئی پھر آئندہ سالوں میں اس شدید جنگ کا الٹی میٹم کس کو دیا جاتا ہے۔

احمدی ممبرو! کیا مردے سے جنگ کرو گے پھر تو یہ مثل صادق آئے گی

موئے کو مارے شاہ مدار

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۱ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۹ ص ۴)

جماعت احمدیہ لاہور کی دعوت منظور

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی جماعت لاہور نے احرار کو فیصلہ کن مناظرہ کی دعوت دی تھی۔ یہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کا واقعہ ہے۔ احرار کی طرف سے اس کی منظوری ہماری نظر سے نہیں گذری غالباً اسلئے کہ احرار کے خیال میں مرزائیوں سے مباحثہ کرنا پسندیدہ یا مفید فعل نہیں، اس لئے ہم یہ فرض کفایہ ادا کرنے کو دعوت قبول کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزائیوں کی طرف سے اس قسم کی دعوت کسی اور کو سن کر ہمیں رنج ہوتا کیونکہ:

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
او کشتہ ستم تیری غیرت کہاں گئی

مسئلہ کیا ہے؟

اجرائے نبوت اور ختم نبوت موضوع پر تبادلہ خیال ہو۔

(الفضل ۲۱ جون ۱۹۳۶ء ص ۳ کالم ۳)۔

چونکہ مسئلہ شرعی ہے اس میں کوئی خصوصیت احرار وغیر احرار کی نہیں اس لئے ہم اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں (بشرط ذیل)

ناظرین ! اس میں شک نہیں کہ مسئلہ مذکورہ ایک اہم اعتقادی مسئلہ ہے مگر ہے تو آخر کبری شکل اول ۔یعنی ایک عام قانون کی شکل میں بحث ہوگی۔اسی لئے اس سے نزاع فریقین کی بیخ کنی نہیں ہوسکتی ۔فرض کر لیجئے آپ اس میں حق بجانب ثابت ہو گئے ۔یعنی مسئلہ اجراء نبوت اور ختم نبوت آپ کے حسب منشاء طے ہو گیا ، کسی منصف نے بھی آپ کو ڈگری دے دی تو پھر کیا ہم یہ نہ کہہ سکیں گے کہ صغری شکل اول (صلاحیت مرزا) ہنوز بحث طلب ہے اور اگر ہم کو ڈگری مل گئی یعنی منصف نے ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا کہ سلسلہ نبوت ختم ہے پھر کیا آپ لوگ لاہوری جماعت کے عقیدہ پر احمدیت پر جمے نہیں رہ سکتے ؟

اس لئے بہر دو نوع احمدیو! اگر واقعی فیصلہ کن مباحثہ چاہتے ہو، تو بعد مسئلہ ختم نبوت مرزا صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ پر بھی مباحثہ کرنا منظور کرو تاکہ شکل اول کا صغری اور کبری دونوں مبرھن اور مصدق ہو جائیں ۔

ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ اس مباحثہ کے لئے قادیانیوں کے خلیفہ قادیان اور لاہوری پارٹی کے ممبروں کو اپنے امیر جماعت کا اجازت نامہ مطبوعہ پیش کرنا ہوگا۔ کوئی ہے جو تحقیق کرنے کا حوصلہ کرے پھر دیکھئے کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے ۔

انا صخرة الوادی اذ ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۱ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۹ ص ۵)

ایک سچا خواب

پنڈت آتمانند صاحب ، بٹالہ سے لکھتے ہیں :

میں نے گذشتہ رات سونے سے قبل حضرت محمد ﷺ کی جناب میں خیالی درخواست کی کہ آپ نے ایک مرتبہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء کی رات کو چاندگرہن کے بعد مجھے خواب میں بتلایا تھا کہ ابوالوفا ثناءاللہ کا طریق مذہب آپ کا صحیح راستہ ہے پھر کیا وجہ ہے کہ عرب کے لوگ اہل حدیثوں کو کافر اور گردن زدنی قرار دے رہے ہیں؟

اتفاق کی بات سمجھو یا میرے خیالات کا عکس کہ ۱۷ و ۱۸۔ اپریل ۱۹۳۶ء کی درمیانی گزشتہ رات ہی ایک خواب میں حضرت محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے دیکھا کہ:

اے آتمانند! ابوالوفا ثناء اللہ ہی وہ امام اسلام ہے جو تیری مدد کے لئے میری پیش گوئی واماملکم منکم میں وعدہ دیا گیا تھا۔ تو میری زبانی اس کی بریت کر کہ وہی سچا امام اور اسی کا طریقہ سچا اسلام ہے۔ افسوس کہ میری امت باہمی تکفیر اور تفرقہ بازی سے چاہ ضلالت میں گر چکی۔...وغیرہ

خواب کی مزید گفتگو ظاہر کرنے کا ابھی موقع نہیں آیا۔

اس لئے اے جملہ مسلمانو! اگر آپ کو میری اس خواب میں ماسوائے دماغی خیالات کے کچھ صداقت نظر آوے تو اپنے کفر اور فتاوی تکفیر سے توبہ کرو اور مولوی صاحب امرتسری کو بالفاظ حضور ﷺ، امام اسلام قبول فرماؤ۔ یہی تمہارا ہادی اور امام برحق ہے۔ میں نے جو کچھ دیکھا اور سنا عرض کر دیا۔ اب قبول کرنا نہ کرنا آپ کا کام۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۷۔ اگست ۱۹۳۶ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۰ ص ۹۔۱۰)

مرزائیوں پر مرزا متوفی کا فتوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عام طور پر شور مچایا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب متوفی جب فوت ہوئے تو ان کے مرید چار لاکھ تھے۔ اب یہ امر منکشف ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد موصوف کو چالیس مومن کامل نہ ملے تھے۔

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کہتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے کہ اگر چالیس مومن مجھے مل جائیں تو میں دنیا کو فتح کر سکتا ہوں (الفضل ۷ مئی ۱۹۳۶ء ص ۸ کالم ۲)

(اس کا مطلب ہے کہ مرزا کے تین سو تیرہ اصحاب بدر، اور مسیح کے حواری بھی سارے کے سارے مومن کامل تھے۔ بہاء)

احمدیو! تمہارے مسیح اور خلیفہ مسیح کا فتوی کس قدر سخت ہے کہ کوئی عالم اسلام

تم پر فتوی کفر لگا تا ہے تو تم خفا ہو جاتے ہو اور آستینیں چڑھا چڑھا کر لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہو، مگر تمہارا مسیح اور خلیفہ مسیح تم کو بے ایمان کہتے ہیں مگر تم فکر نہیں کرتے۔ بتاؤ تو سہی آخر اس عبارت کے معنی کیا ہیں؟ چالیس تک تو مومنین قانتین کا عدد نہ پہنچا ،زیادہ سے زیادہ انتالیس ہوں گے۔ اب اس کی تعیین کرنا کہ وہ انتالیس مومنین کون کون تھے آپ لوگوں کا کام ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ قرعہ اندازی سے فیصلہ کرلو۔

ہاں ایک سوال رہ جاتا ہے کہ اعلی حضرت (مرزا غلام احمد) کو تو چالیس مومن کامل نہ ملے، خلیفہ صاحب کو تو مل گئے ہوں گے، اس نے کیوں نہ دنیا فتح کر لی؟

اس کا جواب آسان ہے کہ آپ دنیا کو کیا فتح کرتے، خاص آپ کی ر راجدھانی (مرکز خلافت) میں اعداء گھسے ہوئے ہیں۔ وہ تو مفتوح ہوتے نہیں، دور رہنے والے کیسے مغلوب ہو سکتے ہیں۔

مرزائی ممبرو! مقام عبرت ہے کہ تم لوگ پرچہء ایمان میں بری طرح فیل ہوئے۔ ادھر علماء اسلام نے تم پر فتوی کفر لگایا اور ادھر بڑے میاں بلکہ چھوٹے میاں نے بھی تم کو ایماندار قرار نہ دیا۔ اب تم پر یہ مثل صادق آ گئی:

دونوں سے گئے پانڈے　　　نہ حلوہ ملا نہ مانڈے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اگست ۱۹۳۶ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۲ ص ۵)

مسیح موعود نمبر پر ایک نظر۔ ۷

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

دعوی نبوت مرزا

پیغام صلح میں لاہور مسیح موعود نمبر میں چھٹا مضمون بقلم مولوی اختر حسین بعنوان: مرزا صاحب کا دعوی نبوت سے واضح انکار، مندرج ہے۔ راقم مضمون نے اپنے دعوی کے ثبوت میں کتب مرزا سے متعدد اقوال نقل کئے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایمان تھا کہ:

آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ختم

المرسلین کے بعد مدعی نبوت کو کافر جانتا ہوں ۔ وحی رسالت حضرت آدم سے شروع اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی ۔ میرا نبوت کا دعوی نہیں بلکہ محدثیت کا دعوی ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ۔ میری نسبت جو نبی کا لفظ میرے الہامات میں استعمال کیا گیا ہے یہ مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے ۔

منشی معمار صاحب فرماتے ہیں: مسئلہ نبوت مرزا عرصہ سے زیر بحث ہے یہاں تک کہ خود مدعی کافی مدت تک اس مسئلہ میں پریشان رہا۔پس ایسے مسئلہ میں یک طرفہ تحریرات کو پیش کرنا اور فریق ثانی کے دلائل کو یکسر نظر انداز کرنا داب محققین کے خلاف ہے ۔ مضمون نویس کا فرض اولین تھا کہ وہ اپنے دعوی کو پیش کرنے سے پہلے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا اظہار کرتا۔فریق ثانی کے دلائل کو غلط ثابت کر کے اپنے دلائل کو پیش کرتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیوں؟

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

حضرات ! اس مسئلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت پیچیدگی پیدا کر رکھی ہے۔ایک طرف بکمال صفائی یہ مومنانہ اعلان ہے کہ:

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی، ملعون خسر الدنیا و الآخرۃ

تو دوسری طرف سابق مدعیان نبوت کا ذبہ سے دو قدم بڑھ کر ادعاء علوشان ہے:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم

ہاں ایک وہ بھی وقت تھا کہ آپ نے دستخطی اقرار شائع کیا کہ میرے رسائل میں:

جس قدر ایسے الفاظ ہیں کہ محدث ایک معنی سے نبی ہے یا محدثیت جزوی نبوت ہے ۔ یہ الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں لفظ نبی سے مراد صرف محدث ہے۔سو تمام مسلمان بھائی ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمائیں۔

۲۔ نبی کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا سے علم پا کر پیش گوئی

کرنے والا۔سو چونکہ ایسے لفظوں سے اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اس لئے اپنی جماعت کے بول چال محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہییں۔

مگر دوسری طرف ان تحریرات کے بعد بار بار اپنے حق میں نبی و رسول کا لفظ نہ صرف استعمال ہوتا ہے بلکہ نبوت سے انکار کرنے والے مریدوں کو ڈانٹا جاتا ہے اور علی الاعلان لکھا جاتا ہے کہ:

اس شعر (من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب) کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیے۔ ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں ... ہاں یہ نبوت تشریعی نبی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کر دے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوی کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے ..بس وہ نبی کہلائے۔یہی حال اس سلسلہ میں ہے بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کون سا امتیازی لفظ ہے جو (ہمیں) دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے ...ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالی کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسلیئے ہم نبی ہیں۔(اخبار بدر قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۲۔ اگر خدا تعالی سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہیں۔(ایک غلطی کا ازالہ)

۳۔ خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔(تجلیات الٰہیہ)

۴۔ بغیر کسی جدید شریعت کے ... نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔
(ایک غلطی کا ازالہ)

۵۔ ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو تورات میں مذکور ہیں میں کوئی نیا نبی نہیں پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں (بدر قادیاء ۱۹۔اپریل ۱۹۰۸ء)

۶ ۔جس قدر خدا تعالی نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے .. تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو یہ نعمت عطا نہیں کی گئی ۔اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اقطاب گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔

(حقیقۃ الوحی۔ص۳۹۱)

۷ ۔ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت موسیٰ اور محمدیہ میں ہمارے سید ومولی آنحضرت ﷺ ۔دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز۔ (تذکرۃ الشہادتین)۔

۸۔جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے ہیں تو ... پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت جو آخری زمانہ کا عذاب ہے خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۶۴)

۹۔آیت و ما کنا معذبین حتی نبعث رسو لا سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب نازل ہونے سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے ...اس وقت خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے (اشتہار: النداء من وحی السماء ۱۹۰۶ء)

لاہوری احمدی دوستو! غور کرو، ابتداء زمانہ میں جب کہ بقول خود مرزا صاحب مسیح موعود بنائے جا چکے تھے اور دن رات مکالمہ الہیہ سے مشرف ہو رہے تھے بلکہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر لحظہ بلا فصل ان کے ساتھ تھی (ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۹۳ حاشیہ) تو مرزا غلام احمد صاحب نے لفظ نبی کو بقلم خود کاٹ کر اس کی بجائے،صرف محدث، ہونے کا دعوی پیش کیا اور صاف صاف اعلان کیا کہ، ہماری جماعت اپنی بول چال محاورات میں لفظ نبی استعمال نہ کرے۔اس سے دھوکہ لگتا ہے اور فتنہ پیدا ہوتا ہے،

پھر مرزا صاحب نے اس کے بعد بار بار کیوں اسی فتنہ اندازی اور دھوکہ بازی کو شعار بنایا۔ انصاف!

ہاں سوچو، قرآن کو سچا سمجھ کر، خدا کو حاضر ناظر جان کر غور کرو کہ یہ کیا مسیحیت ہے کہ پہلے تو بزور شور لفظ نبی کو کاٹ کر، صرف محدث، ہونے سرکلر جاری کیا جاتا ہے، مگر بعد میں علی الاعلان صرف محدث ہونے سے قطعی انکار ہے۔

انجام آتھم ۱۸۹۷ء کے زمانہ میں تو اپنی نبوت کو مجازی کہہ کر سابقہ اولیاء امت کو بھی اسی طرح کا نبی بتایا جاتا ہے (انجام آتم۔ص ۲۸) مگر اس کے بعد بیک جنبش قلم سب کو معزول کر کے نبی کا لفظ صرف اور صرف اپنے لئے پیٹنٹ کرایا جاتا ہے۔

کہاں یہ اعلان تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت، وہ ایک نبی ہے میں غیر نبی۔ اور کہاں یہ جرأت اور گستاخی کہ:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم

علی الاعلان دعوی ہے کہ میں ایسا نبی ہوں جیسا کہ مسیح، بلکہ اس سے ہزارہا درجہ بڑھ کر۔ (کشتی نوح)

احمدی ممبرو!

آپ ہی اپنے ذرا ظلم و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

قادیان میں خلافت نبوت کے مدعیو! لاہور کے منکرو! غور کرو کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو بقول خود وما ینطق عن الھوی ان ھوالا و حی یو حی کا مصداق کہلاتا تھا۔ ایک طرف تو غیر مشتبہ انداز میں قائل ہے:

ختم المرسلین کے بعد دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر سمجھتا ہوں۔

مگر دوسری طرف اس قدر بے باک ہے کہ:

ہمارا دعوی ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں میرے جیسے پہلے بھی کئی نبی بنی اسرائیل میں گزرے ہیں۔

اس پر طرہ یہ کہ اپنی نبوت کو آیات قرآن سے مصدق موید کیا جاتا ہے جس

سے صاف واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلامی اور قرآنی اصطلاحی نبوت کا دعوی ہے جس کا انکار مسلمہ طور پر کفر ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی مرزا صاحب قادیانی کا یہ قول بھی ملحوظ رکھا جائے کہ:

اصطلاحی امر میں لغت کی طرف رجوع کرنا حماقت ہے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۵۳۸ طبع اول)

تو معاملہ بالکل آسان ہو جاتا ہے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۱۔ اگست ۱۹۳۶ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۲ ص ۵۔۷)

آخری فیصلہ موت ہے ؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب متوفی کو خدا بدلہ دے جنھوں نے اپنا دامن صاف کرنے کو آخری فیصلہ کا اعلان کر دیا جس میں صاف لکھ دیا کہ:

ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں سے جو پہلے مرے گا وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہوگا۔

یہ کوئی معمولی اشتہار نہ تھا بلکہ صاف صاف اعلان تھا کہ

من نہ کردم شما حذر بکنید

اس کے بعد اتباع مرزا نے (اس زمانہ میں جب ان میں قادیانی اور لاہوری کی تفریق پیدا نہ ہوئی تھی) اس مبحث پر ہمارے ساتھ بحث کی جس میں سہ صد بطور نشان مغلوبیت غالب کو دیا اور دنیا میں اعلان کر دیا کہ مال موذی نصیب غازی

مذہب اور تعصب ضدا ن مفتر قا ن ای تفر ق مگر جماعت مرزائیہ (ہر دو اصناف) نے ثابت کر دیا کہ مذہب اور ہٹ ا خوان متصلا ن ای تعلق تفصیل اس کی یہ ہے کہ لاہور کی قادیانی شاخ نے احرار کو مسئلہ نبوت پر بحث کرنے کا چیلنج دیا احرار اپنے اصول (ترک مباحثہ) کے ماتحت خاموش رہے۔ اہل حدیث نے آمادگی ظاہر کی، مگر مبحث نبوت کے ساتھ ایک مبحث آخری فیصلہ بھی ملا دیا جس کی

تفصیل اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۲ جولائی میں مذکور ہے۔ اس پر قادیانی صنف نے تو خاموشی اختیار کر کے اپنی عافیت پسندی کا ثبوت دیا کیونکہ وہ اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لدھیانہ قوت آزمائی کر کے قلعہ دشمن کے حوالے کر چکے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ جس حالت میں ہم اس زمانے میں اپنے دشمن (اہل حدیث) سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے، اب جبکہ پہلے کی نسبت جدید اسلحہ سے بہت زیادہ مسلح ہے اس کا مقابلہ کرنا مزید ذلت اٹھانے کا موجب ہوگا۔ ہم ان کی اس دوراندیشی کی داد دیتے ہیں۔

ہاں جماعت مرزائیہ کی لاہوری صنف سامنے آگئی۔ مگر ان کا آنا، نہ آنے سے بدتر ہوا کیونکہ انہوں نے محض اپنے ناواقف ہم خیالوں کو دکھا دیا کہ ہم زہر کا یہ پیالہ پینے کو تیار ہیں چنانچہ انہوں نے شرط لگائی کہ:

> اعلان مرزا (آخری فیصلہ) کے جواب میں جو مضمون اہل حدیث ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں چھپا تھا وہ دوبارہ شائع کیا جائے۔

اس کا مفصل جواب اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اگست میں دیا گیا کہ اگر تمہارے پاس اہل حدیث مورخہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا پرچہ نہیں تو تم قادیان سے خرید لو کیونکہ انہوں نے متعدد مرتبہ اس پرچے کو چھپوایا ہے۔ کیسا صحیح مشورہ تھا مگر مرزائی اور حق پسندی ضدان مختلفان ای تخلف۔

پیغام صلح لاہور نے بجائے قادیان کے الٹا اہل حدیث ہی کو ڈانٹا ...اور ایسی باتیں کیں (جو غیر معقول تھیں)۔ ہم نے ان کے تین بزرگوں کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے۔ اول بڑے حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جنہوں نے ۱۹۰۲ء میں مجھے چیلنج دیا کہ قادیان میں آ کر میرے ساتھ بحث کر کے میری پیش گوئیاں جھوٹی ثابت کرو۔ میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ تم نہ آؤ گے (اعجاز احمدی)۔

جب میں جنوری ۱۹۰۳ء میں قادیان جا پہنچا تو بڑے حضرت مرزا غلام احمد صاحب میرے اطلاع دینے کے باوجود حرم سرائے سے باہر نہ نکلے۔ الٹا مجھے برا بھلا کہہ کر ٹال دیا۔

دوسرے خلیفہ صاحب قادیان (مرزا محمود احمد) ہیں جنہوں نے علماء کو بالمقابل تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔ جب اہل حدیث نے وہ چیلنج قبول کر لیا تو ادھر ادھر جھانک کر

خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ بابو عمر الدین احمدی جالندھری نے جلسہ سالانہ میں دو دفعہ بذریعہ رقعہ آپ کو توجہ دلائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے توجہ فرمانے کے اس کو جماعت سے خارج کر دیا وہ اپنی مرزائیت کا بوریا اٹھا کر لاہوری جماعت میں آ گیا:

دل لگی چاہیے دہلی نہیں لاہور سہی۔

تیسرے صاحب وہ بزرگ ہیں جن کو امیر جماعت احمدیہ لاہور عالم و فاضل اعلم واجل وغیرہ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ جب پہلے پہل آپ کو آخری فیصلہ کی دعوت دی گئی تو جو جواب آپ نے دیا وہ آپ کی سوانح عمری میں جلی حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ جواب کیا تھا مثال مشہور ہے: جواب ہر لا بشد دھڑ لا، کی تصدیق تھا۔ قریباً پندرہ غیر متعلقہ مسائل لکھ مارے کہ پہلے یہ طے ہو جائیں۔ کس طرح طے ہوں؟ بارہ ممبر فیصلہ کرنے والے ہوں۔ چھ احمدی ہوں اور چھ غیر احمدی ہوں وہ ہر مسئلہ کا فیصلہ کریں۔ اس کے بعد آخری فیصلہ پیش ہو۔ واہ کیا کہنے ہیں اس طریق تصفیہ کے نہ نومن تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔

احمدیو! سچ کہنا اور ایمان و دیانت سے کہنا کہ تمہیں خود عقل نہیں یا اپنے ناظرین کو اتنا بے عقل جانتے ہو۔ کیا ایسے لوگ بھی علم کلام کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

اے بندہ خدا اگر کوئی مخالف اسلام تم سے حج پر بحث کرنا چاہے تو یہ کہہ کر سرخ رو ہو جاؤ گے کہ: پہلے استنجا پر، پھر استنجا کے ڈلوں پر، پھر وضو پر، پھر وضو کے پانی پر، پھر نماز پر، پھر نماز میں رکوع اور سجود پر، پھر روزے پر، پھر زکوۃ پر، پھر اس پر، پھر اس پر بحث کر لو۔ تب جا کر حج کی باری آئے گی۔

بھیا! سچ جانو ایسا کہنے اور کرنے والے کو سیدھا بریلی بھیج دیا جائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم نے پیغام صلح لاہور کے جواب کو استعجاب سے نہیں سنا کیونکہ لیس ھذا اول قارورۃ کسرت

بہر حال پیغام صلح نے آخری جواب میں لکھا ہے کہ ہم نے جو پرچہ اہل حدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کو دوبارہ چھاپنے کا تقاضا کیا ہے اس لئے کیا ہے کہ ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ۱۹۰۷ء میں فریقین کی پوزیشن کیا تھی۔ (پیغام صلح ۱۹۔ اگست ۱۹۳۶ء ص ۴ کالم ۳)

بہت خوب! اگر اس غرض کا پورا ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اہل حدیث اپنا پرچہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء دوبارہ چھاپ کر شائع کر دے تو کیا تم حلفاً بتا سکتے ہو کہ تمہارے پاس وہ پرچہ نہیں ہے (تمہارے پاس یقیناً موجود ہے)۔

اگر ہے تو اس کو خود ہی چھاپ لو۔ جس طرح تمہارے بھائیوں (قادیانیوں) نے کئی مرتبہ چھاپ کر شائع کر کے فروخت کیا ہے۔ اگر بفرض محال تمہارے پاس نہیں ہے تو قادیان سے طلب کر لو۔

احمدی ممبرو! اس مطالبے میں اگر تم سچے ہو اور آئندہ کسی عیسائی سے تمہاری بحث قرار پائے تو اسے کہنا کہ ۱۸۵۷ کی بائیبل چھاپ کر لاؤ پھر ہم بحث کریں گے۔ تب دیکھنا کہ دجاجلہ تمہیں کھاتے ہیں یا تم انہیں کھاتے ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ آخری فیصلہ پر بحث کرنا (بمقام لدھیانہ) اگرچہ ۱۹۱۲ء میں بھی مشکل تھا مگر اب تو ہم نے اتنا مواد جمع کر لیا ہے کہ یاجوج ماجوج کا سد سکندری توڑ دینا تو ممکن ہے، لیکن مرزائیوں کا ہم پر غالب آنا ناممکن ہے۔ گوش ہوش سے سن رکھیں

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۴۔ ستمبر ۱۹۳۶ء مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۴ ص ۶۔۷)

مضامین مرزائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

چونکہ اخبارات مرزائیہ کے کئی ایک مضمون قابل جواب جمع ہو رہے ہیں اس لئے آج انہی سے افتتاح کیا جاتا ہے:۔

مرزا صاحب کے اتباع بلعم باعور (مکار) ہیں

آج کل قادیانی اخبار الفضل میں اتباع مرزا کے اسماء صفاتیہ درج ہو رہے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کی مختلف تحریرات سے ماخوذ ہے۔ مثلاً۔ ۱۔ درویش۔ ۲۔

غلام۔۳۔انصار۔۴۔درباری۔۵۔خدمت گار۔ یہاں تک کہ رجال (آدمی) وغیرہ بھی لکھا گیا۔ اس قسم کے اسماء بیس سے بھی زیادہ نکالے گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اتباع مرزا، مرزا صاحب قادیانی کی ساری تحریرات کبھی شائع نہیں کریں گے کیونکہ ان جیسے لوگوں کے حق میں قرآن مجید میں آیا ہے

تبدو نہا و تخفو ن کثیراً ۔(الا نعام: ۹۱)

اس لئے بحکم جائے استاد خالی است، اہل حدیث اپنا فرض ادا کرتا ہے کیونکہ اہل حدیث کا دعوی ہے کہ میں اقوال مرزا کا پورا مبلغ ہوں۔ پس سنئیے!

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مریدوں کے اسماء میں ایک نام بلعم بھی رکھا ہوا ہے جس کا ثبوت یہ ہے:

> اور میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے قائم کرسکوں بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض حضرات ایسے بھی ہیں کہ اول ان میں دل سوزی اور اخلاص تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں تھی بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں رہ گئی ہیں (فتح اسلام۔تقطیع کلاں۔ص ۲۳)

الفضل اگر ان ناموں کا جو اس عبارت میں ملتے ہیں اضافہ کر کے ہمیں اطلاع دے گا تو ہم اور بھی بتا دیں گے۔ انشاءاللہ

مرزائی اکثریت:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۴ جولائی میں ایک نوٹ نکلا تھا کہ بشہادت مرزا صاحب، مرزائیوں میں، اکثریت، بری ہے۔ اس پر الفضل میں ایک مضمون پر از غیظ وغضب نکلا ہے۔ مگر کیا مجال ہے کہ اہل حدیث کی گرفت سے نکل سکے یا کسی حوالے کی تردید یا تغلیط کر سکے۔ قدرتی تصرف دیکھئے کہ بعد غیظ وغضب کے خود ہی لکھتا ہے:

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ کسی جماعت کی عام اخلاقی حالت کا اندازہ لگانے کے لئے اکثریت کا لحاظ رکھا جاتا ہے نہ کہ بعض افراد کی کمزوری کا۔ (الفضل ۲۰۔ اگست ۱۹۳۶ء ص ۶)

افسوس ہے کہ الفضل کی آنکھوں پر غیظ وغضب نے پردہ ڈال رکھا ہے ورنہ وہ دیکھ لیتا کہ ہم نے جو عبارت مرزا صاحب متوفی سے نقل کی تھی اس میں اکثریت ہی کو برا لکھا تھا جس کو تم نے خود صفحہ ۵ کالم ۲ پر نقل کیا ہے۔ بلوری چشمہ لگا کر پڑھو:

اخی المکرّم حضرت مولوی نور الدین نے بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کیا ہے کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ (الفضل قادیان ص ۵ کالم ۲)

مرزائی دوستو! بتاؤ تم سچے ہو یا تمہارے پیرومرشد نبی رسول مہدی اور کرشن رودہر گوپال بالقابہ سچے؟ ایسا نہ ہو کہ آپ ہم کو تنگ کریں تو ہم بحکم حدیث شریف احدکما کاذب کہنے پر مجبور ہوں۔

حضرت مسیح موعود کی تمام علامات پوری ہوگئیں؟

الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء میں اس عنوان سے ایک مضمون نکلا ہے جس میں بتکلف بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود.. آنے کی ساری علامتیں پوری ہوگئیں۔ اگر پوری ہو گئیں تو ہمیں ماننے میں کیا عذر مانع ہوسکتا ہے؟ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود مرزا صاحب کی بتائی ہوئی علامات بھی پوری نہیں ہوئیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ واضح اور سب سے روشن حجاز ریلوے ہے جس کی بابت مرزا صاحب قادیانی نے خود لکھا تھا:

آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہوگئے اور پیش گوئی آیت کریمہ و اذا العشار عطّلت پوری ہوئی۔ اور پیش گوئی حدیث و لیترکن القلاص فلا یسعی علیھا نے اپنی پوری پوری چمک دکھا دی یہاں تک کہ عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو

ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں
ان لفظوں سے کی گئی تھے جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔

(اعجاز احمدی۔ص۲)

احمدی دوستو! ایمان سے کہنا یہ علامت پوری ہوگئی ؟ دور کیوں جاؤ، اپنے ملنے والے حاجیوں ہی سے پوچھ لو کہ حجاز میں ریل جاری ہوگئی ؟ یا اونٹ کی سواری متروک ہوگئی ؟ اسکے بعد اپنے اکبر مولوی سرور شاہ سے پوچھنا کہ:

موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ٹھیک ہے یا نہیں۔

طواف کعبہ یا حج

حدیث شریف میں آیا ہے مسیح موعود حج کرے گا، مرزا غلام احمد صاحب متوفی کی زندگی میں ان پر اعتراض ہوتا رہا کہ آپ نے حج نہیں کیا۔ آپ اس کا نہایت شریفانہ جواب دیتے:

بھیا! ابھی اشاعت اسلام میں مشغول ہوں فارغ ہو کر کرونگا۔

ساری عمر اسی لیت ولعل میں گزار دی یہاں تک کہ آپ جب اس دار فانی سے تشریف لے گئے تو اعتراض مذکور اور مضبوط ہو گیا۔ ایسا مضبوط کہ جس نے اتباع مرزا کی (بہر دو صنف) کمر توڑ دی یا ٹیڑھی کر دی۔ اسکے جواب میں مرزا صاحب قادیانی کو معذور قرار دے کر الفضل میں ایک جواب نکلا ہے جس کی لمبائی چوڑائی براہین احمدیہ کی طرح ہے۔ مگر مختصر مطلب اس کا راقم مضمون ہی کے الفاظ میں یہ ہے:

احادیث میں مسیح موعود کے متعلق رسول کریم نے جو یہ خبر دی ہے کہ وہ طواف کعبہ کرے گا اس سے مراد ظاہری طواف نہیں کیونکہ اگر ظاہری طواف مراد ہو، تو یہ دجال کے لئے بھی تسلیم کرنا پڑے گا حالانکہ دجال کا طواف کعبہ کرنا بالکل محال ہے۔ (الفضل قادیان ۲۷، اگست ۱۹۳۶ء ص ۶ کالم ۲)

بھائی جان! ہم تو مرزا صاحب قادیانی کے قائل ہیں جنھوں نے ہم کو ہر قسم کی الجھنوں سے نکال کر، صاف شارع عام دکھا دیا ہے۔ ایسے ویسے کجرو جو کلام رسول اور کلام مرزا قادیانی کو بگاڑتے ہیں ان کا انتظام پہلے ہی سے فرما گئے ہیں۔ غور

سے سنئیے ! آپ فرماتے ہیں:

حدیث میں جو آتا ہے کہ مسیح موعود اور دجال حج کریں گے اس سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعود کی تعلیم سے دجال مسلمان ہو کر مسیح موعود اور دجال دونوں حج کو جائیں گے اور دجال پادری لوگ ہیں ان کو سلمان کر کے اور ساتھ لے کر ہم حج کو جائیں گے تم مسلمان تسلی رکھو۔ اب اصل الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں:

خلاصہ چوں دجال راتمنائے ایمان و ہواء حج سرائند ہماں ایام اتام حج ما باشد۔ (ایام صلح فارسی۔ص ۱۳۷)

احمدی ممبرو! یہ فارسی کچھ مشکل نہیں۔ تاہم اسکا ترجمہ بھی سن لو کہ جب دجال کے دل میں ایمان اور حج کی خواہش پیدا ہوگی تو وہ زمانہ ہمارے حج کا ہوگا۔ سردست ہم دجال کے آتش کفر کو ٹھنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔

سوال: کیا دجال مومن ہو گیا؟ کیا مرزا صاحب کے ساتھ حج کو گیا؟ کیا مرزا صاحب نے دجال کو مسلمان کر کے حج کیا؟

خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

مدعی کے مذکورہ بالا اعتراف کے ہوتے ہوئے مریدوں کا مندرجہ ذیل عذر کیا حیثیت رکھتا ہے۔

مخالفین کی عجیب ذہنیت: پس جب کہ حج کی ادائیگی کے لئے شریعت نے بعض شرائط مقرر کی ہیں تو یہ اعتراض کرنے سے پیشتر کہ حضرت مرزا صاحب نے کیوں حج نہ کیا، مخالفین کو چاہیے کہ وہ غور کریں کہ کہیں وہ اس انسان پر تو نہیں اعتراض کر رہے ہیں جو بعض شرائط ضروریہ کے نہ پائے جانے کی وجہ سے حج کے لئے نہیں گیا۔ (الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء ص ۵)

مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ تب تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی نے حج اس لئے نہیں کیا کہ ان میں بعض موانع موجود تھے۔

بہت خوب! ثابت ہوا کہ خدا نے ان کے موانع دور نہ کئے۔ اگر آپ فی الحقیقت مسیح موعود ہوتے تو موانع بھی دور ہو جاتے اور حج بھی کر آتے۔ معتذر صاحب کا اعتذار اس مثال کا مصدق ہے: عذر گناہ بدتر از گناہ

سچ تو یہ ہے کہ عدم ادائیگی حج ہی ایک ایسا امر ہے جس نے مرزا صاحب متوفی کو دعوی مسیحیت میں فیل بلکہ ڈبل فیل کر دیا:

در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

مرزا صاحب سب پر غالب رہے:

الفضل قادیان ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء میں ایک طویل مضمون ایک طویل اللسان شخص کے قلم سے نکلا ہے جس میں آیت کریمہ کتب اللہ لا غلبنّ انا و رسلی لکھ کر مرزا غلام احمد صاحب کو غالب علی المخالفین بتاتے ہوئے رسالت مرزا کا ثبوت دیا ہے۔ ہم طول کلامی کو اچھا نہیں جانتے، اسلئے بالاختصار چند الفاظ پیش کرتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس گندے طریق سے باز نہیں آتے .. الخ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۳۰)

ناظرین اس عبارت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کو اپنا سخت ترین مخالف اور توہین کنندہ دشمن قرار دیا ہے۔ بہت خوب! آگے چلئے۔ دوسرا فقرہ یہ ہے:

میں جانتا ہوں مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔

(اشتہار آخری فیصلہ۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

او قادیانی ممبرو! انصاف سے بتاؤ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو (بقول خود) مولوی ثناء اللہ ایسے اشد ترین دشمن کی زندگی میں فوت ہو گئے، مسیح موعود ہوئے یا اپنے دوسرے فتوے کے مطابق مفسد و ناکام ٹھہرے، کیا ہی سچ ہے:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء مطابق ۸ رجب ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۸ ص ۳۔۵)

مرزا محمود احمد پر حملہ

اخبار الفضل قادیان راوی ہے کہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، قادیان ریلوے سٹیشن سے کار میں واپس آرہے تھے کہ عین اس مقام پر جہاں پہلے ان کے بھائی پر کسی نے لاٹھی سے حملہ کیا تھا ان کی کار پر پتھر مارا۔ جو موٹر کی چھت پر پڑا۔ مگر مارنے والا گرفتار نہیں ہوسکا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء ص ۲)

آخری فیصلہ آخرت میں کراؤ گے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ باوجود بہت سے دعاوی کے پچھلی نسلوں کو فیصلہ کی ایک راہ ایسی بتا گئے کہ کسی سعید روح کو اس کے ماننے میں عذر نہ ہوسکے۔ مگر حق سے روگرداں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں لازم تھا کہ مرزا صاحب کی بتائی ہوئی سیدھی راہ سے اعراض کرنے والے بھی آپ کے اتباع میں ہوتے: ليهلك من هلك عن بينة ويحى من حى عن بينة

مرزا صاحب کے اتباع دو قسم کے ہیں۔ ا۔ قادیانی۔ ۲۔ لاہوری۔،

قادیانیوں کی نسبت لاہوری پارٹی کو لوگ ذرا روشن خیال اور آزاد کہتے ہیں کیونکہ وہ من مانی کہتے ہیں بعض دفعہ مرزا غلام احمد صاحب کی مخالفت کی بھی پرواہ نہیں کیا کرتے (جس کی تفصیل آئندہ کبھی لکھی جائے گی) مگر وہ بھی اس آخری فیصلہ سے اعراض کرکے (شائد) اس کو آخرت پر چھوڑنے کا ارادہ کر چکے ہیں

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر ۴ ستمبر ۱۹۳۶ء میں آخری فیصلہ کا خلاصہ مرزا صاحب کی طرف سے ان الفاظ میں دیا تھا:

ہم دونوں (مرزا قادیانی وثناء اللہ امرتسری) میں سے جو پہلے مرے گا وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہوگا۔

اس خلاصہ پر لاہوری اخبار پیغام صلح میں سخت حرف گیری اور نکتہ چینی کی گئی۔ اس کو صریح جھوٹ اور بہتان وغیرہ کہا گیا۔ پھر اس پر جو تفریعات کی ہیں ان میں ہم

ان لوگوں کو معذور جانتے ہیں کیونکہ آخر یہ لوگ اسی بزرگ کے اتباع ہیں جو اپنے مخالف عقیدہ ساری دنیا کے مردوں کو خنزیر اور ان کی عورتوں کو کتیوں سے بدتر کہا کرتے تھے دیکھو نجم الہدیٰ:

ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ازواجھم من دونھن الاکلب

اسلئے ہم ان الفاظ مکروہہ کے کہنے میں ان کو متبع سنت مرزا جان کر درگذر کرتے ہیں:

آں مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آرند چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر آں

بہر حال ہمیں اپنے اس جملہ کا ثبوت مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر سے دینا ہے پہلے مرزا صاحب قادیانی کے اصل الفاظ سنیئے:

اے میرے آقا میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔

یہ فقرہ دعائیہ نحوی قاعدے سے جملہ انشائیہ ہے جو صدق و کذب یا حق و باطل سے موصوف نہیں ہوسکتا۔ لاہوریوں میں تو اتنا جاننے والا شاید کوئی نہ، ہو قادیانیوں میں ہمارے علم میں مولوی سرور شاہ ہیں، ان سے پوچھ لو کہ جملہ انشائیہ حق و باطل یا صدق و کذب سے موصوف ہوسکتا ہے؟ جواب یہی ہوگا کہ نہیں۔

مرزا صاحب نے اس اشتہار آخری فیصلہ کے شروع میں یہ آیت لکھی ہے:

یسئلو نك احق ھو۔ قل ای و ربی انہ لحق (تجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ تیرا مضمون مندرجہ اشتہار ہذا حق ہے، تو کہدے خدا کی قسم یہ حق ہے)

اس آیت کو بطور تمثیل کے پیش کر کے اپنے بیان مندرجہ اشتہار کو بالحلف حق سے موصوف کیا ہے۔ اب ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔

ا۔ یا تو یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب متوفی جس طرح علم منطق سے ناواقف تھے چنانچہ مولوی نورالدین سے پوچھتے تھے کہ قضیہ ضروریہ مطلقہ اور دائمہ میں کیا نسبت ہے؟ (مکتوبات مرزا) اسی طرح علم نحو سے بھی بے خبر تھے۔ مگر ایسا کہنے کی نہ ہم ضرورت جانتے

ہیں نہ فریق ثانی اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ جملہ اقتباسیہ گو سورۃً انشائیہ ہے مگر حقیقتاً خبریہ ہے ۔ کیونکہ مرزا صاحب قادیانی کو اپنی صداقت کا اور اپنے مخالف (ثناءاللہ) کے کاذب ہونے کا یقین تھا اس لئے اس انشائیہ کی تعبیر جملہ خبریہ کے ساتھ ہوسکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی اس طرف اشارہ کرتے ہوئے اسی اشتہار میں یوں فرمایا ہے:

۱۔ اگر میں کذاب ہوں تو آپ (ثناءاللہ) کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤنگا

۲۔ اور اگر میں سچا ہوں تو آپ (ثناءاللہ) سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے

۳۔ پس اگر آپ (ثناءاللہ) طاعون ہیضہ وغیرہ سے میری زندگی میں نہ مریں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

اہل علم احمدیو! بتاؤ یہ تینوں جملے خبریئے ہیں یا کچھ اور؟ یہ بھی بتاؤ کہ کوئی شخص مرزا صاحب قادیانی کے ان تینوں فقرات کا ملخص یہ بتائے کہ:

دونوں میں سے پہلے مرنے والا جھوٹا ہے،

تو اس نے کیا غلطی کی؟

تم لوگ کہاں تک ناواقف لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالو گے ۔ ارے اتنا تو سوچ لیا کرو کہ جس شخص پر تم ایسے رکیک حملے کرتے ہو، وہ وہی تو ہے جس کے آہنی پنجہ کی گرفت سے تنگ آ کر تمہارے مجدد، نبی، رسول، کرشن وغیرہ بالقابہ نے چلاّ کر روتے ہوئے خدا کے حضور دعا مانگی تھی کہ اس ظالم نے مجھے بہت تنگ کیا۔ اسے دنیا سے اٹھالے۔

لیکن بددعا کرتے ہوئے تصرف الٰہی سے ایسے الفاظ قلم سے نکل گئے جن کو خدا نے قبول کرکے دنیا میں حق و باطل کا فیصلہ کردیا کہ:

پہلے مرنے والا جھوٹا ہے

مرزائیو! تم کیسے سادہ لوح ہو کہ مجلس مناظرہ ابھی قائم نہیں ہوئی ، اپنے دلائل پہلے ہی مخالف تک پہنچانے لگ پڑے۔

بھیا! سچ تو یہ ہے کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو زندگی میں چڑیا گھر کے لائق ہو اور

موئے بعد عجائب گھر کے سزاوار ہو۔

ارے بندہ خدا! تم نے جو کچھ پرچہ پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء میں لکھا ہے اس سے زیادہ تم اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لودیانہ بوقت مناظرہ کہہ چکے ہو۔ جو دو منصفوں اور ایک سرپنچ کے فل بینچ میں مردود ہو چکا ہے۔

اور اگر کچھ زیادہ کہنا ہے تو اسے محفوظ رکھو۔ ہماری خواہش کے مطابق جب تمہارے امیر اور خلیفہ صاحب ہمارے سامنے مناظرہ کو آئیں گے ان کو یہ دلائل بتا دینا تاکہ ہم ان کے جواب سے لاجواب ہو کر مغلوب ہو جائیں اور تمہاری فتح ہو جائے سارا میدان مرزا صاحب قادیانی کی جے کے نعرہ سے گونج جائے۔

او احمد یو! ہمیں تم پر رحم آتا ہے کہ تم ایک بت کی پوجا کرانے میں کیوں وقت ضائع کرا رہے ہو۔ اگر تم سچے ہو تو بالمقابل بیٹھ کر ہمارے ساتھ مناظرہ کرلو۔ ہر پارٹی اپنے خلیفہ اور امیر کو میدان میں لائے۔ وہ خود بولیں یا ان کے حکم سے کوئی اور صاحب بولیں، مگر وہ شریک ضرور ہوں کیونکہ ہمارے اصل مخاطب مرزا صاحب متوفی تھے جن کے وہ دونوں قائم ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو بنفس نفیس ہمارے سامنے آتے، مگر چونکہ آپ زندہ نہیں ہیں اس ئے ان کے قائم مقاموں کا فرض ہے کہ دماغ سے غرور وتکبر نکال کر محض احقاق حق کے لئے سامنے آئیں اور اس جھگڑے کا فیصلہ یوم الفصل پر نہ چھوڑیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس روز یہ نقشہ ہو:

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۱۵ رجب ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۹ ص ۵۔۶)

دو احمدی (مرزائیوں) میں مباہلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی گروہ میں سے ایک شخص مہر الدین قلعی گر مدعی نبوت پیدا ہوا۔ اور لاہوری مرزائیوں میں سے شیخ غلام محمد مصلح موعود پیدا ہوا ہے۔ یہ دونوں بھی آپس میں

مختلف ہیں ان دونوں میں مباہلہ ہوا ہے جو اول الذکر نے بھیجا ہے چنانچہ اصل الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء کو مباہلہ قرار پایا مابین مہر الدین قلعی گر صاحب شریعت نبی قادیان کے اور شیخ غلام محمد صاحب مصلح موعود لاہور کے۔ شرط یہ ہے کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے یعنی خدا نے دنیا کی رہنمائی کے نہیں بھیجا خود افتراء کرتا ہے، یاالٰہی تو اس کو ایک سال کے اندر اندر مال (ایسا ہی مرقوم ہے۔ ثناء اللہ) دے۔ یہ مباہلہ مابین دونوں کے قرار پا چکا ہے۔ آپ اپنی اخبار اہل حدیث میں شائع کر دیں تاکید ہے۔ ساتھ اس کے تمام لوگ دعا کریں کہ اگر ہم دونوں جھوٹے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو ایک سال کے اندر اندر مار دے اور حق و باطل ظاہر کر دے۔ اگر ہم دونوں میں سے ایک سچا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جھوٹے کو مار کر سچے کو کامیاب کر دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۱۵ رجب ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۴۹ ص ۱۵)

مرزا قادیانی کا بے وفا مرید کون؟

مولوی محمد علی لاہوری

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک دفتر نہر امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ آج کل اتباع مرزا میں بڑے گروہ دو ہیں:

۱۔ قادیانی ۔۲۔ لاہوری۔

قادیانی تو مرزا صاحب کو نبی، رسول برحق مانتے ہیں ان کے نزدیک تو مرزا غلام احمد صاحب کی بات کو ردّ کرنا کفر ہے۔ لاہوری حضرات، مرزا صاحب قادیانی کو مجدد اعظم کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں میں اس امر پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسائل شرعیہ پر خصوصاً تفسیر قرآن کے بارے میں حکم عدل ہیں ان کی تصریح کی مخالفت کسی طرح جائز نہیں ہے۔

آج کا یہ مضمون ان کے اس دعویٰ کی تردید کرنے کو کافی ہے۔ لہٰذا ناظرین اسے بغور پڑھیں اور محفوظ رکھیں:

۱۔قول مرزا قادیانی: کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۵۰ پر ہے:

ابراہیم چونکہ صادق اور خدا تعالی کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جب کہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے اس آگ کو سرد کر دیا

محمد علی کا مذہب:۱۔ترجمہ قرآن بزبان انگریزی صفحہ ۶۷۷ نوٹ نمبر ۱۹۱۰ پر ہے:

کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ ابراہیم درحقیقت آگ میں ڈالا گیا تھا۔ایک طرف تو یہ مذکور ہے کہ اللہ نے اس کو آگ سے نجات دے دی، دوسری طرف یوں لکھا ہے کہ انہوں نے اس کو قتل کرنے یا جلانے کا ارادہ کیا۔

لہذا آگ کا مفہوم وہ مقابلہ ہے جو ان کی تدابیر میں مدنظر تھا اور قال انی مھا جر الی ربی سے مزید ثبوت ملتا ہے کہ آگ سے نجات کا مفہوم ابراہیم کی ہجرت ہے۔

سرسید احمد خان کا عقیدہ:

رسالہ تحریر فی اصول التفسیر کے صفحہ ۱۷ پر سرسید احمد نے لکھا ہے:

حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں کوئی نص صریح اس بات پر نہیں ہے کہ درحقیقت ان کو آگ میں ڈال دیا گیا تھا۔

۲۔ قول مرزا: کتاب، مسیح ہندوستان میں، صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے:

اب ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوا تھا تو صرف بے ہوشی اور غشی تھی اور خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا اور آخر قوم نے اس کو قبول کیا۔

محمد علی کا مذہب: قرآن مجید کا ترجمہ بزبان انگریزی ص ۸۷۶ نوٹ نمبر ۲۱۲۳ میں ہے:

قرآن شریف میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا کیونکہ لفظ التقم سے جو یہاں مذکور ہے بالضرور لقمہ نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا بلکہ صرف منہ میں اخذ کرنے کا۔لین صاحب اپنی لغات میں التقم فا ھا فی التقبیل کی نظیر لکھ کر اس کے معنی کرتا ہے اس کا بوسہ لینے کے وقت اس نے

اس کا منہ اپنے ہونٹوں میں لے لیا۔ اس بارہ میں ایک حدیث نبوی بھی موجود ہے کہ مچھلی نے حضرت یونسؑ کی صرف ایڑی کو منہ میں لیا تھا۔

سر سید احمد خان کا عقیدہ: رسالہ تحریر فی اصول التفسیر کے صفحہ ۱۷ پر ہے:

اس طرح سے حضرت یونسؑ کے قصے میں اس بات پر قرآن مجید میں کوئی نص صریح نہیں ہے کہ درحقیقت مچھلی ان کو نگل گئی تھی۔ ابتلع کا لفظ قرآن میں موجود نہیں التقم کا لفظ ہے جس سے صرف منہ سے پکڑ لینا مراد ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۲۲ رجب ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۵۰ ص ۴۔۵)

لمبے ہاتھ والی پیش گوئی کی حقیقت

معزز ناظرین! مرزائی حضرات اکثر اس پیش گوئی کو بہت پیش کیا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری بیویوں میں سے پہلے وہ فوت ہوگی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے اس جگہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت تھی جو مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے:

درا صل لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت ہے (ایام الصلح اردو ص ۴۴)

(ہماری زبان میں اس قسم کے محاورات بولے جاتے ہیں مثلاً فلاں عورت بڑی ناک والی ہے یا بڑے دماغ والی ہے جس سے مراد شیخی اور تکبر ہوتا ہے۔ ثنا)

مگر پھر بھی کہتے رہتے ہیں کہ اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہ تھی۔

مرزا صاحب قادیانی نے اس پیش گوئی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

بخاری و مسلم میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے پہلے وہ فوت ہو گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے انہوں (صحابہ کرام) نے (بعد وفات نبی ﷺ کے) زینب کی وفات کے وقت یقین کر لیا کہ پیش گوئی پوری ہوگئی حالانکہ یہ بات اجماعی طور پر تسلیم ہو چکی تھی کہ سودہ کے ہاتھ لمبے ہیں وہی پہلے فوت ہو گی۔ آنحضرت ﷺ نے ہاتھوں کو ناپتے دیکھ کر بھی منع نہیں فرمایا۔ ثابت ہوا کہ اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو کو بھی معلوم نہ تھی۔

(ملخص ازالہ اوہام ۔ص ۳۴۷ تا ۴۳۶)

علمائے اسلام کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ آپ کے سامنے ہاتھ ناپے گئے اور آپ یہ دیکھ کر خاموش رہے اور ام المومنین سودہ کا پہلے وفات پانا اجماعی طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔ حالانکہ سوائے چند امہات المومنین کے اور کسی کا یہ خیال نہ تھا آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کا ایسا خیال بھی استنباطاً سمجھا جاتا ہے ورنہ اس بارے میں کوئی شہادت لفظی موجود نہیں (منقول از پاکٹ بک محمدیہ ص ۸۲۔۸۳)

میں کہتا ہوں یہ بات سچ ہوگی کہ آنحضرت ﷺ کے روبرو ہاتھ نہ ناپے گئے ہوں مگر بعد میں (آپ کی زندگی میں ہی) ضرور ناپے گئے ہوں گے کیونکہ قدرتی طور پر ایسے سوالوں کا حل کرنے کے لئے طبیعت خود بخود متوجہ ہو جایا کرتی ہے۔ امہات المومنین نے از خود لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھ لئے تھے سو یہ ان کا خیال ہے وحی الٰہی نہیں تھا۔ اب بحث تنقیح طلب یہ ہے کہ

الف ۔ کیا رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم تھا کہ وہ بیوی (جو پہلے فوت ہونے والی ہے) حضرت زینب ؓ ہی ہیں۔

ب ۔ کیا آپ کا یہ جواب کسی الہام یا وحی کی بنا پر تھا؟

ج ۔ جب آپ کو اصل حقیقت معلوم ہو چکی تھی پھر اس کو چھپانے میں کیا مصلحت تھی؟

د ۔ کیا اس راز سے پردہ اٹھانا منشائے الٰہی کے ماتحت تھا؟

قارئین کرام! ان سب باتوں کو جواب میرے مضمون کے اندر آ جائے گا انشاء اللہ ہمہ تن گوش ہو کر سنئیے۔ رسول کریم ﷺ کو اس کا بخوبی علم تھا کہ وہ بیوی حضرت زینب ؓ ہیں جو اپنی ہم جولیوں میں بیٹھ کر بطور فخر یہ کہا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے ماں باپ نے دنیا میں پڑھایا اور میرا نکاح خدا نے (فرشتوں کے سامنے) آسمان پر پڑھا۔ صرف یہی ایک بات ان کے لئے قابل فخر و ناز تھی۔ اس پر دوسری بات (یعنی پہلے وفات پا کر آنحضرت ﷺ سے ملنا) بھی باعث فخر بن جاتی جو دوسری بیویوں پر گراں گزرتی کبیدہ خاطر ہونے کا موجب بنتی۔ رشک وحسد پیدا ہو جانے کا احتمال تھا۔ کیونکہ عورتوں میں یہ عادت عموماً پائی جاتی ہے کہ وہ اپنی ہم جنسوں میں بیٹھ کر تعلیاں مارا کرتی ہیں جن کا سننا بعض کو سخت ناگوار اور شاق گزرتا ہے بلکہ بعض اوقات لڑائی جھگڑے تک نوبت

پہنچ جاتی ہے پس ایک ایسے سوال کا جواب دینا جس کا تعلق صنف نازک سے ہو بڑا مشکل کام تھا اس لئے حضور ﷺ نے سوال کی نوعیت ونزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اور اپنی پیاری بیویوں کی خاطر داری کو ملحوظ فرماتے ہوئے اور طبقہ اناث کے فطرتی جذبات طبعیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کمال تدبر اندیشی کو کام میں لاتے ہوئے اور منشائے خداوندی کو پاتے ہوئے حکیمانہ رنگ میں ڈوبا ہوا ایسا ذومعنی فقرہ استعمال کیا جس کو سن کر وہ الجھن میں پڑ گئیں اصل حقیقت ان پر کھلنے نہ دی۔

حضرت زینبؓ کی وفات کے وقت سمجھیں کہ لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھ نہ تھے سخاوت مراد تھی۔ الغرض یہ جو کچھ بھی ہو منشائے الٰہی کے ماتحت ہوا اور اسی کے حکم سے ہوا۔ انبیاء کرام پیش گوئی کا جو مفہوم متعین کرتے ہیں وہ الفاظ ملہم کے عین مطابق ہوتا ہے (مرزا جی کے وحی اور الہام کی طرح نہیں ہوتا کہ تشریح تفہیم نہیں ہوئی۔ اا سے کیا مراد ہے۔ البشری ج ۲ حصہ اول ص ۶۵) زندگیوں کا خاتمہ۔ البشری ج ۲ ص ۱۰۳، کن زندگیوں کا خاتمہ ہوگا کب ہوگا کیسے ہوگا کوئی پتہ حافظہ کمزور ہے یاد نہیں رہا)

ام المومنین حضرت سودہؓ سے وجہ رشک کی کوئی بات نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ وہ بوڑھی ہو چکی تھیں حتی کہ انہوں نے اپنی باری بھی حضرت عائشہ کو دے دی تھی۔ فافہم یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے دل میں یہ تمنا اور خواہش پیدا ہوئی ہو کہ حضرت زینبؓ (جو بلحاظ حسن و جمال اور سخاوت کے زیادہ محبوب تھیں) برزخی زندگی میں میرے ساتھ رہیں خدا نے اپنے محبوب کی یہ تمنا حضرت زینب کو پہلے فوت کر کے پوری کر دی ہو چونکہ آپ کی اپنی محبوب بیویوں کی خاطر ملحوظ تھی۔ خدا کو اپنے محبوب کی خاطر منظور تھی۔ (حضرت عائشہ سے بھی آپ کو غایت درجہ کی محبت تھی پھر ان کی خواہش کیوں نہ کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صدیقہ سے دین کی خدمت لینی تھی خدا تعالی نے آپ کو اسی لئے لمبی عمر عطا کی۔ ثناء)

مرزائی دوستو!

اپنے محبوب کی خاطر تھی خدا کو منظور
ورنہ زینب سے وہ سودہ ہی گزرتیں پہلے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۲۲ رجب ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۵۰ ص ۵۔۶)

مرزا قادیانی کا بے وفا مرید کون

مولوی محمد علی لاہوری

جناب بابو مولوی حبیب اللہ کلرک امرتسریؒ لکھتے ہیں:

نمبر تین: قول مرزا: الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱۔

ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح بن باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں اور نیچری جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں۔

قول محمد علی لاہوری: رسالہ حقیقۃ المسیح از روئے قرآن و بائبل صفحہ ۷۔۸:

اگر معجزانہ پیدائش سے یہ مراد ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے تو قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں لکھا اور اگر کہا جائے کہ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے تو دعویٰ قرآن سے دلیل دینے کا تھا۔

قول سر سید احمد خان: رسالہ تحریر فی اصول التفسیر صفحہ ۱۷ پر ہے:

اسی طرح حضرت مسیح کی ولادت میں کوئی نص صریح قرآن مجید میں موجود نہیں ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے

نمبر ۴: قول مرزا قادیانی: ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۹:

سیقولون الذین لا یتدبرون ان عیسی علم للساعة و ان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ... ان المراد من العلم تولده من غیر اب علی طریق المعجزة کما تقدم ذکره فی الصحف السابقة

قول محمد علی لاہوری: تفسیر بیان الفرقان جلد ۱ صفحہ ۳۱۵

پس یہ تمام امور اس بات پر دلیل ہیں کہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ کی پیدائش بن باپ بیان نہیں کرتا

قول سرسید احمد خان : تفسیر القرآن جلد۲ صفحہ ۲۵ :

قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں بیان ہوا کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے تھے

نمبر ۵ ۔قول مرزا قادیانی: مسیح ہندوستان میں صفحہ ۸۸ ۔

اور انجیل میں مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے بیان کی گئی ہے ۔

قول محمد علی لاہوری: تفسیر بیان القرآن مولفہ محمد علی جلد۲ صفحہ ۱۴۰۸ :

اور یہ یوسف نجار وہی ہیں جو بروئے اناجیل و تاریخ حضرت مریم کے شوہر تھے جن کے ساتھ مریم کا تعلق زوجیت یعنی میاں بی بی کا تعلق ہونا خود عیسائیوں کو مسلم ہے۔

قول سرسید احمد خان : تفسیر القرآن سرسید احمد جلد۲ صفحہ ۲۰ :

پس کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہیں ہے کہ یوسف فی الواقع حضرت مسیح کے باپ نہ تھے؛۔

۔ ہم انہی انجیلوں میں متعدد جگہ پاتے ہیں کہ یوسف کو حضرت مریم کا شوہر اور حضرت مسیح کو ان کے باپ یوسف کا بیٹا تسلیم کیا ہے ۔(ص۲۲)۔

نمبر ۶ ۔قول مرزا قادیانی: کتاب تریاق القلوب صفحہ ۴۱ :

اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد ہی میں باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دومرتبہ باتیں کیں ۔

قول محمد علی لاہوری:تفسیر بیان القرآن جلد۲ صفحہ ۱۲۱۳ :

حضرت عیسیٰ تیس سال کے نوجوان تھے پرانے بزرگوں کے سامنے وہ بچہ ہی تھے اس لئے انہوں نے کہا جو ہمارے سامنے کا بچہ ہے ہم اس سے کیا خطاب کریں اس کے سوائے من کان فی المھد صبیاً کے کچھ معنی نہیں ..یہ زمانہ نبوت کا کلام ہے نہ پیدائش کے فوراً بعد۔

قول سرسید احمد خان : تفسیر القرآن جلد۲ صفحہ ۳۱ :

قرآن مجید سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب حضرت عیسیٰ نبی ہو چکے تھے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ انی عبد اللہ آتانی الکتاب و جعلنی نبیاً

نمبر ۷۔ قول مرزا قادیانی: ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۳:

وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچہ کو قتل کیا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ صرف ایک ملہم ہی تھا نبی نہیں تھا۔

قول محمد علی لاہوری: تفسیر القرآن۔ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸۵:

پس خضر کے اپنی وحی کو حجت ٹھہرانے سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول اور نبی تھے۔

نمبر ۸۔ قول مرزا قادیانی: نزول المسیح صفحہ ۳۹۔۴۰:

اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں یہ مرکب لفظ آیا ہے اس سے مراد کیڑا لیا گیا ہے مثلاً یہ آیت فلما قضینا علیه المو ت ما د لهم علی مو ته الا دا بة ا لا ر ض تا کل منسأ ته یعنی ہم نے سلیمان پر جب موت کا حکم جاری کیا تو جنات کو کسی نے ان کے مرنے کا پتہ نہ دیا مگر گھن کے کیڑے نے کہ جو سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔ (سورۃ سبا)۔

اب دیکھو اس جگہ بھی ایک کیڑے کا نام دابۃ الارض رکھا گیا۔

قول محمد علی لاہوری: تفسیر بیان القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۵۳۶:

اصل بات یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے جلد ہی بعد اس سلطنت کی حالت خراب ہو گئی حضرت سلیمانؑ کے بیٹے رجعام کے تخت نشین ہونے کے تھوڑی دیر بعد یربعام کی انگیخت پر بنی اسرائیل نے کچھ مطالبات پیش کئے ... پس دابۃ الارض یہی رجعام حضرت سلیمانؑ کا بیٹا تھا جس کی نظر صرف زمین تک محدود تھی اور سلیمانؑ کا عصا کھایا جانا اس کی سلطنت کی بربادی ہے۔

نتیجہ: یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری بجائے مرزا صاحب قادیانی کے سر سید احمد خان کے پیرو ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۲۹ رجب ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۵۱ ص ۶۔۷)

قادیان میں جعل سازی

(قابل توجہ مولوی محمد علی لاہور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قادیانی اور لاہوری اخباروں میں ایک ضروری بلکہ نہایت ضروری مسئلہ زیر بحث آرہا ہے۔ گو وہ سنت انبیاء کرام کے خلاف ہے لیکن دنیا داروں کا طریق عمل بے شک ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

مرزا غلام احمد صاحب متوفی کی وفات کے بعد حسب دستور دنیا دار پیروں کے آپ کی قبر پر ایک کتبہ لکھا گیا تھا جس پر بقول مولوی محمد علی لاہوری، مرزا صاحب کو مجدد لکھا تھا۔ آج کل نیا کتبہ لکھا جانا تجویز ہوا ہے اس کی عبارت یوں ہے:

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی سلطان القلم جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود مہدی معہود، برہمن اوتار پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء۔ وفات لاہور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کہتے ہیں کہ پہلا کتبہ سب کے اتفاق سے لکھا گیا تھا اس میں سوائے مجدد صدی چہاردہم کے اور زیادہ کچھ نہ تھا۔ اب اس کتبہ میں زیادتی کی گئی ہے موصوف نے اس کو جعل سازی قرار دیتے ہیں (پیغام صلح لاہور ۳۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۳ کالم ۳)

اس امر میں فیصلہ کرنا ان دونوں فریقوں کا نج کا کام ہے اور یہ جعل سازی کوئی اتنی اہم چیز نہیں۔ ہمارے نزدیک جو جعل سازی قادیان میں ہو رہی ہے وہ ایسی ہے کہ اسکو جعل سازی کی بجائے دھوکہ بازی یا بالفاظ دیگر موجودہ پبلک اور آئندہ نسلوں سے فریب کاری کہنا جائز ہے چونکہ اس میں ہمارے مخاطب دونوں فریق ہیں پس وہ دونوں غور سے سنیں

مرزا صاحب قادیانی کا الہامی اعلان ہے کہ میری عمر ۷۵ اور ۸۵ سال

کے درمیان ہوگی (جلد پنجم براہین احمدیہ) نیز آپ نے اپنی پیدائش کے متعلق صاف لکھا ہے کہ کہ ۱۸۳۹ء میں ہوئی (کتاب البریہ)۔ مرزا صاحب کی زندگی میں حکیم نورالدین نے مہاشہ دھرم پال کے جواب میں ایک رسالہ نورالدین لکھا تھا اس میں مرزا صاحب قادیانی کے اس بیان پر اعتماد کر کے آپ کی ساری عمر سال انتقال (۱۹۰۸ء) میں ۶۹ سال لکھی ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ نورالدین۔ص ۱۷۰)۔

لاہوری اور قادیانی احمدیو! مولوی محمد علی کہتے ہیں کہ کتبہ سابقہ سب کے اتفاق سے لکھا گیا تھا اس کو تبدیل کرنا جعل سازی ہے۔ ہم آپ دونوں فریقوں سے پوچھتے ہیں کہ حکیم نورالدین کی کتاب نورالدین مرزا صاحب کی زندگی میں شائع ہو چکی تھی اس میں مرزا صاحب کے بیان کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۸۳۹ء لکھ کر ساری عمر ۶۹ سال بتائی گئی اب آپ کے سنہ پیدائش کو بجائے ۱۸۳۹ء کے ۱۸۳۵ء قرار دینا ڈبل جعل سازی نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری سے امید ہے کہ قادیانیوں کی اس جعل سازی پر بھی توجہ فرما کر اسے طشت از بام کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ہاں بڑی خرابی یہ لازم آئے گی جس کے خوف سے یہ ساری پیش بندی کی گئی ہے کہ: مرزا صاحب کی پیش گوئی اپنی عمر کی بابت غلط ہو جائے گی کیونکہ اس کے مطابق آپ کی عمر ۷۵، اور ۸۵ سالوں کے درمیان نہیں پہنچتی بلکہ ۶۹ سال تک ہی رہ جاتی ہے۔ باوجود اس کوشش کے پھر بھی اصل مطلب میں کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ ۱۸۳۵ء میں پیدائش مئی ۱۹۰۸ء میں وفات ہونے سے مرزا غلام احمد صاحب کی کل عمر ۷۳ سال ہوتی ہے جو ۷۵ سال کی نسبت دو سال کم ہے۔

قادیانی ممبرو! مسیح موعود خود اور آپ کے حواری جو بقول مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام میں شمار ہونے کے لائق تھے ایسے ہی ہوا کرتے تھے جن کا نہ قول صحیح ہو نہ فعل۔ ایسے مسیح موعود کے حق میں تو یہ کہنا بالکل بجا ہے:

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

نوٹ: مضمون ہذا بصورت اشتہار بھی چھپ چکا ہے جو یکم نومبر کو قادیانی یوم تبلیغ کے

موقع پر دفتر ہذا سے مفت شائع ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۵۲ ص ۴۔۵)

مرزا صاحب کا بے وفا مرید کون؟

مولوی محمد علی لاہوری

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک دفتر نہر امرتسری لکھتے ہیں:

نمبر ۹۔ قول مرزا قادیانی:

یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیش گوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت ﷺ کے پیدا پیدا ہونے والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا (تتمہ حقیقۃ الوحی ۶۷

قول محمد علی لاہوری: بیان القرآن جلد سوم میں و آخرین منھم کے متعلق لکھا ہے:

اور یہ آیت نص صریح اس بات پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرا نبی نہیں آسکتا اور نہ ہی حضرت عیسی آسکتے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ قول مرزا قادیانی:

اب بجز نبوت محمدی کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی (تجلیات الہیہ۔ ص ۲۵)

قول محمد علی لاہوری: کتاب النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵ پر ہے:

نبوت کا دروازہ ہرگز اس امت میں کھلا نہیں یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ... جو شخص اس امت میں سے دعوی نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ سوئم نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔

نمبر ۱۱: قول مرزا قادیانی:

اللہ جل شانہ آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال

کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراشتی ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

(حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

قول محمد علی لاہوری: تفسیر بیان القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۵۱۵۔۱۵۱۷ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

خاتم النبیین اور خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی (ل) اور آپ کو خاتم النبیین کہا اس لئے کہ نبوت کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا.. پس نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں... اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں .... اور وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی درحقیقت خاتم النبیین کی تفسیر ہی ہیں، بہت سی ہیں ... آپ خاتم النبیین بھی ہیں یعنی آخری نبی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

نمبر۱۲۔ قول مرزا قادیانی:

میرا دعوی صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا ہے اور میں اس امر کا اخفا نہیں کرسکتا کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف دیا گیا ہے اور خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا اور کثرت سے ہوتا ہے اس کا نام نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں۔ نبا ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں خبر کے۔ اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پا کر خلق پر ظاہر کرے گا اس کو عربی میں نبی کہیں گے میں آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر کوئی دعوی نہیں کرتا۔ یہ تو نزاع لفظی ہے۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ کو دوسرے الفاظ میں نبوت کہا جاتا ہے دیکھو حضرت عائشہ کا یہ قول قولوا انہ خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدہ، اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے (الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۱۲ کالم ۲)

قول محمد علی لاہوری: تفسیر بیان القرآن جلد صفحہ ۱۵۱۶ پر ہے:

اور ایک قول حضرت عائشہ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں قولوا خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدہ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو

کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اسکا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کچھ اور تھے۔ کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہ کے اپنے قول میں ہوتے کسی صحابی کے قول میں ہوتے یا نبی کریم ﷺ کی حدیث میں ہوتے ... یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں رسول اللہ ﷺ کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے ردّ کی جاتی ہے۔

نتیجہ: یہ ہے کہ مولوی محمد علی اپنی تحقیقات کو مرزا صاحب کی تعلیم سے بالاتر جانتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۵۵ھ جلد ۳۳ نمبر ۵۲ ص ۵۔۶)

آخری فیصلہ کا صدق

(کوہ کندن وکاہ برآوردن)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ ایک فارسی مثل اس موقع کے لئے ہے جہاں انتظام تو بڑا ہو مگر اس کا نتیجہ بالکل معمولی برآمد ہو۔ یہی حال ہمارے معاصرین حواریان مسیح قادیانی کا ہے۔ قادیانی مسیح نے آخری فیصلہ کا اعلان کیا جس کی وجہ بتائی۔ نتیجہ بتایا، نتیجہ کا سبب بتایا۔ وجہ یہ بتائی کہ مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت ستایا ہے۔ نتیجہ اس کا فریقین میں سے کاذب کی موت بتایا۔ اس موت کا سبب ہیضہ اور طاعون وغیرہ مقرر کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا پورا ہو گیا۔ مگر آخر ان کی جماعت میں لاہوری محققین کی پارٹی جب اپنے مجدد اور مسیح موعود کی طرح ہماری گرفت سے تنگ آ گئی تو اس نے پہاڑ کھود کر ایک تنکہ نکال لیا جس کی تفصیل یہ ہے۔

اخبار تنظیم میں میرے برخلاف ایک مضمون نکلا ہے جس میں میری نسبت بہت ناشائستہ الفاظ لکھ کر چند الزامات لگائے ہیں (جب ان کے جوابات دیئے جائیں گے تو پیغامی بھی اور ناظرین بھی حقیقت حال سے واقف ہو جائیں گے) ان ناشائستہ الفاظ اور الزامات کو پڑھ کر لاہوری پارٹی کا پیغام صلح اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا، چنانچہ لکھتا ہے:

ان صاف الفاظ پر نظر رکھتے ہوئے کیا کوئی شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے جو فیصلہ قرآنی اپنے عقاید کے مطابق تجویز کیا تھا وہ مولوی مذکور کی ذات پر پورا صادق نہیں آیا اور وہ آخری فیصلہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان لوگوں کو بھی لمبی عمر دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں (پیغام صلح ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۵)

بہت خوب! اب سنیئے ہم ایک آسان اور صاف بات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہم دونوں (مرزا و ثناء اللہ) نے فیصلے کی الگ الگ بات کہی۔ مرزا نے جھوٹے کی موت کا فیصلہ کن ہونا کہا۔ ۲۔ میں نے (بقول تمہارے) جھوٹے کے لئے لمبی عمر بتائی تاکہ برے کام کر لے۔ نتیجہ کیا ہوا، مرزا صاحب اپنے اعلان کے مطابق مر گئے اور میں نے بقول تمہارے لمبی عمر پائی تاکہ برے کام کروں۔ اب انصاف تمہیں کرنا چاہیے کہ مرزا صاحب کو تو قطعی جھوٹا کہو کیونکہ وہ بقول خود مر گئے اور مجھے جھوٹا کہنے کے لئے میرے جواب کا انتظار کرو کیونکہ محض کسی کا کسی کے حق میں الزام لگانا یا دشنام طرازی کرنا موجب برائی نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ وہ الزام صحیح نہ ہوں نہ محض کسی پر الزام سن کر اس کو سچا مان لینا شرعاً اور قانوناً جائز ہے۔ مخالف (اپنا ہو یا غیر) کوئی فرشتہ نہیں ہوتا کہ جو کچھ کہے سچ ہی کہے۔ کیا آپ اس وقت لاہور میں تھے جس وقت ایک مشہور تاریخی انسان کا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال ہوا تھا۔ اس وقت مسلم پبلک نے کیا کچھ کہا تھا۔ اگر بھول گئے ہو تو اس وقت کی تقریروں اور تحریروں کا ایک ہی مصرعہ سن رکھو:

مرا دجال لیکن ہے ابھی اس کا گدھا باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۳ نومبر ۱۹۳۶ء مطابق ۲۷ شعبان ۱۳۵۵ھ جلد ۳۴ نمبر ۲ ص ۵)

قادیانی تحریف

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قرآن شریف میں تحریف کا وعید بڑا سخت آیا ہے مگر تحریف اس کو کہتے ہیں جو قرآن کے معنی ایسے کئے جائیں جن کو قواعد زبان متحمل نہ ہوں۔ شیر کے معنی بہادر

لینا تحریف نہیں، صحیح تفسیر اور جائز ہے۔لیکن شیر سے گیڈر، اور گیڈر کے معنی اونٹ لے لینا صریح تحریف ہے۔اس قسم کی تحریف پر وعید آیا ہے

من فسر القر آ ن بر أ یه فلیبوأ مقعده من النار

سر سید احمد خان مرحوم سے بھی ایسی تحریفات ہونے پر ان کے مخلص دوست نواب محسن الملک مرحوم نے ایک خط میں لکھا تھا آپ کو قرآن کے معنی وہ سوجھتے ہیں جو خدا کے علم میں بھی نہیں ہوتے۔......

(مرزا غلام احمد قادیانی کے سالے ڈاکٹر اسماعیل نے اپنے ایک مضمون میں مرزا صاحب کی پیش گوئیوں میں تحریف کر کے عجیب مطلب نکالے ہیں۔مثال کے طور پر ڈپٹی آتھم عیسائی پادری والی پیش گوئی ہے جس کی طرف مضمون مذکورہ میں ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے اشارہ کیا) ہم پہلے مرزا صاحب کے الفاظ اس کے متعلق نقل کرتے ہیں اس کے بعد ڈاکٹر اسماعیل صاحب کی سٹوری (حکایت) سنائیں گے۔

مرزا صاحب قادیانی نے مباحثہ آتھم کے آخری دن یہ کہا تھا:

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب اعلی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔(جنگ مقدس۔ص ۱۸۸)

اس میں صاف مذکور ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم ۱۵ مہینوں میں مر کر جہنم میں داخل کیا جائیگا کیونکہ اس نے ایک انسان کو خدا بنا رکھا ہے یہی اس کا جرم ہے یہی اس کی سزا ہے مگر وہ ۱۵ مہینے گذار کر تقریباً دو سال مزید زندہ رہا۔اس کے متعلق ڈاکٹر اسماعیل لکھتے ہیں؛

مثلاً حضور (مرزا) کے مقابل پر آتھم عیسائیت کا نمائندہ بن کر آیا۔اسے بھی

حضور نے فرمایا کہ میرا خدا اسلام کو زندہ کرے گا اور دجالیت کو مار دے گا۔ اس نے کہا یہ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ عیسائیت فتح پائے گی اور اسلام برباد ہو جائے گا۔ بلکہ میرے ساتھ تمام نصرانی ممالک یہی کہتے ہیں اور نظر بھی یہی آتا ہے۔ اس پر حضور (مرزا) نے فرمایا کہ تم ۱۵ ماہ کے اندر مردہ ہو جاؤ گے اور اسلام اس طرح ایک زندہ مذہب ثابت ہوگا۔ چنانچہ وہ مبہوت ہو کر مردہ ہو گیا۔ اور ایسا مبہوت ہوا کہ کہیں نیزے والوں، اور کہیں سانپوں سے ڈرتا رہا اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں دیوانہ وار بھاگتا پھرا اور مردہ اس طرح کہ اس کی زبان اور تمام زندگی جو اسلام کے مقابلہ میں صرف ہوا کرتی تھی وہ جاتی رہی۔ مگر پھر بھی لوگوں نے نہ مانا۔ تو پھر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ بتا تو مبہوت ہو گیا تھا یا نہیں۔ وہ اس پر بھی اپنی غیرت دینی یا زندگی کا کوئی نشان نہ دکھا سکا۔ مگر ان لوگوں کے کہنے کہانے سے کچھ ہاں ہوں کی۔ اس پر دوبارہ حضور (مرزا) نے اسے کہا کہ لے اب تو بالکل ہی مردہ ہو جائے گا۔ ایسا کہ کسی اندھے کو بھی دھوکا نہ رہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تمام مخالفین اس پیش گوئی کو اس طرح پورا ہوتے دیکھ کر مبہوت رہ گئے مگر ظالموں نے پھر بھی نہ مانا۔

(الفضل قادیان ۲۰ نومبر ۱۹۳۶ء ص ۵)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ناظرین مرزا کے الفاظ دیکھیں اور ڈاکٹر صاحب کی تحریر دیکھیں تو آپ کو قادیانی تحریف کی واضح مثال ملے گی۔ کہاں سزائے موت کی پیش گوئی اور موت کے بعد جہنم میں داخلہ اور کہاں سانپوں کا دیکھنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا جو در اصل زندگی کا ثبوت ہے۔ اور حقیقت میں یہ ڈاکٹر صاحب کی ہی تحریف نہیں بلکہ مرزا ہی کی ایجاد کی ہوئی اور ڈاکٹر اسماعیل تو مقولہ:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

کے مصداق ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ دسمبر ۱۹۳۶ء جلد ۴۳ نمبر ۵ ص ۳ تا ۵)

مرزا قادیانی منصب نبوت سے معزول کئے گئے

(ایک مرید مرزا کا بیان)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین مولوی فضل خان ساکن چنگابنگیال ضلع راولپنڈی کو جانتے ہیں آپ مرزا صاحب قادیانی کے پرانے فیض یاب ہونے کے علاوہ مدعی الہامات ہیں گاہے ماہے آپ کے الہامات اہل حدیث میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔آپ نے اپنے الہامات کا جو نیا ٹریکٹ مطبوعہ ۱۲۔اپریل ۱۹۳۷ء بھیجا ہے اس میں ایک اعلان حسب ذیل بھی ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے دعوی نبوت سے معزولی کا اعلان بحکم نبی کریم

مورخہ ۶ مارچ ۱۹۳۷ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے بحکم نبی کریم خاکسار کے پاس آکر اپنا یہ بیان لکھوایا:

۱۔اب میں سیدھا سادھا مسلمان ہوں

۲۔ یہ ہمارے استاذ ہیں میں ان کا شاگرد ہوں

میں حلفاً باللہ کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا تینوں فقرے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ہیں

قادیانی دوستو! اب بتاؤ کس کو نبی کہو گے اور کسکی مسند خلافت پر بیٹھو گے اے لاہوری ساکنان احمد یہ بلڈنگز دوستو! اب تم بولو کس کو مجدد اور مسیح موعود مانو گے۔تم ہر دو فریقوں کا یہ حال نہ دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ۔

(ٹریکٹ خادم المسلمین نمبر ۴ص ۳)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ مرزا صاحب قادیانی سے معزولی کا اعلان کرائیں اور مرزا صاحب اعلان کریں اور مرزا صاحب کے خاص مرید ، صاحبِ الہام مولوی فضل خان اس اعلان کی تبلیغ کریں، ہم کون ہیں جو اس اعلان میں دخل دیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بس کی بات بھی نہیں۔ہاں افسوس ضرور ہے

کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک ہی نبی ہوا تھا سو وہ بھی معزول کیا گیا۔ ہمارے قادیانی دوستوں کو اس سے ملول خاطر نہ ہونا چاہیے کیونکہ مرزا صاحب کے فیض سے آج بھی قادیان میں ایک نبی موجود ہے جس کا نام ہے، احمد نور رسول اللہ۔ جس کی وجہ سے قادیان میں نور نبوت چمکارے مارتا رہے گا:

بعد مجنون داغ سے آباد ہے دشت جنون
اس خرابہ کے لئے بے خانماں ہو کوئی ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اپریل ۱۹۳۷ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۵۶ھ جلد ۳۴ نمبر ۲۴ ص ۶)

قادیانی اور لاہوری سلسلہ تباہ کیا جائے گا

(ایک الہامی احمدی کا اعلان)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولوی فضل خان صاحب (جن کا تذکرہ مندرجہ بالا سطور میں ہوا) اپنے مجموعہ الہامات شائع شدہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۳۷ء میں ذیل کے دو الہامات لکھے ہیں بقول مولوی صاحب خدا ان کو اطلاع دیتا ہے:

۱۔ ہم قادیانی اور لاہوری سلسلہ احمدیہ کا پہلا نظام توڑ دیں گے: قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بنائے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پائے

۲۔ غلام احمد قادیانی سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں ان کی اصلاح کی جائے گی

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

مقابلہ تو بڑا زبردست ہے کیا قصر خلافت قادیان کی ڈیوڑی کا... اس پر کچھ بولے گا۔ دیدہ باید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اپریل ۱۹۳۷ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۵۶ھ جلد ۳۴ نمبر ۲۴ ص ۶۔۷)

خدا خیر کرے

(اہل دہلی خبردار)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قصبہ قادیان ضلع گورداسپور سے ایک آواز اٹھی تھی کہ مجھے کشف ہوتا ہے اپنے کشف کا نمونہ اس مدعی نے یہ بتایا تھا کہ میں نے اپنے بھائی کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو اسکی تلاوت میں قادیان کا نام بھی سننے میں آیا میں نے اس کشفی حالت میں قرآن پر نظر ڈالی تو قادیان کا نام لکھا ہوا پایا (ازالہ اوہام)

آج کل دہلی سے بھی اسی قسم کے ایک کشف کی آواز شائع ہوئی ہے اس کشف کو دیکھنے والے مشہور اہل تصوف خواجہ حسن نظامی ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

مجھے خدا نے مکاشفہ کی نعمت دی ہے اور میں بعض اوقات لوگوں کے دلوں اور گھروں کی خفیہ حالتوں کو اپنے خداداد کشف کے ذریعہ معلوم کر لیتا ہوں اور جب مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض مرد اپنی عورتوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان کی خدمات کی قدر نہیں کرتے اور غیر عورتوں پر بری نگاہیں ڈالتے ہے تو مجھے بہت صدمہ ہوتا ہے۔ اور جو عورتیں اپنے شوہروں کی پردہ داری نہیں کرتیں اور گھر کے کام سے غافل رہتی ہیں اور اپنے شوہر کو اپنا حاکم نہیں مانتیں تو اس کا صدمہ بھی بہت ہوتا ہے مگر میں اپنے کشف کو ظاہر نہیں کرسکتا کیونکہ اس کا اظہار گناہ اور طریقت میں ناجائز ہے۔ اس لئے میں نے خوش حال برادری کے ذریعہ ایسے اصول تجویز کئے ہیں کہ ہر گھر میں میاں بیوی کے تعلقات خوش گوار ہو جائیں اور مجھے اپنے آئینہ قلب میں کسی مرید کی مکروہ صورت نظر نہ آئے جس سے مجھے اذیت ہوتی ہے۔

(منادی، دہلی۔ ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء ص ۷)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ تو ہوئی ابتدا، اس کی انتہاء کہاں پہنچے گی۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو قادیانی خط کے ساتھ ساتھ متوازی چلانے کی تمہید رکھی گئی ہے اسی لئے ہم نے عنوان میں تنبیہ کی ہے کہ: اہل دہلی خبردار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اپریل ۱۹۳۷ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۵۶ھ جلد ۳۴ نمبر ۲۴ ص ۷)

قادیانی مقدمے کا فیصلہ پریوی کونسل میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

(اخبار زمین دار کے اڈیٹر نے قادیانی نمبر کے لئے مضمون طلب کیا تھا جو وہاں بھیجا گیا اس کی نقل ناظرین کے لئے درج ذیل ہے۔ ثناء اللہ)

ہر نزاع اور جھگڑے کے فیصلے کے لئے ایک منتہی ہوتا ہے جہاں کا حکم سارے نزاعات کے لئے فیصلہ کن سمجھا جاتا ہے۔ شرع اسلام اور قانون وقت دونوں اس کی نسبت متفق ہیں کہ آخری فیصلہ سے پہلے کے تمام فیصل جات کالعدم ٹھہرتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ سب جج کے فیصلہ کی اپیل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں ہوسکتی ہے ممکن ہے کہ منظور بھی ہو جائے۔ ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ کی اپیل ہائی کورٹ میں ہوسکتی ہے۔ اسی طرح ہائی کورٹ کے فیصلہ کی اپیل پریوی کونسل میں۔ مگر پریوی کونسل کو منتہی سمجھا گیا ہے اسی طرح شرعی اصطلاح میں خدائی فیصلے کو منتہی قرار دے کر فرمایا ہے ا فغير الله أبتغي حكماً الانعام:۱۱۴ (کیا میں خدا کے سوا کسی اور سے فیصلہ کراؤں)

قادیانی نزاع کی بہت سی شاخیں ہیں جو دراصل تطویل کلام کی غرض سے محض بیکار بڑھائی گئی ہیں۔ کہیں مسئلہ حیات مسیح پر بحث ہے، کہیں آسمانی نکاح پر گفتگو ہو رہی ہے۔ کہیں ڈپٹی آتھم والی پیش گوئی پر مباحثہ ہو رہا ہے۔ کہیں، مصلح موعود، کا مصداق زیر بحث ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو یہ سب مباحث قادیانی دعوی کی تحقیق میں بالکل ایسے ہی ہیں جیسے سب ججوں کے فیصلے پریوی کونسل کے فیصلہ کے مقابلے میں جو بجوئے نارزد (کوڑی کے دام کے نہیں) اصل فیصلہ پریوی کونسل کا ہے جو مرزا

صاحب قادیانی کے خلاف ہوا تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مرزا صاحب قادیانی نے ہمارے مواخذات سے تنگ آ کر ایک اعلان کیا تھا جس پر تاریخ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء مرقوم ہے، جس کی سرخی یہ تھی: مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔

مرزا صاحب قادیانی نے اس آخری فیصلہ میں جو لکھا تھا اس کا خلاصہ ہم دو جملوں میں پیش کرتے ہیں۔ ان میں ایک جملہ خبریہ ہے اور دوسرا انشائیہ۔

جملہ خبریہ یہ ہے:

اگر میں کذاب اور مفتری ہوں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔

واقعہ یہ ہے کہ جب اس اعلان پر تیرہ مہینے گذر گئے تو مرزا صاحب (میری زندگی میں) انتقال کر گئے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر یہ جملہ خبریہ اپنے معنی میں صادق ہے تو مرزا صاحب اپنی موت کی وجہ سے کاذب اور مفتری ثابت ہوئے۔ اور اگر یہ جملہ کاذب ہے تو مرزا صاحب اس قول کے قائل ہونے کی وجہ سے کاذب ٹھہرے۔ کیونکہ کلام کاذب کا متکلم کاذب ہوتا ہے۔

دوسرا جملہ انشائیہ جو اس اعلان میں درج ہے، یہ ہے:

اے خدا مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ جو تیری نگاہ میں کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں اٹھا لے۔

یہ جملہ دعائیہ ہے۔ جس کی قبولیت کی اطلاع مرزا صاحب کو بقول ان کے ان لفظوں میں دی گئی۔ اجیب دعوۃ الداع۔ جس کو مرزا صاحب نے اپنے مذکورہ اعلان کے متعلق خود چسپاں کیا تھا۔ ملاحظہ ہو اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔

پس ثابت ہوا کہ یہ جملہ انشائیہ (دعائیہ) بھی فیصلہ کن ہے۔ جو خدائی قبولیت کی وجہ سے گویا پریوی کونسل کا فیصلہ ہے۔

ناظرین کرام! کیا اس خدائی فیصلے کے بعد کسی اور فیصلے کی بھی ضرورت ہے؟ و من احسن من اللہ حکماً لقوم یوقنون (المائدۃ: ۵۰)۔

نتیجہ صحیحہ۔ مرزا صاحب قادیانی اس اعلان کے مطابق اپنے دعویٰ میں غیر

صادق ثابت ہوتے ہیں۔ نہ ان کا دعوی الہام صحیح نہ مسیحیت و مجددیت کا ادعاء صحیح بلکہ بقول خود پکے کاذب اور مفتری ٹھہرے۔

اس مضمون پر جماعت احمدیہ کے ساتھ اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لودھیانہ ہمارا مباحثہ بھی ہوا تھا جس میں مبلغ تین سو روپیہ ان کی طرف سے انعام مقرر تھا جو حسب فیصلہ سرپنچ ہم نے وصول کر لیا۔ الحمدللہ۔

ان فیصلہ جات سماوی اور ارضی کے بعد جماعت ہائے محمدیہ اور احمدیہ میں کسی قسم کی نزاع باقی نہ رہنی چاہیے تھی بلکہ ضروری تھا کہ جماعت احمدیہ بہردوصنف راست بازی سے اس آسمانی اور زمینی فیصلے کو سامنے رکھ کر اپنے خاص مشن کو بند کر دیتی لیکن ان دونوں پارٹیوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے ہم نے بارہا ان کو ازسرنو چیلنج پر چیلنج دیئے کہ اگر مباحثہ لدھیانہ آپ کے نزدیک ناکافی ہے تو اس مبحث پر گفتگو کر کے مسلمان ملک کو آئے دن کی نزاعات سے نجات دلائیں مگر ان کو انہی نزاعات میں لذت آتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ جلد ۳۴ نمبر ۳۸ ص ۵۔۶)

قابل توجہ بابو عمرالدین جالندھری

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب من! آپ نے پیغام صلح لاہور ۲۶ جون ۱۹۳۷ء میں لکھا ہے کہ امرتسری مباحثات کے متعلق،

۱۔ معمار صاحب نے اب تک ہمارا چیلنج قبول نہیں کیا۔

جواباً معروض ہے کہ اہل حدیث ۱۱ جون ۱۹۳۷ء صفحہ ۶۔۷ کو ملاحظہ کر کے اپنی جہالت کو دور کریں اور اگر آپ ایمان و دیانت کا شائبہ بھی رکھتے ہیں تو ضرور میدان میں نکلیں گے۔

ہم وہ نہیں کہ دون کی بیٹھے لیا کریں
ہم وہ نہیں کہ دور سے دعوی کیا کریں

اپنا تو یہ ہے قول کہ آئے ہیں آیئے
دعوی اگر کیا ہے تو کچھ کر دکھایئے

۲۔ میں نے اہل حدیث ۴ جون ۱۹۳۷ء میں بابو عمر دین موصوف سے پوچھا تھا کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ میں نے ثنائی مباحثہ، آخری فیصلہ، اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

آپ کے امیر نے اس دعوت مباحثہ کا کیا جواب دیا۔ آج تک بابو صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا، میں مکرر یاد دلاتا ہوں (معمار)

(مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں) بابو عمر دین ایک روز دفتر اہل حدیث میں آئے تو ہم نے از راہ مروت منشی محمد عبد اللہ صاحب کا نوٹ نمبر ایک دکھا کر کہا کہ اس کا جواب لکھ دیجئے ساتھ ہی شائع ہو جائے گا۔ انہوں نے لکھا تو ایسا لکھا کہ نبوت مرزا کی بحث چھیڑ دی۔ ہماری یہ غرض نہ تھی بلکہ معماری رقعہ نمبر اول کا جواب مطلوب تھا۔ لہذا اس جواب کو بے تعلق جان کر درج نہیں کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ جلد ۳۴ نمبر ۳۸ ص ۶)

بیٹا باپ کے روپ میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عربی مقولہ الولد سرّ لا بیہ مشہور ہے بیٹا باپ کا قائم مقام ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی نبوت کو ایسے طریق سے بیان کیا تھا جس سے بخیال ان کے خاتم النبیین کا عقیدہ بھی غلط نہ ہو، نبوت مرزا بھی ثابت ہو جائے۔ یعنی یہ کہا تھا کہ میں بروز محمد ﷺ ہوں۔ بروز کا معنی تصویر ہے۔ مراد یہ تھی کہ میری نبوت مستقلہ نہیں بلکہ مثل تصویر محمد (ﷺ) ہے اس کے متعلق تفصیل دیکھنی ہو تو ہمارا رسالہ محمد قادیانی دیکھیں۔

آج ہم اس نوٹ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قادیانی اعیان نے میاں محمود کو خلیفہ قادیان بنایا، امیر المومنین بنایا، حضرت اقدس بنایا، حضور معلّٰی بنایا، ہز ہولی نیس

بنایا، یہاں تک کہ فاتح انگلستان بنایا، اس پر بھی ان کو صبر نہ آیا اس لئے اس کی تمہید رکھی گئی میاں محمود احمد، مرزا غلام احمد کی طرح بروزی نبوت پر فائز ہیں چنانچہ ایک خواب الفضل میں درج ہوا ہے۔ خواب بین لکھتا ہے :

سیدنا (خلیفہ قادیان) سب سے پہلے میں اس خدائے ذوالجلال کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم انسان کو اسفل السافلین تک پہنچا دیتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جھوٹی قسم کھانے والا خدائے قہار کی لعنت سے نہیں بچ سکتا ۔ میں منکران خلافت یا کسی اور کے ڈر سے نہیں بلکہ اس لئے قسم کھاتا ہوں تا یقین کرنے والوں کو یقین ہو اور شائد سعید روحوں کو میری اس قسم سے ہدایت نصیب ہو۔

میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے جا رہا ہوں ۔ مجھے کسی نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں ۔ جب میں مسجد میں پہنچا تو محسوس کیا کہ ۹ یا ساڑھے نو بجے صبح کا وقت ہے ۔ میرے مسجد میں پہنچنے سے صرف چند منٹ ہی پہلے حضرت نبی کریم ﷺ مسجد سے حجرہ میں تشریف لے جا چکے تھے ۔ مسجد میں آنحضرت ﷺ کے چند اصحاب بیٹھے اور اکثر جا چکے تھے ۔ اور باقی اصحاب بھی گھر جانے کو تیار تھے ۔

میں جب مسجد میں داخل ہوا اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا تو انہوں نے وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا مگر اس انداز سے جیسے کسی دیرینہ واقف کار اور ہمیشہ ساتھ رہنے والے کو کہا جاتا ہے ۔

معمولی مزاج پرسی کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کس طرح آنا ہوا، اور ساتھ ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ پوچھنے والے حضرت عمرؓ ہیں ۔

میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا کہ کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ کی خدمت ہی عرض کرونگا آپ سے بیان نہیں کرتا ۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایسی کیا بات ہے جو ہم کو نہیں بتاتے ۔ تم جو کچھ

آنحضرت ﷺ سے دریافت کرنا چاہتے ہو ہم سے دریافت کرلو۔
میں نے پھر کہا میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہی اپنے مطلب کا اظہار کرونگا۔
اس پر حضرت عمرؓ فرمانے لگے کہ رسول کریم ﷺ آج رات بہت سویرے بیدار ہوئے تھے اور صبح کی نماز کے بعد بھی ہمیں پند و نصائح فرماتے رہے ہیں۔ اب شائد آرام فرما رہے ہوں گے اس لئے ان کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔ آپ اپنا مطلب ہم سے ہی بیان فرما دیں۔
میں نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ میں تو آنحضرت ﷺ کے بغیر کسی سے بیان نہیں کرونگا۔
ناگاہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے گریبان کے اندر سے حضور کی تصویر نکالی جو چوکھٹے میں جڑی ہوئی تھی اور مجھے کہا کہ یہ لے لو۔
میں نے تصویر کو دیکھا تو بے ساختہ کہا کہ یہ تصویر تو ہمارے حضرت صاحب کی ہے۔
میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ نے بڑے جوش کے ساتھ تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ (حضور) تم کو کچھ اور بتائیں گے اور نبی کریم ﷺ کچھ اور بتائیں گے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ نبی ﷺ اور یہ (حضور کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) دو جدا ہستیاں ہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ جاؤ اور جو کچھ نبی کریم ﷺ سے دریافت کرنا چاہتے ہو انہی سے دریافت کرو۔ وہ ابھی تک آپ میں زندہ موجود ہیں۔ آپ بڑے خوش قسمت ہیں جن کو ان کا عہد نصیب ہوا ہے۔
پھر دوبارہ فرمایا کہ جو نبی کریم ﷺ کو ملنا چاہتا ہے ان کو ملے کیونکہ نبی اور یہ دو جدا جدا ہستیاں نہیں بلکہ یک جان دو قالب کے مصداق ہیں۔
جب آنکھ کھلی تو صبح کا وقت تھا اور میں نے اٹھ کر صبح کی نماز ادا کی۔
طالب دعا۔ محمد یسین احمدی گجراتی حال ہیڈ ماسٹر چک نمبر ۱۶۵ ضلع جھنگ
(الفضل قادیان ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء ص ۵)۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ہم چھوٹے میاں کے متعلق کسی الہام یا خواب کو بڑے میاں کے خوابوں سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے۔ حیرانی یہ ہے کہ لاہوری جماعت احمدیہ خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کے حق میں ان خوابوں کو وقعت نہیں دیتی بلکہ ایسے بے ڈھب بولتے ہیں چنانچہ لاہوری آرگن پیغام صلح کی رائے خلیفہ قادیان کے حق میں یہ ہے:

آئمہ تلبیس

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

مسلمان قوم کی تباہی و بربادی کا باعث ہمیشہ وہ گروہ رہا ہے جس نے اپنی ہوس رانیوں خواہشات نفسانی حرص و آزادنفس پرستی کی خاطر قرآن وسنت کے نام پر دنیا کو دھوکہ دیا۔ تقدس کی آڑ میں لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکے ڈاکے۔ ان کے خون پسینہ ایک کر کے پیدا کردہ روزی کو دونوں ہاتھوں لوٹ کر عالی شان محلات تعمیر کئے جائدادیں پیدا کیں۔ عیش وعشرت میں بسر اوقات کی اور ہمیشہ مکر وحیل سے غرباء کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے رہے۔ سچ فرمایا مخبر صادق ﷺ نے کہ ایک وقت میری امت پر آئے گا جب کہ آئمہ دین کی کثرت آئمہ تلبیس کا جامہ پہن لے گی۔ ان کے وجود فتنہ وفساد کا موجب ہوں گے وہ اپنے ناسزا اعمال کی رو سے دنیا کی بدترین مخلوق ہوں گے ان کا وجود نسل انسانی میں سوروں اور بندروں کا حکم رکھے گا ان کی زبانوں پر قرآن ہوگا مگر ان کے قلوب شیطنت کا گہوارہ ہوں گے۔ وہ یہود کے نقش قدم پر چلیں گے احکام الٰہی کی تفاسیر اپنی ذاتی اغراض کے حصول کے مطابق کریں گے اور معبودان باطل کی جگہ لیں گے

گزشتہ واقعات سے قطع نظر زمانہ حاضرہ کے رہنمایان مذہب کی اکثریت ان تمام رذائل کا مجسمہ ہے جس کی خبر دی گئی تھی مذہب کا نام انکے ہاتھ میں ایک ایسا حربہ ہے جس کے ذریعہ یہ بھولے بھالے عوام کو دھوکے میں ڈالے رکھتے ہیں اور اپنی مطلب براری کے لئے قرآن کریم کی تحریف میں

یہودیوں کے کان کتر جاتے ہیں۔

اشاعت امروزہ میں دیگر مولویوں سے قطع نظر اس شخص کی اسلام دشمنی پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں جو نہ صرف اس شخص کا فرزند بلکہ جانشین ہونے کا مدعی ہے جو اس زمانہ میں ان برائیوں کو دور کرنے آیا تھا اور جو اپنی تحریروں اور تقریروں سے ان بد باطن لوگوں کی تائید کر رہا کیونکہ اگر یہودیت سے مشابہت رکھنے والوں کی اصلاح کے لئے جو مغضوب علیھم کے مصداق ہیں مسیح کا آنا ضروری تھا تو اس مسیح کے بعد مماثلت بتاتی تھی کہ نصاری کی طرح ضالین بھی ہوں جن کی حرکات تکاد السما وات ان یتفطر ن کا نقشہ دکھائیں اور یہ ہستی موجودہ خلیفہ قادیان کی ہے۔

خلیفہ صاحب نے جس قدر مسئلہ ختم نبوت کفر و اسلام وغیرھم میں قرآن و حدیث کو روندا ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔مگر حال ہی میں ۲۶ جون کی ایک تقریر میں جس قدر قرآن کی تعلیم کو مجروح کیا ہے وہ ہر محبّ اسلام کو خون کے آنسو رلانے کے لئے کافی ہے۔

قرآن حکیم میں آتا ہے کہ اللہ اور رسول اور حاکم وقت کی اطاعت کرو۔اور اگر حاکم وقت کے ساتھ کسی قسم کا تنازع ہو جائے تو اس کے تصفیہ کے لئے قرآن وسنت کی طرف رجوع کرو اور اس کی روشنی میں فیصلہ کرو اور مجرم خواہ حاکم وقت ہو اس کو سزا دی جائے چونکہ یہ آیت خلیفہ قادیان کی من مانی کار وائیوں کے راستہ میں زبردست پتھر ہے اس لئے اس کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے حسن بن صباح اور علامہ مشرقی کو بھی پیچھے پھینک دیا ہے۔اللہ، رسول ﷺ اور حاکم وقت کی اطاعت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

فا ن تنا زعتم فی شئی فردوده الی الله و الرسو ل ان كنتم تؤمنو ن با لله و اليو م ا لآ خر ذلك خير و ا حسن تا ويلا ۔

اگر تمہیں کسی ایسے حاکم سے شکوہ پیدا ہو جائے تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول کے سپرد کر دو جنہوں نے اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔تمہارا یہ کام نہیں کہ جھگڑے کا تصفیہ کرو کیونکہ اس صورت میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔

تمہارا فرض یہ ہے کہ امیر کی مخالفت یا اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی بجائے معاملہ خدا اور اس کے رسول کے سپرد کر دو۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے قانون یہی ہے کہ جو امیر ہو خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا یا خلیفہ ہو تمہیں اس کی فرمان برداری کرنی چاہیے۔ اگر اس فیصلہ پر تمہیں اعتراض ہو اور تم سمجھتے ہو کہ تم مظلوم ہو اور بد دیانتی سے تمہارے امیر نے ظلم نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور وہ بھی معذور سمجھا جائے گا۔ اور اگر امیر نے تم پر ظلم کیا ہے تو بھی معاملہ خدا اور اس کے رسول کے سپرد کر دو۔ اور اطمینان رکھو کہ اگر قیامت کا کوئی دن ہے تو اس ظلم کا خود خدا بدلہ لیگا۔

(اخبار الفضل ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء ص ۴)۔

میاں صاحب کا یہ خطبہ سراسر القائے شیطانی ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ دنیا میں بدمعاشی بے حیائی جور وستم، لوٹ گھسوٹ اور دیگر فواحش میں سرگرم رہے (کوئی اسے نہ روکے؟) یہ بات قرآن کریم کی روح کے صریح منافی، خلفائے راشدہ، اسلام نواز شاہان اسلام اور خود مسیح موعود کا عمل اس کی تردید کرتا ہے۔ مگر جناب خلافت مآب کی تفسیر کو درست مانا جائے تو صاف بات ہے کہ خلیفہ یا حاکم وقت شراب پیئے، شرفاء کی لڑکیوں کی عصمت دری کرے، غرباء کا مال غصب کر کے ذاتی وجاہت پیدا کرے، لوگوں کو قتل کرائے، بدمعاشوں کے ہاتھوں چوریاں کرائے، ننگی عورتوں کے ناچ دیکھے۔ تمام قسم کی بے حیائیوں کا مرتکب بھی ہو تو بھی آنکھیں بند کر کے محکوم دیوثی سے کام لے، بے غیرتی دکھائے اور اول تو حسن ظنی سے کام لے ورنہ خدا کے سپرد کر دے اور دنیا میں اپنی عصمت، خاندان کی آبرو، مال و دولت اور ایمان سے ہاتھ دھوڈالے۔ قیامت کو خدا خود پوچھے گا۔ گویا کہ خلیفہ شریعت کی قیود سے بالاتر ہے۔ عام انسان زنا کرے تو اسے درے۔ اور خلیفہ سرکاری سانڈ کی طرح آزاد پھرے۔ اگر عام انسان شراب پیئے تو اسے سزا، اور خلیفہ کے منہ لگتے ہی وہ دودھ بن جائے۔ یہ ہے وہ اسلام جسے میاں صاحب پھیلا رہے ہیں۔ اور یہ ہے وہ تعلیم جس کی تعریف کرتے

قادیانی پھولے نہیں سماتے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کا حسن و قبح انسان اس وقت دیکھتا ہے جب اسے اپنی ذات پر بھی وارد کرے۔ پس اس عقیدہ کے موجد اور مؤید دونوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ اگر ان کے علاوہ کوئی اور شخص خلیفہ یا حاکم وقت ہو اور اس کی کسی ایسی حرکت کا نتیجہ ان کی اپنی آبروریزی ہو تو، اس صورت میں بھی ان کا یہی فتوی ہوگا کہ جناب نے جو کچھ کیا بالکل بجا ہے آپ ایسے کام بار بار کریں ہم حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے اطاعت کرتے رہیں گے کیونکہ اس کے بغیر نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ ہاں آپ نے یہ فعل نیک نیتی سے نہیں کیا تو قیامت کے روز اللہ تعالی آپ سے باز پرس کرے گا۔

افسوس کہ اندھی تقلید اور پیر پرستی... ایمان و عقل سے محروم کر دیتی ہے۔ قادیانیوں کے سامنے قرآن وسنت سے استہزا کیا جا رہا اور ان میں وہ لوگ شامل ہیں جو کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی صحبت میں رہنے کے مدعی ہیں اور مومن کی صحبت انسان کے دل میں نقش توحید ثبت کرتی ہے اور وہ اپنے اندر اس قدر غیرت رکھتا ہے کہ دین کے معاملہ میں زبردست سے زبردست طاقت کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے اور اس کی گردن رب کعبہ کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتی۔

قادیانی دوستو! ایمانی غیرت سے کام لو۔ تمہاری محبت اور بغض محض للہ ہونا چاہیے۔ تم میں سے ہر ایک پر دین کی حفاظت عائد ہوتی ہے اس لئے خدا کے دین کی حفاظت کی خاطر کسی کو خاطر میں نہ لاؤ۔ دنیا کی ذلت آخرت کی ذلت سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ (پیغام صلح لاہور ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء ص ۳۔۴)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

واقعات مندرجہ بالا اگر صحیح ہیں تو محل افسوس ہے۔

پیغامی دوستو! جس طرح آپ خلافت قادیانیہ کے راز ہائے سربستہ کی بنا پر شاکی ہیں مسلمان رسالت قادیانیہ کے اسرار کی بنا پر نالاں ہیں۔

(اہل حدیث امرتسر ۶۔ اگست ۱۹۳۷ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ جلد ۳۴ نمبر ۳۹ ص ۶۔۸)

مرزا قادیان اور حدیث سلمان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

اہل علم ناظرین خوب آگاہ ہوں گے کہ علم منطق میں غلط استدلال بھی بتایا گیا ہے جس کا نام مغالطات عامۃ الورود ہے۔ ان کو ہر دعوی پر جاری کیا جا سکتا ہے حتی کہ دو دونے پانچ ہوں یا دو دونے چھ۔

قادیانی علم کلام کا مجموعہ بس یہی مغالطات ہیں جن کی بنا مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی ابتدائی تصنیف (ازالہ اوہام) سے رکھی ہے جس میں دو دونے پانچ کی مثال (دمشق سے مراد قادیان) بطریق مغالطات عامۃ الورود ثابت کرنے کی طرح ڈالی ہے اس کی ایک اور مثال ہم آج ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اخبار اہل حدیث امرتسر ۵ نومبر ۱۹۳۷ء میں ہم نے قادیانیوں کے اس دعوی پر روشنی ڈالی تھی جو وہ عرصہ دراز سے پیش کر رہے ہیں کہ:

حدیث سلمان میں جو یہ ذکر ہے کہ دین اگر ثریا پر بھی ہوتا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو لے آتا، اس سے مراد ہمارے حضرت مرزا صاحب قادیانی ہیں۔

اس کے جواب میں ہم نے خود مرزا صاحب اور ان کے جانشین میاں محمود احمد صاحب کے اقوال سے ثابت کیا تھا کہ مرزا صاحب فارسی الاصل نہیں ہیں بلکہ چینی الاصل مغل ہیں۔

ناظرین پرچہ مذکور سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اصل عبارت ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ کیسی صاف اور صریح ہے مگر بحکم: قادیانی اور چپ َ ناممکن تھا کہ قادیان سے اس کا جواب نہ نکلتا۔

چنانچہ الفضل مورخہ ۱۰ نومبر میں اس کا جواب بڑے زور شور سے نکلا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب فارسی الاصل تھے کیونکہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے ان کو فارسی الاصل لکھا ہے۔

ناظرین کرام! آپ لوگوں نے کبھی کوئی ایسا مقدمہ سنا ہے کہ مدعی تو اپنی

قومیت راجپوت لکھوائے اور راجپوت ہونے پر ہی اس کے دعوی کی بنا ہو۔ مگر اس کا گواہ اس کو برہمن بتائے۔ اب آپ ہی انصاف کریں کہ ایسی شہادت مدعی کو مفید ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں تو اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ جواب دیتے ہوئے اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ ہم جس بزرگ کی حمایت میں بول رہے ہیں اس کی تعظیم کرتے ہیں یا توہین؟

اب ہم ان دونوں بزرگوں کے بیانات کو سامنے رکھ کر نتیجہ ناظرین سے پوچھتے ہیں:

بیان مرزا: میں چینی الاصل مغل ہوں۔

بیان مولانا بٹالوی۔ مرزا صاحب فارسی الاصل تھے

تصدیق الفضل: مولوی محمد حسین کا بیان سچ ہے

نتیجہ: اگر گوئم زبان سوزد

بقول الفضل مرزا صاحب کا بیان جھوٹا ہے اور مرزا صاحب خود...

قادیانی ممبرو! ذرا سوچ کر بتاؤ کہ تم لوگ اپنے مجدد مسیح موعود نبی اور رسول کی تعظیم کرتے ہو یا توہین؟ کوئی شخص اپنے نبی اور رسول کی ایسی توہین نہیں کرسکتا جیسی تم نے کی ہے کہ اپنے رسول کے مقابلے میں مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کو سچا سمجھتے ہو۔ حالانکہ ان کو بطالوی کہا کرتے ہو اور مرزا صاحب کو اپنے بیان میں جھوٹا قرار دیتے ہو۔ دراں حالیکہ ان کو صادق مصدوق مسیح موعود مانتے اور منواتے ہو

مرزائیو!

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

سنو! اس کا جواب ہم تمہیں مرزا غلام احمد ہی کے کلام سے بتا سکتے ہیں مگر پانچ سیر لڈو بطور نذرانہ وصول کرنے کے بعد جو ہماری بتائی ہوئی دکان میں بنے ہوں۔ کیوں؟ ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء مطابق ۲۱ رمضان ۱۳۵۶ھ جلد ۳۵ نمبر ۴ ص ۷)

مرزا قادیانی کا انتقال ہیضے سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان میں ایک سوال کے جواب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی موت کو پرانی بیماری دورانِ سر وغیرہ سے بتایا گیا ہے۔ یہ محض اخفائے واقعہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ مرزا صاحب ہیضے سے مرے ہیں۔ سب سے پہلی اطلاع جو اخبار الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء کے ضمیمے کی صورت میں شائع ہوئی تھی اس کا ایک ہی فقرہ اس مطلب کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

مرزا صاحب کو دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا جس سے نبض بالکل بند ہوگئی۔

ایک ہی دست سے نبض کا بند ہونا بتا رہا ہے کہ یہ دست ہیضے کا تھا۔ حکیم نور الدین صاحب نے اس زمانے میں بڑے اینچ پینچ کے ساتھ اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب کی موت ہیضے سے ہوئی۔ حکیم صاحب کے پیچ دار الفاظ یہ ہیں:

دشمن جو کہتا ہے کہ ہیضے سے مرے ہیں۔ اچھا مان لیا کہ دشمن سچ کہتا ہے۔ پھر ہیضے سے مرنا شہادت نہیں ہے؟

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ہمیں اس جگہ شہادت، غیر شہادت سے بحث نہیں۔ شہادت تو طاعونی موت کے لئے بھی حدیثوں میں آئی ہے، مگر مرزا صاحب قادیانی اپنی جماعت کے سوا دوسرے مسلمانوں کی موت کو، موت الکلاب، کہتے رہے۔ یہ ایک اصطلاحی بات ہے۔ اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں صرف واقعہ دیکھنا ہے کہ کس مرض سے مرے۔

چونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (بقول خود) مستجاب الدعوات تھے آپ کے الہام میں یہ خدائی الفاظ موجود ہیں، اجیب کل دعائك (میں، خدا، تیری، مرزا کی، ہر دعا قبول کرتا ہوں)۔

مرزا صاحب قادیانی نے اپنے آخری فیصلے کے اشتہار میں یہ دعا کی تھی کہ

ہم دونوں (مرزا قادیانی وثناء اللہ امرتسری) میں سے جھوٹا طاعون یا ہیضہ سے مرے، ضروری تھا کہ اس دعا کا اثر ہوتا۔ چنانچہ ہوا۔ لیکن اتباع مرزا جیسا ان کی موت کو ان کی دعا کا اثر نہیں مانتے اسی طرح ان کی موت کا سبب ہیضے کو بھی نہیں مانتے۔ لیکن ان کی ایسی کوششوں سے واقعات نہیں چھپ سکتے:

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۔۱۰ دسمبر ۱۹۳۷ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۵۶ھ ص ۵۔۶)

میاں محمود اور محمد علی لاہوری کو مناظرے کا چیلنج

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آپ دونوں صاحبوں کی تحریرات متعلقہ فیصلہ کن مباحثہ اس وقت میرے سامنے ہیں جن کی ابتداء ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء سے ہوتی ہے۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کے الفضل میں یہ سلسلہ یہاں تک پہنچا ہے کہ میاں محمود احمد، مولوی محمد علی لاہوری سے بالمواجہ گفتگو کرنے پر تیار ہو گئے ہیں آپ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں مولوی ابو العطا صاحب سے کہا تھا کہ میں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں، آپ ان سے شرطیں طے کریں۔

سو معقول شرائط جن میں کوئی لغویت اور کھیل کا پہلو نہ ہو، جب بھی طے ہو جائیں تو مجھے مولوی صاحب سے مباحثہ کرنے میں کوئی عذر نہیں الا ان یشاء اللہ۔

مباحثہ کی غرض اگر ایک جماعت تک حق کی آواز پہنچانا ہو، تو اس میں مجھے عذر ہی کیا ہوسکتا ہے۔ عذر تو اسی صورت میں ہوتا ہے جب مباحثہ کو کھیل یا فساد کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد۔ (الفضل ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء ص ۳)

اس کے بعد مولوی محمد علی کی طرف سے منظوری کے اعلانات شائع ہوتے رہے۔ہاں اختلاف صرف مضمون بحث کی تقدیم وتاخیر میں رہا۔ خیر اسے آپ جانیں اور وہ جانیں، ہمیں اس سے کچھ مطلب نہیں۔

ہمارا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ دونوں صاحبوں نے آپس میں مسئلہ نبوت مرزا پر مباحثہ کرنا منظور کریں کیونکہ آپ لوگوں کا اختلاف تو اندرونی ہے مگر ہماری مخالفت ایک بیرونی چیز ہے۔یعنی آپ دونوں مرزا غلام احمد صاحب کو ان کے دعوی میں سچا جانتے ہیں اور مسائل نبوت وتکفیر میں اختلاف رکھتے ہیں ۔اس کے برخلاف ہم مرزا صاحب قادیانی کو ان کے دعوی (ماموریت من اللہ) میں سچا نہیں جانتے، اس لئے ہماری طرف سے مضمون آخری فیصلہ بطور مبحث کے پیش ہوگا۔

بغرض مزید تشریح ہم ایک مثال بھی پیش کرتے ہیں تاکہ آپ دونوں صاحب ہمارے مدعا کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔

مثال : شیعہ اور سنی دونوں گروہ نبوت محمدیہ کے مصدق ہیں مگر آپس میں ایک دوسرے کو چیلنج کرتے ہیں کہ آؤ خلافت ثلاثہ پر مباحثہ کریں۔ اسی دوران میں ایک منکر اسلام آکر کہتا ہے کہ پہلے تم دونوں گروہ مل کر مجھ سے صداقت اسلام پر بحث کرلو کیونکہ میں اسلام کو سچا مذہب نہیں جانتا۔اب ذرا انصاف سے بتاؤ کہ ایسی حالت میں کیا ان فرزندان اسلام کا فرض نہیں کہ اپنی باہمی نزاع کو چھوڑ کر پہلے اس مشترک مخالف کی طرف متوجہ ہوجائیں۔

مولانا حالی اسکے متعلق ایک لطیف رباعی فرما گئے ہیں

کہتا تھا کل اک منکر قرآن و خبر
کیا لیں گے یہ اہل قبلہ باہم لڑ کر
کچھ دم ہے تو میداں میں آئیں ورنہ
کتا بھی ہے شیر اپنی گلی کے اندر

مولانا حالی مرحوم نے اس رباعی میں آپ دونوں صاحبوں کو نصیحت ہے کہ پہلے دونوں باہم مل کر مرزائی قلعے سے حملہ ثنائی کی مدافعت کریں۔یہی آپ کی سعادت مندی ہے اور یہی خدمت احمدیت ورنہ سمجھا جائے گا کہ آپس میں مباحثہ کی

چیلنج بازی محض ایک نمائشی چیز ہے اور مضمون آخری فیصلہ واقعی آخری فیصلہ ہے جواب کا منتظر۔ تحریک احمدیت کا پرانا خادم: ابوالوفا ثناءاللہ کفاہ اللہ امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ دسمبر ۱۹۳۷ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۵۶ھ ص ۵)

مرزائی ہر دو صنف میں مباحثے کی تحریک

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء سے جماعت احمدیہ کے دو فریقوں میں مباحثے کی تحریک شروع ہوئی ہے آج دسمبر ۱۹۳۷ء ختم ہونے کو ہے، اس سوا سال کے عرصہ میں ان دو جماعتوں کا ابتدائی مرحلہ بھی طے نہیں ہوا یعنی مبحث (مضمون بحث) طے نہیں ہو سکا اور مضمون بحث کی تعیین میں اتنی دیر کا لگنا بتا رہا ہے کہ اصل بحث میں پندرہ ماہ کی بجائے پندرہ سال لگیں گے۔ آخری مضمون جو اس کے متعلق اخبار الفضل میں ہمیں پہنچا ہے وہ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ء میں مرقوم ہے جو ناظرین کی آگاہی کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے تحریر فرمایا تھا:

(الف): ہمارے درمیان جو اختلاف مسائل ہے اس کی اصل جڑ مسئلہ نبوت ہے اگر ہمارے احباب محض اللہ تعالی سامنے جواب دہی اور سلسلہ کی خیر خواہی کو مدنظر رکھ کر اسکا فیصلہ کرنا چاہیں تو اسکی راہ نہایت آسان ہے۔

(ب): میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے (ٹریکٹ نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق۔)

یہ واضح اور کھلی تحریرات لکھنے کے بعد آج اگر مولوی محمد علی صاحب خود ہی فیصلہ کی اس، نہایت آسان راہ، کو چھوڑ دیں دوسرے معاملات کو ملتوی رکھنے کی بجائے انہیں مقدم کرنا چاہیں اور سب سے پہلے اس ایک بات کے فیصلہ کرنے پر رضامند نہ ہوں تو فرمایئے کیا اس کا بدیہی نتیجہ یہ نہیں کہ

جناب مولوی محمد علی صاحب، اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی اور سلسلہ کی خیر خواہی کو مدنظر رکھ کر بات نہیں کر رہے۔

میں غیر مبایعین سے کہتا ہوں کہ اگر آپ ہمارا فیصلہ نہ مانیں ہمارے اخذ کردہ نتیجہ سے متفق نہ ہوں تو جائیں دنیا کے کسی عقل مند کے سامنے جناب مولوی محمد علی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت پیش کر کے پوچھیں کہ کیا ان تحریرات کا لکھنے والا اگر آج مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود پر بحث کو فیصلہ کن نہ سمجھے اور سب سے پہلے اس کے فیصلہ کے لئے تیار نہ ہو تو اس کا گریز ہے یا نہیں؟

مجھے یقین ہے کہ دنیا کے دانش مند بالاتفاق مولوی محمد علی صاحب کے رویہ کو گریز اور صریح گریز قرار دیں گے مجھے تو اس بارے میں اس قدر وثوق ہے کہ میں خود جناب مولوی محمد علی صاحب کو بھی اس کے متعلق ہم اپنا ہم خیال سمجھتا ہوں ورنہ کیا وجہ ہے کہ قریباً ایک سال سے میں جناب مولوی صاحب کی اس تحریر کو ان کے سامنے رکھ رہا ہوں مگر وہ بالکل خاموش ہیں آج تک مولوی صاحب نے ایک مرتبہ بھی اپنی اس حلفیہ تحریر کے متعلق درافشانی نہیں فرمائی۔ آخر کچھ تو ہے جس کی وجہ سے یہ خاموشی ہے۔

میں آج پھر اتمام حجت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے نام پر جناب مولوی صاحب اور ان کے رفقاء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے مندرجہ بالا مجوزہ طریق فیصلہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ الثانی سے فیصلہ کن مناظرہ کر لیں ۔مناظرہ تقریری ہو تحریری ہو۔ لاہور میں ہو یا قادیان میں سب منظور ہے ۔اگر اب بھی جناب مولوی محمد علی صاحب نہ اپنے مجوزہ طریق پر فیصلہ کیلئے آمادہ ہوں اور نہ ہی اس مجوزہ طریق کی تغلیط کریں بلکہ اس کے ذکر سے ہی پہلو تہی کریں تو اے آسمان اے زمین اور اے دنیا کے منصف مزاج انسانو! سب گواہ رہو کہ مولوی محمد علی صاحب نے صریح گریز اختیار کیا اب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہیں۔

گذشتہ سال ہمارے مطالبات سے تنگ آ کر جناب مولوی محمد علی صاحب

نے امیر جماعت قادیان کو فیصلہ کن بحث کے لئے دعوت کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ:

ساری بحث نبوت تو دو جملوں میں طے ہو جاتی ہے اگر حضرت مسیح موعود نے دوسرے مسلمانوں کا جنازہ جائز قرار دیا ہے تو آپ کے نزدیک وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں اور اگر آپ کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کا دعوی نبوت کا نہیں... اور اگر آپ کے ارشادات قابل تعمیل ہیں تو نبوت کا مسئلہ حل شدہ ہے۔ (پیغام صلح لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۳۶ء)

اس چیلنج کا مطلب واضح ہے مولوی محمد علی صاحب نبوت حضرت مسیح کے بارے میں بحث کے لئے بلاتے ہیں اور اس مسئلہ کے حل کے لئے حضور کے ارشادات کو قابل تعمیل ماننا ضروری قرار دیتے ہیں غرض موضوع بحث طے شدہ ہے ہاں مولوی محمد علی صاحب اسی مضمون میں لکھتے ہیں:

صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ (محمود) خود اپنی ذمہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک فیصلہ کن بحث کے لئے قدم اٹھائیں،

گویا آپ کا اب صرف یہ مطالبہ تھا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے خود حضرت امیر المومنین مناظرہ کرنے والے ہوں۔ اسکے علاوہ آپ کی طرف سے کوئی شرط نہ تھی۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کے ایک معتمد بابو منظور الہی صاحب نے ۱۹ نومبر کا پیغام صلح بھیجتے ہوئے مجھے لکھا:

آپ اخبار پیغام صلح کا تازہ پرچہ ملاحظہ فرمالیں جس میں حضرت مولانا محمد علی صاحب نے بغیر کسی قدیم یا جدید شرط کے امیر جماعت قادیان کو مباحثہ کا چیلنج دیا ہے اگر آپ لوگوں میں تحقیق حق کا خیال ہے تو اس مباحثہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ آپ ہماری جماعت کو ایسے چیلنج دینے کے عادی ہیں۔ ہر دو جماعتوں کے بانیان میں اختلافات موجود ہیں کیوں نہ وہ خود میدان میں نکل کر باہم مباحثہ کر کے جماعت کو اختلاف سے نکالیں ہماری کس سے رشتہ داری نہیں کہ ہم خواہ مخواہ دین کے معاملہ میں کسی کی پچ کریں آپ کو خاص طور پر اس مباحثہ کی منظوری کا انتظام کرنا چاہیے۔

پس مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے کسی قسم کی قدیم یا جدید شرط نہ تھی ان کا اور ان کے ساتھیوں کا صرف یہ مطالبہ تھا کہ مولوی محمد علی صاحب مناظرہ حضرت امیر المومنین سے کریں۔

میں نے پیغام صلح کا پرچہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا حضور نے فرمایا میں مولوی محمد علی صاحب سے نبوت حضرت مسیح موعود کے بارے میں بحث کرنیکے لئے تیار ہوں۔ آپ میری طرف سے اعلان کر دیں۔ چنانچہ اخبار الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۳۶ء میں خاکسار نے یہ اعلان کر دیا مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ حضرت امیر المومنین کی اپنی تحریر نہیں ہے اس پر حضور نے مندرجہ ذیل تحریر شائع کی:

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے مولوی ابو العطا صاحب سے کہا تھا کہ میں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں آپ ان سے شرطیں طے کر لیں سو معقول شرائط جن میں کوئی لغویت اور کھیل کا پہلو نہ ہو جب طے ہو جائیں تو مجھے مولوی صاحب سے مباحثہ کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ الا ان یشاء اللہ

مباحثہ کی غرض اگر جماعت تک حق کی آواز کا پہچانا ہو تو مجھے اس میں عذر ہی کیا ہوسکتا ہے عذر تو اسی صورت میں ہوتا ہے جب مباحثہ کو کھیل یا فساد کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس اعلان کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور انکے ساتھیوں کیلئے کوئی گنجائش باقی نہ رہ گئی لیکن حق کا مقابلہ آسان نہیں اس لئے مولوی محمد علی صاحب نے اس واضح اور آسان طریق فیصلہ سے انحراف کیا اور ہرگز تیار نہ ہوئے کہ اپنے حلفیہ مجوزہ طریق فیصلہ کی رو سے تصفیہ کر لیتے حتی کہ ہمیں کہنا پڑا کہ

میں تم کو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ (ٹریکٹ

مولوی محمد علی صاحب)

کیا مولوی صاحب اب بھی اس طریق پر فیصلہ کن مناظر کے لئے تیار ہیں

خاکسار ابو العطا جالندھری۔ (اخبار الفضل قادیان ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ ص ۵۔۶)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ان دونوں مرزائیہ صنفوں میں تو بات کا ابتدائی مرحلہ بھی طے نہیں ہوتا اس لئے ہم نے ان دونوں کی خدمت میں پچھلے پرچہ اہل حدیث میں اپیل کی ہے کہ وہ رخ ہماری طرف پھیریں اور دونوں مل کر ہمارا مقابلہ کریں اگر وہ ہمارے مقابلہ میں ہی عاجز آ جاویں تو ایسے عقیدہ کو ترک کر دیں جو دین دنیا میں ان کے لئے مفید نہ ہو۔

احمدی بہادرو! مرد میدان بنو دنیا کیا کہے گی کہ اپنے پیرو مرشد کی ایک بات کو ثابت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے تصفیہ شرائط کے لئے اپنا سفیر جلدی بھیجو ہمیں زیادہ انتظار نہ کراؤ اور سن رکھو

انا سلمة ابن الاکوع
الیوم یوم الرضع

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ دسمبر ۱۹۳۷ء مطابق ۲۰ شوال ۱۳۵۶ھ ص ۴۔۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کا نسب نامہ

جناب عبد الحق صاحب لائل پور (حال فیصل آباد) سے لکھتے ہیں:

کچھ دنوں سے اخبار اہل حدیث امرتسر اور الفضل قادیان میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نسب پر بحث چل رہی ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب، مرزا صاحب کے اپنے بیان سے ثابت کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب چینی الاصل مغل تھے لیکن اخبار الفضل کا فاضل اڈیٹر مرزا صاحب کو فارسی النسل بتلاتا ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری، مرزا صاحب کی خود نوشتہ تحریروں سے مرزا صاحب کا مغل اور چینی الاصل ہونا ثابت کرتے ہیں لیکن اڈیٹر صاحب الفضل بعض مخالف اشخاص کی تحریروں سے مرزا صاحب کا فارسی الاصل جتلاتے ہیں اور پھر شخص بھی وہ

جن کو مرزا صاحب جھوٹا قرار دیا کرتے تھے اب سوال تو یہ ہے کہ:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا صحیح نسب کیا تھا؟

بات اصل یہ ہے کہ اس خود ساختہ مسیح موعود نے جہاں بھی کوئی پیش گوئی خواہ وہ کسی اور کے متعلق ہی کیوں نہ ہو فوراً اپنے پر چسپاں کرنیکی کوشش کی اور اسی ناجائز کوشش میں ان کا حسب نسب خلط ملط ہو گیا۔ اب مرزا صاحب کہنے کے لئے تو مغل ہیں لیکن ان کی تحریروں سے ان کے صحیح حسب نسب کا کچھ بھی پتہ نہیں چلتا۔ کبھی تو وہ اپنے تئیں مغل، کبھی ترک، کبھی بنی اسرائیل، کبھی چینی الاصل، کبھی فارسی النسل، اور کبھی جاٹ بتلاتے تھے۔ مثلاً حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۰۱ حاشیہ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اس سے مطلب یہ ہے کہ اس (مسیح موعود) کے خاندان میں ترک خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیش گوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود اور محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ چینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں

۱۔ یہ کہ مرزا صاحب مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۔ یہ کہ مرزا صاحب کی نسل میں ترکوں کا بھی حصہ تھا۔

۳۔ یہ کہ مرزا صاحب فارسی النسل تھے۔

۴۔ یہ مرزا صاحب کی اکثر مائیں اور دادیاں چینی الاصل تھیں

لیکن خلیفہ اول حکیم نور الدین تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ:

ترک یاجوج ماجوج کی نسل سے ہیں۔

اس لحاظ سے مرزا صاحب میں بھی یاجوج ماجوج کا حصہ ثابت ہے۔

۲۔ مرزا صاحب کے حسب نسب کے متعلق اخبار الفضل مجریہ ۲۸ فروری ۱۹۳۳ء ص ۶ کالم ۲ میں لکھا ہے کہ:

پس اس سے ظاہر ہے کہ مسیح کی بشارت کا صحیح مصداق وہی شخص ہوسکتا ہے جو اگرچہ مذہبی وملی لحاظ سے اسرائیلی نہ ہو لیکن کسی دوسری صورت کے لحاظ سے تو بنی اسرائیل کے لئے باعث بشارت ہوسکتا ہو جیسے کہ مسیح موعود نسلاً بنی اسرائیل سے ہیں... یہ امر بھی اس کو النود؟ احمد کا مصداق ٹھہراتا ہے جو خونی اور نسلی رشتہ کے لحاظ سے پہلے مسیح کی طرح اسرائیلی ہو۔

اس تحریر سے مرزا صاحب بنی اسرائیل کی نسل سے ثابت ہیں۔

۳۔اربعین نمبر۲ صفحہ ۱۷ حاشیہ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں کہ:

یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا ہاں بعض کا غذات میں یہ دیکھا گیا ہے ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالی کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے اور دوسروں کا شکی اور ظنی۔

اس تحریر کا مطلب صاف ہے کہ مرزا صاحب کے خاندان کی تاریخ میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا اور اس خیال سے مرزا صاحب اپنے تئیں مغل ہی سمجھتے تھے لیکن بھلا ہو ملہم مرزا کا جس نے مرزا صاحب کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا کہ شجرہ نسب کے بیچ میں کوئی فارسی النسل بھی مداخلت کا مرتکب ہوجانے سے مرزا صاحب کا مغلیہ خاندان فارسی الاصل اور سید الحسب بن چکا ہے۔

۴۔شری گورو نانک دیو جی مہاراج کہ نہہ کلنک اوتار کے متعلق پیش گوئی آپ کی جنم ساکھی مولفہ بھائی بالا صفحہ ۲۵۱ وصفحہ ۲۷۲ پر یہ تھی کہ وہ نہہ کلنک قوم کا جٹ ہوگا۔

لیکن مرزا غلام احمد صاحب کے پیرؤوں نے اس پیش گوئی کو بھی مرزا صاحب پر چسپاں کر دیا اور مرزا صاحب کو جٹ قرار دے دیا۔

اب ناظرین انصاف فرماویں کہ مرزا صاحب کس نسل سے تھے؟ آیا

۱۔ترکوں کی نسل سے۔
۲مغلوں کی نسل سے،
۳۔ بنی اسرائیل سے،
۴ یا چینی نسل سے۔
۵۔ یا فارسی نسل سے،۔ یا
۶ وہ جٹ نسل سے۔ یا سید تھے
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ دسمبر ۱۹۳۷ء مطابق ۲۰ شوال ۱۳۵۶ھ ص ۶۔۷)

قادیانی اور مصری نزاع اور اسکے فیصلے کی صورت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین آگاہ ہوں گے کہ قادیان میں ایک شخص شیخ عبدالرحمٰن نومسلم المعروف مصری ہے۔ جو عربی انگریزی پڑھا ہوا قابل معلم اور احمدیہ جماعت میں ذی وجاہت ہستی ہے۔

اس نے اپنی احمدیت کے باوجود خلافت موجودہ کے برخلاف آواز اٹھائی جس کا لب لباب بالفاظ اخبار پیغام صلح یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قادیانی اخلاقی کمزوری کی وجہ سے خلافت کے لائق نہیں، اس لئے جماعت کو چاہیے کہ اسے معزول کردے۔

ادھر خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے جلدی سے مصری اور اس کے اعوان و انصار کو جماعت سے خارج کردیا جس کو انہوں نے منظور کر کے اپنے خیال کو نہ چھوڑا بلکہ فیصلے کے لئے تقاضا پر تقاضا کرتے رہے۔ چنانچہ اخیر دسمبر کو سالانہ جلسہ مرزائیہ میں مصری صاحب نے کئی ایک اشتہار دیئے جن سب کا لب لباب یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں ہم کو احمدیت میں ذرہ شک و شبہ نہیں ہم صرف خلافت محمودیہ کے مخالف ہیں خلیفہ صاحب ہمارے طرق اربعہ میں سے کسی طریق سے فیصلہ کرلیں

۱۔ایک کمیشن مقرر ہو جو فریقین کا بیان اور ثبوت لے کر فیصلہ کرے

۲۔ دوسرا ان الزامات کی بریت میں خلیفہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرے

۳۔ خلیفہ بجائے خود اپنی بریت کی حلف مؤکد اٹھائے

۴۔ ہمیں حلف مؤکد دے اور خدائی فیصلہ کا انتظار کرے

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم خوب جانتے ہیں کہ یہی طرق اربعہ ہیں جو مرزا صاحب قادیانی متوفی اور ان کے بعد ان کے اتباع مخالفین کے سامنے پیش کرتے چلے آئے ہیں اس کی کوئی وجہ نہیں کہ آج وہ خود ان کو بالکلیہ مسترد کر دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جنوری ۱۹۳۸ء ص ۴)

یہ احمدیت ہے یا آریہ سماج

جناب پنڈت آتمانند لائل پوری لکھتے ہیں:

جب ہم مرزائی کہتے ہیں تو ہمارے احمدی دوست ناراض ہو کر اصرار کرتے ہیں کہ انہیں احمدی کہا جائے۔ اور کہا کرتے کہ وہ حضرت احمد صلعم کے پیرو ہیں نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے۔ اور یہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ کہ احمدیت ہی حضرت محمد صلعم کا مذہب اور حقیقی اسلام ہے۔

یہ لوگ آریہ سماج کو اس لئے مشرک بتلاتے ہیں کہ آریہ سماجی لوگ خدا کے ساتھ مادہ وارواح کو بھی قدیم مانتے ہیں۔

آج ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ احمدیت حقیقی اسلام نہیں بلکہ شریمتی آریہ سماج کی سگی ماں جائی بہن ہے، اور ویدک ہندو دھرم کا ایک فرقہ۔

چند روز ہوئے کہ اخبار پیغام صلح میں ہماری نظر ایک مضمون پر پڑی جس میں پہلی شرط بیعت احمدیت کا خلاصہ یہ تھا کہ بیعت کنندہ اقرار کرے کہ قبر میں جانے تک وہ شرک سے باز رہے گا۔

قرآن شریف میں بھی لکھا ہے کہ خدا ہر ایک قسم کے گناہ کو بخش سکتا ہے لیکن شرک اور مشرک کو نہیں بخشے گا۔

یہاں یہ بھی خیال رہے کہ مسیح موعود کا شرک سے مجتنب اور مومن ہونا نہایت ضروری ہے۔ یعنی مشرک شخص جو خدا کی وحدانیت اور ہستی میں کسی غیر از خدا کو شریک مانتا ہو ہرگز ہرگز مسیح نہیں ہو سکتا۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت کیا ہے ؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایمان عقائد اور اقوال کے مجموعہ کا نام احمدیت ہے۔ ہمارا اعتراض احمدیت پر ہے نہ کہ اس کے بانی پر۔

لیکن چونکہ اس کے بانی کے اقوال وعقاید پیش کئے بغیر احمدیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا لہذا ہمیں صرف احمدی عقاید و مسلمات دکھلانے کے لئے ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عقاید پیش کرنا ناگزیر معلوم دیتا ہے۔ لیکن ہماری منشاء یہ ہرگز نہیں کہ ہم احمدیت کے بانی پر حملہ کریں۔ بلکہ غلام احمدیت یا مرزائیت کا مشرک دکھلانا ہی فقط ہمیں مقصود ہے۔ اور ہمارے اس فلسفیانہ مضمون کے مخاطب قادیانی احمدی عموماً اور لاہوری احمدی خصوصاً ہیں کیونکہ قادیانیوں میں سے ہمیں کوئی ایک بھی شخص ایسا نہیں دکھلائی دیتا جو ہمارے مضمون اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریروں کو سمجھنے کی بھی قابلیت رکھتا ہو۔

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کو تو ضعف دماغ کی وجہ سے دورے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ البتہ لاہوری احمدیوں میں پنڈت عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت اور ان کے بعد مولوی محمد علی ایم اے امیر جماعت لاہوری اور ڈاکٹر بشارت احمد، مولوی عمر الدین صاحب شملوی وغیرہ چند ہستیاں ضرور معلوم ہیں جو اگرچہ جواب تو نہیں دے سکیں گی البتہ ہمارے فلسفیانہ مضمون کو سمجھ ضرور سکیں گی۔ اس لئے لاہوری جماعت احمدیہ سے ہی ہمارا روئے سخن ہے۔ قادیانیوں کو ممانعت نہیں کہ وہ بھی سمجھنے اور جواب دینے کی طبع آزمائی شوق سے کریں۔

ہمارا دعوی ہے کہ ہر دو صنف کے احمدی اور حضرت مسیح قادیانی مومن نہیں تھے۔ اگر کوئی احمدی ہمارے سامنے مندرجہ ذیل اعتراضات کو رفع فرما کر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور مجدد چھوڑ صرف ایک سیدھا سادا مومن یعنی مسلمان بھی ثابت کر دکھائیں تو ہم اقرار صالح کرتے ہیں کہ ہم بلا کسی شرط کے، احمدی، بن جائیں گے

اور مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود مان لیں گے۔

ہے کوئی احمدی عالم جو ہماری غیر مشروط بات کا جواب دے کر ہمیں مرزائی بنانے نے کا دم بھرنے کے لئے تیار ہو؟

ہمارے دعوی کے دلائل سنو:

۱۔حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ پر مرزا صاحب قادیانی کا الہام یوں درج ہے کہ

انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی۔

(یعنی اے مرزا تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کی مثل ہے)

اعتراض ۔ جب خدا کی وحدانیت اور فردیت کی جگہ مرزا صاحب بھی ہو گئے تو وحدانیت اور فردیت کس طرح باقی رہ گئی۔ کیونکہ وحدانیت اور فردیت کا مطلب یہ ہے کہ لیس کمثله شئی یعنی خدا کی مثل کسی بات میں کوئی نہیں۔

۲۔مکاشفات صفحہ ۹ نیز آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و کتاب البریۃ صفحہ ۷۹ پر مرزا صاحب قادیانی کا ایک مکاشفہ یوں درج ہے:

میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔

۳۔اپنے یا حضرت محمد صلعم کے متعلق توضیح مرام صفحہ ۲۳ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

مرزا صاحب کا اپنے تئیں یا آنحضرت ﷺ کو خدا ماننا بدترین شرک ہے

۴۔مرزائی لوگ آریہ سماجیوں کے ساتھ مادہ وارواح کی قدامت کے خلاف محض اس لئے مناظرے کیا کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے کا دھوکہ دے سکیں ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مرزائی لوگ خود مادہ وارواح کی قدامت کے قائل ہیں۔ پنڈت عبدالحق صاحب ودیارتھی یا مولوی محمد علی صاحب ایم اے سوچیں کہ اگر مادہ وارواح کی قدامت کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب کی مندرجہ ذیل تحریریں آریہ سماجی پیش کر دیں تو احمدیوں کے پاس سوائے تسلیم کے اور کیا جواب ہے؟

ہم مرزا صاحب قادیانی کے اس معرکۃ الآراء، اسلام اور اس ملک کے

دوسرے مذاہب، پر لیکچر صفحہ ۳۰ کا کچھ نمونہ ناظرین کی نذر کرتے ہیں جس کی مقبولیت کی پیش گوئی مرزا صاحب نے پہلے سے کی ہوئی کہی جاتی ہے۔ یہ پیش گوئی نہیں تھی بلکہ صدر صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کے اس لیکچر کو مقبول ترین کہنے کا وعدہ پیشتر سے ہی دے رکھا تھا۔ ورنہ لیکچر کی خوبی سنئے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح سے کتنے دور گزر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت پر آ چکے ہیں چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے۔ افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ سے معطل اور بے کار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے۔ اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے اور اس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی امتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اس کے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے اور اس سلسلہ کا پورا دور سات ہزار برس تک ہے۔ (بلفظہ)

مرزا صاحب قادیانی کی اس طویل تحریر کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ

۱۔ خدا قدیم سے خالق ہے۔

۲۔ اسلئے کائنات اپنی نوع سے قدیم اور ذات سے حادث ہے۔

۳۔ اگر دنیا کی نوع (پرواہ روپ سے انادی) کے لحاظ سے ازلی نہ مانا جاوے تو خدا پر ازلیت سے معطل اور بے کار رہنے کا الزام عائد ہوگا۔ جس الزام کو مرزا صاحب جیسا کوئی عقل مند قبول نہیں کرے گا

۴۔ یہ عقاید مرزائیہ قرآ شریف سکھلاتا ہے کہ خدا ہمیشہ یعنی ازل سے خالق ہے اسلئے کروڑوں مرتبہ بلکہ ازل سے ہی زمین و آسمان کو نیستی سے ہستی میں پیدا اور ہستی سے

نیستی میں فنا کرتا چلا آ رہا ہے۔

مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کے یہ عقاید اگرچہ ہمارے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن عام فہم بنانے کے لئے ایک درمیانی کڑی یا عقیدہ کو سمجھ لینا ناظرین کے لئے مفید ہوگا اور وہ یہ کہ مرزا صاحب الوصیت صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ:

اس (خدا) کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی

نیز کشتی نوح صفحہ ۱۰ پر رقم طراز ہیں کہ:

ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا سے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے،

اگر کسی بھائی کی سمجھ میں یہ معمولی فلسفہ بھی نہ آسکے تو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی کی مندرجہ ذیل تشریح ملاحظہ فرماویں آپ، مسیح موعود کے کارنامے، نامی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا یہ دونوں باتیں غلط ہیں یہ ماننا بھی کہ کسی وقت خدا کی صفات میں تعطل تھا جو خدا تعالی کی صفت قیوم کے خلاف ہے، اسی طرح یہ کہنا بھی کہ جب سے خدا تعالی ہے دنیا چلی آتی ہے خدا کی صفات کے خلاف ہے۔ (ص ۲۷)

: حضرت مسیح موعود نے اس بحث کا یوں فیصلہ فرمایا ہے کہ نہ خدا تعالی صفت خالقیت کبھی معطل ہوئی اور نہ دنیا خدا کے ساتھ چلی آرہی ہے اور صداقت ان دونوں امور کے درمیان ہے اور اس کی تشریح آپ نے یہ فرمائی ہے کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے گو قدامت ذاتی کسی شئے کو حاصل نہیں۔ کوئی ذرہ کوئی روح کوئی چیز ماسوائے اللہ ایسی نہیں کہ جسے قدامت ذاتی حاصل ہو لیکن یہ سچ ہے کہ خدا تعالی ہمیشہ سے اپنی صفت خلق کو ظاہر کرتا چلا آیا ہے۔ (مسیح موعود کے کارنامے۔ص ۳۸۔۳۹)

مرزا صاحب قادیانی کے خدا نے اپنے فرشتہ پنڈت مٹھن لال (عرف لیکھ رام) کی معرفت جو قرآن شریف مرزا صاحب کو سکھلایا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ:

خدا ازل سے ابد تک بلا تعطل خلقت پیدا کرتا رہے گا اور کرتا چلا آیا ہے کبھی ایک لمحہ کے کروڑ ویں حصہ تک بھی اس کی صفت خالقیت کبھی معطل نہیں ہوئی اس لئے مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے

جس طرح عیسائی تثلیث کا یہ مسئلہ باطل ہے کہ تین اور ایک، اور ایک اور تین برابر ہے ایک کے اور جسے انگریزی زبان میں

Three into one & One into three is equal to one

اس طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ناممکن اور قطعی باطل مرزائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا ازل سے ایک لمحہ بھر رکنے کے بغیر کائنات کو پیدا کرتا چلا آیا ہے اور ابد تک ایسا ہی کرتا رہے گا۔ یہ بالکل پنڈت لیکھ رام کی دعائے مباہلہ اور شاگردی کا نتیجہ ہے اور بعینہ آریہ سماجی عقیدہ ہے جو اپنی نادانی سے ایسے سوالات کیا کرتے ہیں کہ جب مادہ و ارواح نہ تھے تو خدا مالک و خالق کس کا تھا؟

اور جب کوئی موحد یہ جواب دیتا ہے کہ خدا کی ایسی صفات محض نسبتی ہیں۔ جب مادہ و ارواح نہیں تھے تب وہ مالک و خالق نہیں کہلاتا تھا اور نہ ہی اسے مالک و خالق کہنے والا کوئی ذی روح تھا۔ البتہ اس میں مالک و خالق ہونے کی قدرت موجود تھی تو ہمارے آریہ سماجی بھائی جھٹ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ اگر اس کو مادہ و ارواح کی پیدائش سے قبل مانا جاوے تو خدا کی صفات ازلی و ابدی نہیں رہتیں اور خدا پر ازلی طور پر معطل چلے آنے کا الزام عائد ہوتا ہے۔

پنڈت لیکھ رام جی سے سیکھ کر بعینہ یہی اعتراض مرزا صاحب عیسائیوں پر کرتے ہیں۔ حالانکہ آریہ سماجی بھی خدا کو زمین و آسمان کی چکی چلانے سے چار ارب بتیس کروڑ سال کی مہلت ہر کلپ میں دیتے رہتے ہیں۔ مگر شاگرد ایسے ہیں کہ ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہیں دیتے۔ اس سے ایک بات معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اگرچہ مرزا صاحب ضد اور تعصب سے پنڈت لیکھ رام جی کے ساتھ برسر پیکار رہے مگر دل سے پنڈت جی کے دلائل اور آریہ سماجی عقائد کے شائد قائل ہو چکے تھے۔

مرزائیوں کا یہ عقیدہ مشرکانہ ہے:

احمدیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا ازل سے بلا تعطل خالق چلا آ رہا ہے اور ابد تک ایسا

ہی چلا جائے گا، یعنی اس کی صفت خالقیت میں کبھی لمحہ بھر بھی تعطل نہیں آئے گا یا یوں کہیے کہ خدا ازل سے ابد تک کبھی ایک لمحہ بھی خلقت پیدا کرنا بند نہیں کرتا۔ نہایت مشرکانہ وملحدانہ ہے بوجوہات ذیل:

۱۔ اگر کسی وقت کائنات کی موجودگی نہ مانی جاوے یا اس سے پہلی خلقت میں کائنات یا مادہ وارواح کی نیستی سے ہستی میں پیدائش مانی جاوے تو خدا پر معطل اور ازل سے بے کار رہنے کا بقول مرزا صاحب الزام عائد ہوتا ہے جو مرزا صاحب جیسا عقل مند شخص قبول نہیں کرسکتا۔ لہذا کائنات ازلی وابدی اور خدا کی شریک اور ساتھی ہوئی جو صریح شرک ہے۔

۲۔ ازلی وابدی کائنات کا خالق کوئی نہیں مانا جاسکتا ورنہ کسی وقت کائنات کی موجودگی یا پیدائش نہ ماننے سے خالق کی صفت خالقیت میں تعطل اور بے کاری کا ماننا لازم آئے گا جو مرزا صاحب کے نزدیک ناممکن ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ ازلی وابدی کائنات کا کوئی خالق خدا نہیں ہے۔ اور یہ کائنات ازل سے ابد تک ایسی ہی خودرو چلی آرہی ہے اور چلی جائیگی اس کا کوئی خالق خدا نہیں۔

۳۔ اگر مرزائی خالق کو خدا کہتے ہیں تو چونکہ خالق کا مخلوق سے پیشتر ہونا لازمی ہے ورنہ خالق ومخلوق دونوں کا بیک وقت اور ہم عمر یا ہم عصر ہونا خالق اور مخلوق کی نفی ثابت کرتا ہے یعنی اگر خالق اپنی مخلوق سے قبل نہ مانا جاوے اور مخلوق کو کسی وقت مقررہ سے پیدا شدہ نہ مانا جاوے تو وہ ازلی ہوگی اور اسے مخلوق کہا ہی نہیں جاسکے گا اور اگر کائنات کو پیدا شدہ یعنی مخلوق مانا جاوے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کسی وقت کائنات پیدا شدہ نہیں بھی تھی اور خدا کی صفت خالقیت میں تعطل ماننا لازمی ہوگا۔ جو مرزا صاحب کے نزدیک ناممکن ہے۔

۴۔ ہمارا پرزور دعویٰ ہے کہ جب تک مادہ وارواح کو آریہ سماجیوں کی مثل ازلی وابدی نہ مانا جاوے تب تک دنیا نوع کے لحاظ سے ہرگز ہرگز قدیم نہیں مانی جاسکتی، کیونکہ اگر مادہ وارواح ازلی وابدی نہیں بلکہ پیدا شدہ اور مخلوق ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس وقت تک مادہ وارواح کی پیدائش نہیں ہوئی تھی تب تک کائنات کہاں تھی؟ کہیں بھی نہیں۔ اور جب کائنات نہیں تھی تب خدا کے اظہار خالقیت میں تعطل آگیا۔ اور

مادہ وارواح کی پیدائش اولیں ماننے سے خدا پر ازل سے بے کار رہنے کا الزام بھی عائد ہو گیا۔ لہذا مادہ وارواح احمدیوں کے عقیدہ بالا کی رو سے ازلی وابدی ثابت ہوئے۔

۵۔ ہم مرزا صاحب کے عقیدہ کو ایک ایسے فلسفیانہ رنگ میں پیش کرتے ہیں جس کو ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی تو کیا مرزا صاحب کے فرشتے پنڈت مٹھن لال، لالہ خیراتی، رام اور مہاشہ ٹیچی جی بلکہ مرزا صاحب کو الہام بھیجنے والا رب قادیان بھی نہ جانتا ہوگا اور وہ یوں کہ جس وقت مرزا صاحب کا خدا کائنات کو ایک جگہ ہستی سے نیستی میں مٹا دیتا ہے تو عین اسی وقت اور اسی لمحہ کسی دوسری جگہ کائنات کو نیستی سے ہستی میں پیدا کر دیتا ہے۔ آریہ سماجی خدا کی طرح پرانے کھنڈرات کا ملبہ اٹھا کر نہیں لے جاتا۔ یوں ازل سے ابد تک کرتا رہے گا۔ یوں ماننے سے خدا بھی خالق اور کائنات بھی مخلوق اور کائنات کا ازل سے ابد تک نوعیت کے لحاظ سے قدیم یعنی پرواہ روپ سے ازلی وابدی ہونا اور خدا کا ہر مخلوق کائنات سے قبل بھی ہونا اور مخلوق کا خالق سے بعد ہونا اور کہیں نہ کہیں ہر وقت خدا کے ساتھ مخلوق کائنات کا موجود بھی رہنا۔ اور خدا کی صفت خالقیت کا کبھی بھی معطل نہ ہونا، اور مادہ وارواح کا بھی ازلی وابدی نہ ہونا بلکہ مخلوق اور پیدا شدہ ہونا اور سچائی (دراصل بطالت) کا دونوں امور کے مابین ہونا سبھی باتیں صحیح ثابت کی جاسکتی ہیں۔

ہے کوئی آریہ سماجی یا مسلمان فلاسفر جو ہماری بیان کردہ مذکورہ بالا مرزا صاحب کی قادیانی فلاسفی کی تردید کر سکے؟

۶۔ اگر یوں بھی مانا جائے تو بھی ازل سے ابد تک کوئی نہ کوئی کائنات کہیں نہ کہیں ہمیشہ اور ہر وقت خدا کے ساتھ شریک اور موجود رہے گی اور خدا کبھی بھی وحدہ لاشریک اکیلا نہیں رہے گا، جس سے شرک لازم آئے گا۔

۷۔ اگر مادہ وارواح کو ازلی وابدی نہ مانا جائے تو مادہ وارواح کی پیدائش اولیں ضرور ماننی پڑے گی، اور اس سے پیشتر خدا ازل سے بے کار ثابت ہوگا اور جب مادہ وارواح کی نفی یا نیستی مانی جائے گی تو اس وقت کسی بھی کائنات کی کہیں بھی کوئی ہستی ثابت نہ کی جاسکے گی۔

امام اسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب جواب دیں:

آریہ سماج میں تو کوئی فلاسفر ورشنانند جی سرسوتی اور مہا مہوا پادھیائے شری پنڈت آریہ منی جی مہاراج کے بعد ایسا دکھلائی نہیں پڑتا جو اس فلسفیانہ بطالت کا رد کر سکے پنڈت راجا رام صاحب شاستری ہی ایک باقی تھے جو فلسفیانہ مذاق رکھتے تھے مگر وہ آریہ سماجی نہیں رہے۔ اس لئے امام اسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان ہی شاید اس کا جواب دے سکیں کہ اگر کوئی احمدی (مرزائی) یہ کہہ دے کہ خدا بلا وقفہ یا تعطل ازل سے ہی مادہ وارواح اور کائنات کی ہستی سے نیستی میں فنا اور نیستی سے ہستی میں پیدائش پروہ روپ سے (بہ تسلسل پیوستہ) کرتا چلا آ رہا ہے اور ابد تک کرتا چلا جائے گا، یوں گو کوئی نہ کوئی کائنات کہیں نہ کہیں پر خدا کے ساتھ ہمیشہ موجود رہے گی لیکن جس طرح مولانا امام اسلام ارواح و مادہ کو ابدی اور ابدا لآباد ہمیشہ خدا کے ساتھ رہنے والے مان کر بھی صرف قدیم یعنی ازلی نہ ماننے سے مشرک نہیں، اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر احمدی اور مرزا صاحب روح و مادہ کو مخلوق اور فانی اور ہر کائنات کو حادث اور فانی مان کر مومن کہلانے کے مستحق ہیں، مشرک نہیں۔ تو مولانا صاحب موصوف بتلا دیں کہ وہ اس کا کیا جواب دیں گے؟

کیونکہ احمدی اگرچہ کسی نہ کسی کائنات کا خدا کے ساتھ ہر وقت موجود رہنا مانتے ہیں لیکن کسی بھی کائنات کو ازلی وابدی نہیں مانتے۔ حضرت امام اسلام یہ بھی بتلا دیں کہ آیا مرزا صاحب کے قول کے مطابق قرآن شریف یہی عقیدہ سکھلاتا ہے؟

اگر امام اسلام اس مشرکانہ مرزائیہ عقیدہ کی تردید نہ کر سکے (مولانا ثناء اللہ نے لکھا ہے اس کا جواب ہمارے رسالہ اصول آریہ میں ملے گا۔ مطالعہ کی تکلیف فرمائیں) تو ہم تردید کر دکھائیں گے اور یہی ہمارے دعویٰ مسیحیت کا ثبوت سمجھا جائے گا کیونکہ

والی را ولی مے شناسد امام اسلام را مسیح

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جنوری ۱۹۳۸ء ص ۴۔۷)

مرزا قادیانی اپنے مقصد میں فیل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں؟

اس مضمون پر ہم نے کئی دفعہ نوٹ لکھا اور ثبوت بہم پہنچایا مگر ہمارا یہ دعوی ایسا صحیح اور مبرھن ہے کہ آئے دن اس کی نئی نئی دلیلیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ وہ دلیلیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا انکار کرنا کسی الدالخصام سے بھی ممکن نہیں ہوسکتا۔ آج ہم ایک نئی دلیل پیش کرتے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قائم مقام خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے منہ سے نکلی ہے۔ اور جو ایسی سچی اور صحیح ہے جیسے دو ضرب دو، چار۔ بلکہ اس سے بھی واضح تر۔

قبل اس کے کہ اس دلیل کے الفاظ ہم ناظرین کے سامنے پیش کریں، ناظرین کو تکلیف دیتے ہیں کہ وہ نظر اٹھا کر مسلمانان عالم کو عموماً اور مسلمانان ہندوستان کو خصوصاً غور سے دیکھیں کہ مسلم قوم ہر حیثیت سے نیچے کو جارہی ہے۔ ان کی دنیاوی اور دینی حیثیت کمزور ہو رہی ہے۔ دینی حیثیت پر نظر کرنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آج کل اسی حالت میں ہیں جس حالت میں قبل اسلام عرب لوگ تھے۔ شرک کفر، بے دینی، دغا بازی، حرام خوری، بدعہدی غرض سارے عیب شرعی ان میں موجود ہیں۔ چنانچہ خلیفہ قادیان اپنے خطبے میں کہتے ہیں:

> ہمارا فرض ہے کہ شریعت جو مٹ چکی ہے جو ہزاروں پردوں کے نیچے چھپ گئی ہے مسلمانوں کے نہ عوام اس پر عمل پیرا ہیں اور نہ علماء بلکہ ان کا علم بھی کسی کو نہیں۔ حضرت مسیح نے تو کہا تھا کہ فریسی جو کہتے ہیں وہ کرو، جو کرتے ہیں وہ نہ کرو۔ مگر اب تو یہ حالت ہے کہ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ جو کہا جاتا ہے وہ بھی اسلام کے خلاف ہے اور جو کیا جاتا ہے وہ بھی خلاف ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہزاروں توہمات اور رسومات کے نیچے دبے ہوئے اسلامی آثار کو پھر نکالیں۔ انگریز لاکھوں من مٹی کو کھدواتے ہیں اور جب نیچے سے قدیم زمانہ کا ایک مٹی کا پیالہ بھی مل جاتا ہے تو بہت

خوش ہوتے ہیں اور پھولے نہیں سماتے ۔مگر ہماری تو ساری جائداد یں ہی مٹی کے نیچے دفن ہیں ۔کیا ہمیں ان کے نکالنے کی کوئی فکر نہ کرنی چاہیے۔ شریعت کے ایسے مخفی خزانے زمین کے نیچے دفن ہیں کہ جن کی قیمت کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہوسکتا انسانی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے لئے مفصل ہدایات موجود نہ ہوں ۔اور جو ایسی روشن نہ ہوں کہ جنہیں دیکھ کر تیز سے تیز نظر والے انسان کی آنکھیں بھی چندھیا نہ جائیں مگر سب خزانے رسوم اور جہالتوں اور نسیان کی مٹی کے نیچے دفن ہیں اور ایک بے قیمت چیز کی طرح پڑے ہیں اور انہیں نکالنے کی طرف ہماری توجہ بالکل نہیں اور اس کام سے بالکل بے فکر ہیں۔ (الفضل قادیان ۲۱ جنوری ۱۹۳۸ء ص ۷)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: اس اقتباس میں جو کچھ خلیفہ صاحب نے کہا ہے بالکل صحیح ہے ۔ ہر قسم کی خرابیاں قوم مسلم میں آگئی ہیں اور ان کی سب بنیادی جڑ یہی ہے کہ انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ خدا کا خوف اگر منہ پر آتا ہے تو صرف دوسروں کے لئے مگر اپنی ذات کے لئے نہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آیت مرقومہ ذیل انہی کے حق میں ہے :

لقد خلقنا ا لا نسا ن فی احسن تقویم۔ ثم ر ددنا ہ اسفل سافلین ۔ (خدا فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو اچھی خلقت میں پیدا کیا پھر ہم نے اس کی بد اعمالی کی وجہ سے اس کو سب سے نیچے گرا دیا)

یہ حالت تو ہوئی مسلمانوں کی ۔اب مرزا صاحب قادیانی کی بعثت کی اصل غرض سنیئے جسے ہم انہی کے الفاظ میں بارہا درج کر چکے ہیں ۔فرماتے ہیں :

میرے آنے کے دو مقصد ہیں ۔مسلمانوں کے لئے یہ کہ وہ تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور وہ ایسے سچے مسلمان ہو جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی چاہتا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے ۔ دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔

(مقولہ مرزا در الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۱۰)

یہ ایسا مقولہ صادقہ ہے جس کی تصدیق خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے اس

مضمون کے شروع میں کردی ہے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بعثت کی اصل غرض جو آپ کو الہام میں بتائی گئی یہی ہے کہ یحیی الدین و یقیم الشر یعت یعنی وہ دین کو زندہ اور شریعت کو قائم کرے گا۔

او لاہوری اور قادیانی ممبرو! ارشاد خداوندی ان تقوموا لله مثنی و فرادی کو ملحوظ رکھ کر سوچو اور شهداء بالقسط ہو کر شہادت دو کہ مرزا صاحب کی بعثت کی غرض جو خود ان کے اور ان کے خلیفہ کے قلم سے ظاہر ہوئی ہے پوری ہوگئی ہے۔ کیا مسلمانان دنیا متقی ہوگئے ہیں کیا دنیا سے مصنوعی خداؤں (مسیح اور کرشن) کے نام مٹ گئے ہیں؟ واللہ اگر یہ دونوں کام ہوگئے ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اور اگر بقول خلیفہ محمود احمد صاحب شریعت اسلام مٹ کر ہزاروں پردوں کے نیچے چھپ گئی ہے تو ہمیں اجازت دیں کہ ہم مرزا صاحب کی خدمت میں یہ شعر نذر کریں

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۳۸ء مطابق ۲ ذی الحج ۱۳۵۶ھ جلد ۳۵ نمبر ۱۴ ص ۵۔۶)

ضلع کٹک میں مناظرہ مرزائیہ

موضع دہواں ساہی ضلع کٹک میں مابین مسلمانان دہواں ساہی و مرزائی جماعت تین دن تک زبردست مناظرہ ہوا۔ پہلے دن حیات عیسی، دوسرے و تیسرے دن اجراء نبوت غیر تشریع و صداقت مرزا موضوع مباحثہ تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی محمد یوسف صاحب امرتسری اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی عبد الغفور مناظر تھے۔ باوجودیکہ خود قادیانیوں نے یہ شرط پیش کی تھی کہ ہر ایک مدعی اپنے دلائل قرآن سے پیش کرے، لیکن باوجود اصرار فریق ثانی نے ایک بھی آیت نہیں پیش کی جس سے اجراء نبوت غیر تشریع وصداقت مرزا کا ثبوت ہوتا ہو۔ جس سے متاثر ہو کر ایک شخص اسی محلّہ کا محمد عرفان نامی اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ الحمدللہ۔ راقم: فضل الرحمٰن قاسمی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ مارچ ۱۹۳۸ء ص ۱۴)

خلیفہ قادیان کی خدمت میں عریضہ

(ان کے مریدوں کی طرف سے)

کھلی درخواست:

بحضور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہم احمدیان جن کے نام درج ذیل ہیں حضور کی خدمت عالیہ میں دست بستہ عرض پرداز ہیں کہ جب سے منافقین مخرجین نے حضور کی ذات والا صفات پر طرح طرح کے اتہامات والزامات لگانے شروع کئے ہیں اسی وقت سے مقدس سلسلہ اور اس کے مقدس بانی پر دشمن سلسلہ قسم قسم کے اعتراضات کر رہے ہیں۔

اور اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ معاندین سلسلہ احمدیت کا نام تک نہیں لینے دیتے اور اگر کسی جگہ تبلیغ کرنی شروع کریں تو جھٹ مخالفین ومخرجین کے لگائے ہوئے الزامات پیش کرے شروع کر دیتے ہیں اور ہم سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر آپ کے خلیفہ صاحب ان عیوب سے بری ہیں تو کیوں اپنی پوزیشن صاف نہیں کرتے جب کہ گذشتہ تمام بزرگان اپنی اپنی پوزیشن صاف کرتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف قید سے باہر نہیں آئے جب تک اپنی بریت نہیں کرا لیتے۔ اور آنحضرت ﷺ اپنی پیاری بیوی حضرت عائشہ صدیقہ سے سلام کلام تک بند کر دیتے ہیں جب تک کہ اللہ تعالی کی طرف سے ان کی بریت نہیں آ جاتی...

پھر حضرت خطبہ بند کر دیتے ہیں اور آگے خطبہ نہیں دیتے جب تک کہ معترض کے سوال کا جواب نہیں دیتے۔ پھر امام بخاری اپنی ہزار دینار کی تھیلی کو سمندر میں گرا دیتے ہیں تاکہ امام صاحب کی پوزیشن پر کسی کو شبہ نہ گذرے۔ پس

اگر آپ کے خلیفہ بھی سچے ہیں تو ان کو بھی اپنی بریت کرنی چاہیے۔
حضور والا! ایک طرف تو منافقین ومخرجین کا حضور کی ذات گرامی کے متعلق گندے سے گندے الزامات لگانا دوسری طرف حضور کی خاموشی۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ دشمن ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے کہ نعوذ باللہ حضور کی ذات بابرکات میں وہ تمام گندے سے گندے عیوب پائے جاتے ہیں جو منافقین حضور کی طرف منسوب کر رہے ہیں (خاکش بدہن)
اگر حضور کی صرف اپنی ذات کا سوال ہوتا پھر تو بے شک حضور اپنی پوزیشن نہ بھی صاف کرتے لیکن یہاں تو ایک قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ حضور کی اس خاموشی سے سلسلہ عالیہ اور اس کا بانی بدنام ہو رہا ہے۔ پس ہم حضور کو خدا اور اس کے رسول اکرم ﷺ اور حضرت مسیح موعود اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ حضور خدا کیلئے اپنی پوزیشن صاف فرما کر ہم غریب و بے کس احمدیوں کو ان مشکلات سے رہائی عطا فرمائیں۔ احمدیت اور اس کے بانی پر جو بدنما دھبہ دشمنوں کی طرف سے لگایا جا رہا ہے اس کو دور فرما کر احمدیت کے روشن چہرہ کو منور کریں تا ایک دفعہ پھر احمدیت اپنی پوری شان سے چمکے اور اصل حقیقت کھل جائے۔ اور حضور پر نور کا نورانی چہرہ بھی روشن ہو اور حضور پر گندے الزامات لگانے والے ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار اور تباہ و برباد ہوں۔ اور حضور پر دوبارہ کسی کو اس قسم کے گندے الزامات کی جرأت نہ ہو سکے۔
نوٹ۔ ہم نے یہ کھلی درخواست اس لئے بھجوائی ہے تا دوسری احمدی جماعتیں بھی وقت کی نزاکت اور سلسلہ احمدیہ اور اس کے بانی کی عزت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں پر زور درخواستیں بھجوائیں کہ حضور اپنی پوزیشن کو صاف فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور تبلیغ احمدیت میں جو روکیں پڑ گئی ہیں ان کو دور فرمائیں اور حضرت مسیح موعود کے نام کو دنیا میں روشن کریں۔
نوٹ نمبر۲۔ اس کی ایک نقل جناب خلیفہ صاحب اور اڈیٹر صاحب الفضل

اور اڈیٹر صاحب فاروق قادیان ودیگر اخبارات کو بھجوائی گئیں

ہم ہیں حضور کے خدام:

چوہدری برکت علی احمدی سکرٹری جماعت احمدیہ مروڑی۔ ریاست جنید۔

۲۔ چوہدری عبدالحکیم احمدی مروڑی۔ ریاست جنید۔

۳۔ چوہدری سلیمان احمدی۔ مروڑی۔ ریاست جنید، مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۸ء

مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں: ہم کون ہیں جو اس امر میں دخل دیں۔ خلیفہ صاحب کے حمایتیوں نے تو ایک رٹ میں نجات سمجھ رکھی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے، پس اس پر اعتراض کی مجال نہیں۔ کوئی پوچھے کون سی چیز ہے جو بحکم خالق کل شئی خدا نے نہیں بنائی۔ پھر تو چور اور زانی کی طرف سے بھی یہی جواب ہے کہ ہم کو خدا نے بنایا ہے۔ یاللعجب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جون ۱۹۳۸ء ص ۴،۵)

چوہدری عبدالغنی مرزائی کے ساتھ مباہلہ

ناظرین موضع نتھو پور متصل ٹانڈہ میں چوہدری عبداللہ سٹیشن ماسٹر دیرینہ مرزائی ہیں۔ ان کے بھائی چوہدری عبدالغنی صاحب مرزائی کے ساتھ احقر کی گفتگو ہوئی۔ چوہدری صاحب نے تنگ آ کر مباہلہ کی طرح ڈالی۔ احقر نے انکار کیا مگر آپ نہ مانے بلکہ مباہلہ پر مجبور کیا۔ آخر ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء سے ۲۷ فروری ۱۹۳۸ء تک میعاد مباہلہ مقرر ہوئی۔ چنانچہ تاریخ آخری تک خداوند تعالی نے بندہ کو صحیح وسلامت رکھا اور چوہدری عبدالغنی صاحب مندرجہ ذیل تکالیف اور مصائب کا شکار ہوئے۔

۱۔ ۵ جون ۱۰۳۷ء کو چوہدری عبداللہ چوہدری عبداللہ صاحب کے برادر کلاں بعارضہ قلب ایسے بیمار ہوئے کہ دل کی حرکت بند ہوگئی۔ ڈاکٹری علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا آخر خاکسار نے علاج کیا اور روبصحت ہوئے۔ اس بیماری میں سارا خاندان سخت پریشان رہا۔

۲۔ اسی ماہ میں ان کی اونٹنی باہر چرنے کے واسطے چھوڑی گئی اور گم ہوگئی جس کا تا حال

پتہ نہیں چلتا کوشش اور تلاش کے باوجود نہ مل سکی۔

۳۔ ۱۹ستمبر کو چوہدری عبدالغنی صاحب کے اپنے ہی ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے انگوٹھہ پر ایسی سخت ضرب لگی کہ پورے ایک ماہ تک زمین دارہ کام کاج سے بے کار ہو گئے اور ڈاکٹری علاج ہوتا رہا۔

۴۔ ۱۰ دسمبر کو چوہدری صاحب مباہل کی لڑکی نے اپنے ہی ہاتھ سے ایک لکڑی کے ذریعہ ایک آنکھ میں زخم کر لیا اور کئی دن پریشان رہی۔

۵۔ ۴ جنوری ۱۹۳۸ء کو پھر چوہدری عبدالغنی بخار دردسر اور نزلہ وغیرہ سے سخت لاچار اور کئی دن تکلیف میں رہے۔

۶۔ ۲۹ جنوری کو چوہدری صاحب موصوف چارہ بنانے والی مشین میں چارہ بناتے وقت کپڑوں سمیت پھنس کر مشین کے گرداگرد گھومتے رہے حتیٰ کہ کپڑے سب چاک ہو گئے اور چوہدری صاحب خدا خدا کر کے جانبر ہوئے۔

۷۔ اسی سال چوہدری صاحب کی نظر کمزور ہو گئی اب بغیر عینک پڑھ نہیں سکتے۔

۸۔ چوہدری صاحب کے بڑے لڑکے کی زبان میں اسی سال لکنت پیدا ہو گئی ہے۔

۹۔ چوہدری صاحب موصوف کے برادر زادہ کی گردن بازو اور کمر نیز پنڈلیوں پر بیماری چنبل اس شدت سے ہوئی کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔

۱۰۔ ماہ بھادوں میں چوہدری صاحب کے برادر زادہ کی ایک بھینس کھاد کے ڈھیر میں ایسی دھنسی کہ گاؤں کے بہت سے لوگوں نے زور سے نکالی۔

۱۱۔ ماہ جنوری کی آخری تواریخ میں چوہدری صاحب مباہل کی تازہ شیر دار بھینس کی کٹی جو شام کو بالکل تندرست تھی صبح کو مری ہوئی دیکھی گئی۔

الغرض خدا کے فضل و کرم سے خاکسار ۲۷ فروری ۱۹۳۸ء تک بالکل صحیح سلامت اور نور ایمان سے بھرپور احباب کرام کی دعاؤں سے با خیریت ہے اور چوہدری صاحب مباہل کو گیارہ نقصانات اور پریشانیاں وارد ہوئیں۔ خدا ان کو راہ ہدایت اور توبہ نصیب کرے۔ ان واقعات پر ذیل کی شہادتیں ثبت ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

گواہ شد: چوہدری شاہ محمد ساکن نھو پوری بقلم خود۔

چوہدری عنایت علی نتھو پوری (نشان انگوٹھہ)،
چوہدری شان محمد ۔بقلم خود۔
چوہدری پیر بخش نتھو پوری ۔بقلم خود۔
چوہدری محمد علی نتھو پوری (نشان انگوٹھہ)۔
الراقم: محبوب عالم خطیب نتھو پور متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جون ۱۹۳۸ء ص ۵،۶)

مرزائیوں کو کھلا چیلنج

جناب مولوی عبدالعزیز صاحبؒ لدھیانہ سے لکھتے ہیں:

حضرات ناظرین اخبار اہل حدیث سے پوشیدہ نہیں کہ آج کل مرزائی کس طرح لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔مگر جب کوئی جواب دینے والا ان کو نظر آتا ہے تو سوائے ٹال مٹول حیلے بہانے کے ان کو کوئی چارہ نظر نہیں ہوتا۔اسی طریقہ پر جماعت مرزائیہ بھی اس افسوس میں جو حضرت مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب کو مبلغ تین سو روپیہ دے چکی ہے، چیختی چلاتی پھرتی ہے اور اس سیاہ داغ کو اتارنے کے لئے ہر طریقہ سے کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ اسی کوشش میں بندہ کے ساتھ چار مناظرے کر چکی ہے جس کا اثر یہ ہوا کہ تین مرزائی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔

اب پھر وہ لوگوں میں اپنی صداقت کا نقارہ پیٹتی ہے۔ پس میں ایک خادم اسلام ادنی خادم ہوں جو ہر وقت مرزائی فریقین لاہوری وقادیانی صاحبان کی خدمت کرنے کو تیار ہوں۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ جس مضمون پر مرزائی چاہیں مناظرہ کرلیں اور جس جگہ چاہیں میں حاضر ہوں۔

اے مرزائیو! میں تمہاری طرح محض اعلان کرنے والا نہیں ہوں بلکہ اللہ کی مدد سے پہلے کی طرح آپ کو صحیح راستہ دکھانے والا ہوں ۔اگر واقعی تمہارے پاس سچائی ہے تو آؤ میدان میں نکلو۔ ورنہ سچے دل سے تائب ہو کر اعلان کردو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جون ۱۹۳۸ء ص ۶)

قادیانی مغالطہ: نزول مسیح کی تاویل اور اسکا جواب

جناب شفا مبارک پوری اعظمی لکھتے ہیں:

احادیث صحیحہ صریحہ سے صاف صاف طور پر ثابت ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں اور پھر دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ مگر جماعت مرزائیہ چونکہ حیات ونزول مسیح کی منکر ہے اسلئے وہ اپنے مسیح موعود مہدی معہود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی غلط رہنمائی میں لفظ ،نزول مسیح ، کی نہایت رکیک تاویل کرتی ہے اور وہ بھی ایسی کہ جس سے خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قول کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بہرکیف وہ تاویل یہ ہے:

> یہ امر کہ احادیث میں مسیح کے لئے نزول کا لفظ آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح آسمان سے اتریں گے۔ سو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ نزول کے معنی پیدا ہونے کے بھی ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے و انز لنا الحد ید یعنی ہم نے لوہا اتارا۔ تو کیا لوہا آسمان سے اترتا ہے۔
>
> (ٹریکٹ نمبر۵ من جانب انجمن احمدیہ دہلی ص ۱۰)

ناظرین کرام! سادہ لوح مسلمان تو اس تاویل فاسد کو دیکھ کر مغالطہ وفریب میں مبتلا ہو سکتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ مگر جن حضرات کی قرآن وحدیث پر کافی نظر ہے اور ساتھ اس کے وہ کتب مرزا کے بھی ماہر ہیں ان کے نزدیک تو یہ تاویل پادر ہوا ہے ۔پس سنئے! تاویل مذکورا حادیث صحیحہ صریحہ (ازانجملہ ایک حدیث یہ ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء ۔بیہقی اس حدیث میں آسمان سے اترنے کی تصریح موجود ہے) کے خلاف ہونے کے علاوہ خود مرزا صاحب کے بیان کے بھی مخالف ہے کیونکہ مرزا صاحب نے بھی تصریح کے ساتھ حدیث بیان فرمائی ہے کہ مسیح آسمان سے اتریں گے ،قادیان میں نہ پیدا ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

> دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی (اس وقت مرزا کی تاویل سے بحث نہیں) آپ نے فرمایا تھا

کہ مسیح آسمان پر ہے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔ (بدر قادیان۔ ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵)

چونکہ مرزا صاحب کی بیان کردہ حدیث میں مسیح کے آسمان سے اترنے کا صاف ذکر ہے اسلئے جماعت مرزائیہ کے لئے اب اس کے انکار کرنے کی بالکل گنجائش نہیں رہی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بقول جماعت مرزائیہ آیت بل رفعه الله اليه میں آسمان کا لفظ نہیں ہے لہذا ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ چنانچہ ٹریکٹ عجائبات مسیح صفحہ ۸ میں مرقوم ہے:

پھر یہ بھی سوچو کہ آیت میں تو کہیں آسمان کا لفظ نہیں بلکہ رفعه الله اليه ہے یعنی خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر ہیں۔

پس جب کہ حدیث میں (بہ شہادت مرزا) آسمان کا لفظ موجود ہے تو مسیح کے آسمان سے اترنے کا انکار کرنا خود اپنے ہی قول بالا سے باطل ہوتا ہے۔ اور مسیح موعود مرزا صاحب قادیانی کے قول کی جو تکذیب لازم آتی ہے وہ علاوہ بریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث۔ ۱۲۔ اگست ۱۹۳۸ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ص ۶۔۷)

پیغام صلح کے الفاظ میں مرزا صاحب کی دعوت

اور ہماری طرف سے اس کی اجابت

لاہوری مرزائیوں کا اخبار پیغام صلح لکھتا ہے:

مغربی تعلیم و تہذیب اور مغربی خیالات کے رواج کے ساتھ ساتھ ملک میں دہریت کی رو بڑھ رہی ہے۔ اب تو یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ جو کوئی شاعر اخبار نویس افسانہ نگار یا لیڈر سستی شہرت حاصل کرنے اور اپنی آزاد خیالی کا سکہ جمانے کا خواہاں ہوتا ہے وہ خدا اور مذہب کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کر دیتا ہے پہلے ایسے آدمی زیادہ تر ہندؤوں اور دوسری غیر مسلم اقوام میں

تھے لیکن افسوس اب مسلمانوں میں بھی بکثرت پیدا ہو گئے ہیں۔

اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے ان غلط ملحدانہ خیالات کو مسلمان نوجوانوں میں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اب ان کو مسلمان قوم کے اندر ہی سے قدر دان بھی ملنے لگے ہیں ان کے رسائل اور کتابیں کافی تعداد میں فروخت ہونے لگی ہیں۔

اس طرح دہریت والحاد کا زہر ہماری آئندہ نسل میں پھیل رہا ہے۔ حال ہی میں ایک مشہور شاعر (جو ایک رسالہ کے اڈیٹر بھی ہیں) کا ملحدانہ کلام شائع ہوا ہے جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔ انسانوں کو مخاطب کر کے کہا ہے

آپ اے آدم کے بچے نا مراد و نا تمام
اے خدائی کے اسیر اے شہر یاری کے غلام
شہر یاری سنگ دل ہے اور خدائی بے نیاز
آدمی اے آدمی تو اور اٹھائے انکے ناز
اغنیا بے حس، خدا غافل، حکومت بے عمل
بن پڑے تجھ سے تو ان تینوں کے پھندے سے نکل
سنگ پاروں کی حقیقت کیا سوئے گوہر نہ دیکھ
نا خدا کیسا، خدا کی سمت بھی مڑ کر نہ دیکھ
کر بھی بے دخل ان ارباب عز و جاہ کو
آسمانوں پر خدا کو اور زمین پر شاہ کو

اسکے بعد شاعر صاحب یوں گویا ہوتے ہیں

ایک شاہ بحر و بر ہے ایک پر دنیا ہے تنگ
کھا چکا ہے کیا تری میزان کے لوہے کو زنگ
فاقہ کش مخلوق مضطر ہے ذرا آنکھیں تو کھول
بھوک کے کانٹے پہ اپنے رزق کے وعدے کو تول
دائرے میں رزق کے جب اتنی وسعت ہی نہ تھی
اتنی آبادی بڑھانے کی ضرورت ہی نہ تھی

اے خدا اے سرپرست نکتہ سنجان ریا
اے خدا اے نادر و چنگیز کے حاجت روا

ان اشعار سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ مسلمان کہلانے والے غلط روشاعر کس قدر بے باک ہو چکے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلے بھی بڑے بڑے رندمشرب اور شوخ نگار شاعر گذرے ہیں لیکن خدا سے بغاوت اور سرکشی صرف دورحاضر کی خصوصیت ہے۔

بعض اسلامی اخبارات اس روش کے خلاف آواز بلند کرتے رہتے ہیں چنانچہ ان اشعار کے خلاف بھی انہوں نے لکھا ہے اور سخت بے زاری کا اظہار کیا ہے۔لیکن یہ صرف ان کے درد اسلامی اور قوت ایمانی کی دلیل ہے۔اس سے مرض کا علاج نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اظہار بے زاری میں شدت مخالفت کے اندر ضد اور غلط خیالات پر مزید پختگی پیدا کر دیتی ہے۔ دہریت کا حملہ بڑا ہی سخت ہے اس کی مدافعت کے لئے انتہائی سنجیدگی اور کوشش کی ضرورت ہے۔

ہر ایک صاحب الرائے اس امر سے اتفاق کرے گا کہ اس طوفان دہریت کے ازالہ کے لئے عقلی و منطقی دلائل بہت زیادہ مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔ان سے صرف ایک حد تک ہی کام لیا جاسکتا ہے۔ضرورت ہے کسی ایسے شخص کی جس کا خدا کے ساتھ زندہ اور حقیقی تعلق ہو جواب بات کا مدعی ہو کہ خدا موجود ہے اور اب بھی وہ انسانوں کے ساتھ کلام کرتا ہے اور جو لوگ ایک صحیح راستہ پر چل کر خدا کو دیکھنے اور اس کے ساتھ کلام کرنے کی کوشش کریں اور وہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔اس زمانہ میں ایسی شخصیت صرف مرزا غلام احمد صاحب کی نظر آتی ہے انہوں نے تمام منکران مذہب و خدا کو دعوت دی کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے میری التجاؤں اور دعاؤں کو سنتا ہے اس کے لئے ثبوت دیئے اور دنیا نے آپ کے اس دوی کی صداقت کے بے شمار ایمان افروز کرشمے بھی دیکھے

خوب یادرکھئے دہریت کی روکا مقابلہ کسی ایسی شخصیت اور ایک خالص خدا

پرستانہ تحریک کے بغیر ناممکن ہے۔ تمام خدا پرسوں کو یا تو کوئی ایک ایسی شخصیت تلاش کرنی چاہیے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر اس کیسوا اور کوئی چارہ نہیں کہ تحریک احمدیت کے معاون بن کر دہریت کی رو کا مقابلہ کریں۔ (پیغام صلح لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۳۸ء ص ۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: جس بزرگ کی طرف آپ نے ان گمراہ لوگوں کو دعوت دی ہے اس کے متعلق ان کا عذر بھی آپ نے سنا ہوگا، جو یہ ہے کہ اس بزرگ کے اقوال سے ان کو یقین ہو گیا ہے کہ (بقول ان کے) یا تو خدا کا الہام ہی غلط ہے یا یہ بزرگ غلط گو ہیں کیونکہ اس بزرگ کا قول تھا:

میں دنیا میں وحدت اسلامی قائم کرنے آیا ہوں۔ تمام اقوام مٹ جائیں گی صرف ایک اسلامی قوم رہ جائے گی اور وہ اک اعلیٰ درجہ کے متقی ہوں گے۔ (رسالہ چشمہ معرفت مصنفہ مرزا قادیانی)۔

جب واقعہ یہ ہے جو آپ نے لکھا ہے تو پھر اس میں کیا شک رہا کہ بقول ان کے یا تو الہام غلط ہے، یا یہ بزرگ اپنے دعوی میں غلط گو ہیں۔

پس آپ ہی بتائیے کہ وہ کون سی شق اختیار کریں۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے اردو میں مثال ہے: تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا۔

وہ بزرگ آئے بھی، اور تعلیم دے کر چلے بھی گئے۔ اور ان کے ماننے والوں کی نسبت ساری دنیا کے مقابلے میں وہی ہے جو شرح چغمینی وعلم ہیئت کی کتاب میں بلند سے بلند پہاڑ کی صبح عرض شعیر کے ساتھ دی گئی ہے بلکہ اس سے بھی اور وہ بھی ایسے کہ حسب اعتقاد پیغام:

سب غالی عیسائیوں کی روش پر چلنے والے، خلافت یزید کا نمونہ، سرکاری سانڈ۔ وغیرہ وغیرہ

تو پھر اس بزرگ کے دامن سے وابستہ ہونے کا فائدہ کیا۔ اور لوگ بھی جو ان بزرگ سے تعلق پیدا کریں گے وہ بھی نمک میں مل کر نمک ہو جائیں گے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اگست ۱۹۳۸ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ص ۵،۶)

بہاء اللہ کی بابت سوال اور اس کا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عرصہ سے مسئلہ ہماری طرف سے شائع ہوتا آیا ہے جس کا ثبوت ہم بدلائل کثیرہ دے چکے ہیں کہ شیخ بہاء اللہ مدعی رسالت تھے۔ باوجود اس کے قادیانی اخبار الفضل ۲ جون میں لکھا گیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا دعوی متعلقہ رسالت بہاء اللہ غلط ہے اگر وہ سچے ہیں تو اس کا ثبوت دیں۔ بلکہ وہ (بہاء اللہ) الوہیت کا دعویدار تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ شیخ بہاء اللہ کا دعوی رسالت کرنے کے بعد چالیس سال تک زندہ رہنا قادیانی رسالت کے لئے سخت مضر ہے اس لئے وہ ان کو مدعی رسالت کی بجائے مدعی الوہیت بناتے ہیں۔ آج تک ہم نے جتنے ثبوت اپنے دعوی پر پیش کئے ہیں وہ سب کتب بہائیہ سے ماخوذ ہیں۔ خود شیخ بہاء اللہ کا الہام جس میں آپ لفظ رسول، سے مخاطب ہیں آپ کی کتاب اقدس میں مرقوم ملتا ہے۔ اس کے علاوہ خدا کی طرف سے قرآنی طرز پر بصیغہ خطاب بلفظ قل، بہاء اللہ کا مخاطب ہونا آپ کے دعوی نبوت و رسالت ثابت کرنے کو واضح دلیل ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب اقدس۔ از بہاء اللہ۔ صفحات ۵۶، ۵۹، ۷۴، ۷۶ وغیرہ

اس زبردست دلیل کے بعد ہم ایک دلیل شیخ بہاء اللہ کے دعوی رسالت پر ایسی پیش کرتے ہیں جس کے سامنے قادیانی جماعت کی گردنیں بحکم (فظلت لها خاضعين) جھک جائیں گی۔ ناممکن ہے کہ بحیثیت مرزائی ہونے کے ہمارے دعوی کی تکذیب کر سکیں۔ پس سنئے:

قادیانی نبی حضرت مرزا غلام احمد جماعت مرزائیہ کے حقیقی پیشوا جو بقول جماعت مرزائیہ حکم، عدل، صادق، مصدوق، اور مسیح موعود ہو کر تشریف لائے تھے۔ ان کا اپنا قول ہے:

> آج پرچہ پیسہ اخبار ۲۷۔ اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم مرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی

کے حامی ہیں۔ (قادیانی لیکچر لاہور ٹائٹل پیج ص۲)

اس عبارت کے نیچے صاف لفظوں میں لکھا ہے: الراقم مرزا غلام احمد قادیانی

بتایئے! مسیحیت کا مدعی رسول ہوتا ہے یا خدا؟ جو لقب بھی آپ ایسے مدعی کے لئے تجویز کریں گے ہم مرزا صاحب قادیانی کو اسی لقب سے ملقب سمجھ لیں گے کیونکہ وہ وہ بھی شیخ بہاء اللہ کی طرح مدعی مسیحیت تھے۔ اب یہ فیصلہ قادیانی جماعت کے ہاتھ میں ہے کہ بہاء اللہ ایرانی مدعی مسیحیت کو مدعی رسالت کہیں یا مدعی الوہیت

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اگست ۱۹۳۸ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ص۴)

قادیانی اور لاہوری مرزائیوں میں مباحثہ کب ہوگا؟

شاید قیامت سے ایک روز پہلے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آج قریباً دو سال کا عرصہ ہونے کو ہے کہ قادیانیوں اور لاہوریوں میں ایک فیصلہ کن مباحثے کی تحریک جاری ہے۔ دونوں طرف سے دعوت مبارزت شائع ہورہی ہے۔ آج اس سلسلہ کی آخری کڑی وہ مضمون ہے جو پیغام صلح ۲۲۔ اگست ۱۹۳۸ء میں بابو عمر الدین کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ ہم نے اس اثنا میں دونوں فریق کو مشورہ دیا ہے کہ تم لوگوں کا آپس میں اتفاق ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے، ہاں اگر ہمارے مشورہ پر عمل کرو تو یہ مشکل حل ہوسکتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ تم دونوں فریق کا مبحث تو متعین نہیں ہوتا، آؤ ہم تم دونوں کو ایک متعین (طے شدہ) مضمون بتائیں وہ یہ کہ مرزا صاحب کے آخری فیصلہ والے مضمون پر دونوں فریق مل کر ہم سے فیصلہ کن مباحثہ کرلو۔ اس سے تمہاری باہمی شکر رنجی بھی دور ہو جائے گی اور تمہارے لیڈر ایک دوسرے سے صحیح معنوں میں بغل گیر ہو جائیں گے مگر تم لوگوں نے ہماری گزارش پر توجہ نہیں کی کیونکہ یہ مباحثہ تمہارے حق میں بہت کٹھن ہے۔

اب ہم تمہیں اس میں معذور سمجھ کر ایک اور مبحث پیش کرتے ہیں جس پر (امید ہے کہ) تم دونوں فریق دل و جان سے متفق ہو جاؤ گے۔

سنئے! آپ لوگ دو سال سے اس میں نزاع کر رہے ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی تھے یا مجدد؟ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ (دونوں گروہ) کس کسی طرح اتفاق نہیں اس لئے آج ہم ایک دوسرا عنوان پیش کر کے امید رکھتے ہیں کہ آپ (دونوں گروہ) ہمارے مقابلہ میں متفق ہو جاؤ گے (یا ہو جانا چاہیے) وہ عنوان یہ ہے

مرزا صاحب مسلم تھے یا غیر مسلم؟

دونوں فریق کا اتفاق کرانے کے لئے کوئی مبحث اس سے زیادہ اچھا نہیں ہوسکتا۔

پس آپ ہر دو صنف اپنے محترم بزرگ مرزا صاحب مدعی مسیحیت و مجددیت کی لاج رکھ لیں جو آپ کی دونوں جماعتوں کا فرض ہے۔کیا میں آپ لوگوں کی خوش اعتقادی بحق مرزا صاحب سے امید رکھوں کہ اس دعوت کی قبولیت سے باقاعدہ اطلاع دیں گے۔میرا یہ مضمون بہت مجمل ہے کیونکہ استاد غالب مجھے مشورہ دے رہے ہیں

نہ دے نامے کو غالب طول اتنا مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جدائی کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ستمبر ۱۹۳۸ء ص ۵)

مرزا کرشن صاحب قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مسیح کا یہ دعوی تھا کہ میں مسلمانوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہو کر آیا ہوں۔اس دعوی کا اخبار الفضل قادیان ۶ ستمبر میں اعادہ کیا گیا ہے جو حقیقت میں مرزا غلام احمد صاحب کے دعوی کی تردید ہے، مگر ان کے مخلصین غلبہ محبت میں تردید اور تائید میں فرق نہیں سمجھتے۔آج ہم اس کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

کرشن جی کا قول الفضل قادیان میں نقل ہوا ہے:

جب دنیا میں دھرم کو زوال آتا ہے پاپ زور پکڑتا ہے تب میں جنم لیتا ہوں

اور پاپ کو مٹا کر پھر سے دھرم کی شان دو بالا کرتا ہوں۔

اس مقولے کے بعد لکھا ہے:

کرشن ثانی کی آمد:

مندرجہ بالا الفاظ کو سامنے رکھئے اور موجودہ زمانے کا جائزہ لیجئے۔ کیا آج یہی نقشہ حرف بحرف نظر نہیں آ رہا۔ ہر منصف مزاج کا دل گواہی دے گا کہ بے شک یہی وقت ہے موعود کرشن کے جنم لینے کا۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ وعدے کے مطابق ہے کہاں؟

ہمارے ہندو بھائیوں کے پاس سوائے خاموشی کے اس کا کیا جواب ہے۔ کاش کہ انہیں معلوم ہو کہ جس کرشن کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ خدا کے وعدے کے مطابق قادیان میں جنم لے چکا ہے۔

(الفضل قادیان ۶ دسمبر ۱۹۳۸ء ص ۴)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: اس بیان میں راقم مضمون نے سبب اور مسبب دونوں کا ذکر کیا ہے۔ یا بالفاظ دیگر مقتضی اور مقتضا دونوں کا بیان کیا ہے۔ یعنی یہ بتایا ہے کہ مذہب اور دھرم کی خرابی مقتضی تھی کرشن جی کے آنے کی، چنانچہ وہ قادیان میں آ گئے۔ مگر اس کا کیا جواب کہ وہ مقتضا (دھرم مذہب کی خرابی) علی وجہ الکمال آج بھی موجود ہے۔ چنانچہ اخبار مذکور کے اسی صفحے پر میں یہ الفاظ بھی درج ہیں (جو بالکل صحیح ہیں)

آج دنیا کی ہر قوم گوشے گوشے سے چلا چلا کر بآواز بلند اپنی روحانی موت کا اقرار کر رہی ہے۔

یہ عبارت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مذہبی اور روحانی موت ہر گوشے میں ترقی پذیر ہے۔ واقعات بھی اس کی شہادت دیتے ہیں۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ فی ہزار ۹۹۹، لوگ دھرم سے پتت (مذہب سے ہٹے ہوئے) ہیں۔ چین جاپان مع اکثر حصہ یورپ کے، خدا کے منکر ہو کر مذہب کو جواب دے چکا ہے۔ باقی جو مذہب کا نام لیوا ہے وہ مسیح پرست اور صلیب پرست ہے۔ براعظم افریقہ بھی ایسا ہی ہے۔ ہندوستان کی حالت ہمارے سامنے ہے، جس میں کوئی قوم ہم کو مذہب و دھرم کی

پابند نظر نہیں آتی۔ اور یہ رو دن بدن ترقی پکڑ رہی ہے۔اگر کرشن جی کے کلام کے صحیح معنی یہ لئے جائیں، تو یہ زمانہ مقتضی ہے کسی مصلح اعظم کے آنے کا۔ اور اگر خدا کے علم میں اس بے دینی کی ترقی ابھی باقی ہے تو شاید یہ آمد چند دن اور ملتوی ہو جائے۔

بہر حال اگر مان بھی لیں کہ دین و دھرم کی موت سے کرشن جی کو قادیان میں آنا چاہیے تھا، تو ہم کہیں گے کہ وہ ہماری سر آنکھوں پر تشریف لائیں ہماری طرف سے یہ شعر ان کی نذر ہو گا

گر بر سر چشم من نشینی نازت بکشم کہ نازنینی

لیکن مرزا صاحب جن دنوں مسیح اور کرشن بن کر آئے جس پر آج ساٹھ سال ہونے کو ہیں اس زمانے میں دین و دھرم اتنا مردہ نہیں تھا جتنا کہ آج کل ہے۔

اس لئے ہم کہیں گے کہ وہ قبل از وقت سواری لے آئے۔شائد اسی لئے وہ میعاد مقررہ سے پہلے ہی تشریف لے گئے کیونکہ انہوں نے اپنی عمر کی مدت ۷۵۔اور ۸۶ سال کے درمیان بتائی تھی اور ۶۹ سال کی عمر میں تشریف لے گئے جس پر ہمیں بافسوس یہ کہنا پڑا:

کیا آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

مختصر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نہ مسیح موعود ہیں، نہ کرشن گوپال کیونکہ دونوں کے آنے کا جو وقت ہے وہ اس سے پہلے ہی آ گئے اور پہلے ہی چلے گئے جس پر یہ شعر ہمارے منہ سے نکلا

آتے ہی کہتے ہو کہ جانا جانا
ایسا جانا تھا تو جانا تمہیں کیا تھا آنا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ ستمبر ۱۹۳۸ء ص ۴، ۵)

معیار صداقت مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید اپنے خیال میں بڑے پکے اور دھنی

ہیں۔ ہمارے خیال میں مسیحی بھی اتنے پختہ اور دھنی نہ ہوں گے جتنے کہ یہ حضرات ہیں ۔مسیحیوں کے ساتھ تثلیث پر بحث ہو،تو مغلوبیت پاکر چند روز ساکت ہو جاتے ہیں لیکن اتباع مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ کمال ہے کہ مغلوبیت کے بعد مزید جوش دکھاتے ہیں گویا انہی کے حق میں ہے

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گناہ یاں سزا کے بعد

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت اور اس پر بحث، بڑی دلیری ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ الفضل یہ دلیری آئے دن کرتا ہے۔ چنانچہ یکم ستمبر ۱۹۳۸ء کے پرچے میں ایک سرخی یہ نظر آئی

معیار صداقت حضرت مسیح موعود اور مخالف علماء

راقم مضمون نے اس سرخی کے نیچے بڑی کوشش سے مرزا غلام احمد صاحب کا نبی ہونا ثابت کیا ہے۔آپ کا بیان دو حصوں میں منقسم ہے۔ایک یہ کہ مرزا صاحب کی زندگی کے حالات قبل از دعوی نبوت بہت پاکیزہ ہیں۔

اس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر میں بارہا دیا گیا ہے کہ یہ دعوی غلط ہے ۔مرزا صاحب قادیانی قبل از دعوی ماموریت و مسیحیت معمولی دنیاداروں کی طرح ایسے مقدمات میں پیروکار ہو جاتے تھے جو شریعت کے خلاف ہوتے تھے۔مثلاً رواج کو بمقابلہ تعلیم اسلام مقدم کرنا۔

دوسری دلیل جو واقعی دلیل ہے بشرطیکہ اپنے معنی میں صادق ہو اور وہ دلیل علم غیب پر اطلاع ہے، جسکے متعلق الفضل کے الفاظ یہ ہیں:

> یہ معیار ایسا ہے جو ہماری طرف سے صداقت حضرت مسیح موعود (مرزا) کے متعلق مخالفین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا) نے غیب سے خبر پاکر متعدد پیش گوئیاں کیں اور سینکڑوں ان میں سے روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہیں تو پھر حضور کے دعوی کی صداقت میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔(الفضل قادیان یکم ستمبر ۱۹۳۸ء ص ۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

بے شک یہ دلیل اپنی صورت مرقومہ کی حیثیت سے صحیح ہوسکتی ہے اور اگر اس کا محکی عنہ متحقق ہو جائے۔ یعنی یہ بات ثابت ہو جائے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے جو غیبی خبر بتائی وہ پوری ہوگئی۔ ہم تو اس بات کے شاکی ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی کوئی غیبی خبر صحیح نہیں ہوئی۔ منطقی قاعدے سے موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے مگر ہم قادیانی موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ کلیہ دکھانے کو بھی تیار ہیں۔ سر دست سالبہ جزئیہ پیش کرتے ہیں جو بڑا اہم ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے خدا سے الہام پاکر پیش گوئی کی کہ ایک خاتون محترمہ محمدی میرے نکاح میں آئے گی۔ اس پیش گوئی کا نام نکاح آسمانی ہے اور یہ ایسا مشہور ہے جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں نتیجہ کیا ہوا؟

سب کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو فوت ہوئے آج تیس سال ہو گئے اور منکوحہ آسمانی (محمدی بیگم) ابھی تک زندہ ہے۔ نکاح کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ پھر اس کے کذب ہونے میں کیا شبہ ہے؟

قادیانی ممبرو! اس کا آسان جواب یہ کہ بقول مولوی محمد علی صاف کہہ دو:

ایک دو الہام غلط ہونے سے سب کی نفی نہیں ہوسکتی۔ یہ شاذ ہے۔

اگر تم یہ کہو گے تو ہم تمہیں علاوہ منطقی قاعدے کے جس کا مضمون ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کا ارشاد قول فیصل کی طرح پیش کریں گے کہ:

جس شخص کی ایک بات بھی جھوٹی ثابت ہو اسکی کسی بات کا اعتبار نہیں۔

لیکن جس کی ساری باتیں جھوٹی ہوں، البتہ اس کی بابت عذر وہی کیا جا سکتا ہے جو عرب کے مشہور شاعر متنبیؔ نے کیا ہے

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهدها الا يدوم لها عهد

(یعنی محبوبہ اگر وعدہ خلافی کرے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کے وعدے میں یہ داخل ہے کہ وہ وعدہ پورا نہ کرے گی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ ستمبر ۱۹۳۸ء ص ۵)

نبیوں اور نجومیوں کی پیش گوئیوں میں فرق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:
اخبار الفضل قادیان میں ایک مضمون نکلا ہے جسکی سرخی ہے:

نبیوں اور نجومیوں کی پیش گوئیوں میں ما بہ الامتیاز

ہم اس مضمون کو قادیانی مباحث میں فیصلہ کن جانتے ہیں اس لئے آج اس پر مختصر سا نوٹ لکھتے ہیں۔ الفضل کے نامہ نگار نے نجومیوں اور نبیوں کی پیش گوئیوں میں بڑا فرق یہ بتایا ہے کہ

نجومی اپنی پیش گوئی کو یقین کے ساتھ نہیں بیان کرتے۔ ان کے مقابلے میں نبی یقین کی سیف قاطعہ سے مسلح ہو کر اٹھتے ہیں۔ (الفضل ۲۸ ستمبر ۱۹۳۸ء)

یہ بالکل صحیح ہے۔

دوسرا امتیاز ان قادیانی نامہ نگار نے نہیں بتایا، مگر ہے وہ سب کا مسلمہ اس لئے اس کی جگہ ہم بتاتے ہیں کہ جس طرح نبیوں کی پیش گوئیاں یقین سے مسلح ہوتی ہیں ایسا ہی ان کا وقوعہ بھی یقینی ہوتا ہے۔ اگر صرف ادائے مطلب ہی میں یقین ہو اور وقوعہ بھی یقینی ہوتا ہے اگر صرف ادائے مطلب ہی میں یقین ہو اور وقوعہ پر یقین نہ ہو ایسا یقین : بجوئے نار زد (کوڑی کا نہیں)

ہمارے پیش کردہ امتیاز کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تسلیم کیا ہوا ہے۔

پس اس اصول مسلمہ کے ماتحت ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ایک پیش گوئی نقل کرتے ہیں جو بڑے زبردست یقینی اسلحہ سے مسلح ہے جو آپ نے ۱۸۹۳ء میں بمقابلہ ڈپٹی عبداللہ آتھم مسیحی مناظر سے پندرہ روز مباحثہ کے بعد فرمائی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں

تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ھاویہ میں گرایا جائے گا...زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی ۔(جنگ مقدس ۔ص ۱۸۸۔۱۸۹)

ناظرین مرزا قادیانی نے اس عبارت میں اپنے مخاطب مسٹر عبداللہ آتھم کا نام نہیں لیا مگر اوصاف ایسے بتائے ہیں جو ان کی شخصیت کا تعین کرتے ہیں مثلاً خدا کو چھوڑ کر انسان کو خدا بنا رہا ہے ۔

یہ اوصاف سب عبداللہ آتھم کی تعیین کرتے ہیں ۔اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ زوردار اور یقینی ہتھیاروں سے مسلح پیش گوئی اپنے وقت پر پوری ہوگئی ۔

پہلے اس پیش گوئی کا انتہائی وقت ناظرین کو جاننا ضروری ہے ۔ ۵ جون ۱۸۹۳ء کو یہ پیش گوئی کی گئی ۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اس پر ۱۵ مہینے پورے ہوجاتے ہیں ۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء اس پیش گوئی سے باہر کا دن ہے ۔اس لئے چھٹی ستمبر کے روز لدھانہ کے مولوی سعد اللہ مرحوم کا ایک اشتہار منظوم ملک میں شائع ہوا جس میں چھٹی ستمبر کا خاص ذکر تھا جس کا ایک شعر یہ ہے

غضب تھی تجھ پہ ستم گر چھٹی ستمبر کی
نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آتھم عیسائی مناظر میعاد مقررہ گذار کر کب فوت ہوئے ۔اس کے متعلق ہمیں کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں ،مرزا غلام احمد صاحب کا اپنا بیان کافی ہے ۔آپ لکھتے ہیں :

مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوگئے ۔(انجام آتھم ص ۱)

اس حساب سے مسٹر آتھم پیش گوئی کی میعاد گذار کر ۲۲ مہینے بعد فوت ہوئے ۔گویا اصل رقم (۱۵ ماہ) سے ڈیوڑھا (۲۲ ماہ) بطور سود انہوں نے زندگی پائی ۔کیا اس مسلح پیش گوئی کو ہم نبیوں کی پیش گوئی کی طرح کہیں یا نجومیوں کی ۔

قادیانی ممبرو! محض لفاظی اسلحہ کام نہیں آتے، بلکہ واقعات میں صحیح معنی میں ظہور ہونا بھی کام آتا ہے۔ دیکھئے کیسے سادہ الفاظ میں پیش گوئی ہے

سیھزم الجمع و یولّون الدّبر

(دشمن بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر جائیں گے)

معمولی الفاظ ہیں مگر اپنے اندر صداقت کا جو زور رکھتے ہیں وہ الفاظ کا محتاج نہیں ہے۔

جس پیش گوئی میں محض الفاظ کا زور ہو اور اپنے اندر بحیثیت وقوعہ صداقت نہ رکھتی ہو وہ اس شعر کی مصداق ہے۔

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۵۔۶)

تبرکات مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آج کل قادیانی اخباروں میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تبرکات جمع کرنے کی تحریک ہو رہی ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس سلسلے میں میرا نام بھی لیا گیا ہے (الفضل ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء)۔ حق تو یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے مجھے جو نسبت ہے اس کے لحاظ سے میں خود تبرکات مرزا قادیانی میں اعلیٰ درجے پر ہوں کیونکہ میرا وجود بدلالت التزامیہ دیکھنے والے کو مرزا غلام احمد صاحب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہر ایک مرزائی اپنے دل سے پوچھ لے کی مجھے دیکھ کر اس کو بحکم قانون منطق (لا حجر فی التصور) مرزا صاحب قادیانی کا تصور آتا ہے یا نہیں؟ ضرور آتا ہے۔

اس لحاظ سے کسی تبرک کی ضرورت نہ تھی، مگر قادیانی جماعت نے چونکہ تبرکات فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے اور اس سلسلے میں مرزا غلام احمد صاحب کے خطوط اور دستخط بھی جمع کیے جا رہے ہیں اس لئے میں بھی اپنے وجود مسعود کے علاوہ

ایک تبرک پیش کرتا ہوں۔

۱۹۰۲ء میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کتاب اعجاز احمدی لکھی۔ اس میں مجھے قادیان میں پہنچ کر تبادلہ خیالات کرنے کی دعوت دی۔ اس کے ساتھ ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ دینے کا چکمہ بھی دیا۔

چنانچہ میں ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی میں نے ایک اطلاعی عریضہ لکھا کہ میں حسب دعوت آ گیا ہوں۔ آپ حسب وعدہ مجھے موقع دیجئے کہ میں آپ کے متعلق اپنا دعوی ثابت کروں۔

اس عریضہ کا جواب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک وفد کے ذریعہ بھیجا جس کے رئیس مولوی سرور شاہ صاحب قادیانی تھے۔ آپ کے خط کا مضمون تو وہی تھا جو عرب کے شاعر متنبیؔ نے کہا ہے

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهدها الا يدوم لها عهد

اس خط پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اپنے دستخط ثبت ہیں۔ دفتر تالیف وتصنیف قادیان (جو تبرکات مرزا جمع کر رہا ہے) اگر چاہے تو منشی قاسم علی کو بھیج کر اس کا فوٹو لے سکتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۵)

میری وفات اور قادیان میں شادیانے

شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۴ نومبر ۱۹۳۸ء میں ایک افتتاحیہ نوٹ نکلا تھا جس میں بعنوان، آخری التماس، میں نے ایک حدیث کے ماتحت یہ امر ظاہر کیا تھا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں یہ سال پورا کرسکوں گا یا نہیں۔

خدا جانے اس مسنونہ فقرے میں کیا بھرا تھا۔ ایک طرف احباب کرام کی طرف سے افسردگی کے خطوط آنے لگے اور دوسری طرف قادیان میں گھی کے چراغ جلنے لگے۔

احباب تو محبت کے ماتحت تصور موت کی وجہ سے صدمہ ہوا وہ پوچھنے لگے کہ آپ نے یہ فقرہ کیوں لکھا۔ آپ کو کوئی خواب آیا ہے یا آپ کو کوئی القاء ہوا ہے۔ کسی نے حافظ شیرازی کی طرح سخاوت میں قدم مار کر اپنی زندگی ہبہ کرنی چاہی، جیسے حافظ شیرازی نے

بخال ہندوش بخشم سمر قند و بخارا را

کہہ کر اپنی سخاوت کا ثبوت دیا۔

میں ان احباب کی فیاضی کا شکر گذار ہوں اور ان کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ مگر چونکہ ہماری جماعت اہل حدیث ہے اس لئے ان کو حدیث نبوی ہر وقت سامنے رکھنی چاہیے جس کا مضمون یہ ہے:

رسول اللہ ﷺ شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے پیشاب کے بعد استنجا کر کے وہیں پاک مٹی پر تیمّم فرمالیا۔

خادم نے ایک قریب کے مقام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ حضور وہاں پانی ہے (کیونکہ پانی ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں) حضور ﷺ نے فرمایا لعلی لا ابلغه (مشکوۃ) شائد میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔

یہ حدیث ہر مسلمان کو ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے۔ اس کی تائید میں وہ حدیث بھی ہے جس کے الفاظ ہیں

اذا اصبحت فلا تحدث بالمساء (جب صبح کرو تو شام کی باتیں مت کرو)

ان دو حدیثوں اور انہی معنی اور بہت سی حدیثوں کی بنا پر میں نے یہ فقرہ لکھ دیا، تو دوستوں کے لئے مقام حیرت اور قادیان کے کے لئے مقام مسرت نہیں تھا۔ خدا کی شان قادیان کے اخبار میرے مقابلے میں اس بزرگ کو پیش کرتے ہیں جن کو وہ مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں اور مقابلے میں کہتے ہیں کہ:

مولوی ثناء اللہ کو تو صرف اخبار کی سوجھی مگر ہمارے حضرت بہت بلند

خیالات رکھتے تھے

مگران کو مقابلہ کرتے ہوئے یہ یاد نہ رہا کہ آپ کے حضرت وہی تو تھے جن کا الہام اپنی عمر کے متعلق بھی سچا نہ ہوا الہام تو یہ تھا کہ :

میں تیری عمر اسّی (۸۰) سال سے کچھ کم یا زیادہ کرونگا۔

جس کی تشریح آپ نے یوں فرمائی کی :

میری عمر چھہتر سے پچاسی سال تک ہوگی۔ (براہین احمدیہ جلد پنجم)

مگر جو واقعہ ہوا وہ یہ ہے کہ بقول خود بتصریح حکیم نورالدین صاحب آپ ۶۹ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ایسے بزرگ سے میرا مقابلہ کرنا کہاں تک زیبا ہو سکتا ہے جن کی بابت یہ کہنا بالکل بجا ہے

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا ایں جا است

آپ کی ہر ایک بات نرالی ہر ایک مقولہ سنہرا

الفضل ۱۹ نومبر ۱۹۳۸ء کے نامہ نگار مولوی اللہ دتہ نے اسی مضمون میں لکھا ہے اور اس بات پر فخر کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ باوجود سخت مخالفت کرنے کے احمدیت کے مقابلے میں ناکام رہا کیونکہ اس کی مخالفت نے کوئی اثر نہ کیا بلکہ احمدیت دن بدن ترقی کرتی گئی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اس جھوٹ کا ثبوت قادیانی تحریروں سے دکھاتا ہوں۔

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء کے الفضل میں جماعت احمدیہ کی تعداد تقریباً سات لاکھ سے زیادہ لکھی ہے اور ۱۷ جنوری ۱۹۳۵ء کے الفضل میں سرکاری مردم شماری کی بنا پر احمدیوں کا شمار سارے پنجاب میں ۵۶ ہزار لکھا ہے اور باقی صوبوں میں معدودے چند۔ فرض کرو کہ باقی سارے صوبوں میں تعداد پنجاب کے برابر ہوگی جو سب ملا کر ایک لاکھ ۱۲ ہزار سے زیادہ نہیں

کیا سات لاکھ سے ایک لاکھ تک پہنچنا ترقی ہے؟

مرزائی ممبرو! ہم تمہاری طرح زبانی باتیں نہیں کیا کرتے۔ ترقی کی تحریر

دکھاؤ اور تنزلی کی ہم سے لو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ دسمبر ۱۹۳۸ء ص ۵)

رسول کریم کا مرتبہ قادیان کی نظر میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان میں ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا ایک خطبہ شائع ہوا ہے جس کے صفحہ ۴ پر ایک سرخی

رسول کریم کی شناخت

دے کر لکھا ہے:

رسول کریم ﷺ کے مرتبہ اور درجہ کی صحیح شناخت بھی احمدیت سے باہر نظر نہیں آتی۔ منہ سے کہنا کہ ہم آپ کے عاشق ہیں اور بات ہے، لیکن ان لوگوں کی تقریروں کو سنو تو اگر وہ ہمارے دلائل کی خوشہ چینی نہیں کرتے مسیح موعود کی نقل نہیں کرتے تو ان میں سوائے اس کے اور کیا ہے کہ آپ کملی والے تھے۔ آپ کی زلفیں ایسی تھیں، وغیرہ

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں؛ کملی والے اور زلفیں کہنے والے جو لوگ ہیں وہ اس سے کم درجہ معتوب ہیں جتنا کہ یہ کہنے والے کہ رسول اور خدا میں فرق نہیں۔ سمجھتے ہو ایسا کہنے والے کون ہیں؟ اور کس نے ان کو ایسا کہنا سکھایا ہے۔ وہ حضرت قادیان کے مسیح موعود ہیں جنہوں نے توضیح مرام کلاں صفحہ ۱۱ پر رسول کریم ﷺ کی صحیح شناخت اس شعر میں کرائی ہے

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

اس کا اردو ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سادہ فارسی ہے مگر جو لوگ اتنی فارسی بھی نہیں جانتے ان کے لئے ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی شان سوائے خدا کے کون جانتا ہے وہ اپنی ہستی سے

ایسے مٹ گئے کہ درمیان سے میم اٹھ گیا۔

یعنی آپ کا اسم ثانی جو احمد تھا اس میں سے میم نکل جانے کے بعد آپ احد ہو گئے۔ یعنی اپنی عبودیت سے نکل کر احد (معبود) بن گئے۔

یہ ہے قادیانی نبی کی تعلیم متعلقہ معرفت رسالت۔ اور اس کی تہ میں کیا راز ہے؟ یہی نا کہ چونکہ مرزا صاحب قادیانی خود بھی احمد اور بروز محمد بنتے ہیں، اس لئے جو صفت اصل احمد اور محمد ﷺ میں ہو گی اس کا بروز (عکس) میں آنا لازم ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا مرتبہ ان لفظوں میں بیان کیا ہے

ر أیتنی فی المنا م عین اللہ و تیقنت اننی ھو۔

(آئینہ کمالات اسلام)۔ (یعنی میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ ہو بہو اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا میں وہی ہوں)۔

یہ ہے قادیان کی توحید اور رسالت کی صحیح شناخت جس پر خلیفہ کو ناز ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ایسے الفاظ کی تاویل کی جاتی ہے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء کے سلسلہ میں سے کسی نے ایسا کہا ہو۔ مرزا غلام احمد نے رسول کریم ﷺ اور اپنی نسبت کہا ہے۔ مرزا صاحب نے دونوں عقیدے ملک میں شائع کئے ان کی کوئی تاویل یا تشریح نہیں کی۔ ہاں جب اعتراضات ہوئے تو مریدین اس کی تاویل و تحریف کرنے لگ گئے۔ مگر اب کون سنتا ہے۔ انبیاء کے سلسلے میں اس قسم کے مزلۃ الاقدام مقامات (گمراہ کن الفاظ) نہیں ملتے۔ ادھر کہا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ اگر ان کے اپنے الفاظ کو دیکھا جائے تو نبوت کے صریح خلاف ہوتے ہیں۔ درثمین میں یہ شعر بھی اسی قسم کا ہے

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہو ں نسلیں ہیں میری بے شمار

لفظ، میں، سے مراد کون ہے؟ اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذات گرامی مراد ہے تو غلط ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب نہ آدم تھے، نہ ابراہیم، نہ موسی، نہ یعقوب۔ کیونکہ وہ مبارک ہستیاں ان سے بالکل جدا ہیں۔

اگر، میں، سے مراد ذات خدا ہے، تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ خدا، ابراہیم

موسی وغیرہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ الہ موسی والہ ابراہیم ہے۔

اگر، میں، سے مراد کوئی اور ہے تو اس کو بیان کریں۔غرض اس قسم کی بھول بھلیاں سلسلہ انبیاء میں نہیں ملتیں۔ یہ خاصہ قادیان ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء مطابق ۱۷ شوال ۱۳۵۷ھ ص ۷)

مرزا قادیانی کی زندگی پر انصاف سے غور کرو

مرزائی اخبار پیغام صلح لاہور ۳۰ نومبر میں ایک مضمون نکلا ہے جو دراصل مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت کا خطبہ جمعہ ہے۔اس میں مخالفین سے درخواست کی گئی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی پر انصاف سے غور کرو۔

واقعی یہ درخواست قبولیت کے لائق ہے،مگر صرف مخالفوں ہی کے حق میں نہیں، بلکہ مریدوں کو بھی اس پر عمل کرنا چاہیے کہ وہ بھی انصاف سے غور کریں۔

مولوی محمد علی موصوف اس درجہ کے معتقد مرزا قادیانی ہیں کہ ان کے حق میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی میں ایک قصیدہ لکھا گیا تھا جس کا ایک شعر یہ تھا

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

آج یہی پکے مرزائی مخالفین الزام دیتے ہوئے راستی اور صداقت سے کام نہیں لیتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

مخالفین نے حضرت مرزا صاحب کی اتنی بری تصویر پیش کی ہے کہ اس میں کوئی خوبی نظر ہی نہیں آتی۔لیکن میں کہتا ہوں کہ ذرا انصاف سے آپ کی لائف پڑھو اور دیکھو کہ اسلام کے اس عظیم الشان جرنیل کے دل میں کون سی تڑپ اور کون سا جوش موجزن تھا اگر کوئی انصاف اور غور سے دیکھے تو اسے صرف یہی نظر آئے گا کہ ان کے دل میں اسلام کی حفاظت اور توسیع کی تڑپ تھی۔ان کے دل میں حضرت محمد ﷺ کی صحیح تصویر پیش کرنے کا جوش تھا

اس کے علاوہ نہ اور کوئی تڑپ تھی اور نہ کوئی جوش تھ تھا۔ اور پھر جو کوئی آپ کے پاس جا کر بیٹھا اس کا دل بھی اسی تڑپ اور جوش سے معمور ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود کا عشق رسول ﷺ۔ لوگ آپ کو گالیوں سے بھرے ہوئے پلندوں کے پلندے ڈاک میں لکھ بھیجتے تھے ان سے تھیلوں کے تھیلے بھر جاتے۔ جب تھیلا بھر جاتا تو اس کو جلا دیا جاتا۔ ان کی وجہ سے آپ کو کبھی ملال نہ ہوتا تھا آپ کی پیشانی پر شکن تک نہ پڑتی تھی آپ ان گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط کی جو دن رات آپ کو بھیجتے تھے پرواہ تک نہ کرتے تھے لیکن جب کسی عیسائی یا آریہ سماجی یا دوسرے کسی مخالف اسلام کی طرف سے رسول خدا ﷺ پر کوئی حملہ ہوتا تھا تو معاً آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا اور آپ کا آرام وچین رخصت ہو جاتا۔ باہر مجلس میں ذکر کرتے کہ فلاں ناپاک انسان نے پاکوں کے سردار پر یہ حملہ کیا ہے اور اس طرح جھک ماری ہے اور جب تک اس کا جواب نہ لکھ لیتے آپ کو چین نہ آتا تھا۔

(پیغام صلح لاہور ۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء ص ۷)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: کیا یہ واقعات ٹھیک ہیں کہ مخالفین نے مرزا صاحب قادیانی کی بری تصویر پیش کی ہے؟ نہیں، سنئے!

مرزا صاحب کے چہرے کا بدنما سیاہ داغ ہے وہ ادعائے نبوت جس کام مولوی محمد علی نے اپنی تصنیفات میں دجالیت رکھا ہے۔ اس داغ کو نمایاں کرنے والی جماعت کون ہے؟ وہی جماعت جو قادیان کے تخت خلافت پر قابض ہے جن کے مقابلے میں لاہوری جماعت کا شمار شرح چغمینی کی سبع عرض عشیر (جو کا ساتواں حصہ) کی مانند ہے اس جماعت نے مرزا صاحب کی نبوت کو خوب چمکایا مولوی محمد علی کو مباحثے کے لئے للکارا مگر مولوی صاحب نے اس کو ٹال دیا۔ کیا یہ جماعت مخالفین مرزا سے ہے کھلے لفظوں میں کہہ دیجئے۔ جب ہم پوچھتے ہیں کہ ادعائے نوت بقول آپ کے کفر ہے تو کسی غیر نبی کو نبی ماننے والا کون ہے۔ آپ خاموش ہو کر اس کا جواب نہیں دیتے۔ اور جب قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ کسی نبی سے وصف نبوت سلب کرنے والا کون ہے تو وہ بھی چپ سادھ جاتے ہیں۔ اس لئے ہم دونوں گروہوں کو ارشاد

خداوندی سناتے ہیں

و اذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قربی (الانعام:۱۵۲)

جب بولو عدل سے بولو چاہے کوئی تمہارا قریبی ہی ہو

اس کے بعد مولوی محمد علی لاہوری نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عشق رسول کا ذکر کرتے ہوئے بہت مبالغے سے کام لیا ہے کہ مخالفین کی گالیوں کے خطوط سے جب تھیلے بھر جاتے تو جلا دیئے جاتے۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان گالیوں کی پرواہ نہ کرتے۔

غالباً یہ تھیلے اسی قسم کے ہوں گے جس قسم کی پچاس الماریاں مرزا صاحب قادیانی نے حکومت انگریزی کی تائید میں بھر دی ہیں۔ ان پچاس الماریوں میں سے ایک بھی نہیں ملتی۔

ہاں مرزا غلام احمد صاحب پرواہ نہ کرتے تھے تو یہ مقولے کس کے ہیں:

او بد ذات فرقہ مولویاں۔ او یہودی خصلت مولویو۔ جو زہر کا پیالہ تم نے خود پیا وہی عوام کو پلایا۔ (انجام آتھم)

ایسی شیریں کلامی کے مقابلے میں کسی (یہودی خصلت) مولوی یا اس کے اتباع نے مرزا صاحب قادیانی کو بقول استاد صائب

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

دو چار خطوط بھیج دیئے تو کیا برا کیا

ہاں یہ بھی خوب کہا کہ:

آریہ اور عیسائیوں کے اعتراضات سے آپ بے تاب ہو جاتے جب تک جواب نہ دے لیتے آپ کو چین نہ آتا

کس قدر غلط بیانی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی میں عیسائیوں کا رسالہ امہات الامۃ جو ازواج مطہرات کے متعلق نکلا تھا مرزا صاحب قادیانی نے اس کا کیا جواب دیا تھا؟

اسی طرح آریوں کی طرف سے رنگیلا رسول نکلا تو ان کی جماعت نے اس کا

کیا جواب دیا۔

سب سے پہلے آریوں کے گرو کی ستیارتھ پرکاش کا کیا جواب دیا۔

عیسائیوں کی کتاب، عدم ضرورت قراان، کا کیا جواب دیا۔

بڑے طمطراق سے براہین احمدیہ شروع کیا۔ اس میں اپنے الہامات اور اعلی مراتب بیان کرنے کے سوا کیا لکھا؟

براہین کے پہلے مجموعہ میں دلیل کو شروع کرتے ہی ختم کر دیا۔ بعد تقاضا بسیار پانچویں جلد شروع کی تو اس میں بھی اپنی رام کہانی کے سوا کیا لکھا۔ واقعات کو غلط بیان کرنا اور صحیح باتوں کو چھپانا اسلام اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اگر فی الواقع رسول اللہ ﷺ کے عشق میں رنگے ہوتے تو آپ تریاق القلوب میں یہ دعوی نہ کرتے

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے لاہوری اور قادیانی جماعت میں امتیاز بتانے کو چار معیار بتائے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

پہلا امتیاز۔ نیکی اور بلند اخلاقی قادیان میں نہیں، ہم میں ہے۔

دوسرا امتیاز۔ قادیان کی نیک شہرت بوجہ جماعت قادیانیہ کے اب نہیں رہی

تیرا امتیاز۔ خلیفہ قادیان کی بداخلاقی کا ذکر ہائی کورٹ میں آ گیا ہے (انصاف یہ ہے ہائی کورٹ میں ذکر آنے سے بداخلاقی کا ثبوت نہیں ہوا۔ ثناء اللہ)

چوتھا امتیاز: مسیح موعود (مرزا) کا دیا ہوا علم قادیان سے اٹھ گیا اور قادیانی جماعت کی ساری طاقت سیاسیات پر صرف ہو رہی ہے۔

ہم ان باتوں میں اور خاص کر آخری الزام میں مولوی صاحب کی تائید کرتے ہیں اور اس کی تائید میں ایک ایسا واقعہ پیش کرتے ہیں جو مولوی محمد علی کے ذہن میں نہیں آیا، نہ ہی قادیانی اس کی تردید کر سکتے ہیں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ:

مرزا ناصر احمد (پسر خلیفہ قادیان) بغرض تعلیم انگلستان گئے جس پر ہزار ہا روپئہ

خرچ ہوا ہوگا۔ وہاں سے آپ کیا ڈگری لائے۔ اس کا جواب افضل میں ملتا ہے کہ صاحبزادے نے انگلستان کے پالیٹیشنز سے مل کر وہاں کی پالیٹکس کا علم حاصل کیا۔

وہ کہیں یا نہ کہیں، سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اس رقم کثیر کے خرچ کا نتیجہ مسیح موعود کے گدی نشین خلیفہ قادیان کے ذہن میں کیا ہے؟

ہم جیسے ناواقف سیاست یہی سمجھیں گے کہ مسیح موعود کے پوتے کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنانے کی تمہید ہے۔

...اس کے علاوہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارا مسیح موعود (مرزا قادیانی) جس قوم کو خنزیروں کی طرح قتل کرنے آیا تھا اس قوم کی تعداد خاص ہندوستان میں اس کے ابتدائی دعوے کے وقت کتنی تھی اور آج کتنی ہے۔ یا وہ مسیحی تلوار سے قتل ہو کر فنا ہو گئی ہے یا زندگی کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچ چکی ہے۔

میں اس پہیلی کو ذرا صاف لفظوں میں بتا دیتا ہوں۔ عیسائی قوم کا شمار براہین احمدیہ کے زمانے میں ۵ لاکھ تھا۔ آج اس کا شمار ۶۲ لاکھ ۹۷ ہزار ہے۔ دیکھو مسیحی جنتری بابت ۱۹۳۷ء

کیا ایسے واقعات کی رو سے اگر میں کہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعوی میں کامیاب نہیں ہوئے، بلکہ ایسے ناکام رہے کہ ان کے حریف ان کے حق میں یہ شعر پڑھیں تو بجا ہے

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

بتایئے ایک طرف وہ بزرگ جو اپنے آپ کو مسیح موعود، ابراہیم، موسیٰ، یعقوب وغیرہ ناموں سے موسوم کرے اور وہ جس قوم کو خنزیر جان کر قتل کر کے فنا کر دینے کا مدعی ہو وہ قوم اتنی ترقی کر جائے کہ پہلے کی نسبت تگنی چوگنی سے زیادہ ہو جائے، اور دوسری طرف ایک ایسا شخص ہو جو ان انبیاء کے ناموں میں سے ایک نام بھی اپنے لئے تجویز نہ کرتا ہو بلکہ محض خادم دین ہونا اپنے لئے کافی سمجھتا ہو، اس کا حریف سات لاکھ سے صرف ایک لاکھ رہ جائے تو وہ ناکام سمجھا جائے۔ چہ خوش۔

مختصر یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب کا میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے پہلے ان

کے اور میرے دعاوی کا موازنہ بھی کر لینا چاہیے کہ وہ کن دعاوی کے مدعی تھے اور میں کس دعوی کا مدعی ہوں ۔ وہ جملہ اوصاف سے موصوف ہونے کے مدعی تھے اور میں جملہ معاصی سے آلودہ۔ پھر ہمارا مقابلہ ہی کیا۔

ہاں یہ محض فضل الٰہی ہے کہ باوجود میری موت کے متعلق ان کی پیش گوئی ہونے آج تیس سال سے زیادہ گذر گئے ہیں کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے اور میں ابھی زندہ ہوں اور احباب قادیان کو یہ مسرت انگیز خبر سناتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب ۶۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور میں ۷۰ سے متجاوز ہو گیا ہوں۔ مگر اس میں کیا شک ہے کہ آخر ایک روز جدائی ہونے والی ہے۔ استاد غالب کا شعر اپنے معنی میں بہت موزوں ہے

نظر میں ہے ہماری جادہء راہ فنا غالب
کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشان کا

قادیانی دوست میری موت کے تصور سے بھی خوش ہوتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو میری زندگی سے بہت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس لئے میں ان کی خدمت میں ایک بزرگ کا شعر پیش کر کے ختم کرتا ہوں :

اے دوست بر جنازہء دشمن چو بگذری
خندہ مزن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ دسمبر ۱۹۳۸ء مطابق ۲۴ شوال ۱۳۵۷ھ ص ۴)

مرزا قادیانی کی خدمات اسلامیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیان کی خدمات اسلامیہ جس قدر بھی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں ۔ ان کی کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی اخبار کوئی اشتہار اٹھا کر دیکھو اس میں اسلام کے نام سے نبوت مرزا ہی کا ذکر ملتا ہے۔ براہین احمدیہ سے لے کر کتاب حقیقۃ الوحی تک سب کتب میں یہی ایک اصول کام کر رہا ہے۔ ہماری حیرت کی حد نہیں رہتی جب ہم سنتے

ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے فلاں بادشاہ کو اسلام کی دعوت دی۔ مثلاً اخبار الفضل ۷ دسمبر ۱۹۳۸ء نے جماعت احمدیہ کی شیخی بگھارتے ہوئے لکھا ہے کہ:

جماعت احمدیہ کو خارج از اسلام کہا جاتا ہے جب عمل کا سوال ہوتا ہے تو تمام اہل اسلام کی نظریں اسی جماعت کی طرف اٹھتی ہیں (خیالی پلاؤ)

اس کے بعد لکھا ہے:

بانی سلسلہ احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کا پیغام دیا اور اس غرض کیلئے حضور نے تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ دو کتابیں تصنیف فرمائیں

بالکل غلط: تحفہ قیصریہ کو تو شروع ہی اپنے نام سے کیا ہے کہ میں یسوع مسیح کے نام سے آیا ہوں جو ایسا اور ایسا تھا۔ سارا تحفہ قیصریہ پڑھ جایئے تو معلوم ہوگا کہ کس طرح اسلام کے نام سے اپنی ہی فضیلت بیان کی جا رہی ہے جسے دیکھ کر یہ کہنا بے جا نہیں کہ جتنا اصل مال ہے، محصول چونگی اس سے زیادہ لیا گیا ہے۔

ان کی طرف سے جو ہر سال سیرت محمدیہ کے جلسے کئے جاتے ہیں، ان میں بھی مرزا صاحب قادیانی کا محصول چونگی برابر لیا جاتا ہے۔ اس دفعہ امرتسر کے جلسہ سیرت میں جب محصول چونگی (حق مرزا) لینے لگے، تو منشی عبداللہ صاحب معمار نے (جو وہاں موجود تھے) صدر جلسہ سردار حکم سنگھ صاحب کو توجہ دلائی کہ یہ جلسہ سیرت محمدیہ کا ہے اس میں مرزا صاحب قادیانی کا نام نہیں آنا چاہیے۔

مرزائیوں نے معمار موصوف کو ہر چند چپ کرانے کی کوشش کی آخر صاحب صدر نے فرمایا کہ میں نے ان کو مرزا صاحب قادیانی کا ذکر کرنے سے روک دیا ہے

اس لحاظ سے امسال امرتسر کا جلسہ سیرت قادیانیوں کے حق میں ناکام رہا جس کا ان کو افسوس ہوا ہوگا۔

لارڈ اروِن (وائسرائے ہند) کو جو تحفہ (بصورت کتاب) پیش کیا گیا تھا اس میں بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خاندان اور ان کی جماعت کا ذکر زیادہ تھا چنانچہ سینکڑوں مقامات کی (اصلی اور فرضی) جماعتوں کا ذکر ظاہر کیا تھا کہ ہم تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کتاب کی تحریر سے مرزا صاحب قادیانی کا اصل مقصد یہی تھا، نہ کہ اسلام کی تبلیغ۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ دسمبر ۱۹۳۸ء ص ۴،۵)

مرزائیانہ تحریف کا جواب

جناب ملک ابو یحیٰ امام خان نوشہروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

میں مرزائے قادیان سے زیادہ واقف نہ سہی مگر موصوف کی تحریفات اتنی مشہور ہو چکی ہیں کہ ان کے لٹریچر اور ان کے مریدوں سے معمولی گفتگو کے بعد بھی ان کا یہ معجزہ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے مثلاً مرزائی حضرات سے اگر افادات مرزا (مسیح موعود) پر گفتگو کرتے ہوئے یہ سوال کیا جائے کہ کیوں صاحب جناب عیسی کی تشریف آوری سے تو اسلام کا غلبہ ہونا تھا، مگر ہندوستان میں مسلمان اس حد تک زبوں حال ہیں کہ خود قادیان کا مذبح سکھوں نے دن دیہاڑے گرا دیا، اور دارالخلافت کے رہنے والے بھی دیکھتے رہے۔ خلیفۃ المسیح (محمود احمد) قادیانی مسجد اقصیٰ، (نام نہاد) میں تلواروں کے سائے میں نماز جمعہ پڑھاتے ہیں اور پہریداروں کے جھرمٹ میں چل پھر سکتے ہیں۔

اور اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے ورود مسعود سے مسلمانوں کی عسرت اس حد تک تمول سے بدل جانی تھی کہ آنحضرت (عیسیٰؑ) مال دولت عطا فرمائیں گے لیکن لوگ مستغنی ہونے کی وجہ سے انکار کر دیں گے یعنی و یفیض الما ل و لا یقبلہ احد مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیان کی تلبیس نبوت کے ساتھ ہی دنیائے اسلام یکسر فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گئی۔ حتی کہ ہندوستان کے ڈھائی لاکھ ملکانے مسلمان صرف اپنی مالی تباہ حالی کی وجہ سے آریوں سے روپیہ لے کر مرتد ہونے پر مجبور ہوئے۔

مرزائی فرمایا کرتے ہیں کہ مسیح کی تشریف آوری سے مالی بے نیازی صرف اس پر ایمان لانے والوں کو ہوگی۔ سو ہماری جماعتیں سب کی سب مال سے بے نیاز ہیں۔

کاش یہ صحیح ہوتا۔ مختلف مقامات پر آکر دیکھئے کہ قادیانی حضرات کن کن مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ خود جناب خلیفہ قادیان (محمود احمد) اور امیر جماعت لاہور کی آئے دن کی چندہ طلبیاں ملاحظہ فرمایئے کیونکہ ان دونوں خلافتوں کی بین الملی ضرورتیں پوری ہی نہیں ہوتیں۔

اور اسی طرح حضرت مرزا قادیانی کے قدوم میمنت لزوم سے اسلامیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا ضروری تھا، حتیٰ کہ عیسویت کا تو خاتمہ ہی ہو جانا تھا۔ مگر نوبت بایں جارسید کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مسیحیت سے لے کر اب تک دنیا جہان میں مسیحی عنصر کی تعداد روبہ ترقی ہے حتیٰ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دار الامان قادیان کے نواح میں یہ اضافہ (مسیحیت) جاری ہے اور خود قادیان بھی تثلیث پرستوں سے خالی نہیں۔

تو اس قسم کے سوالات کے جواب میں مرزائی حضرات کے پاس آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ہے۔ جس سے استدلال یوں کیا جاتا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کے قدوم میمنت لزوم سے صرف دلائل اسلام کا غلبہ مقصود تھا، جیسے مرزا صاحب نے عیسویت کے خلاف فلاں اور فلاں قسم کا لٹریچر لکھ کر حاصل کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی ان کی کھلی ہوئی تحریف ہے حتیٰ کہ ان کے حق میں بھی وہ کہنا درست ہے جو نواب محسن الملک نے سرسید احمد کی تفسیر پر انہیں لکھا تھا کہ:

آپ قرآن کے وہ معنیٰ کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو بھی نہیں سوجھتے۔

چنانچہ یہی آیت هو لذی ارسل ... الخ ہے۔ اس کا تذکرہ ایک حدیث میں نظر سے گزرا تو مرزائے قادیان کی تحریف پر بے حد تعجب ہوا کہ ان بزرگوار نے تو قرآن پاک کو بازیچہ دجالیت بنا رکھا ہے (العیاذ باللہ)

حدیث زیر بحث کا مفاد یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک (دوبارہ) لات وعزیٰ کی پرستش نہ شروع ہوگی، دنوں کی روشنی اور راتوں کی سیاہی اسی طرح رہے گی (یعنی جب تک زمانہ یونہی قائم رہے گا)۔ آنحضرت ﷺ سے یہ ارشاد جب عائشہ صدیقہؓ نے سنا تو عرض کیا کہ اے رسول خدا! آیت هو الذی ارسل رسوله .. الخ نازل ہونے کے بعد تو میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب دین اسی طرح (توحید اسی طرح) رہے گا، (مگر جناب یہ کیا فرما رہے ہیں کہ پھر لات وعزیٰ کی پوجا ہونے لگے گی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تک الہ العالمین چاہے دین (توحید) کو برقرار رکھے گا لیکن آخر میں آکر ایک خوش گوار سی ہوا چلے گی جس کے اثر سے وہ لوگ موت کی نیند سو جائیں گے جنکے دلوں میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا مگر زندہ رہیں گے لا خير فيه (بدذات

کے قسم کے لوگ) جو اپنے آباء واجداد کے مذہب پر لوٹ جائیں گے اور حدیث (اصل) یوں ہے۔

اخرج مسلم عن عائشه قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يذهب الليل و النهار حتى يعبد اللات و العزى فقلت يا رسول الله انى كنت لا ظن حين انزل الله هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظره على الدين كله و لو كره المشركون ان ذالك تاماً قال انه سيكون من ذلك ما شاء الله يبعث الله ريحاً طيبة فتوفى كل من من كان فى قلبى مثقال حبة من خردل من الايمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون الى دين آباء هم (بحوالہ مشکوۃ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ دسمبر ۱۹۳۸ء ص ۴)

براہین احمدیہ کی حقیقت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب کی مایہ ناز تصنیف براہین احمدیہ ہے جس میں اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل پیش کرنے کا وعدہ کیا گیا اور اسی وعدے پر مسلمانوں سے زر کثیر بطور چندہ لیا گیا۔..

کیا کوئی مرزائی ہمارے سامنے یا غائبانہ بتا سکتا ہے کہ ان چار جلدوں میں حقانیت اسلام کے تین سو دلائل میں سے کتنی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔

اچھا ہم متعدد دلائل سے سوال نہیں کرتے صرف یہی بتا دیں کہ کہیں ایک دلیل بھی پیش کی گئی ہے۔

ہرگز نہیں۔سوائے الہاموں کے باقی سب اللہ اللہ خیر سلا۔

اس کے بعد جب آپ اس بارے میں سالہا سال خاموش رہے،تو مخالفوں کی طرف سے اعتراضات کی بھر مار ہوئی کہ براہین احمدیہ کو مکمل کیوں نہیں کرتے۔تو

آپ نے اسکی پانچویں جلد لکھی ۔اس آخری جلد میں بھی ان دلائل موعودہ میں سے ایک دلیل بھی پیش نہیں کی ۔

اس امر کے تصفیہ کے لئے ہم مجلس مکالمہ کرنے کو تیار ہیں ۔ یہ مجلس امرتسر میں ہو یا لاہور میں۔ جس میں کالجوں کے پروفیسر صاحبان اور ایسے ہی دیگر اہل علم حضرات جمع ہوں ۔ ہم براہین احمدیہ کی ساری جلدیں میز پر رکھ دیں گے ۔ جماعت احمدیہ کا کوئی نمائندہ مرزا صاحب کے موعودہ تین سو دلائل کا پتہ ہمیں بتائے۔

براہین احمدیہ کی پہلی چار جلدوں اور پانچویں جلد میں بہت نمایاں فرق ہے۔ پہلی چار جلدوں میں آپ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو امت محمدیہ کیلئے مسیح موعود تسلیم کیا ہے۔ اوران کی دوبارہ تشریف آوری کو مان کر ان کی خدمات کے سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس زمانے میں اسلام تمام دنیا کے اطراف واکناف میں پھیل جائے گا۔مگر پانچویں جلد میں آپ خود ہی مسیح موعود کے عہدے کے انچارج بن بیٹھے ۔ پانچویں جلد ساری پڑھ جایئے سوائے اپنی مسیحیت موعودہ کے اس میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔بس یہی ہوگا کہ میں ایسا ہوں میں ویسا ہوں

ثنائے خود گفتن نہ زیبد مر ترا صائب
چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد

کس قدر مقام تاسف ہے اور کتنا محل تعجب ہے کہ براہین احمدیہ کی چوتھی جلد کے آخر میں جس بات کو شروع کر کے ادھورا چھوڑا تھا ، پانچویں جلد میں اس کو چھوا تک نہیں ۔مگر نام اس وہی رکھا یعنی براہین احمدیہ کی پانچویں جلد۔

براہین احمدیہ کے حصہ اول (پہلی چار جلدوں) اور حصہ دوم (پانچویں جلد) کو ملا کر پڑھنے سے مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کا نشیب وفراز بہت اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے ۔ براہین احمدیہ حصہ اول میں گوآپ خدا سے الہام پانے کے مدعی بنتے ہیں مگر پھر بھی سادگی نظر آتی ہے لیکن دوسرے حصے (پانچویں جلد) میں پہنچ کر آپ ایسے ہوشیار نظر آتے ہیں گویا یہ مصرع آپ پر خوب صادق آتا ہے

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ جائے

خدا کی گرفت مختلف شکلوں میں ہوتی ہے ۔اور ہر صاحب فن کیلئے اسی فن کی

حیثیت سے ہوا کرتی ہے۔ جنگی آدمی کے لئے جنگی حیثیت سے غلطی کر کے مبتلائے تکلیف ہونا بھی ایک قسم کی خدائی گرفت ہے۔ ابوجہل جیسے آدمی کا میدان جنگ میں گر کر مر جانا بھی اس کے لئے خدائی گرفت تھی۔ رچرڈ شیر دل کا سلطان صلاح الدین سے مقابلہ کر کے ناکام واپس آنا بھی اس کیلئے خدائی گرفت تھی۔

کسی مدعی الہام کا اپنے الہام کی زد میں آجانا بھی اس کے لئے خدائی گرفت ہوتی ہے۔ کسی متکبر مصنف کا اپنی تصنیف میں کوئی فاش غلطی کر جانا بھی اس کیلئے ایک قسم کی کبر شکن گرفت ہوتی ہے۔

براہین احمدیہ میں مرزا صاحب ہم کو مصنف اور ملہم دونوں حیثیتوں کے مدعی نظر آتے ہیں۔ ہم نہائت راستی سے کہتے ہیں کہ ہم ان دونوں حیثیتوں میں مرزا صاحب قادیانی کو گرفتار عذاب پاتے ہیں۔ مجموعہ حصہ اول (براہین کی پہلی چار جلدیں) میں حضرت مسیح کی حیات اور دنیا میں آپ کی دوبارہ تشریف آوری کا اظہار کر چکے ہیں جسے اپنی عمر کے آخری حصے میں بدترین قسم کا شرک قرار دیتے ہیں۔

بحیثیت ملہم کے ان جو جو عذاب الٰہی آیا وہ یہ ہے کہ براہین احمدیہ کی پانچویں جلد میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی الہامی عمر ۷۵ سے ۸۵ سال بتائی ہے۔ یعنی آپ کی وفات عمر کے ۷۵ اور ۸۵ سال کے درمیان ہوگی۔ حالانکہ آپ کی عمر خود اپنے بیان اور حکیم نور دین خلیفہ اول قادیان کی تصدیق سے ۱۹۰۸ء میں ۶۹ سال تھی جبکہ آپ نے اس دنیا سے انتقال کیا۔

ہمارا یہ مجمل سا تبصرہ صرف مرزا صاحب کی تصنیف براہین احمدیہ سے متعلق ہے... ہم اپنی زندگی میں مرزا صاحب اور ان کے اتباع سے مختلف طریقوں سے مقابلہ کر چکے ہیں۔ تاہم مقابلے کی ایک صورت ابھی باقی ہے۔ اس کے لئے ہم تیار ہیں۔ وہ یہ کہ خاص اہل علم (علمائے عربی وانگریزی) کی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اس مجلس میں ہم مرزا صاحب کی تصنیفات پر تنقید (ریویو) کریں اور فریق ثانی ہماری تنقید کا جواب دے۔ لیکن دونوں فریق اپنے دلائل کو تصانیف مرزا تک محدود رکھیں۔ اس گفتگو کا فیصلہ مجلس کی اکثریت کرے یا چند منتخب حضرات کی رائے ہے ہو۔ فیصلہ کی دونوں صورتیں ہمیں منظور ہیں۔ احمدی دوستو

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۵۔ جنوری ۱۹۳۹ء ص ۴۔ ۵)

خلیفہ قادیانی کا خطبہ اور شیخ چلی کا خواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بڑے مرزا صاحب قادیانی تو کہتے گئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ دنیا کے سب مذاہب کو مٹا کر مذہب اسلام قائم کروں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ دنیا بھول جائے کہ کوئی عیسی، کوئی کرشن کوئی دوسرا معبود بھی تھا یا ہے۔

ان کے اس دعوی کی آزمائش تو دنیا نے خوب کر لی۔ ساری دنیا میں شرک و کفر دن بدن زیادہ پھیلتا جا رہا ہے ،۔ غیروں کو چھوڑ کر اسلامی آبادی کو دیکھا جائے ان میں بھی عقاید شرکیہ کفریہ بکثرت ترقی کر رہے ہیں۔

یہ تو بڑے میاں (مرزا قادیانی) کے ادعا کا انجام ہے۔ چھوٹے میاں (مرزا محمود احمد) کا دعوی سنئیے۔ آپ جلسہ سالانہ کے خطبہ میں بہت کچھ تعلّی آمیز تقریر کرتے ہیں۔ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:

ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے۔ اتنا بڑا کام کہ جو ہمیں اور ہماری حالت کو دیکھتے ہوئے بالکل ناممکن نظر آتا ہے۔ ہم نے دنیا کی موجودہ سلطنتوں کو، دنیا کے موجودہ مذاہب اور دنیا کے موجودہ تمدن کو، دنیا کی اقتصادی انجمنوں کے نظام کو اور ان سب کو بدل کر رسول کریم ﷺ کے لائے ہوئے نظام کو قائم کرنا ہے۔

ایسی حالت میں دنیا کی حکومتیں اور مذاہب کے ادارے ہماری مخالفت کریں تو طبعی تقاضا کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ حق بجانب ہیں کیونکہ انہیں نظر آ رہا ہے کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے موت کا فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ پروانہ ہمارے ہاتھ میں دیا گیا ہے اور اسے ہم لائے ہیں جن کو دنیا میں حقیر اور

ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ (الفضل قادیان بابت دسمبر ۱۹۳۸ء ص ۳)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: قانون قدرت ہے کہ لیمپ کے ارد گرد جو روشنی ہوتی ہے بہ نسبت دور کے وہ بہت زیادہ صاف اور روشن ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرات انبیاء کرام کے ارد گرد کے لوگ تقوی طہارت غیرت مذہبی اور جوش دینی میں بہت ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔

بڑے مرزا صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ میں منہاج نبوت پر آیا ہوں اسلئے ہمارا حق ہے کہ ہم آپ کے ارد گرد کی روشنی کو جانچیں کہ وہ کہاں تک صاف شفاف روشن اور تیز تھی اور کہاں تک اس نے دنیا میں انقلاب پیدا کیا۔

جو کچھ کیا، وہ ہمارے سامنے ہے۔ تیس سال مرزا صاحب قادیانی کے انتقال کو بھی گزر گئے۔ نہ کوئی سلطنت دنیا کی ان کے زیر نگیں آئی، نہ کسی انجمن کا نظام آپ نے بدلا، نہ کوئی انقلاب ہوا۔ ہوا تو یہ کہ پنجاب کی بڑی انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن ترقی تعلیم امرتسر سے مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں کو غیر مسلموں کی طرح نکال دیا گیا۔

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا خود اعتراف ہے جو بارہا اہل حدیث میں پیش کیا جا چکا ہے کہ جو مقاصد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لے کر آئے تھے ان کا اربواں حصہ بھی ابھی پورا نہیں ہوا۔

وہ کب ہوگا؟ غالباً قیامت سے ایک ہفتہ پہلے۔

کیسا بڑا چمکیلا پروگرام ہے کہ دنیا کی سلطنتوں کا جدید نظام قائم کریں گے۔

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں

ہمارے خیال میں خلیفہ صاحب سے سہو و نسیان ہو گیا۔ آپ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے تو دعوی مدلل ہو جاتا کہ یورپ میں جو ڈکٹیٹر شپ جاری ہو رہا ہے یہ ہماری ہی کوشش کا نتیجہ ہے۔

اس دفعہ یہ سہو ہوا ہے، تو امید ہے اس کی تلافی آئندہ سال کر دیں گے کیونکہ بڑے میاں کا یہ بھی تو الہام ہے کہ زار روس کا عصا میرے ہاتھ میں دیا گیا۔

ناظرین کرام! دنیا کی حکومتوں اور انجمنوں کے نظام میں کیا تبدیلی پیدا

کریں گے، سب سے اول اپنی رقیب اور حریف انجمن احمدیہ لاہور میں تو تبدیلی کر لیں جو ہر روز ان کے سینے پر مونگ دلتی ہے، جو بات کوئی نہیں کہتا وہ کہتی ہے۔ ان کا آرگن پیغام صلح لاہور خلیفہ صاحب قادیانی (مرزا محمود احمد) کو سرکاری سانڈ کہتا ہے اور ان کا امیر ہر قسم کی برائیاں خلیفہ پر تھوپتا ہے۔

سب انجمنوں کی تبدیلی سے پہلے اس انجمن کی تبدیلی یا اصلاح کرنا خلیفہ یا ان کی جماعت کا فرض اولین ہے، جو انہوں نے ابھی تک ادا نہیں کیا۔

اس کے علاوہ خود قادیان میں مجلس احمدیہ قائم ہوگئی ہے جو قادیانی جماعت کیلئے نہایت ہی دل آزار ہے جس میں بقول خلیفہ صاحب پانچ سو بلکہ پانچ سو سے زیادہ منافقین شریک ہیں۔

کیا یہی تبدیلی ہے جو خلیفہ قادیان دنیا کی انجمنوں کرنا چاہتا ہے۔

بہر حال قادیانی سودا ابتدا ہی سے ادھار پر چلتا رہا، اور اب بھی ویسا ہی ادھار ہے۔ دعویٰ تو بروز محمدیت کا ہے اور کام میں سستی اتنی ہے کہ اربواں حصہ بھی ابھی پورا نہیں ہوا۔

ادھر اصل متبوع علیہ السلام کو دیکھیں گے تو وہ اپنی زندگی میں ہی سب کام پورے کر کے یہ مسرت سن گئے: فاذا فرغت فانصب و الی ربك فارغب

ہم منتظر ہیں دنیا کی سلطنتوں میں قادیانی تحریک کب تبدیلی پیدا کرتی ہے۔

ابھی تک وہی حالت ہے جو ابتدا میں تھی جس کی مثال میں یہ مصرع بہت صحیح ہے:

سپنے اندر راجہ بھئو جاگت بھئو کنگال

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ (۱۳؟) جنوری ۱۹۳۹ء ص ۶۔۷)

کھلی چٹھی بنام بابو عمر الدین جالندھری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب بابو صاحب! آپ کو یاد ہوگا جن دنوں خلیفہ قادیان نے علمائے اسلام کو مقابلے میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا تو میں نے اس چیلنج کو

قبول کر کے لکھا تھا آپ سادہ قرآن مجید اور قلم دوات لکھ کر بٹالے کی جامع مسجد میں آ جائیں اور میرے بالمقابل بیٹھ کر تفسیر لکھیں۔ اس پر خلیفہ قادیان کی طرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ میں عربی لغات بلکہ کلید قرآن بھی ساتھ رکھونگا۔

اس کے جواب میں میں نے ایک خط رجسٹری کرا کر آپ کی معرفت ان کو شملہ بھیجا تھا کہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ ہر قسم کا سامان لے آئیں۔ مگر مقابلے میں ضرور آئیں۔

چند روز ہوئے قادیانی اخباروں میں یہ ڈینگ پھر سنی گئی ہے کہ خلیفہ صاحب کے مقابلے میں کوئی پراز معارف تفسیر نہیں لکھ سکتا اور یہ احمدیت کی صداقت کا ثبوت ہے۔

میں آپ سے حلفاً پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو وہ میری چٹھی ملی تھی اور آپ نے وہ چٹھی خلیفہ قادیان میاں محمود احمد کو دی تھی یا نہیں؟

اس کا جواب بذریعہ اہل حدیث اور بذریعہ پیغام صلح دیجئے۔ آپ کے جواب پر سلسلہ کلام جاری رہے گا۔ ابوالوفاء۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ (۱۳؟) جنوری ۱۹۳۹ء ص ۷)

آخری فیصلہ پر مباحثہ کی درخواست

پھر دوبارہ عشق کا دل میں اثر پیدا ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے لئے وہ دن روز عید سے کم خوشی کا دن نہ ہوگا جس روز مرزا غلام احمد صاحب کے آخری فیصلے پر مرزائیوں سے ایک بار پھر مباحثہ ہو کر مکرر فیصلہ ہو جائے۔ اس کے متعلق مرزائی کیمپ میں چاروں طرف سناٹا چھا ہوا ہے مگر بابو عمر الدین شملوی (جالندھری) کبھی کبھی کچھ بول اٹھتے ہیں۔ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۴ فروری مباحثہ میرٹھ کے ضمن میں ان کا ذکر ہو چکا ہے ہم نے ان کے جواب میں لکھا تھا کہ

آپ کو اگر آخری فیصلہ پر مباحثہ کرنے کا شوق ہے تو بڑی خوشی سے کرلیں مگر ایسے طریق سے کریں جو نتیجہ خیز ہو جس کی صورت ہم نے یہ بتائی تھی کہ آپ اپنے امیر مولوی محمد علی سے سند نیابت و اجازت لے کر میدان میں آئیں کیونکہ آپ بذات خود بوجہ شرکت لدھیانہ کے مباحثہ میں شکست کھا چکے ہیں بلکہ انعام تاوان میں ۵۰ روپئے بھی دے چکے ہیں۔ اب اس پر مستزاد ہونا چاہیے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے امیر صاحب سے نیابت و اجازت حاصل کر کے آئیں۔ آپ اس کے جواب میں کیا مزے سے لکھتے ہیں کہ:

کیا پہلے مباحثے میں منشی قاسم علی نے خلیفہ نور الدین کا سرٹیفیکیٹ پیش کیا تھا؟ اگر اس وقت نہیں کیا تو اب مجھے کیوں کہتے ہو۔

اس کا جواب ہم کئی دفعہ دے چکے ہیں کہ وہ مباحثہ انفرادی حیثیت سے تھا اب جماعتی حیثیت سے ہونا چاہیے۔ اسی لئے اس کے واسطے سرٹیفیکیٹ کی ضرورت ہے۔ پھر لکھتے ہیں اور کیا ہی سمجھ سے لکھتے ہیں کہ:

آپ (مولوی ثناءاللہ) جماعت اہل حدیث سے نمائندگی کا سرٹیفیکیٹ پیش کریں۔

ان کو حقیقت حال معلوم نہیں یا دانستہ تجاہل کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں اور مرزا صاحب قادیانی ایک دوسرے کے مدمقابل تھے۔ اس لئے ہماری مثال ایسے مدعی اور مدعا علیہ کی ہے جو بذات خود عدالت میں مقدمہ لڑ رہے تھے۔ اسی دوران ایک فریق فوت ہو گیا اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ اب توفی کے قائم مقام کو اپنی قائم مقامی کا سرٹیفیکیٹ پیش کرنے کی ضرورت ہے مگر زندہ کو اس کی ضرورت نہیں۔

پس بات صاف ہے کہ اس مقدمہ میں جو شخص بھی میرے سامنے آئے گا اس کو سند نمائندگی پیش کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اگر مجھ سے سند نمائندگی طلب کرنے کی ضرورت ہوتی تو مرزا صاحب قادیانی طلب کرتے۔ اب کون ہے جو ایسا مطالبہ کر سکے۔ یا یہ مسئلہ کسی قانون دان سے پوچھ کر سامنے آیئے ایسا نہ ہو کہ آپ کے حق میں کہنا پڑے ما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثاً

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ مارچ ۱۹۳۹ء ص ۴، ۵)

امیر پیغام کا مغالطہ آمیز خطبہ

خدا کی طرف سے آنے والوں کی شان اور ہمت بلند ہوتی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جماعت مرزائیہ کا یہ طریقہ کلام ہے کہ ایک لفظ جو متعدد معنی رکھتا ہو، اس کے ایک معنی لے کر دوسرے معنی کو مخلوط کر دیتے ہیں جو علم بیان کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً انسان کا لفظ قرآن مجید میں برے لوگوں کے حق میں بھی آیا ہے ملاحظہ ہو

کان الانسان کفورا۔ (انسان بڑا ناشکرا ہے)

اور انبیاء پر بھی انسان کا لفظ آیا ہے۔تو کیا ان دونوں مقاموں کو ایک کر دینا صحیح ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔امیر جماعت پیغامیہ نے اپنے خطبہ میں اس قسم کا ارتکاب کیا ہے۔مرزا صاحب قادیانی کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے خطبہ فرمایا ہے جو پیغام صلح لاہور ۸۔ اپریل ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا۔اس کے متعدد مقامات اور فقرات یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنا مدمقابل عیسائیت کو چنا ہے۔

۲۔ لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کے مقام کو سمجھا نہیں۔ یہ شخص جو اس قدر بلند ہمت کا مالک ہے کہ اس قوم کے ساتھ ٹکر لگاتا ہے کہ جس سے ٹکر لگانے کیلئے سامان دنیا میں موجود نہیں۔ یہ دنیا کے معمولی انسانوں سے نہیں ہوسکتا۔

۳۔آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ سے قبل اور آپ کے زمانہ کی ابتداء میں عیسائیت اور اسلام کا باہمی تعلق کیا تھا۔مسلمان تو ہمیشہ حضرت عیسیٰ کو نبی مانتے چلے آئے ہیں۔اور اسی لئے عیسائیت کو باوجود اس کے غلو کے برا نہیں کہتے تھے

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: ان تین فقروں میں مولوی محمد علی لاہوری نے جو افسوس ناک مظاہرہ کیا ہے ہمارے پاس اس کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔

اول تو عیسائیت اور حکومت انگریزی کو ایک دکھا کر مرزا صاحب قادیانی کی بہادری کا اظہار کیا ہے۔حالانکہ غلط ہے۔عیسائیت اور چیز ہے اور حکومت انگریزی

اور چیز ہے۔ حکومت انگریزی کے مقابلے کے لئے اس کو سامان جنگ کی ضرورت ہے جس کی بابت آپ نے فقرہ نمبر دو میں لکھا ہے: ٹکر لگانے کے لئے سامان موجود نہیں لیکن مذہب عیسائیت کیلئے کسی توپ و تفنگ کی ضرورت نہیں۔ پرائمری کا سمجھ دار لڑکا بھی یہ کام کر سکتا ہے اگر وہ سورہ اخلاص کا ترجمہ خوب سمجھتا ہو۔

دوم، یہ بات کیسی غلط ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے پہلے مسلمان عیسائیت کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ مولوی محمد علی لاہوری کی نسبت ہمیں یہ بدگمانی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ مرزا صاحب قادیانی سے پہلے علماء کی خدمات سے واقف نہیں۔ مولوی آل حسن کی خدمات بصورت کتاب دنیا میں موجود ہیں۔ مولوی رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب اعجاز عیسوی ناپید نہیں ہوئی۔ حافظ ولی اللہ لاہوری کے مباحثات ابھی مسنّ بزرگوں کو یاد ہیں۔ سید ابوالمنصور دہلوی کی نوید جاوید دنیا میں موجود ہے۔ اس قسم کی بہت سی کتابیں عیسائی مذہب کی تردید میں ملتی ہیں جو مرزا صاحب کے مبعوث بلکہ پیدا ہونے سے بھی پہلے کی ہیں۔ پھر یہ کیا ناقدری اور ناشکری بلکہ اخفاء حق ہے جو مرزا غلام احمد صاحب کی تعریف میں حد سے زیادہ کیا گیا ہے۔ یہ اسی طرح کی شاعرانہ ترنگ ہے جو کسی شاعر نے اپنے دوست کے حسن و جمال کو بتانے کو کہی تھی

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریر سے واقعات پر مزید روشنی ڈالتے ہیں۔ موصوف نے مناظرہ عیسائیاں امرتسر میں آخری دن یہ کہا تھا:

میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کیا کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا جو فریق سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بتا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ (جنگ مقدس۔ ص ۱۸۹)

انسان کو خدا بنانے والا ڈپٹی آتھم مناظر عیسائیاں تھا۔ مطلب اس پیش گوئی کا یہ تھا کہ آتھم پندرہ ماہ تک بسزائے موت جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس کی انتہائی تاریخ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ لیکن وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو اصل میعاد سے بائیس برس بعد

فوت ہوا۔ بس یہی ایک خصوصیت مرزا صاحب قادیانی کی تھی جس کا اہل مرزا صاحب سے پہلے کوئی نہیں گزرا۔ اسی نے ملک سے مرزا صاحب کے حق میں کہلوایا

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری غلط گوئی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے غلط گو پہلے

سچ تو یہ ہے کہ اس موقع پر علمائے اسلام ہوشیاری سے کام لے کر مرزا صاحب کو الگ نہ کر دیتے تو آج بقول سعدی مرحوم: بیالائد ہمہ گاوان دہ را تو تمام اہل اسلام کی گردن شرم کے مارے جھکی ہوتی۔ مولوی محمد علی کو یقین رکھنا چاہیے کہ آج دنیا اس قسم کے مبالغات سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۹ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ص ۵)

احمدی مثلث

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ناظرین کو علم ہوگا کہ اتباع مرزا میں مشہور دو گروہ تھے یعنی قادیانی اور لاہوری۔ اب زمانہ ترقی کا ہے ان دو گروہوں میں سے دو گروہ اور پیدا ہو گئے ہیں ایک قادیانیوں سے پیدا ہوا جن کو وہ مخرجین کہتے ہیں اور وہ اپنا نام مجلس احمدیہ قادیان رکھتے ہیں جن کے رہبر شیخ عبدالرحمٰن نومسلم المعروف مصری ہیں۔ ان کا روئے سخن خلیفہ قادیان کی طرف ہے۔

دوسرا گروہ لاہوری ہے ان میں سے ایک شاخ شیخ غلام محمد کی نکلی ہے جس کا دعوی ہے کہ میں حسب پیش گوئی مرزا صاحب مصلح موعود ہوں۔ یعنی وہ شخص ہوں جو بقول مرزا صاحب قادیانی، امت مرزائیہ اور دوسرے لوگوں کی اصلاح کرے گا۔

ان صاحب کے ساتھ دونوں فریق برسر جنگ ہیں۔ کوئی ان کو مخبوط الحواس کہتا ہے، کوئی پاگل۔ مگر وہ اپنے خیالات پر بڑی مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ اور آخر کار انہوں نے دونوں فریقوں کو نوٹس دیا ہے کہ میرے ساتھ فیصلہ کر لیں جس کی صورت یہ بتائی ہے کہ:

میری تحریرات اور آپ لوگوں کی جوابی تحریرات ایک جماعت منصفہ کے سامنے پیش کی جائیں وہ جماعت منصفین اگر میرے حق میں فیصلہ کرے تو آپ دونوں (خلیفہ قادیان اور امیر جماعت لاہور) میرے ہاتھ پر بیعت کریں اور اگر فیصلہ میرے خلاف ہو تو میں آپ کے ساتھ ہو جاؤنگا۔

تجویز تو معقول ہے اگر کوئی ذاتی غرض مانع نہ ہو تو اس پر عمل کرنا آسان ہے امید ہے کہ یہ چاروں فریق کچہریوں میں گردش کرنے کی بجائے باہم بیٹھ کر فیصلہ کرلیں گے۔

ہمارا حق۔ اگر ہم اپنے حق کا بھی اظہار کریں تو بے جا بات نہیں ہوگی۔ اول تو یہ کہ ہم ان حضرات کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہیں گے۔ ہماری جماعت ان صاحبوں کی ہر طرح خدمت کرے گی۔ اور فیصلہ کے بعد جو فریق غالب ہوگا اس کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہوگا جس کا مضمون ہوگا: مرزا صاحب کا آخری فیصلہ

ہم مدعی ہوں گے کہ مرزا صاحب اس دعا آخری فیصلہ کے ذریعہ وہی ثابت ہوئے جو انہوں نے کہا تھا۔ اگر مسلمہ منصف ہمارے حق میں فیصلہ دیں تو ہمارا مدمقابل احمدیت چھوڑ دے۔ اگر ہمارے برخلاف فیصلہ ملے تو ہم مخالفت چھوڑ دیں گے۔

امید ہے ہماری درخواست کو چاروں فریق نیک نیتی پر مبنی سمجھ کر توجہ فرمائیں گے تاکہ آئے دن کے جھگڑے ختم ہو جائیں اور ہم سب مل کر اسلام کی خدمت کریں

نوٹ: اس مقابلے میں چاروں فریقوں کا ایک ایک نمائندہ مناظرہ میں لیا جائے گا جو اپنے رئیسوں کی طرف سے مجاز ہوگا اور ان چاروں فریقوں کے رئیس خود گفتگو کریں گے تو فبھا و نعمت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۹ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ص ۵۔ ۶)

مرزا صاحب کا پسر موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۹ مئی ۱۹۳۹ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں مرزا

غلام احمد صاحب قادیانی کے پسر موعود کے تولد کو آیت عظیمہ بتایا ہے۔ ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ قادیان میں ہر ایک چیز آیت عظیمہ ہے۔ یہ عربی شعر

فی کل شیء له آیة تدل علی انه کاذب

گویا قادیان ہی کے حق میں صادق آتا ہے کیونکہ قادیان کی ہر ایک چیز مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق شہادت دیتی ہے۔ خاص کر وہاں کا بہشتی مقبرہ۔ اس میں مرزا صاحب قادیانی کی قبر اور اس پر ایک لمبا کتبہ عجیب یاد دہانی کرا رہا۔ اس کو دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکل جاتا ہے

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کیا اچھا اگر اس میں ایک فقرہ یہ بھی بڑھا دیا جاتا

یہ مزار اس مقدس بزرگ کا جس نے اپنے اشد ترین مخالف کے ساتھ خدا سے یہ فیصلہ چاہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹا پہلے مرے۔
۱۹۰۸ء میں آپ بحکم خدا انتقال کر گئے۔ اور آپ کا اشد مخالف بمصلحت خداوندی آج (۱۹۳۹ء) تک زندہ ہے۔

اگر یہ فقرہ لکھا ہوتا تو ہمیں تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا مگر قادیانی تحریک کی تاریخ پر کافی روشنی پڑ جاتی۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ ہے۔ ہمارا اصل مقصد یہ ہے کہ آج کل مرزا غلام احمد صاحب کے پسر موعود کے متعلق قادیان میں سخت اختلاف پیدا ہو رہا ہے۔ کئی ایک احمدی پسر موعود ہونے کے مدعی بن بیٹھے ہیں۔ مگر ہماری بے لاگ تحقیق یہ ہے کہ ابھی پسر موعود پیدا ہی نہیں ہوا۔

ہم قادیانیوں کی طرح بے ثبوت بات کہنے کے عادی نہیں ہیں بلکہ ہر ایک بات کا ثبوت مرزا صاحب قادیانی کی تحریروں سے پیش کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب محترمہ محمدی بیگم (معروفہ آسمانی منکوحہ) کے نکاح میں آنے کا ذکر کرتے ہوئے اس پیش گوئی کو مؤکد کرنے کے لئے لکھتے ہیں:

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے

ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔
اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں۔
بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔
گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور وہ فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ کا حاشیہ)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ (وہ خاص اولاد جس کی بابت اس عاجز کی پیش گوئی ہے) کیا مضمون بتا رہے ہیں یہی نا کہ وہ پسر موعود محمدی بیگم کے بطن سے ہوگا۔ پھر کیا وہ تولد ہوا؟

اس کا جواب بالاتفاق نفی میں ملے گا کیونکہ محترمہ (محمدی بیگم) مع اپنے خاوند کے اب تک زندہ موجود ہے۔ پھر کس شیخی پر کہا جاتا ہے کہ قادیانی گدی نشین ہی مرزا صاحب کا پسر موعود ہے۔

اخبار الفضل زیر جواب کا دوسرا حصہ مرزا صاحب کے پنجتن سے متعلق ہے جس کی بابت راقم مضمون نے بڑی ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے واقعات کو چھپایا یا بالفاظ دیگر واقعات مکذبہ کو مصدقہ بنایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ الفضل نے مرزا صاحب قادیانی کی موجودہ بیوی (نصرت جہاں بیگم) سے پانچ موعود اولادوں کا پیدا ہونا اور ان سے نسل مرزا قادیانی کا جاری رہنا بتایا ہے اور بڑے فخر سے مرزا غلام احمد صاحب کا یہ شعر ان پر چسپاں کیا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہی ہے پنج تن جن پر بنا ہے

اس شعر کی لطافت تو اہل دہلی جانتے ہوں گے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی کے خسر دہلوی تھے۔ ہم تو اس کو معنی کے لحاظ سے دیکھتے ہیں کہ واقعہ کے خلاف ہے۔

یہ شعر مرزا صاحب قادیانی کی کتاب درثمین اردو سے لیا گیا ہے جس کے صفحہ ۴۲ پر یہ نظم شروع ہوتی ہے اس میں ان پانچوں کے نام یوں درج ہیں ۔ محمود احمد ۔ بشیر احمد ۔ شریف احمد ۔ مبارک احمد ۔ مبارکہ (لڑکی)۔ ان پانچوں میں سے مبارک احمد بحالت نابالغی فوت ہوگیا تھا۔ دختر سے نسل جاری ہونا شرعاً اور قانوناً ثابت نہیں۔ باقی رہے تین لڑکے اوران تین کی زندگی میں پانچوں کا تحقق کیسے ہوسکتا ہے۔اس کا جواب دینا الفضل کا فرض تھا کہ یہ پنج تن ہی رہے ہیں یا مثلث متساوی الاضلاع ہوگیا۔ اگراس نے پہلے نہیں بتایا تواب ہی بتائے کہ مبارک احمد کی نسل سے کون ہے اوراس کے متعلق بھی کوئی پیش گوئی تھی یا نہیں اوراس کا کیا حشر ہوا اور وہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی یا نہ؟

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۹ مئی ۱۹۳۹ء ص ۷۔۸)

یادگار مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قوموں میں یہ دستور ہوگیا ہے کہ اپنے بزرگوں کی یادگار قائم رکھتے ہیں ۔بعض دفعہ جلسے بھی کرتے ہیں ۔ان جلسوں میں ان کی سوانح عمریاں بیان کرتے ہیں۔قادیانی امت نے اس طریق کو ادھورا اختیار کیا ہے۔ادھورا اس لئے ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی کے واقعات سارے بیان نہیں کرتے ۔خاص کر وہ واقعات جو ان کی صداقت کے لئے معیار کا کام دیتے ہیں ۔ان میں سے ایک واقعہ آخری فیصلہ ہے اس کو مرزا صاحب نے خود اپنے نام سے شائع کیا تھا اور تمام اپنوں بے گانوں کو اس کے نتیجہ کے انتظار کا حکم دیا تھا۔ امت مرزائیہ اس واقعہ کو تازہ رکھنے کی بجائے مٹانا چاہتی ہے وہ یاد رکھیں کہ ان کے مٹانے سے یہ مٹ نہیں سکتا کیونکہ یہ خدائی فیصلہ ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لئے محک صداقت ہے۔

احمدی ممبرو! مرزا صاحب کے تبرکات جمع کرنے میں یہاں تک اہتمام کرتے ہو کہ کسی منی آرڈر فارم کے کوپن پر ان کے دستخط ہوں وہ بھی طلب کرتے ہو۔ مگر جس تحریر کو انہوں نے خدائی فیصلہ قرار دیا تھا اسے نظرانداز کرتے ہو۔تمہاری مثال

ان ابوالہوسوں کی سی ہے جو محبت رسالت میں آپ ﷺ کا اسم شریف سن کر ہاتھوں کے انگوٹھے چوم لیتے ہیں مگر اتباع سنت سے گھبراتے ہیں یہ طریق کار صادق عاشقوں کا نہیں ہوتا بلکہ بوالہوسوں کا ہوتا ہے پس ہم تمہیں مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ

جناب مرزا صاحب متوفی کے فیصلہ کو حقیقی فیصلہ سمجھیں ورنہ یہ آیت فما ذا بعد الحق الا الضلال تمہارے حق میں صادق آئے گی۔

چونکہ ۲۶ مئی کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا انتقال ہوا تھا اور یہ پرچہ (اہل حدیث امرتسر) بھی ۲۶ مئی کو شائع ہوگا اس توافق کے لحاظ سے اس کا نام یادگار مرزا تجویز ہوا ہے۔

اس یادگار کو قائم رکھنے کے لئے آخری فیصلے کی اشاعت کرنا سب سے بہترین طریقہ ہے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی کے انتقال پر مرزا غالب مرحوم کا یہ شعر بہت موزوں ثابت ہوا تھا

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شائد
مر گیا غالب آشفتہ سرا کہتے ہیں

اس یادگار کے متعلق ہمارے دوست منشی عبداللہ صاحب ثالث معمار نے ایک مضمون لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانیوں کے حق میں جرمن شعاع۔یعنی آخری فیصلہ

برادران! اگرچہ قادیانی بناوٹی نبوت کو درہم برہم کرنے کیلئے بیسیوں ایسے وزنی حربے ہیں جو توپ و بم تیروتفنگ کا حکم رکھتے ہیں مگر میں اپنے سولہ سال کے وسیع مطالعہ اور تقریباً دس سالہ مناظرانہ تجربہ کی بنا پر حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ قادیانی افواج کو شکست دینے کے لئے ،آخری فیصلہ، وہ آسمانی اور لاثانی حربہ ہے جسے اگر سائنس کی موجودہ اختراعات میں سے شعاع موت ،جیسی مہلک ترین ایجاد کا ظل و بروز مثیل ومشابہ قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

مرزائیوں کی کثیر تعداد اور میلوں میں پھیلی ہوئی پلٹنیں خواہ فولادی لباسوں

میں ملبوس ومحفوظ کیوں نہ کھڑی ہوں ، آپ کا صرف ایک سپاہی ہی انہیں نابود کر دینے کے لئے کافی ہے ۔اس کا صرف اتنا ہی کام ہے کہ اس ، آسمانی شعاع موت ، کا رخ ادھر پھیر کر صرف ایک جھلک لشکر اعداء پر ڈال دے ۔ پھر دیکھیں مدعی قادیانی کی فوج اصحاب فیل کی طرح کس طرح بھسم ہو جاتی ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس شعاع آسمانی کا مصالحہ آپ کے پاس ہو اور طریق استعمال سے واقفیت ہو چنانچہ ناظرین کے استحضار کے لئے ہم پوری عبارت آخری فیصلہ کی نقل کرتے ہیں و ھو ھذا

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ یستنبئونک احق ھو ۔ قل ای و ربی انہ لحق ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں ۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہو سکتا ۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے

مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے ۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے ۔ آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر ۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے ۔ آمین یا رب العالمین ۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے ۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما ليس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا ۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بد آدمی ہے ۔ سو اگر ایسے کلمات

حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين ۔ آمین ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاه الله و اید

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

جناب معمار امرتسری لکھتے ہیں: مرزائی اصحاب کی طرف سے اس فیصلہ مرزا پر یہ عذرات پیش کیے جاتے ہیں کہ

آخری فیصلہ اس گفتگو مباہلہ کی ایک کڑی ہے جو مدت سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب کے درمیان ہو رہی تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود اس تحریر کو مباہلہ لکھا ہے جیسا کہ وہ مرقع قادیانی ماہ جون ۱۹۰۸ء میں راقم ہیں کہ کرشن قادیانی نے میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔ اور مباہلہ فریقین کی منظوری کے بعد موثر ہوتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کو منظور نہ کیا تھا،

معمار کہتے ہیں کہ: وہ مباہلہ جسکے بارے میں مرزا صاحب قادیانی اور مولانا ثناء اللہ صاحب کے درمیان عرصہ سے گفت وشنید جاری تھی وہ تو اشتہار آخری

فیصلہ سے قریباً ۱۲ یوم پیشتر ہی منفصل ہو چکا تھا خود مرزا صاحب قادیانی نے لکھ دیا تھا کہ یہ مباہلہ (آج سے قریباً دو ماہ بعد) حقیقۃ الوحی کتاب چھپنے پر کیا جائے گا۔ ملاحظہ ہوا خبار بدر مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء

حقیقۃ الوحی ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی اور اشتہار آخری فیصلہ اس سے ایک ماہ پہلے یعنی ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا گیا۔ ولہذا اس اشتہار کو اس مباہلہ سے جوڑنا اس مقولہ کا مصداق ہے

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا

اشتہار آخری فیصلہ کے ساتھ سابقہ زیر بحث مباہلہ سے متعلق نہ ہونے پر ایک ناقابل ردّ دلیل یہ بھی ہے کہ جب اشتہار آخری فیصلہ کے ایک ماہ بعد کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہوئی، تو مولانا فاتح قادیان نے مرزا جی کے نام ایک خط روانہ کیا کہ حسب وعدہ خود آپ کتاب حقیقۃ الوحی مجھے بھیجیں تاکہ میں اس مباہلہ، کی تیاری کروں۔ اس کے جواب میں اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء میں لکھا گیا کہ:

> مشیت ایزدی نے آپ کو (اب) دوسری راہ سے پکڑا (ہے کہ) حضرت حجۃ اللہ (مرزا صاحب) کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا اس واسطے (اس سابقہ) مباہل، کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ نہ قرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہوئے۔ لہذا (اب) آپ کی طرف کتاب بھیجنے کی ضرورت نہ رہی۔،

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تحریر اشتہار آخری فیصلہ سے ایک ماہ بعد کی ہے جس میں نہ صرف یہ کہ سابقہ مباہلہ کو منسوخ قرار دیا گیا ہے بلکہ یہ بھی تصریح کی ہے کہ آخری فیصلہ صرف ایک دعا ہے جو حسب تحریک ملہم مرزا کی گئی ہے اور کافی وافی ہے۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے جو اس خط سے پہلے اشتہار آخری فیصلہ کو خلاف قرآن اور خلاف سنت انبیاء ثابت کر کے اسے فیصلہ کن ماننے سے انکار کیا تھا اس انکار ثنائی کا آخری فیصلہ پر کوئی اثر نہیں۔ مرزا صاحب انکار ثنائی کے بعد بھی اسے فیصلہ کن قرار دیتے ہیں۔

اور یہ بات بھی حق ہے کہ اقرار یا انکار کا اثر مباہلہ سے وابستہ ہوتا ہے اور

یہ تو ایک محض دعا، ہے جس کا قبول کرنا نہ کرنا خدا کے اختیار میں تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بقول مرزا صاحب قادیانی ان کی یہ دعا خدا قبول بھی کر چکا تھا ملاحظہ ہو اخبار بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء

رہ گیا مرزائیوں کا یہ عذر کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اشتہار کو مباہلہ کیا ہے، سو جواباً عرض ہے کہ مرزا جی کا یہ قاعدہ بھی تھا کہ وہ یک طرفہ دعاؤں کو مباہلہ کہا کرتے تھے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری کی یک طرفہ دعا کو مباہلہ قرار دیا (نزول المسیح ص ۳۱) اس قاعدہ کی رو سے مرزا صاحب قادیانی اور مرزائیوں نے اس دعا کو مباہلہ کہہ کر باوجود ثنائی انکار کے بھی بحال رکھا (ملاحظہ ہو اشتہار تبصرہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ نمبر ۲۵)

اور اسی قاعدہ کو ملحوظ رکھ کر مولانا ثناء اللہ صاحب نے الزامی طور پر مباہلہ لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ:

> مرزا صاحب کو میرے حق میں دعا بد کئے ہوئے جس کو وہ اور اس کے دام افتادہ مباہلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں ایک سال سے کچھ روز زیادہ گذر گئے ہیں۔ (مرقع قادیانی ماہ جون ۱۹۰۸ء ص ۱۹)

اس بیان سے صاف واضح ہے کہ مولانا صاحب بتحقیق خود اسے مباہلہ نہیں بددعا سمجھتے تھے۔ ہاں بطور الزام اسے مباہلہ بھی کہا۔ مرزائی صاحبان اپنے مسیح موعود کی سنت کے ماتحت ان الفاظ کو تو چھوڑ دیتے ہیں مگر پہلی سطور کو پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو جی خود مولوی ثناء اللہ نے اشتہار آخری فیصلہ کو مباہلہ لکھا ہے۔

آہ! اف لھم و لما یفعلو ن

ایک اور واضح بیان:

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ایک اور بیان سنئے

> چونکہ مرزا اور مرزا کی اندھی تقلید میں مرزائیوں نے اس (آخری فیصلہ) کا نام مباہلہ رکھا دیکھو تبصرہ ص ۱، اس لئے میں نے بھی اس کو کہیں کہیں مباہلہ کہہ دیا ہوگا ورنہ دراصل مباہلہ نہیں بددعا ہے۔

(مرقع قادیانی بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء ص ۲۴)

اس تحریر نے تو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا کہ مولوی صاحب کا مباہلہ کہنا محض الزامی رنگ میں تھا ورنہ اصل میں ایک دعا ہے جسے بقول مرزا صاحب قادیانی خدا قبول کر چکا ہے۔ لہذا مرزائی صاحبان کے جملہ عذرات قطعاً باطل ہیں مرزا صاحب قادیانی اپنی دعا کے پورے پورے مصداق ہیں جوانہوں نے اشتہار آخری فیصلہ میں بدیں الفاظ خدا تعالی سے مانگی تھی کہ

اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

حاصل یہ کہ مرزا جی کا یہ آخری فیصلہ ہر لحاظ سے مرزائی مشن کے حق میں آسمانی شعاع موت کا حکم رکھتا ہے۔ پس ہمارے احباب کو چاہیے کہ جہاں تہاں مرزائیوں کو اس آسمانی حربے سے تباہ و نابود کریں اگر یہ عذر ہو کہ ہمارے پاس آخری فیصلہ کے متعلق میدان بحث میں حوالہ جات دکھانے کیلئے اخبار و رسائل نہیں ہیں تو میں آپ کو خوش خبری دیتا ہوں مرقع قادیانی بابت ماہ جون و اکتوبر ۱۹۰۸ء نیز قادیانی اخبار بدر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء و ۱۳ جون ۱۹۰۷ء جن کے اس مضمون میں میں نے حوالے دیئے ہیں کچھ زائد پرچے میرے پاس موجود ہیں آپ بواپسی ڈاک درخواستیں بھیج کر منگوالیں چونکہ مرقع قادیانی کے قریباً قریباً پانچ پانچ نسخے ہیں اور بدر ۲۵۔ اپریل و ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کا تو صرف ایک ایک پرچہ موجود ہے۔ اندریں صورت آپ کی درخواستیں حضرت مولانا فاتح قادیان کے روبرو پیش ہوں گی وہ جن اصحاب کا نام منتخب فرمائیں گے ان کو اطلاع دے کر ان سے بمعہ محصول ڈاک ایک روپیہ منگوا کر مذکورہ بالا پرچہ جات انہیں بھیج دیں گے۔ انشاء اللہ تعالی

اسلام کے مبلغ و مناظر حضرات درخواست بھیجنے میں جلدی کریں۔ پھر نہ کہنا

ہمیں خبر نہ ہوئی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ ص ۶۔۸)

مسئلہ حیات مسیح میں مرزائیوں کا شرمناک مغالطہ

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

پچھلے دنوں دہلی میں مرزائیوں کے ساتھ مسئلہ حیات مسیح پر مناظرہ ہوا۔ چند دن بعد مرزائیوں نے اپنی فتح جتانے کے لئے ایک اشتہار شائع کیا تو وہاں کے ایک غیور و مخلص نوجوان امرتسری حال وارد دہلی نے وہ اشتہار برائے جواب امرتسر بھیجا۔ چنانچہ بذریعہ مکتوب قلمی جو مضمون ارسال کیا گیا اس مضمون کو صاحب موصوف نے بصورت اشتہار شائع کیا جس کی ایک نقل امرتسر بھی بھیجی جو درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم

آسمان ثانی پہ ہے وہ محترم

مسئلہ حیات مسیح میں مرزائیوں کا شرمناک مغالطہ

ہماوے دہلوی احباب نے ہمارے پاس مرزائیوں کا ایک اشتہار جس کا عنوان ہے: وفات مسیح کا مسئلہ، احمدیت کی فتح۔ جواب کے لئے بھیجا ہے۔ اس اشتہار میں راقم مضمون ابوعمر الدین مرزائی مبلغ نے لکھا ہے کہ مورخہ ۱۰ محرم ۱۳۵۸ھ کو دہلی میں جو مناظرہ مرزائیوں کا امامیہ اہل حدیث سے ہوا اس میں ہم کو شاندار فتح حاصل ہوئی ہے۔ ہم اس معاملہ میں بوجہ غیر حاضر ہونے کے اگرچہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے تاہم اپنے تجربات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ مرزائی اصحاب عموماً اپنی شکست کو فتح کے نام سے ظاہر کیا کرتے ہیں اس لئے اس جگہ بھی یہی ہوا ہوگا۔ رہ گیا نفس مضمون اور مرزائی مطالبہ کی حقیقت، سو اس کے متعلق ہم بلاخوف تردید کہتے ہیں کہ مرزائی مناظر نے کمال درجہ کی دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اور اپنے مسیح موعود کی سنت پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کی عادت شریفہ تھی کہ وہ عموماً اسی قسم کے پیچ پیچ کیا کرتے

تھے مثال کے طور پر ان کی کتاب ازالہ اوہام ص ۱۸۶ طبع اول صفحہ ۷۵ طبع سوم ملاحظہ کریں جہاں مرزا جی نے اپنی جائے سکونت کو اپنے نام کے ساتھ شامل کر کے لکھا ہے کہ خدا نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ:

اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔

ہندو مسلم سکھ عیسائی دوستو! کہہ دو غلام احمد کی جے۔

برادران! دیکھئے کس قدر چالاکی سے کام لیا ہے کہ اپنے نام کے ساتھ اپنی جائے پیدائش قادیان کی قید لگا دی ہے۔ مطلب مرزا جی کا یہ تھا کہ اول تو قادیان نام کا گاؤں دنیا میں ہوگا ہی نہیں، اگر ہو بھی تو کیا ضرور ہے کہ اس میں کوئی غلام احمد نام کا آدمی بھی موجود ہو، اور پھر وہ میری طرح اپنے نام کے ساتھ اپنے گاؤں کا دم چھلا لگا کر غلام احمد قادیانی کہلاتا ہو۔ آہ! صدق رسول اللہ ﷺ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت

بعینہ یہی چال اس جگہ مرزائیوں نے اختیار کی ہے۔ ملاحظہ ہو مرزائی مشتہر لکھتا ہے:

> اگر قرآن مجید، احادیث، یا لغت عرب سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ لفظ توفی کے معنی سوائے موت یا قبض روح کے کچھ اور بھی ہوتے ہیں جب کہ یہ لفظ باب تفعل سے ہو اور فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول بہ انسان ہو اور کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو ایسا ثابت کرنے والے کو مبلغ ۵۰ روپیہ انعام دیئے جائیں گے۔

جواباً گزارش ہے کہ لفظ توفی کے متعلق جو شرائط اور قیود مرزائیوں نے لگائے ہیں عربی کتب گریمر میں ان شرائط کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ مرزائی لوگ ہم سے اس قسم کے مطالبات کرنے سے پہلے خود اپنی پیش کردہ شرائط و قیود کا کسی معتبر کتاب لغت سے پتہ بتائیں ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ غلام احمد قادیانی الہامی نام کی طرح یہ بھی ایک پرپیچ مغالطہ ہے۔

ہمارا یہ اعتراض ایسا وزنی ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کی اہمیت کو محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا جواب بایں الفاظ دیا ہے کہ:

در بارہ لفظ توفی اتفاق اہل لغت برہمیں قاعدہ مستمرہ است کہ چوں در عبارت فاعل ایں لفظ خدا باشد ومفعول بہ انسان درآن صورت معنی توفی در میرانیدن محصور خواہد بود وبجز میرانیدن وقبض روح معنی دیگر درآنجا ہرگز نخواہد بود (اشتہار مرزا موسومہ واجب الاظہار)

ناظرین کرام! بالخصوص ہمارے مخاطب مرزائی اصحاب بغور مطالعہ کریں کہ اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظ توفی سے متعلقہ قیود کا حوالہ، اتفاق اہل لغت، پیش کیا ہے (بہت خوب)

اب ہماری گذارش صرف یہ ہے کہ مرزائی اصحاب اہل لغت کے اقوال سے اس کا ثبوت دکھائیں لیکن اگر وہ نہ دکھا سکیں اور ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو انہیں اقرار کرنا ہوگا کہ ہمارے مسیح موعود نے اس جگہ اہل لغت پر صریح جھوٹ باندھا ہے اور سراسر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

مرزائیو! یاد رکھو اگر تم نے اہل لغت کا یہ متفقہ فیصلہ نہ دکھایا تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ تمام اقوال یاد کر لینا جن میں انہوں نے لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر ہے، جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ دروغ گو لعنتی وغیرہ۔

صاحبان! جب تک مرزائی اصحاب لغت کا حوالہ تلاش کریں آپ میری طرف متوجہ ہو کر لفظ توفی کا حال سنیں

یہ لفظ تین معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پورا لینا۔ نیند۔ موت۔

پہلے معنی اس لفظ کے حقیقی اور وضعی ہیں۔ موخر الذکر دونوں معنی یعنی نیند اور موت اس لفظ کے مجازی معنی ہیں۔ چنانچہ امام زمخشری جس کے متعلق مرزائیوں کے مسیح موعود نے خود لکھا ہے کہ:

اس کے مقابل پر کسی کو چوں چرا کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۲۰۴)

یہ امام صاحب اپنی کتاب اساس البلاغہ میں رقم فرماتے ہیں:

و من المجاز توفی فلان و توفاہ اللہ و ادرکتہ الوفاۃ۔

یعنی توفی کے معنی موت لینا مجازی ہیں۔

ایسا ہی تاج العروس شرح قاموس جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۴ میں لکھا ہے۔

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں:

و قدعبر عن المو ت و النو م با لتو فی

یعنی موت ونیند تو فی کے مجازی معنی ہیں اصلی اور حقیقی معنی توفی کے ا خذ الشیء وا فیاً ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی وغیرہ) یعنی چیز کو پورا پورا لینا چنانچہ عرب کہا کرتے ہیں

تو فیت منه درا ھمی (تفسیر کبیر) میں نے اس سے اپنے درہم پورے وصول کئے

تو فی کا لفظ خود وفا سے ماخوذ ہے اور وفا کہتے ہیں پورا کرنے کو۔ لسان العرب ج ۲۰ میں لکھا ہے:

الو فا ضد الغدر یعنی وفا غدر کی ضد ہے۔

چنانچہ محاورہ عرب ہے یقال و فی بعهد ہ یعنی اس نے اپنا عہد پورا کیا

نیز اسی لسان العرب میں ہے

توفیت الما ل منه و استو فیته اذا ا خذ ته کله (ج ۲۰)

یعنی تو فیت الما ل (باب تفعل) اور استو فیتہ (با ب استفعا ل) دونوں ہم معنی ہیں یعنی میں نے اس سے اپنا مال پورا پورا لے لیا۔

اسی کے قریب قریب علامہ فیومی نے مصباح المنیر میں رقم فرمایا ہے۔

اساس البلاغۃ میں ہے استو فاہ و تو فاہ استکمله یعنی استو فاہ تو فاہ کے معنی ہیں پورا لیا اس نے۔

لسان العرب جلد ۲۰ میں یہ محاورہ بھی مرقوم ہے تو فیت عدد القوم اذا عدد تهم کلهم یعنی جب کوئی شخص قوم کی گنتی پوری کر لیتا ہے تو کہتا ہے تو فیت عدد القو م میں نے قوم کی گنتی پوری لے لی ہے۔

الحاصل لفظ تو فی کے حقیقی معنی پورا لینے کے ہیں اور یہ قاعدہ مسلمہ فریقین ہے کہ حقیقی معنی کے ہوتے ہوئے مجازی معنی لینا غلط و باطل ہیں۔ اندریں صورت آیت یا عیسی انی متو فیك و را فعك کے معنی بالکل عیاں ہیں یعنی اے عیسی میں تجھے

زندہ لے کر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

ایک اورطرح سے: آیت یا عیسی انی متو فیك و را فعك الی کے معنی سمجھنے کے لئے حضرت عیسی کے واقعات پر ایک گہری نظر ڈالیں تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ اس وقت کا نقشہ یہ ہے کہ حضرت مسیح محصور ہیں ان کے دشمن قتل پر آمادہ ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الما کرین یہود نے قتل مسیح کی تدبیر کی اوران کے بالمقابل خدا نے بھی تدبیر اور خدا بہترین مدبر ہے۔

چنانچہ خدا تعالی نے مسیح کو وعدہ دیا:

یا عیسی انی متو فیك و را فعك الیّ و مطھر ك من الذین کفروا اے میرے رسول تو خوف نہ کر کہ میں تیری تو فی کرونگا تجھے اپنی طرف اٹھا کر دشمنوں سے بچاؤنگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس وعدہ الہی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤنگا اور تیرا اپنی طرف رفع کرونگا۔

(اربعین نمبر۳ص۱۰)

بنا بریں ظاہر ہے کہ مسیح کو بچانے کا وعدہ واقعہ صلیب کے وقت سے متعلق ہے جو اسی وقت پورا ہونا چاہیے تھا۔ مرزا خود اقراری ہیں کہ وعدہ ہذا کے الفاظ:

دلالت کرتے ہیں کہ یہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں۔ (دافع الوساوس۔ص ۴۶ طبع اول۔ص ۴۰ طبع دوم)

اب اگر اس جگہ تو فی کے معنی موت لئے جائیں جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ اے عیسی تیرے دشمن تجھے مارنا چاہتے ہیں تو کچھ غم نہ کر انّی متو فیك میں ابھی تیری جان نکال لیتا ہوں و را فعك الی اور اس کے بعد تیری روح کو اپنی طرف عزت کی موت دے کر اٹھا لوں گا (رفع کے معنی مرزا نے ازالہ اوہام میں عزت کی موت کئے ہیں۔ طبع اول ص ۴۶)۔ ومطھر ك من الذین کفروا اور تیرا خاتمہ کرنے کے بعد ان کفار دشمنوں سے تجھے پاک کرونگا۔ (تطھیر کے معنی مرزا نے ازالہ اوہام میں میں صلیبی موت سے بچانا کئے ہیں۔ طبع اول ص ۹۲۳ طبع سوم ص ۳۷۷)

صاحب علم اور منصف مزاج ناظرین! آپ خود غور فرمائیں کہ یہ ترجمہ جو

مرزائی کتب پر مبنی ہے کس قدر لغو ہے۔ اگر یہ صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ نکلے گا کہ خدا تعالی کا یہ وعدہ کہ میں تجھے بچاؤنگا، کفار سے پاک رکھونگا، میں بہترین تدبیر کرنے والا ہوں وغیرہ یکسر باطل لغو لچر تھا۔ معا ذ الله ثم معا ذ الله ثم معا ذ الله

سب سے بڑھ کر مرزائیوں کے مسیح موعود نے جو اپنی متعدد کتب میں قرآن شریف کی آیت و آوینا هما الى ر بوة ذات قرار و معين ۔ میں تحریف کرتے ہوئے نیز الہام جتا کر یہ لکھا ہے کہ مسیح اس وقت صلیب سے زندہ اتر آیا تھا، کشمیر آکر ۱۲۰ برس عمر پا کر فوت ہوا وہیں اس کی قبر موجود ہے۔ یہ سب کا سب جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ وعدہ الہی یا عیسی انی متو فيك تو بزمانہ صلیب دیا گیا جو اسی وقت پورا ہونا تھا اور بقول مرزائیوں کے تو فی کے معنی موت ہیں نتیجہ ظاہر ہے کہ مسیح اسی وقت فوت ہو گئے۔

خلاصہ یہ کہ اس آیت میں تو فی کے معنی موت کرنا قرآن وحدیث کتب لغت اقوال مرزا وغیرہ کے صریح خلاف ہے مرزائی لوگ تو فی کے معنی اپنے مسیح موعود کے اقوال کے ماتحت کشمیر کی طرف جانا کریں ہم بروئے آیت و را فعك الى مسیح کا آسمان پر اٹھایا جانا کریں گے۔ تو فی کے معنی موت اس جگہ ہو ہی نہیں سکتے اگر کسی مرزائی میں جرأت ہے تو کر دکھائے ایک سو روپیہ انعام کا میری طرف سے اعلان ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۱ نمبر ۳۰ ص ۸۔۱۰)

دوسرا خر دجال قادیان میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہو گا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے بتصریح لکھا ہوا ہے کہ انگریز دجال ہیں اور ریل گاڑی اس دجال کا گدھا ہے اور قادیان مدینۃ المسیح ہے۔ یہ خر دجال ایک مرتبہ پہلے اس روز داخل قادیان ہوا تھا جب خلیفہ قادیان مع سٹاف امرتسر جنکشن پر اس کے استقبال کے لئے آئے تھے اور اس کم بخت خر دجال

کے انجن کو پھولوں کے ہار پہنا کر اچھا خاصہ دولہا بنا کر قادیان میں لے گئے تھے اس وقت بھی ہم نے لکھا تھا کہ یہ کیا اندھیر ہے کہ خر دجال کی اتنی عزت کی جاتی ہے کہ کسی دلہا کی بھی نہ ہو۔

اب دوسرا خر دجال قادیان میں ڈیزل کار کی صورت میں آیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ پنجاب ریلوے نے ایک کار چلائی ہے جس کا نام ڈیزل کار ہے۔ یہ کسی جرمن صناع کیا یجاد ہے اس کا انجن بھی ریلوے سے مختلف ہے۔ یہ ڈیزل کار جب سب سے پہلے قادیان میں گئی، تو اسکے پہنچنے پر قادیانی اخباروں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا بلکہ حضرت مرزا صاحب کے پرانے بہی کھاتے سے ایک پیش گوئی بھی نکال ماری۔ ہم اس سے ان کو منع نہیں کر سکتے مگر اتنا تو ان کو خیال رکھنا چاہیے کہ بقول مرزا صاحب اگر ریل خر دجال ہے تو ڈیزل کار کیا ہوئی؟ ہمیں افسوس ہے کہ یہ کم بخت خر دجال ایسا جری ہوگیا ہے کہ مدینۃ المسیح میں پہنچنے سے نہیں رکتا۔

ہماری دعا ہے کہ خدا اس کا پیٹ آگ سے بھرے اور یہ آگ میں جلے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۱ ص ۵)

نبوت مرزا غلط ہے

کیونکہ ان کی اولاد ان کی وارث ہوئی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت کا مسئلہ ایسا صاف ہے کہ جیسے دو ضرب دو چار۔ در و دیوار سے آواز آتی ہے کہ قادیانی نبوت خود ساختہ ہے۔ لا مانع تحتھا

علمائے اسلام اس کے ابطال میں بہت سے دلائل دے چکے ہیں مگر بڑی دلیل وہ ہے جو قادیانی خاندان عملی طور پر خود پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب متوفی کا ترکہ ورثاء میں تقسیم ہوا۔ حالانکہ حدیث صحیح بروایت بخاری موجود ہے

نحن معا شر الا نبیاء لا نور ث ما تر کنا صدقۃ

ہم انبیاء کی جماعت ہیں ہم کسی کو تر کے کا وارث نہیں چھوڑا کرتے ہم جو مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔

یہ روایت قادیانی جماعت کو بھی مسلّم ہے۔کسی معترض کی طرف سے اس روایت کی بنا پر اعتراض ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی اگر نبی تھے تو ان کا ترکہ کیوں تقسیم ہوا۔اس کے جواب میں الفضل قادیان ۳ مئی ۱۹۳۹ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں اس حدیث کو تسلیم کر کے جواب دیا گیا ہے کہ یہ حکم کہ:

انبیاء کے وارث نہیں ہوتے یہ مخصوص آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا

اللہ ! کس قدر دلیری اور جرأت ہے کہ اپنے مکذوبہ عقیدہ کو صحیح رکھنے کے لئے حدیث نبوی پر تصرف کیا جاتا ہے۔لیکن ان لوگوں سے یہ تعجب نہیں۔یہ تو یہاں تک دلیر واقع ہوئے ہیں کہ دمشق کے معنی قادیان کر لیتے ہیں۔خر دجال سے مراد ریل لیتے ہیں۔اور پھر لطف یہ کہ خود اس پر سوار ہوتے ہیں۔

اس لئے ان لوگوں کا کسی حدیث کی تاویل بلکہ تحریف کر دینا کوئی عجب امر نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جو ان کو ان کے نبی نے خود سکھایا ہے۔کوئی پوچھے کہ حدیث کے الفاظ تو معا شر الا نبیاء آئے ہیں جس کے معنی انبیاء کی جماعت کے ہیں اور لا نو ر ث بھی جمع کا صیغہ ہے پھر تم اس کو مخصوص بہ ذات محمدیہ ﷺ کیسے کر سکتے ہو۔کوئی دلیل مثبت اس دعوی پر آپ نے نہیں دی پھر لطف یہ ہے کہ کس دلیری سے لکھتے ہیں کہ محققین اس حدیث کو آنحضرت ﷺ کی ذات سے مختص سمجھتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں تصریح موجود ہے

ہمیں نہ تو بخاری شریف میں کوئی یسا لفظ ملا اور نہ ہم ان محققین کی حقیقت سے واقف ہوئے کہ محققین تحقیق سے مشتق ہیں یا حقے سے۔

آگے چل کر لکھا ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا) پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔جمہور سنی صاحبان کا عقیدہ سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔

کیوں؟ اس لئے کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اہل سنت کی طرف ہیں یا کچھ اور

۔حق یہی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کے ابطال میں یہ حدیث اصرح دلیل ہے ۔ ہاں اس کا جواب اہل قادیان ہم سے پوچھیں تو ہم بتا سکتے ہیں جو ان کے اصول پر مبنی ہو گا لیکن اس جواب بتانے کے لئے فریق ثانی کی درخواست مع نذرانہ بغرض مٹھائی آنا ضروری ہے ایسا جواب دیں گے کہ کار آمد ہو ایسا کار آمد کہ قادیانی جماعت بھی اس سے فائدہ اٹھائے اور ان کے مخالف بھی فائدے سے خالی نہ رہیں ۔ کیا اہل قادیان ہم سے جواب سیکھیں گے ۔؟ دیدہ بائد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۱ ص ۵۔۶)

مسلمانوں کے ارتداد کی وجہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء میں لکھا ہے:

مسلمانوں کے غلط عقاید کی وجہ سے (جن میں ایک عقیدہ حیات مسیح کا بھی ہے) دنیا کے اکثر حصے پر عیسائیوں کا غلبہ ہو گیا ہے اور بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے ۔ وغیرہ ۔

جواب ۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ قادیانی لوگ اپنے ہیرو کی تصنیفات سے بے خبر ہو گئے ہیں یا سرکار نے ان سے چھین لی ہیں ۔

دوسری شق ہے تو از راہ ہمدردی ان کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب قادیانی کی تصانیف دفتر اہل حدیث امرتسر میں آکر دیکھ لیا کریں ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی (بزعم جماعت احمدیہ) لاجواب اور بے نظیر کتاب براہین احمدیہ ہے جس نے بقول ان کے کفر کے حملے کو نہ صرف روکا بلکہ حملہ آوروں کو فنا کر دیا ۔

ایسی بے نظیر اور بیمثال کتاب میں حیات مسیح کا عقیدہ درج ہے ۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸۔۴۹۹۔

بلکہ بعد ادعائے مسیحیت حضرت موسیٰؑ کی حیات کا بھی آپ نے دعویٰ کیا تھا

جس کی تردید انہوں نے انتقال تک نہیں فرمائی۔ اس حیات (موسیٰ) کا حوالہ ہم نہیں دیتے بلکہ جماعت مرزائیہ کی طرف سے اس کے مطالبے کا انتظار کرتے ہیں۔ پھر ایسا عقیدہ جو مرزا صاحب کی مہدویت اور مجددیت کے خلاف نہ ہو وہ مسلمانوں کو مرتد کیسے بنا سکتا ہے اور اگر کہیں (جیسا کہ مرزا صاحب نے خود کہا ہے کہ یہ عقیدہ میری سادگی پر مبنی ہے) مرزا غلام احمد صاحب نے اس سے رجوع کر لیا ہوا تھا۔ بے شک حیات مسیح سے رجوع کر لیا تھا لیکن جس وقت یہ عقیدہ براہین میں ظاہر کیا تھا اس وقت بھی تو آپ ملہم اور مجدد تھے۔

ہماری غرض اس سے صرف یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ کفر اور شرک اور موجب ارتداد ہوتا تو اس وقت بھی ہوتا۔ جب اس وقت نہیں تھا تو پھر اب کیوں؟ کفر شرک ہر حال میں برا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک وقت تو وہ مجدد میں پایا جائے اور پھر وہی موجب ارتداد ہو۔

علاوہ ازیں حیات مسیح سے رجوع کیا تو حیات موسیٰ کا اظہار کیا۔ بات ایک ہی ہے۔

ناظرین کے لئے یہ ایک نئی بات ہوگی کہ مرزا صاحب قادیانی جو وفات مسیح پر ایسے تلے ہوئے تھے کہ کوئی بھی مضمون لکھیں اس میں وفات مسیح کا ذکر لے آتے تھے وہ حضرت موسیٰؑ کی حیات کے کیسے قائل ہو گئے۔ لیکن یہ بات حیرانی کی نہیں ہے بلکہ تصرف قدرت قدرت ہے۔ اور اس کا لطف اس وقت آئے گا جب اس شعر کا مصداق ظاہر ہوگا

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۱ ص ۶)

منارۃ المسیح پر نام کندہ کرانے والے ہم بھی ہیں

مولانا ثناء اللہ امرتسری بتاتے ہیں کہ اخبار الفضل میں تجویز شائع کی گئی ہے کہ منارۃ المسیح (قادیان) پر خاص خاص اصحاب کے نام کندہ کرائے جائیں اور ان سے کچھ رقم وصول کی جائے۔ ہم بھی اپنا نام کندہ

کرانے کی درخواست کرتے ہیں مگر نام ہمارا اس طرح لکھا جائے

ابوالوفا ثناء اللہ: جن کے حق میں مرزا صاحب نے اپنے سے پہلے مرنے کی پیش گوئی کی تھی۔

اس کے لئے پانچ روپے فیس بھی ہم پیش کریں گے۔ کیوں؟

ثنا خوانوں کو ترے رخ پر گر کندہ کیا ہوتا
ہمارا بھی ذکر ہوتا ترا چرچا جہاں ہوتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۱ ص ۶)

خاتم النبیین۔ ۱۱

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

چونکہ حدیث میں تیس کذابوں کی قید خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد قادیانی) کے مطلب کو قطعاً غلط ثابت کر رہی ہے اس لئے خلیفہ صاحب نے حسب مقولہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، اس کا جواب دینے کی ناکام کوشش بدیں الفاظ کی ہے کہ:

تیس کی قید صرف ایک خاص زمانہ کے لئے ہے اور صرف ان مدعیوں کی نسبت ہے جو منہاج نبوت کے خلاف دعوی کریں اور مجنون نہ ہوں۔

ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں اس جواب کی سمجھ نہیں آئی۔ منہاج نبوت سے مراد خلیفہ صاحب نے، قبل دعوی سچا ہونا، بتایا ہے جس کا مطلب وہی ہے کہ جو جھوٹا ہے اس کو سچا نبی نہ مانو۔ تیس کی قید سے اس کو کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب آپ نے نہیں دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔

رہ گیا آپ کا یہ کہنا کہ تیس کی قید ایک خاص زمانہ کے لئے ہے، یہ فقرہ بھی مطلب دربطن قائل کا مصداق ہے۔ بتلایئے وہ کون سا زمانہ ہے۔ اور اس کی حد کہاں تک ہے جس کے اندر تو جھوٹے انسانوں کو سچا نبی نہیں مانا جا سکتا، مگر اس کے گذر جانے کے بعد ہر کذاب و دجال مدعی نبوت کو نہ صرف یہ کہ ضرور مان لینا چاہیے بلکہ اس کے منکروں پر فتوی لگایا جاوے کہ:

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۶۳)

خلیفہ صاحب ! آپ کی یہ باتیں فرزانگی سے بعید ہیں

تیسرا امر یہ ہے۔ اگر آنحضرتﷺ کا یہ مطلب تھا کہ: جھوٹے انسان کے دعوی نبوت پر ایمان نہ لانا،

تو آپ نے اس فقرہ کے بعد جو دلیل اس پر بیان فرمائی ہے کہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی اس کی کیا ضرورت تھی اور مطلب کیا؟

خلیفہ صاحب نے خا تم النبیین کے معنی منہاج نبوت، بتائے ہیں اور منہاج نبوت، دعوی سے قبل پاک زندگی کو قرار دیا ہے۔

آیئے ! ہم اس مطلب کو حدیث میں داخل کر کے حدیث کا مدعا سمجھنے کی کوشش کریں ملاحظہ ہو۔عبارت یہ بنے گی

> میری امت میں تیس ایسے اشخاص پیدا ہوں گے جن کا جھوٹ لوگوں کو معلوم ہوگا مگر وہ نبوت کا دعوی کریں گے و انا خا تم النبیین میں دعوی سے قبل صادق ہونے کی وجہ سے صادق نبیوں کے لئے معیار ہوں مگر لا نبی بعدی میرے بعد سچا نبی مبعوث نہ کیا جاوے گا۔

خلیفہ صاحب ! ملاحظہ ہو یہ معنی ہم نے آپ کے مسلمات کی بنا پر کئے ہیں ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہﷺ پرسب انبیاء کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے بعد میں جھوٹے اشخاص ہی دعوی نبوت کریں گے سچا کوئی نہ ہوگا۔

معلوم نہیں آپ نے اس قدر تکلفات کیوں کئے۔بات تو پھر پھرا کے وہی رہی۔اور بہر حال اس حدیث سے یہی ثابت ہوا کہ جوں ہی کوئی مسلمان یہ سنے کہ فلاں شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے وہیں بلاتامل کہہ دے کہ وہ الثلا ثین میں ہے۔ یا مرزا صاحب کے لکھے ہوئے کو دوہرا دے، سنئے مرزا صاحب فرماتے ہیں:

> ۱۔ میں حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہﷺ پر ختم ہوئی۔ (اشتہار مرزا قادیانی ۲۔اکتوبر ۱۸۹۱ء)
>
> ۲۔ میں مدعی نبوت کو اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (آسمانی فیصلہ)
>
> ۳۔ کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوی کرتا ہے قرآن

شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ (انجام آتھم حاشیہ ص ۲۷ طبع دوم۔) باقی
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۱ ص ۷)

مامور اور مصلح اخلاقی لحاظ سے بہت بلند ہوتا ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اخبار پیغام صلح لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء میں عنوان بالا سے ایک مضمون شائع ہوا تھا جو آج ۳۰ مئی کو ہماری نظر سے گذرا، جسے دیکھ کر ہم بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ عنوان ہمارے اور امت مرزائیہ (ہر دو صنف) کے درمیان فیصلہ کن ہے۔ ہم اپنے معلومات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی تحریک کے لئے دو ہی امور فیصلہ کن ہیں۔ سب سے پہلے مرزا صاحب کا آخری فیصلے والا اعلان۔ دوسرے مذکورہ بالا عنوان۔

آخری فیصلے کے متعلق تو اہل حدیث ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ آج ہم اس عنوان سے امت مرزائیہ کے مامور اور مجدد کو جانچتے ہیں۔

سب سے پہلے اخلاق کی تعریف ہونی چاہیے۔ اخلاق نویسوں نے اخلاق کی مختلف تعریفیں اور قسمیں بتائی ہیں مثلاً شیخ سعدی فرماتے ہیں

آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

یعنی جو کچھ تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کیلئے پسند نہ کرو۔ مثلاً بدگوئی اگر تم اپنے لئے نہیں چاہتے تو دوسروں کے حق میں بھی بدگوئی نہ کیا کرو۔ استاد صائب ایرانی کہتے ہیں

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

قرآن نے اخلاق کے متعلق بڑا تاکیدی حکم فرمایا ہے اسی سے اخلاق کی تعریف بھی مستنبط ہوسکتی ہے۔ غور کیجئے کس محبت اور مودت سے ارشاد ہوتا ہے

قل لعبادی یقول التی ھی احسن ۔ ان الشیطان ینزع بینھم
ان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا

یعنی میرے بندوں سے کہہ دو کہ جو بات کہا کریں بہت اچھی کہا کریں۔ شیطان سخت گوئی سے ان میں فساد ڈلوا دے گا کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

اخلاق کی یہ تعریفات سب کو مسلّم ہیں اس لئے ان کو معیار قرار دے کر طول دینا کچھ ضروری نہیں۔ بلکہ قادیانی مصلح کو ان پر جانچنا ہمارا مقصد ہے کیونکہ پیغام صلح نے اس عنوان کے ماتحت مرزا صاحب (مصلح قادیانی) کے حق میں لکھا ہے:

ابھی زمانہ قریب ہی میں ایک مرد کامل کا ظہور ہوا۔ ایک بلند اخلاق کا انسان دنیا کے ایک غیر معروف مقام سے اٹھا۔ اور اس کا اٹھنا قیامت ہو گیا۔ اس لئے تمام مذہبی دنیا میں اپنی اخلاقی اور علمی شوکت سے شدید ردّ عمل پیدا کئے اس کی اخلاقی اور علمی عظمت پر متعصب دشمنوں نے بھی شہادت دی ہے اس عظیم الشان انسان کے سانحہ ارتحال پر تمام اسلامی دنیا نے ماتم کیا۔

(پیغام صلح لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء ص ۳)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: پیغام صلح کا یہ قول محض دعوی ہے جس کا ثبوت اس نے نہیں دیا۔ اس لئے اس کا کام بھی ہم ہی کئے دیتے ہیں تاکہ قادیانی مصلح کا اخلاق پرکھا جائے۔ آپ علمائے اسلام کے حق میں کیا ہی لطیف فقرات فرماتے ہیں:

اے بد ذات فرقہ مولویان .... اے یہودی خصلت مولویو!۔ (انجام آتھم)

مولوی محمد حسین مولوی احمد اللہ ثناء اللہ جھوٹے ہیں، کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵)

میرے منکر بغایا (کنچنیوں) کی اولاد ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۵۴۷)

اس نالائق نذیر حسین (حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی) اور ان کے ناسعادت مند شاگرد محمد حسین بٹالوی کا یہ افتراء ہے۔ (مواہب الرحمٰن۔ ص ۱۲۷)۔

کہاں تک لکھیں۔ ہم نے مرزا غلام احمد صاحب کے اس قسم کے اخلاقی فقرات اور ان کے ساتھ ہی آریوں کے گرو سوامی دیانند کی شیریں کلامی کے نمونے ایک رسالے کی صورت میں جمع کر دیئے ہوئے ہیں جس کا نام: دوریفارمرز، ہے۔ غالباً اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے حق

میں سخت کلامی سے کام لیا تو مرزا صاحب قادیانی نے بھی ان کو ایسا ویسا لکھا۔

ہمارے خیال میں یہ جواب مبطل الزام نہیں بلکہ موید الزام ہے کیونکہ علمائے اسلام نے اگر یہ بداخلاقی کی ہے، تو اپنے فعل کے وہ ذمہ دار ہیں۔ نہ وہ مہدی معہود ہیں نہ مسیح موعود۔ لیکن مہدویت اور مسیحیت کے مدعی کو تو جواب میں بداخلاقی سے کام لینا روا نہیں۔ ورنہ اس میں اور اس کے مخالفین میں کیا فرق رہے گا۔

ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدا لگتی کہنے میں کوئی غلطی محسوس نہیں کرتے کہ بحیثیت تصنیف اور شستہ کلامی کے سرسید احمد خان مرزا صاحب کی نسبت اعلیٰ مرتبہ پر تھے۔ گو وہ بھی اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ نہ تھے، کیونکہ آپ علمائے اسلام کے حق میں بحالت خفگی کوڑ مغز ملاں اور شہوت پرست زاہد وغیرہ الفاظ استعمال کر جاتے تھے (اللهم غفر لنا) مختصر یہ کہ ہم قادیان کے مصلح اعظم اور مسیح موعود کے اخلاقی حیثیت سے کسی بلند پایہ پر نہیں دیکھتے باوجود اس کے جب ہم ان کے اتباع کو ان کے اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ہمارے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے

نہ عارض نہ زلف دوتا دیکھتے ہیں
خدا جانے وہ ان میں کیا دیکھتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۲ ص ۵۔ ۶)

خاتم النبیین۔ ۱۲

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

صحابہ کرام کی تعریف سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ پھر خلفاء اربعہ ان میں بھی خلیفہ اول و دوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جو شان ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ آج اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں ان سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کا عاشق ہوں یا ان سے زیادہ متبع رسول علیہ السلام ہوں، تو میں کیا دنیا کا ہر وہ انسان جس نے صحابہ کے حالات پڑھے ہیں بلا تامل کہہ اٹھے گا کہ یہ شخص پرلے درجے کا شیخی باز بلکہ کذاب ہے۔ باوجود صحابہ کرام کی اس قدر علو شان کے بھی ان میں سے کسی کو نبی نہ بنایا گیا

حالانکہ ان میں ایسے انسان موجود تھے جو نبوت کے بار گراں کو اٹھا سکتے تھے چنانچہ ترمذی شریف میں فرمان نبوی موجود ہے کہ

لو کان بعدی نبی لکان عمر

یعنی تقدیر الٰہی میں میرے بعد اگر کسی شخص کو مقام نبوت دیا جانا مقدر ہوتا تو حضرت عمرؓ کو دیا جاتا۔

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں خدا کے علم و تقدیر کے اندر ت کسی نبی کی بعثت مقرر ہی نہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ جیسے فنا فی الرسول، آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویر، اور ظل محمد، علیہ السلام (ملاحظہ ہو مرزا صاحب کی کتب فتح اسلام، ازالہ اوہام ص ۱۷۲ طبع ۲۔ ایام الصلح ص ۳۵) کو محض اسی لئے نبوت نہ دی گئی کہ نبوت ختم ہو چکی تھی۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفه نبی ولا نبی بعدی سیکون خلفاء فیکثرون (بخاری)

(یعنی بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ رہا ہے کہ جب ایک نبی فوت ہوتا اس کا خلیفہ بھی نبی ہوتا مگر میرے بعد ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میرے بعد نبی ہی نہیں ہاں خلفاء بکثرت ہوں گے)

اس فرمان نبوی نے تو امت کو ظلی و بروزی بھول بھلیوں سے بچانے کے لئے تصریحاً بتا دیا کہ میرے بعد خلیفے تو بے شک ہوں گے مگر نبی ہرگز نہ ہوگا۔ باوجود اس قدر کھلی کھلی ہدایات کے بھی نہ ماننے والوں نے نہ صرف یہ کہ نہ مانا بلکہ الٹا ان تصریحات نبویہ کو محرف کر کے اجرائے نبوت کا مسئلہ ان سے نکالنے کی کوشش کی۔ چنانچہ خلیفہ صاحب قادیانی (مرزا محمود احمد) نے ان احادیث پر یہ گوہر افشانی فرمائی ہے

ان (احادیث) سے محض اتنا معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے معاً بعد کوئی نبی نہ ہوگا ہم اس کے خلاف نہیں کہتے اللہ تعالیٰ نے اس جگہ یہی بیان فرمایا کہ پہلے نبیوں کے بعد جلد ہی ان کی ... ہو جاتی تھیں مگر (یہ) امت ایک ہزار سال کے عرصہ میں خراب ہوگی تو ایک شخص مقام نبوت پر کھڑا ہوگا۔ (ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۳۸ء ص ۱۱)

جناب معمار کہتے ہیں: ہم نے خلیفہ جی کے اس مضمون کو آگے پیچھے نیچے اوپر ہر طرح سے دیکھا، بخدا ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم نے احادیث نبویہ کو بھی دیکھا جن پر اس وقت گفتگو ہو رہی ہے، ان میں کوئی ایک فقرہ موجود نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو کہ آنحضرت ﷺ کی امت ایک ہزار سال میں خراب ہو جائے گی تو ایک نبی مبعوث کیا جائے گا۔

نہ معلوم خلیفہ صاحب یہ سطور لکھتے وقت کہاں تھے۔ بہر حال اس میں کچھ راز ہے جسے کھولنا خلیفہ صاحب یا اڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز کا کام ہے۔

رہ گیا یہ امر کہ خلیفہ جی نے اس جگہ لا نبی بعدی کے معنی معاً بعد کئے ہیں، سو اس کے متعلق میرا پہلا سوال خلیفہ صاحب سے یہ ہے کہ آپ تو لا نبی بعدی کے معنی، خاتمہ نبوت، کرتے آئے ہیں یہاں آکر اس ترجمہ کو کیوں چھوڑ دیا؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ نے لفظ لا نبی بعدی اگرچہ متعدد بار فرمایا ہے مگر مضمون ایک ہی ہے۔ خلیفہ صاحب نے اگست ۱۹۳۸ء کے پرچہ میں مسئلہ اجراء نبوت کے راز کو لفظ مبشرات میں مستور بتا کر الفاظ فلا رسول بعدی و لا نبی کی شرح یہ کی تھی:

> اگر آنحضرت ﷺ نے یہ بات کھول کر بیان کر دی ہوتی کہ وہ نبوت ختم ہے جو شریعت والی ہے (یا جو) براہ راست ملتی ہے لیکن بغیر شریعت اتباع محمدی میں جاری ہے تو جھوٹے مدعی بھی دعوی کرتے (ص ۴۰) اس لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی جاتی کہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ص ۳۹۔)

یعنی لا نبی میں ہر قسم کی نبوت کا بند ہونا مراد ہے

اس کے بعد دوسرا پلٹا کھایا تو ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۶ پر لکھا:

> بعدیت سے مراد (نبوت) کا خاتمہ ہے۔

یعنی آنحضرت ﷺ کی نبوت کو ختم کر کے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تابع شریعت نبی آسکتا ہے۔ یہ معنی ہیں لا نبی بعدی کے۔

اب یہاں آ کر ایک نیا رنگ اختیار کیا ہے کہ بعد سے ، معاً بعد، مراد ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ ہاں کچھ سو سال بعد ہوسکتا ہے۔

اس کوڑھ پر کھاج یہ، آگے آنے والا مضمون ہے۔ اس میں یہی خلیفہ صاحب آپ کو پھر یہی کہتے نظر آئیں گے کہ لا نبی بعدی کے معنی خاتمہ نبوت ہی ہیں، (ریویو آف ریلی جنز اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۱۱) آہ:

صدق رسول اللہ : اذا لم تستحی فا صنع ما شئت

لفظ بعدی پر چونکہ ہم گذشتہ نمبروں میں کافی بحث کر آئے ہیں اس لئے مزید ضرورت نہیں۔

ہاں یہ بات ہم مکرر عرض کئے دیتے ہیں کہ احادیث زیر نظر کے الفاظ اس تاویل کے قطعاً متحمل نہیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے معاً بعد تو خلافت ہوگی مگر کچھ عرصہ بعد نبوت کا دور شروع ہوگا۔ ملاحظہ ہو آپ کے والد صاحب بھی اس امر میں ہمارے ہم نوا ہی ہیں وہ راقم ہیں:

الف: قرآن شریف سے ثابت (ہے) کہ اس امت مرحومہ میں سلسلہ خلافت دائمی کا اسی طور پر قائم ہے جو حضرت موسیٰ کی امت میں تھا صرف اس قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت تائید دین کے لئے نبی آتے تھے اور اب محدث آتے ہیں۔ (شہادۃ القرآن۔ص ۶۱ طبع دوم)

ب۔ بیعت کرنے والے کے لئے ان عقائد کا ہونا ضروری ہے کہ کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آ سکتا، مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی راہیں قیامت تک کھلی ہیں۔ وحی رسالت ختم ہوگئی مگر ولایت امامت خلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔ (مکتوب مرزا مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان نمبر ا جلد ا ص ۲۳)

ج۔ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ ولایت کے ہم قائل ہیں۔

(اشتہار مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت۔ ج ۶ ص ۲)

د۔ ہمارے رسول خاتم الانبیاء ہیں۔ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں

آ سکتا۔اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔

(شہادۃ القرآن۔ص ۲۸ طبع ۲)

پس ہمارا اور مرزا صاحب کا عقیدہ متعلق ختم نبوت متفق ہے اس کے بعد متبعین مرزا نے جو ایجاد کی وہ ان کی غرض فاسد پر مبنی ہے۔اس سے ہم متفق نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۲ ص ۶۔۷)

کیا مرزا نے فروعی اختلافات کو نظر انداز کر دیا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا امت مرزائیہ کو سچ بولنے کی توفیق بخشے۔آج تک تو ان کی جو تحریر ہم نے دیکھی ہے جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کمالات اور فضائل بیان کئے گئے ہوں وہ ضرور غلط اور پر از کذب وزور (جھوٹ) ہوتی ہے۔پیغام صلح لاہور ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء میں ایک سرخی یوں لکھی ہے:

مرزا صاحب نے فروعی اختلافات کی اہمیت کا خاتمہ کر دیا

اس کے نیچے یہ عبارت مرقوم ہے کہ:

آپ (مرزا قادیانی) کی جماعت میں شیعہ سنی اہل حدیث وغیرہ مختلف فرقوں کے افراد شریک ہوئے وہ اپنے ساتھ فروعی اختلافات بھی لائے لیکن جماعت احمدیہ کے اندر داخل ہوتے ہی ان اختلافات کی اہمیت یکسر زائل ہوگئی۔(پیغام صلح لاہور ۲۷ مئی ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس بیان کی تردید کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ پیغام صلح لاہور سے چند سوال کرنا کافی ہے:

۱۔کیا مرزا صاحب قادیانی کتاب سرّ الخلافہ جو لکھی ہے وہ شیعوں کیخلاف نہیں ہے

۲۔کیا قصیدہ اعجازہ مندرجہ کتاب اعجاز احمدی میں مرزا صاحب قادیانی نے شیعوں کو مخاطب کر کے نہیں کوسا۔

۳۔ کیا حکیم نور الدین کو مرزا صاحب قادیانی نے بذریعہ خط یہ حکم نہیں دیا کہ آپ اہل حدیث بننے کی بجائے حنفی بنیں جس کے جواب میں حکیم صاحب نے لکھا تھا

بہ مئے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوئد۔ (راقم نور الدین حنفی)

۴۔ کیا مرزا صاحب قادیانی نے اپنے مرید عبداللہ سنوری (اہل حدیث) کو نماز میں رفع یدین کرنے سے منع نہیں کیا۔

۵۔ کیا مرزا صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میں ان خشک وہابیوں سے ہمیشہ متنفر رہا ہوں۔

ایسے حوالہ جات کئی ایک ہیں جو بوقت ضرورت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کیا یہ فروعات کا ترک ہے، یا ان کی اہمیت ہے کہ ایک بہت بڑے اہل حدیث عالم کو (جس کے علم و فضل کا سب نے اعتراف کیا ہے) اس کے پسندیدہ و مختار مذہب (اہل حدیث) سے ہٹا کر اپنے مذہب (حنفی) میں آنے کا حکم دیا۔ ہم اس پر اعتراض نہیں کرتے کیونکہ ہر ایک شخص اپنے مذہب کی طرف دوسروں کو دعوت دینے کا حق رکھتا ہے۔ ہاں اس جگہ ہم پیغام صلح کے اس ادعا کی تردید کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے فروعی اختلافات کو کچھ اہمیت نہیں دی۔

مرزا غلام احمد صاحب خود حنفی تھے اور حنفی بھی تھرڈ کلاس (معمولی درجے کے) جن کا عقیدہ ان کے صاحبزادے (مرزا بشیر احمد) نے سیرۃ المہدی میں یوں لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا ہے کہ:

> مردوں کی روحیں جمعرات کو اپنے گھروں میں آتی ہیں اس لئے اس روز خیرات کرنی چاہیے۔

ایسا حنفی اگر بڑے بڑے علماء کو حنفیت کی دعوت دیتا ہے تو وہ اسی قسم کی حنفیت ہوگی، اندریں حالات کس منہ سے کہا جا سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فروعی اختلافات کو نظر انداز کر دیا۔

ایسا کہنا یقیناً جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔

علاوہ اس کے ہم پوچھتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب خلافت ثلاثہ کو خلافت راشدہ سمجھتے تھے۔ پھر اگر کوئی غالی شیعہ جو اصحاب ثلاثہ کے حق میں تبرا اور بدگوئی کرنے والا ہوتا تو کیا آپ اس کو اس بدگوئی سے منع نہ کرتے۔ اگر منع کرتے

تو فروعی اختلاف نہ مٹتا۔ اگر نہ کرتے تو آپ بدگوئی کے مؤید ٹھہرتے۔ تب تو ان کے حق میں یہ شعر صادق آتا ہے

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی جلد ۳۶ نمبر ۳۳ ۱۳۵۸ھ ص ۵)

مرزا صاحب کی کامیاب وفات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پیغام صلح لاہور کے بڑے بھائی اخبار الفضل قادیان نے بھی اسی قسم کا ایک دل خوش کن افسانہ لکھا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات کو کامیاب بتاتے ہوئے مندرجہ ذیل عبارت کو گویا زریں حروف میں لکھ کر اپنے حلقہ بگوشوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جب طویل اور کامیاب جد و جہد کے بعد اس دار فانی سے رخصت ہوئے تو خوش تھے۔ اسلام کی اشاعت کے لئے محکم بنیاد کے رکھے جانے پر مطمئن تھے۔ اسلام کا شاندار مستقبل آپ کے سامنے تھا۔ سب سے پیارے بلانے والے کی آواز پر آپ شاداں وفرحان لبیک کہہ رہے تھے۔ جس طرح ہونہار فرزند اپنے باپ کے مفوضہ کام کو سرانجام دے کر خوش وخرم اس کی جانب آتا ہے، اسی طرح خدا کا یہ مقدس عبد اپنے فرض سے سبکدوش ہو کر اپنے رب کی طرف جا رہا تھا۔

(الفضل قادیان ۳۰ مئی ۱۹۳۹ء ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ پوچھتے ہیں:

کیا انتقال کے وقت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اپنا اشتہار متعلقہ آخری فیصلہ مجریہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء یاد نہ تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ

گفت مرزا مر ثناء اللہ را
میرد اول ہر کہ ملعون خدا است

اگر یاد تھا، اور ضرور یاد تھا، تو انصاف سے کہیے کہ ایسا شخص دنیا سے کیونکر خوش وخرم جا سکتا ہے جس کے مدمقابل کی زندگی اس کے اپنے اعلان کے مطابق اس کے تمام کارناموں پر پانی پھیرتی ہو۔

یہ کہنا جی خوش کرنے کی بات ہے کہ آپ انتقال کے وقت شاداں وفرحاں خدا کی طرف گئے۔

واقعات شہادت دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کو وفات کا سخت صدمہ پہنچا ہوگا اور یہ خیال آپ کے لئے سوہان روح کا باعث ہوا ہوگا کہ میرا مدمقابل تو زندہ ہے اور میں سفر آخرت کر رہا ہوں۔ حالانکہ اس فیصلے کی دعا کے متعلق قبولیت کا اعلان خود ہی کر چکے تھے۔ بلکہ اس دعا کی قبولیت کا اعتراف ان کے صاحبزادے (محمود احمد) نے بھی کیا ہوا ہے (تشحیذ الاذہان۔ جولائی ۱۹۰۸ء)۔ اندریں حالات آپ کیونکر دنیا سے شاداں وفرحاں جا سکتے تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ مرزا صاحب قادیانی انتقال کے وقت اپنی ناکامی پر نظر کر کے یہ شعر پڑھتے ہوں گے

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ جلد ۳۶ نمبر ۳۳ ص ۵-۶)

مرزا صاحب کی اسلامی خدمات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کسی منصب کے مدعی، کسی محکمہ کے افسر، یا فوجی جرنیل کی خدمات صحیحہ وہ ہوتی ہیں جو وہ اپنے الفاظ میں خود ظاہر کرے۔ صلیبی لڑائیوں میں یورپئین افواج کا افسر رچرڈ شر دل یہ کہہ کر گھر سے نکلا تھا کہ میں بیت المقدس کو فتح کئے بغیر واپس نہ آؤنگا۔ جب وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا تو واپسی کے وقت بیت المقدس کی طرف

ڈھال رکھ کر چلتا تھا اور کہتا تھا کہ میں مارے شرم کے اس کو دیکھ نہیں سکتا۔

ایسے لوگ قابل تعریف ہوتے ہیں جو اپنی ناکامی پر شرمندہ ہوں، اور خواہ مخواہ کی لن ترانیاں نہ سنائیں ۔ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کی حالت اس کے بالکل برخلاف پاتے ہیں۔آپ اپنے مقصد میں بری طرح فیل ہوئے چنانچہ خلیفہ قادیان (مرزامحموداحمد) کو بھی اس کا اعتراف ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جو مقصد لے کر اٹھے تھے، اس کا اربواں حصہ بھی پورا نہیں ہوا۔ بایں ہمہ ہماری حیرت کی حد نہیں رہتی جب ہم مرزائی اخباروں میں یہ سرخیاں دیکھتے ہیں :

حضرت مرزا صاحب کا عظیم الشان کام

کام کیا تھا ؟ اس کا جواب مولوی محمد علی لاہوری کے الفاظ میں سنئیے ۔آپ نے پیغام صلح ۸ جون سن رواں (۱۹۳۹ء) میں مرزا صاحب قادیانی کے کاموں کی فہرست دس نمبروں میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سکھایا کہ

ا۔قرآن شریف، حدیث اور فقہ پر مقدم ہے

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: کبھی کوئی اس سے منکر ہوا ہے۔احناف نے تو اس کو ایسا اصل الاصول ٹھہرایا کہ صحیح خبر واحد کے ساتھ عموم قرآنی کی تخصیص بھی جائز نہیں سمجھتے ۔ ملاحظہ ہوں کتب اصول شاشی وغیرہ۔

مرزا صاحب قادیانی چونکہ حنفی المذہب تھے جس کا ثبوت ہم گزشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں دے چکے ہیں، اس لئے انہوں نے اگر یہی مسلک اختیار کیا تو کوئی جدت نہیں کی ۔ ہاں محدثین اور شوافع وغیرھم ایسی جرأت نہیں کرتے تھے بلکہ حتی المقدور قرآن اور حدیث میں تطبیق دینے کے کوشش کیا کرتے تھے ۔کوشش کے باوجود اگر کامیاب نہ ہوتے تو قرآن ہی کو مقدم رکھتے ملاحظہ ہوں کتب اصول حدیث (مقدمہ ابن صلاح وغیرہ)

محدثین کا یہ طرز عمل اس حدیث کے ماتحت تھا جس کے الفاظ یہ ہیں

کلامی لا ینسخ کلام الله ۔میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا۔

بہر حال یہ دونوں مسلک ابتداء اسلام سے چلے آئے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے اس اصول میں کوئی جدت نہیں کی۔ ایسا کہنا محض ناواقفی پر مبنی ہے۔

۲۔ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے ..اجرائے اجتہاد کے تو سب قائل ہیں . الخ

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ یہ اصول بھی کتب اہل سنت و اہل حدیث میں مصرح ملتا ہے، کوئی نئی بات نہیں۔ چنانچہ شامی میں لکھا ہے کہ امام ابن ہمام درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے۔

۳۔ قرآن میں ناسخ منسوخ کوئی نہیں

مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ یہ بھی کوئی نیا خیال نہیں۔ تفسیر کبیر میں ابو مسلم اصفہانی اور اس کی جماعت کے اقوال موجود ہیں۔ مگر مرزا صاحب اور ابو مسلم نے اس آیت کا جواب نہیں دیا جس میں پیغمبر اسلام کے نجوی (سرگوشی) کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا۔ اور پھر اس سے اگلی آیت میں اس حکم کو رفع بھی کر دیا ہے۔ بہر حال یہ بھی کوئی نئی بات نہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب سے پہلے سرسید احمد خان بھی اسی کے قائل تھے جنکا تتبع مرزا صاحب قادیانی نے کیا ہے۔

۴۔ تعلیم اسلام کو وسیع کیا

یعنی یہ بتایا کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا کی طرف سے مصلحین آتے رہتے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ یہ بھی کوئی بات نہیں۔ دنیائے اسلام کے علمائے متقدمین کے علاوہ علماء ہندوستان کے سربرآوردہ علماء خصوصاً حضرت مجدد سرہندی، مولانا عبید اللہ بنتی صاحب تحفۃ الہند اور مولانا محمد حسین بٹالوی رحمھم اللہ علیھم اجمعین اسی کے قائل تھے اور کیوں نہ ہوتے جب کہ قرآن میں صاف آیت موجود ہے:

و ان من امّۃ الا خلا فیھا نذیر۔ (پ۲۲ ع۔۵)

(ہر ایک گروہ میں خدا کی طرف سے کوئی سمجھانے والا گذرا ہے)۔

ہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک جدت ضرور کی ہے اور اس میں

ان کی اپنی غرض مخفی تھی، جس کے باعث ہم ان کو معذور سمجھتے ہیں۔ غرض یہ تھی کہ آپ کو ہندو قوم کے لئے کرشن بننے کا شوق تھا۔ اور اس کیلئے یہ امر ضروری تھا کہ مرزا صاحب قادیانی، کرشن جی کو منصب رسالت پر فائز بتاتے اور خود ان کا بروز بنتے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

اس جدت کے ہم بھی قائل ہیں۔ ہم بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ہندوؤں کے لئے کرشن کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ ہاں یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کی گوپیوں کی تعداد کتنی تھی کیونکہ یہ بتانا اتباع مرزا کا کام ہے۔

۵۔ کفار کا دوزخ سے نکالا جانا

اس کے ذیل میں مولوی محمد علی لاہوری لکھتے ہیں:

> مجدد وقت (مرزا قادیانی) نے اس حقیقت کو ظاہر کیا کہ مشرک اپنے شرک کی اور کافر اپنے کفر کی سزا بھگت کر سب دوزخ سے نکل جائیں گے اس کے لئے آپ نے قرآن کی تصریح ان ربك فعال لما یرید پیش کی۔

مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں مولوی محمد علی صاحب مفسر قرآن ہو کر علم تفسیر سے اتنے بے خبر کیوں ہیں۔ کتب تفاسیر معالم وغیرہ میں ابن مسعودؓ صحابی کا یہ قول ملتا ہے کہ مشرک، کافر وغیرہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ جہنم خالی ہو جائے گا مرزا صاحب قادیانی نے اس میں کیا جدت دکھائی؟

۶۔ عقل اور مذہب

اس سرخی کے ماتحت مولوی محمد علی لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے بتایا ہے:

> مذہب کے اصول کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے لیکن اس کے اصول سب عقل کے مطابق ہیں ... مگر اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کو عقل انسانی دریافت نہیں کر سکتی۔

مولانا امرتسری بتاتے ہیں کہ یہ اصول بھی علم کلام میں مصرح ملتا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس میں تنزل کر کے کہا ہے کہ خدا کی ذات اور صفات کو عقل انسانی دریافت نہیں کر سکتی۔ یہ بہت بڑی گراوٹ ہے۔ بلکہ قرآنی تصریحات

کے بھی خلاف ہے۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور مولوی محمد علی لاہوری وغیرہ نے متکلمین کی محنت سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔

۷۔ اسلام اور تلوار

اس کے ذیل میں مولوی محمد علی لاہوری لکھتے ہیں کہ:

مجدد وقت مرزا صاحب نے قرآن و حدیث کو پیش کر کے دکھایا کہ مذہب میں جبر کوئی نہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کونسا بڑا کام کیا۔ جب قرآن کریم میں صریح آیات موجود ہیں

۱۔ لا اکراہ فی الدین۔

۲۔ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین

ہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ جدت ضرور دکھائی کہ اسلام کے جس رکن اعظم کے لئے ارشاد نبی کہ الجهاد ماض الی یوم القیامة وارد ہوا تھا۔ آپ نے بحیثیت مسیح موعود اس کو منسوخ قرار دیا الی اللہ المشتکی

۸۔ ختم نبوت

اس سرخی کے نیچے مولوی محمد علی لاہوری لکھتے ہیں؛

مرزا صاحب نے مسئلہ وفات مسیح بیان کر کے ختم نبوت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا

مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ واقعی کمال کیا۔ مگر ہم یہ کہنے سے نہیں رک سکتے کہ مرزا غلام احمد صاحب اس بارے میں سر سید احمد مرحوم علی گڈھی کے پیرو تھے۔

ناظرین حیران ہوں گے اور مولوی محمد علی لاہوری کے معلومات میں بھی یہ سن کر اضافہ ہوگا کہ حضرت مسیح کی حیات اور آمد ثانی تو ختم نبوت کے منافی اور مخالف ہو مگر حضرت موسیٰ کی زندگی مخالف نہ ہو جس کے مرزا صاحب قادیانی بھی قائل ہیں۔ اتباع مرزا کو اگر یہ حوالہ یاد نہ ہو، تو دفتر اہل حدیث امرتسر سے پوچھ لیں مگر اس سے پہلے اعلیٰ درجے کے پانچ سیر لڈو بطور تحفہ پیش کریں تا کہ لدھیانہ کے انعامی مباحثہ کی طرح یہ واقعہ بھی تاریخ احمدیہ میں ہمیشہ یادگار رہے۔

۹۔ دجال اور یاجوج ماجوج کا ظہور

مولانا امرتسری لکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے دجال اور یاجوج ماجوج کا مصداق نہیں بتایا مگر ہمیں مرزا غلام احمد صاحب کی تحریروں سے معلوم ہے کہ دجال پادری لوگ اور یاجوج ماجوج انگریز اور روسی ہیں (حمامۃ البشری)۔مگر مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے اس عقدے کو حل نہیں کیا کہ جن حدیثوں میں دجال اور یاجوج ماجوج کا ذکر ملتا ہے ان میں صاف مذکور ہے کہ یہ تینوں گروہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہوں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دنیا سے چلے گئے مگر پادری لوگ برابر دندناتے پھرتے ہیں حتی کہ

مرزا صاحب قادیانی کے دارالامان قادیان میں بھی پہنچ جاتے ہیں۔

اور یاجوج ماجوج کی زندگی کا کیا ذکر ہے، انکی تو حکومت ہی کے زیر سایہ مرزا صاحب قادیانی نے پرورش پائی اور ترقی کی بلکہ اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ انگریزوں کی حکومت کو اولو الامر منکم کے ماتحت سمجھو۔ (ضرورۃ الامام)

کیا اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد کے اتباع اور یاجوج ماجوج ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ لفظ منکم سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۰۔ سلسلہ نبوت کی صداقت پر گواہی

اس سرخی کے تحت مولوی محمد علی لاہوری فرماتے ہیں کہ:

مجدد وقت (مرزا قادیانی) نے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ گو نبوت کا سلسلہ اختتام کو پہنچ گیا مگر کلام الٰہی کا سلسلہ اس امت میں جاری رہا ہے اور آئندہ بھی قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: بالکل ٹھیک ہے مگر مرزا غلام احمد قادیانی جس قسم کے خطاب الٰہی سے مشرف ہونے کے مدعی ہیں اس کی بابت صاف فرماتے ہیں کہ:

مجھ سے پہلے امت محمدیہ میں ایک شخص بھی ایسے مخاطبہ الٰہی سے مشرف نہیں ہوا۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۱)

معلوم نہیں تیرہ سو سال تک یہ رکاوٹ کیوں رہی؟

ناظرین! یہ ہیں وہ دس خصوصیات جو بقول مولوی محمد علی لاہوری، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے وہ اس مرتبہ جلیلہ تک پہنچ گئے تھے کہ خدا نے انکو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

تیرا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا ہے۔

ہم سے پوچھو، تو خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے

نہ عارض نہ زلف دوتا دیکھتے ہیں
خدا جانے وہ ان میں کیا دیکھتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ص ۵۔۶)

مرزا کا اعجاز، بذریعہ طاعون

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں

ہماری رائے سے کوئی صاحب متفق ہوں یا نہ ہوں ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ جماعت مرزائیہ مذہبی گفتگو میں کبھی خاموش نہیں ہوسکتی۔ اس میں بڑا کمال یہ ہے کہ جس بات میں مغلوب ہو، اسی کو اپنے لئے باعث غلبہ بتاتی ہے۔ خاص کر وہ واقعات جن پر کچھ لمبی مدت گذر گئی ہو ان میں تبدیلی کرنا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ آج ہم اس کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں۔

گذشتہ طاعون کے ایام میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تین پیش گوئیاں کی تھیں۔

ایک قادیان کی حفاظت کے متعلق۔

دوسری اپنے گھر کی حفاظت کے متعلق۔

تیسری عام مریدوں کی حفاظت کے متعلق۔

اخبار الفضل قادیان ۱۸ جون ۱۹۳۹ء میں ان پیش گوئیوں کو مرزا صاحب کی صداقت کا معیار بتایا گیا ہے۔ واہ رے مریدانہ عقیدت مندی۔ مشہور مقولہ:

پیرمن خس است اعتقادمن بس است

انہی لوگوں پر صادق آتا ہے۔

قادیان کی حفاظت کے متعلق جو پیش گوئی تھی اس کی تردید تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حقیقۃ الوحی میں خود ہی کر دی اور اخبار الفضل نے بھی تسلیم کر لیا کہ قادیان میں طاعون پڑی تھی۔ (الفضل ۱۸ جون ۱۹۳۹ء ص ۳ کالم ۳)۔

دوسری پیش گوئی جو اپنے گھر کی حفاظت کے متعلق تھی وہ بھی صراحۃً جھوٹی نکلی جس کو الفضل نے بہت بڑی شریف قوم کی طرح چھپا لیا جس نے دربار رسالت میں آیت رجم کو چھپا لیا تھا۔

مرزا غلام احمد صاحب نے صاف الفاظ میں بتا دیا تھا کہ چار دیواری سے مراد چونے اور اینٹوں کی دیواریں نہیں بلکہ حلقہ ارادت مراد ہے۔ (کشتی نوح)

یعنی میرے مرید جہاں کہیں بھی ہوں وہ میری چار دیواری میں ہیں، وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔

تیسری پیش گوئی جو عام مریدوں سے متعلق تھی اس کی تکذیب تو ایسی ہوئی کہ مرزا صاحب قادیانی کو اعلان کرنا پڑا کہ ہمارے مریدوں میں سے جو طاعون سے مرے گا وہ شہید ہوگا۔ چنانچہ اخبار بدر قادیان کا اڈیٹر محمد افضل طاعون ہی سے مرا۔ محمد یامین ساکن منصوری بھی طاعون سے مرا۔ اسی طرح اور جگہ امرتسر وغیرہ میں ہوا۔ جب مرزائی لوگ بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی شہادت پانے لگے تو مرزا صاحب نے اخبارات کے ذریعہ اپنے مریدوں کو ان کی جنازہ خوانی کے سلسلہ میں ہدایات جاری کیں کہ

چارپائی سے دور ہٹ کر رہا کرو۔ (فتاوی احمدیہ)

مختصر یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی یہ تینوں پیش گوئیاں حرف غلط کی طرح بالکل غلط ثابت ہوئیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ص ۴)

کیا مرزا صاحب عام علماء کی طرح تھے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں

شیخ فرید الدین عطار نے نفس انسانی کے متعلق دو شعر لکھے ہیں جو قابل شنید ہیں۔شیخ عطار فرماتے ہیں:

چوں شتر مرغ شناس ایں نفس را
نے کشد بارد نہ پرّ و بر ہوا
چوں پر گوئیش گوید اشترم
در نہی بارش بگوید طائرم

یعنی انسان کا نفس امارہ شتر مرغ کی طرح ہے۔اگر تو اس کو اڑنے کیلئے کہے تو کہتا ہے میں اونٹ ہوں۔اگر تو اس پر بوجھ لادے تو کہتا ہوں کہ میں پرندہ ہوں۔

یہ دو شعر متصوفانہ رنگ میں جس مطلب کے لئے کہے گئے ہیں اس میں موزوں ہونے کے علاوہ قادیانی تحریک پر بھی پوری طرح چسپاں ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو یہاں تک بڑھا کر دکھایا گیا ہے کہ انکے فرضی منصب کا انکار بھی کفر قرار دیا گیا (انوار خلافت) اور جب معترضین کی طرف سے مرزا صاحب قادیانی کے اخلاق فاضلہ پر اعتراض ہوتے ہیں، تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ آج کل کے علماء بھی تو ایسے ہی ہیں، ان کا کیا منہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی پر اعتراض کریں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ۹ جون ۱۹۳۹ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک مضمون بعنوان: مصلح اور ماموراخلاقی لحاظ سے بہت بلند ہوتا ہے، شائع ہوا تھا جو دراصل مولوی محمد علی لاہوری کے جواب میں تھا، جنہوں نے یہ دعوی کیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایک بہت بلند اخلاق انسان تھے۔

ان کے جواب میں ہم نے مرزا صاحب قادیانی کے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھایا تھا کہ آپ اپنے مخالفوں کو حرام زادے، یہودی خصلت اور کتے وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے تھے۔پھر بطور دفع دخل مقدر کے ہم نے خود ہی لکھ دیا تھا کہ علماء بھی بعض دفعہ

ایسے الفاظ ایک دوسرے کے حق میں لکھ دیا کرتے ہیں یہ کوئی سند نہیں ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب مسیحیت اور مہدویت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہونے کے مدعی تھے اور ان کے اتباع ان کو اخلاقی حیثیت سے بہت بلند پایہ انسان جانتے ہیں۔

اس کے جواب میں قادیانی اخبار الفضل ۱۵ جون میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل اسی کام کا نمونہ ہے جو دربار رسالت میں ایک شریف قوم نے کیا تھا۔ یعنی الفضل نے ہماری نصف عبارت تو نقل کر دی اور باقی نصف جس میں الفضل کو اصلی جواب دیا گیا تھا حذف کر دی۔ صرف اتنا فقرہ نقل کر دیا کہ:

علماء اسلام نے اگر بداخلاقی کی ہے تو اپنے فعل کے وہ ذمہ دار ہیں

اس سے اگلا فقرہ صاف ہضم کر گیا جسے ہم دوبارہ درج کرتے ہیں۔ ہم نے لکھا تھا:

نہ وہ (علماء) مہدی معہود ہیں نہ مسیح موعود، لیکن مہدویت اور مسیحیت کے مدعی کو تو جواب میں بھی بداخلاقی سے کام لینا روا نہیں۔

(اہل حدیث امرتسر ۹ جون ص ٦ کالم اول)۔

پہلے فقرے پر بنا کر کے الفضل نے اس اعتراض کو ٹالنا چاہا ہے لیکن دانا جانتے ہیں کہ یہ بھاری پتھر ہٹ نہیں سکتا۔

اس کی مثال بالکل یہ ہے کہ کھانے پینے میں بے احتیاطی اور بدپرہیزی کا الزام کسی حکیم یا ڈاکٹر پر لگایا جائے اور وہ اس کے جواب میں عوام کی بدپرہیزی کو بطور نظیر پیش کرے تو ہر عقل مند کی نظر میں اسکا جواب غلط ہوگا۔ ایسا شخص حضرت شیخ سعدی کا جواب سن رکھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بے علم کا غلطی کرنا ایسا ہے جیسے کوئی نہتا آدمی ڈاکوؤں سے لٹ جائے، اور عالم کا غلطی کرنا ایسا ہے جیسا کسی مسلح سپاہی کو راہزن لوٹ لیں۔

فرمان خداوندی هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون، مقولہ سعدی کی تصدیق کرتا ہے۔ ہمارے خیال میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تیز زبانی اور بدکلامی کے جواب میں علماء کی بدکلامی کو نظیراً پیش کرنا مرزا صاحب کی توہین کرنے کے مرادف ہے۔ اس کی مثال یہ ہوئی کہ کوتوال شہر چوری کے الزام

میں پھنس جائے اور جواب میں کہے کہ میں نے اگر چوری کی ہے تو کیا تعجب ہے، اور لوگ بھی تو کرتے ہیں۔

ناظرین اندازہ کرلیں کہ کوتوال کا یہ جواب صحیح ہوگا؟

ایسا جواب دیتے ہوئے کیا وہ یہ نہیں سمجھتا کہ شہر کے عوام میں اور مجھ میں بہت فرق ہے۔ وہ اگر ایسے بداطوار نہ ہوتے تو میں کوتوال بن کر کیوں آتا۔ بحیثیت کوتوال ہونے کے میرا فرض ہے کہ میں لوگوں کو بدکرداری سے روکوں، نہ کہ خود ہی بدکردار بن جاؤں۔

عذر گناہ بدتر از گناہ۔ الفضل نے یہ بھی کہا ہے کہ ابتدا علمائے اسلام نے کی تھی جس کے جواب میں مرزا صاحب قادیانی کو بدکلامی کرنی پڑی۔

ہمارے خیال میں یہ عذر گناہ سے بھی بدتر ہے اس کے جواب میں ہم مرزا صاحب قادیانی کا ایک سنہرا شعر پیش کرتے ہیں جو سونے اور موتی کی روشنائی سے لکھا جاکر ہر شہر اور ہر قصبہ کے چوکوں میں لٹکائے جانے کے قابل ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا پنجابی نبی کس اخلاق کا مالک تھا آپ نجم الہدیٰ میں فرماتے ہیں

ان العدی صاروا خنازیر الفلا
ازواجھم من دونھن الاکلب

یعنی ہمارے دشمن جنگلوں کے سؤر ہیں ان کی بیویاں کتیوں سے بڑھ کر ہیں

مرزائیو! مرزا صاحب قادیانی کے دشمن تو موردِ عتاب بنے ہی تھے مگر ان کی بیویوں کے کیا قصور کیا تھا ان کو تو خبر بھی نہ تھی کہ مرزا صاحب قادیانی کون تھے اور کیا کہتے تھے۔ کیا تم لوگ کسی مخالف کی بیوی کی تصنیف بحق مرزا صاحب سبّ وشتم سے بھری ہوئی دکھا سکتے ہو۔ واللہ! ایسے بااخلاق شخص کے حق میں یہ شعر بہت موزوں ہے

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ص ۴، ۵)

قادیان سے مرزا قادیانی کے ابطال کی آواز

(شهد شاهد من اهلها)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ امرأة العزیز نے امر واقعہ کو چھپانے میں بہت کوشش کی، آخر ظاہر ہو ہی گیا۔اسی طرح امت مرزائیہ مرزا صاحب قادیانی کے غلط دعوی کو صحیح ظاہر کرنے کے لئے بڑی کوشش کرتی ہے لیکن آخر مثال، حق برزبان جاری گردد، اپنا جلوہ دکھا دیتی ہے۔ چنانچہ زلیخا کے حق میں یہ الفاظ قرآنی ہیں کہ جب اس نے اپنے خانگی شاہد کا بیان سنا تو بے ساختہ اس کے منہ سے نکل گیا

الآن حصحص الحق (حقیقت حال کھل گئی واقعی میں قصوروار تھی)

آج ہم قادیانی مقدمے کے متعلق قادیان کے عینی گواہ کی شہادت پیش کرتے ہیں پھر دیکھیں گے کہ جماعت مرزائیہ خاتون زلیخا کی طرح حصحص الحق کہتی ہے یا نہیں۔

اس شہادت سے پہلے ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی سناتے ہیں مرزا صاحب بارہا کہا کرتے تھے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ مسلمانوں کو دین و دنیا کی ترقی پر پہنچا دوں۔ نہ صرف پہنچاؤں بلکہ دنیا کی تمام قوموں کو ایک مسلمان قوم بنادوں اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے اگر مجھ سے کروڑوں نشان ظاہر ہوں اور یہ کام نہ ہو تو میں جھوٹا۔ پھر کیا ہوا؟ قادیان کا خانگی گواہ الفضل اس بارے میں اپنا بیان دیتا ہے جو ناظرین کے سامنے ہم پیش کرتے ہیں:

> آج ہر سنجیدہ مسلمان انتہائی افسوس کے ساتھ یہ اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ مسلمان کہلانے والوں کی عظمت وشوکت ذلت ونکبت سے بدل گئی ان کے اقبال کا آفتاب غروب ہو گیا اور اب وہ تاریکی وظلمت میں بھٹک رہے ہیں

وہ چاہتے ہیں کہ روشنی کی شعاع ان تک پہنچے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے دروازوں کھڑکیوں اور روشن دانوں کو اپنے ہاتھ سے بند کر رکھا ہے۔ نہ وہ ان دروازوں کو کھولتے ہیں نہ شعاع امید انہیں نظر آتی ہے۔

اس بے بسی و بے کسی کی حالت میں جس طرح ہر آسودہ حال جو کسی وجہ سے حوادث روزگار کا شکار ہو جائے اپنی سابقہ دولت وثروت اور آرام و آسائش کی داستانیں سناتا رہتا ہے اسی طرح مسلمانوں کا بھی اب یہی کام رہ گیا ہے کہ وہ اپنے گزشتہ عہد زریں کو یاد کر کے آنسو بہائیں چنانچہ الامان لکھتا ہے:

یورپ کے عروج سے پیشتر کرہ ارض کی سب سے بڑی طاقت اسلام تھی یورپئین حکومتیں باب عالی کے نام سے کانپتی تھیں ہندوستان میں جب یورپئین پادری ڈاکٹر آئے تو مغلوں کی عظمت وشان کو دیکھ کر دنگ رہ گئے ۔ اس زمانہ کا ایران اور وسط ایشیاء کا تاتاری مسلمان بھی دنیا کی ایک بہت بڑی طاقت تھے اس وقت بنی نوع انسان کا احساس تھا کہ تمام کرہ ارض کی لگام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مسلمانوں کی زبان سے جب صلح وامن کا لفظ نکلتا تو روئے زمین پر راحت و آرام کے بستر بچھ جاتے مگر جب جنگ کا اعلان ہوتا تو انسانیت کا کلیجہ پھٹ جاتا پہاڑ اور جنگل بید مجنوں کی طرح کانپنے لگتے آج جن ممالک کی عالم میں دھوم مچی ہوئی ہے اس زمانہ میں کسی شخص کو ان کا نام تک معلوم نہ تھا۔ انگریز جو آج دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ قوم سمجھی جاتی ہے وہ خانہ بدوش قبائل کی طرح جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ روس اور جرمنی گمنامی کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے۔ امریکہ زندگی کی صف ہی سے خارج تھا۔ روما کی طاقت بے شک ایک بہت بڑی طاقت تھی، مگر بہادران اسلام کے سامنے اس کی حیثیت ایک پٹے ہوئے مہرے کی سی تھی ۔ ہم پہاڑوں کے سامنے آتے تو وہ راستہ خالی کر دیتے تھے ہم سمندروں کی طرف بڑھتے تو موجیں سیلاب اور طوفان پیچھے ہٹ جاتے تھے فتح و کامرانی ہمارے قدم چومتی تھی اور ہم جس ویرانہ میں

قدم رکھتے وہ سبزہ زار ہو جاتا۔ (الفضل قادیان ۲۴ جون ۱۹۳۹ء ص ۳)

ناظرین! یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ مسلمانوں کی حالت زبوں کا کیسا نقشہ ہے اور پھر اس نقشے کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تشریف آوری سے پہلے نقشے کے ساتھ ملا کر دیکھئے کہ اس سے بدتر ہے یا بہتر۔

جہاں تک ہمارا علم اور حافظہ کام دیتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے دعوی مسیحیت سے پہلے مسلمانوں کی حالت بلحاظ سیاست بلحاظ اخلاق بلحاظ مذہب اتنی بری نہ تھی جتنی کہ آج کل ہے۔ دنیا کے ہر گوشے سے آواز آتی ہے کہ

کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

احمدی دوستو! برا نہ منائیے ٹھنڈے دل سے ہمارے سوال کو سنئے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پیدا ہوئے سو سال ہو گیا، دعوی کئے ساٹھ سال گزر گئے انتقال کئے بھی تیس سال ہو گئے انکے جانشینوں کا زمانہ بھی اچھا ممتد ہوا اور وہ اپنی کارگزاری پر اس کا فخر بھی کرتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت بد سے بہتر کی بجائے بدتر کیوں ہوئی؟

یہ عذر ہرگز قابل قبول نہیں کہ مسلمانوں نے مرزا صاحب کو مانا نہیں ہے۔ مسلمانوں کا ان کو نہ ماننا بھی ان کی ناکامی کی دلیل ہے اگر وہ اپنے دعوی میں سچے ہوتے تو مسلمان بھی بلا چون و چرا ان کو مان لیتے۔

آپ لوگ جواب دینے سے پہلے خاتون زلیخا کی راستی کو سامنے رکھا کریں کہ اس بے چاری نے باوجود غلط کار ہونے کے شہادت حقہ کے سامنے اف تک نہیں کی بلکہ کھلے لفظوں میں تسلیم کر لیا کہ

میں جھوٹی میرے دعوے بھی سراسر جھوٹے
تم ہی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہے

مگر تم ہو کہ سیدھی بات کو ٹیڑھا کرتے ہو نہ صرف ٹیڑھا کرتے ہو بلکہ اسے توڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ آپ لوگ جو جواب دیں یا عذر پیش کریں اس کو مرزا صاحب قادیانی کی تحریرات کے ساتھ موافق کر لیا کریں ایسا نہ ہو کہ مدعی اور وکیل

کے بیانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے اور مدعی کو کہنا پڑے کہ

من چہ گوئم وطنبورہ من چہ گوید

سنئے مرزا صاحب قادیانی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۸۹ پر لکھتے ہیں:

مسیح موعود جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو عالم کے تمام اطراف واکناف میں اسلام پھیل جائے گا۔

بتائیے مرزا صاحب کے مسیح موعود ہو کر آنے سے دنیا میں اسلام پھیل گیا یا یہ خواب ہے جو دیکھ رہے ہو یا یہ شیخ چلی کی شادی ہے جس میں پتاشوں کی بارش ہوئی تھی اور حقیقت میں اچھا دل خوش کن خواب ہے جو الفضل نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت باوجود تھوڑی ہونے کے دنیا پر چھا گئی ہے۔ کیا اچھا شاعرانہ تخیل ہے۔ کسی شاعر نے اپنا زور بتانے کو کیا اچھا شعر لکھا ہے

نازک کلامیاں میری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

مختصر یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بایں جمال وکمال شوکت وسطوت تشریف لائے مگر مسلمانان دنیا اسی طرح بلکہ اس سے بدتر قعر مذلت میں پڑے رہے اور اس قعر مذلت میں گرے ہوئے مرزا صاحب قادیانی کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے ہیں

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسی سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی ۱۹۳۹ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ص ۵۔۶)

مناظرہ حیات مسیح دہلوی اور مرزائی غلط بیانی

جناب منشی محمد عبداللہ معمار صاحبؒ امرتسری لکھتے ہیں:

گذشتہ ماہ محرم کے ایام میں مسئلہ حیات مسیح پر شہر دہلی میں مرزائیوں اور جماعت امامیہ دہلی کے درمیان مناظرہ ہوا۔ جس میں مرزائیوں کی طرف سے بابو عمر

الدین اور مسلمانوں کی طرف سے مولوی حافظ اسماعیل صاحب مناظر تھے۔

دوران مناظرہ مرزائی نمائندہ نے اپنی کمزوری محسوس کر کے بکمال چالاکی بحث کا رخ پھیرنے کے لئے یہ من گھڑت مطالبہ پیش کر دیا کہ:

جہاں اللہ تعالی فاعل اور انسان مفعول بہ ہو اور توفی باب تفعل سے ہو تو وہاں سوائے موت اور قبض روح کے اور کوئی معنی نہیں ہوتے

اس مضمون کو مرزائیوں نے بعد مناظرہ بصورت اشتہار بھی شائع کیا جس کا جواب ایک غیور اہل حدیث نوجوان خواجہ عبدالرشید صاحب امرتسری حال وارد دہلی کی خواہش پر ہماری طرف سے لکھا گیا، جسے اس مخلص نوجوان نے دہلی میں بصورت اشتہار شائع کر دیا۔ (یہ اشتہار اہل حدیث ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء میں بھی نقل ہو چکا ہے)

ہم نے اپنے مضمون میں یہ لکھا تھا کہ لفظ توفی کے متعلق جو شرائط اور قیود مرزائیوں نے لگائے ہیں عربی کتب گرامر میں ان شرائط کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ مرزائی لوگ ہم سے اس قسم کے مطالبات کرنے سے پہلے خود اپنے پیش کردہ شرائط کا پتہ کسی معتبر کتاب لغت سے بتائیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ

در بارہ لفظ توفی اتفاق اہل لغت برہمیں قاعدہ مستمرہ است

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے لفظ توفی سے متعلقہ قیود کا حوالہ اتفاق اہل لغت پیش کیا ہے مرزائی اہل لغت کے اقوال سے اس کا ثبوت دکھائیں۔

اب چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے مخاطب اس معاملے پر لغت، صرف ونحو کی کسی معتبر کتاب کی عبارت نقل کر دیتے کہ واقعی یہ قاعدہ ہم اہل لغت کا متفقہ ہے مگر افسوس کہ بحکم

رہا ٹیڑھا مثال زلف جاناں
کبھی مرزائی کو سیدھا نہ پایا

ہمارے مخاطب مرزائی نے کجروی اختیار کی ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتا ہے:

مولوی عبداللہ معمار امرتسری نے ایک سو روپیہ کا چیلنج دیا ہے کہ احمدی جماعت اگر کتب لغت سے دکھا دے کہ یہ قاعدہ ہے کہ جب فعل توفی کا فاعل اللہ ہو اور مفعول بہ انسان ہو تو اس کے معنی سوائے موت یا قبض روح

کے اورنہیں ہوتے تو میں ایک سوروپئہ انعام دوں گا۔

(پیغام صلح لاہور ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء)

ناظرین کرام ! ہماری عبارت جسے ہم نے اوپر نقل کر دیا ہے دوبارہ ملاحظہ فرمالیں ۔اس عبارت میں ہم نے لفظ توفی سے متعلق مرزائیوں کی پیش کردہ قیود کا حوالہ تو کتب لغت سے بے شک مانگا ہے مگر ایک سوروپئہ انعام کا کوئی ذکرنہیں ۔لہذا ابوعمرالدین کا یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے۔

ہم نے ایک سوروپئہ کا انعامی چیلنج جس بارے میں دیا ہے اس کا ذکر آئندہ ہوگا۔

دوسرا جھوٹ اس بارے میں مرزائی مضمون نگار نے یہ بولا ہے کہ :

معمار صاحب کو اپنی کج بحثی پر ناز ہے اور وہ اسپر یک صدروپئہ انعام بھی مقرر کرتے ہیں اور اپنی پاکٹ بک محمدیہ میں بھی اس مطالبہ کو پیش کیا ہوا ہے

محمدیہ پاکٹ بک میں اس مطالبہ کا کوئی ذکرنہیں ہے۔ خدا جانے ان مرزائیوں کے قلب وروح پر جھوٹ کا اس قدر غلبہ کیسے ہوگیا ہے کہ بڑے میاں سے لے کر چھٹے بھیئوں تک جو بات بھی منہ سے نکالتے ہیں خلاف واقع ہوتی ہے۔صدق اللہ تعالی: انّ اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذا ب

سنئے صاحب !ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اہل لغت کے اتفاق سے جو یہ قاعدہ درج کیا ہے کہ خدا فاعل انسان مفعول بہ توفی باب تفعل سے ہوتو معنی سوائے موت وقبض روح کے اورنہیں ہوتے ۔ یہ عبارت کتب لغات عربیہ سے دکھاویں ورنہ سن لیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے (نصرۃ الحق ص ۱۰) لکھا ہوا ہے کہ

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں

رہ گیا ہمارا انعامی چیلنج ۔سو ہمارے اشتہار کے الفاظ یہ ہیں :

اس آیت (یا عیسی انی متو فیك .. ا لآ یہ) میں توفی کے معنی موت کرنا قرآن وحدیث کتب لغت اقوال مرزا صاحب وغیرہ کے صریح خلاف ہیں، ... توفی کے معنی اس جگہ موت ہو ہی نہیں سکتے ۔اگر کسی مرزائی میں جرأت ہے تو کر کے دکھائے ایک سوروپئہ کا انعام میری طرف سے اعلان ہے۔

با بوعمر الدین صاحب ! یہ ہے ہمارا چیلنج ۔اس کے مطابق اگر آپ میں جرأت ہے تو بسم اللہ ! طبع آزمائی کر دیکھیں ۔

آپ نے لکھا ہے کہ جب چاہو اور جس جگہ چاہو مولانا ثناء اللہ صاحب مولانا خدابخش صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ، اور ایک تیسرے غیر جانبدار ثالث کی موجودگی میں تقریری یا تحریری مناظرہ کرلیں۔

جس صورت میں آپ کو اپنے پیش کردہ علماء عظام پر اعتماد کلی نہیں ہے اور ایک تیسرے غیر جانبدار کو ثالث بنانے پر زور دے رہے ہو تو اس سے بہتر تو یہی ہے کہ صرف ایک ہی غیر جانب دار کو منصف بنا لیا جائے میرے خیال میں اگر ثالث غیر مسلموں سے ہو تو پھر پنڈت رام چندر صاحب دہلوی موزوں ہیں۔

لہذا اگر آپ کو منصف کی تجویز پیش کرنے محض فرار مطلوب نہیں ہے تو منظوری کے دستخط بھیجیں ۔اور آپ چاہیں تو میں احمدیہ بلڈنگ لاہور میں آ جاؤنگا۔اس کا اثبات دعویٰ آپ پر اور ابطال میرے ذمہ ہوگا۔

بالآخر میری وجدانی پیش گوئی ہے کہ آپ میرے سامنے نہیں آئیں گے یقیناً نہیں آئیں گے۔کیوں ؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی ۱۹۳۹ءمطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ص ۶۔۷)

قادیانی مسیح ۔دجال اور ڈاکٹر بشارت احمد

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں جہاں اور کمالات تھے یہ بھی ایک کمال تھا کہ وہ حدیثیں وضع کر لیتے تھے۔جس کی مثالیں ہم پہلے کئی دفعہ پیش کر چکے ہیں۔آج ایک اور واضح مثال پیش کرتے ہیں۔آپ کا بیان تھا کہ دجال سے مراد ایک شخص نہیں ہے بلکہ گمراہوں کی جماعت مراد ہے۔آپ کے الفاظ یوں ہیں:

نسائی نے ابو ہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے

یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن.. السنتھم احلی عن العسل و قلوبھم قلوب الذیاب یقول اللہ عز و جل أبی یغترّون ام علیّ یجترءون۔ الخ ۔آخری زمانہ میں ایک گروہ (دجال) نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے۔یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے۔ بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے۔ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔الخ۔ (تحفہ گولڑویہ طبع اول۔ص ۴۷ کا حاشیہ)

اس بیان میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دو کمال کئے ہیں۔ایک یہ کہ حدیثی لفظ کو کمال جرأت سے تبدیل کر دیا یعنی رجال (بالرائے) کو دجال (بالدال) بنا دیا،۔حدیث کی کل صحیح مطبوعہ کتب میں لفظ رجال (بالرائے) لکھا ہے۔ مصر کی مطبوعہ کتب میں بھی لفظ رجال (بالراء) موجود ہے ایسا ہی ہندوستان کی صحیح مطبوعہ کتب حدیث میں لکھا ہے۔

اس حدیث میں دوسرا کمال مرزا غلام احمد صاحب نے یہ کیا ہے کہ دجال جو صیغہ مفرد ہے اس کے معنی گروہ ، کے کئے ہیں۔ خدا بھلا کرے ڈاکٹر بشارت احمد کا جو کبھی کبھی سچ کہہ دیا کرتے ہیں یا بتصرف قدرت ان کے قلم سے سچ نکل جاتا ہے۔ آپ نے حال ہی میں ایک مضمون پیغام صلح ۳ جولائی میں شائع کرایا ہے اس کا ایک فقرہ قابل غور ہے آپ نے اس امر پر بحث کی ہے کہ انبیاء کرام خصوصاً آنحضرت ﷺ نے دجال سے اتنا کیوں ڈرایا ہے۔فرماتے ہیں:

دجال سے ڈرانے کی جو وجہ تھی وہ اس لفظ دجال کے اندر موجود ہے جو دجل سے مشتق ہے جس کے معنی دھوکہ کے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہونے کی وجہ سے دجال کے معنی یہ ہیں کہ وہ دھوکہ دینے میں ایسا کمال رکھتا ہو کہ بڑے بڑے اہل علم اور صاحبان بصیرت چکمہ کھا جائیں گے،

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں

دجال کو مبالغہ کا صیغہ کہنا بالکل صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ چونکہ یہ صیغہ مبالغے کا ہے اسی لئے مفرد ہے، جمع نہیں ہے۔ جیسے آیہ کریمہ انی لغفار لمن تاب میں غفار مبالغے کا صیغہ مفرد ہے جمع نہیں ہے۔ فعال کا وزن جو مبالغہ کے لئے ہوتا ہے اسکی جمع واؤ نون کے ساتھ آتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ میرے بعد دجالون کذابون ہونگے قرآن مجید سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے چنانچہ ارشاد ہے: انّ فیھا قوماً جبارین۔ اس آیت میں جبارین، جبار کی جمع ہے جو مبالغے کا صیغہ ہے۔

زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں ادنی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ دجال مبالغے کا صیغہ ہے جسکی جمع سالم دجالون (واؤ نون) کے ساتھ آتی ہے اور جمع مکسر دجالہ آتی ہے

احمدی دوستو! اب اس امر میں فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے کہ اس مضمون میں مرزا صاحب قادیانی سچے ہیں یا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب؟

نگاہ نکلی نہ دل کی چور زلف عنبریں نکلی
ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ ص ۴۔۵)

خاتم النبیین۔۱۳

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری

(یہ سلسلہ خلیفہ محمود احمد صاحب قادیانی کے جواب میں عرصہ سے شروع ہے۔ اس سے پہلے ۹ جون ۱۹۳۹ء کے پرچہ میں بارھویں قسط درج ہوئی۔ آج تیرھویں قسط درج ہے۔ مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر)

بعثت انبیاء کی غرض و غایت حقوق اللہ و حقوق العباد کا اظہار ہے ایسا کوئی نبی نہیں آیا جس نے کسی نہ کسی شرعی حکم کی تعلیم نہ دی ہو۔ مگر اب جب کہ قرآن مجید نے جملہ ضروریات شرعیہ کو پورا کردتا کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی چنانچہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم .. الآیۃ۔ خلیفہ محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

آیت اکملت لکم سے صرف تشریعی انبیاء کا اختتام ہوسکتا ہے غیر تشریعی انبیاء اب بھی آسکتے ہیں (مفہوم)

جواباً عرض ہے کہ کسی آیت یا حدیث سے اپنے دعوی کا ثبوت دیجئے

خلیفہ صاحب کا بڑا سوال یہ ہے کہ:

نبوت ختم ہے تو کیا حکومت بھی ختم ہے وہ بھی تو نعمت ہے (مفہوم)

الجواب: اس آیت میں اتمام نعمت الہی سے مراد الہی ختم نبوت ہے مرزا صاحب بھی ایسا ہی لکھتے ہیں (تحفہ ولڑویہ۔ص ۳۳ طبع دوم)

ایک اور طرح سے:

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کا ارشاد ہے کہ:

اکملت لکم دینکم میں اشارہ تھا کہ امت محمدیہ میں ملوکیت اور نبوت دونوں ظلی ہوں گی۔ میری یہ مراد نہیں کہ ہر مسلمان بادشاہ ظلی ہے بلکہ میری مراد (موعودہ حکومت سے) اسلامی بادشاہ ہے۔ اسلامی بادشاہ چار ہی ہوئے ہیں ابوبکر عمر عثمان اور علی۔ اور یہ ظلی بادشاہ تھے۔

(ریویو آف ریلی جنز اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۴)

اسی بیان کی بنا پر اگر انعمت علیکم نعمتی سے مراد حکومت و نبوت دونوں ہی لے لیں تو کوئی مشکل باقی نہیں رہتی یعنی نبوت تو آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگی اور حکومت موعودہ خلفاء اربعہ پر۔ مرزا جی کے لئے کیا رہ گیا۔ (غلامی کا طوق)

آیت اکمال دین و اتمام نعمت نے خلیفہ صاحب کو کچھ پریشان سا کر رکھا ہے وہ ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ اس آیت میں جو اسلامی حکومت موعود ہے وہ خلفاء اربعہ پر ختم ہوچکی ہے مگر دوسری طرف رقم فرما ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ کو حکومت اور نبوت سے حصہ وافر ملے گا۔ (ریویو آف ریلی جنز اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۴)

کہاں چار خلیفے اور کہاں حصہ وافر، خدا معلوم ہمارے مخاطب کو کیا ہوگیا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

نعمت کے معنی قرآن نے صرف نبوت نہیں کئے بلکہ حکومت اور نبوت ہیں۔

(ریویو آف ریلی جنز۔ اکتوبر۔ ۱۹۳۸ء ص ۴)

گویا ان دونوں میں حصر ہے بخلاف اس کے دوسرے مقام پر گویا ہیں کہ نعمت کے معنی قرآن سے اول نبوت دوم حکومت سوم تکمیل شریعت ثابت ہیں ((ریویو آف ریلی جنز اکتوبر۔ ۱۹۳۸ء ص ۵)

آگے چل کر صفحہ ۶ پر خود ہی سورہ نحل کی آیت درج فرمائی ہے و اللہ جعل لکم مما خلق ظلا لا و جعلکم من الجبا ل اکنا فاً۔ جس میں پہاڑوں اور ان کی گھاٹیوں یہاں تک کہ گرم و سرد لباسوں کو بھی یتم نعمتہ علیکم قرار دیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ خلیفہ صاحب کو اس قدر الجھنوں میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ شائد اپنی قرآن دانی کا اظہار و اعلان مطلوب تھا۔

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب آپ اجرائے نبوت کے اثبات میں اپنی دماغی قوتوں کو خرچ نہ کریں قرآن و حدیث کے علاوہ خود آپ کے والد (مرزا غلام احمد) صاحب نے قلعہ نبوت کو ایسا سنگین بنا دیا ہے کہ انسانی حربوں سے اسے گرانا ناممکن ہے مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں:

میں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور (محض سماعاً نہیں) بلکہ یقین کامل سے جانتا ہوں کہ اور اس بات پر محکم یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں محدث آئیں۔ (نشان آسمانی۔ص ۳۰)

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب حدیث انی آ خر ا لا نبیا ء و مسجدی آخر المسا جد کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں:

محدثین اور شراح حدیث نے مسجدی آ خر المسا جد کی تشریح میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مسجد کے بعد جو مسجدیں بنیں گی وہ حضور کی مسجد کے تابع اور ان کے نقش قدم پر بنیں گی اس تشریح کو مدنظر رکھ کر (حدیث کے) پہلے ٹکڑہ انی آ خر ا لا نبیا ء کے معنی صاف ہیں کہ اب جو نبی ہوگا وہ آنحضرت ﷺ کے اتباع میں ہوگا۔

(ریویو آف ریلی جنز۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۹)

منشی عبد اللہ صاحب معمار لکھتے ہیں: کیا اچھا ہوتا کہ خلیفہ صاحب ان

محدثین و شراح حدیث، کا نام و پتہ بمع حوالہ کتب بیان کرتے جنہوں نے تابع مساجد کا ذکر کیا ہے تا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ مجھے اس معاملہ میں میاں صاحب (مرزا محمود) کے صادق نہ ہونے کا یقین ہے۔ پھر اگر کسی کے قول میں یہ ذکر مل بھی جائے تو یقیناً خطا ہے خود معلم الکتاب والحکمۃ ﷺ نے دوسرے موقع پر اس کی تشریح بیان فرما دی ہے

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔

(کنز العمال) میں انبیاء کا خاتم ہوں اور میری مسجد، مساجد کی خاتم ہے۔

لیجئے جناب آپ کا آخری سہارا بھی ٹوٹ گیا۔

رہ رہا کر خلیفہ صاحب ایک اور حیثیت سے کھڑے ہوئے کہ

حدیث میں آیا ہے او تیت جوا مع الکلم جس کے معنی یہ تو ہو نہیں سکتے کہ آنحضرت ﷺ ہر قسم کے انسانی کلمات دیئے گئے۔ لازماً الکلم کے الف لام کو عہد ذہنی مان کر خاص کلمات لئے جائیں گے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین میں النبیین سے مراد یہ ہے کہ جس قسم کے نبی آنحضرت ﷺ سے پہلے آیا کرتے تھے اس قسم کے اب نہیں آئیں۔ یہ مراد نہیں کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے۔ (ریویو آف ریلی جنز اکتوبر ۱۹۳۸ء ص ۱۰)

منشی صاحب معمار لکھتے ہیں: میں چاہتا ہوں کہ تحقیقی جواب سے پہلے ایک الزامی جواب دے لوں۔ سب سے پہلے ہم جناب خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کے مذہب میں نبیوں کی کل کتنی قسمیں ہیں جن میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی داخل ہوں۔

مرزا محمود احمد قادیانی کا کہنا ہے:

میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت لانے والے ہیں دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے۔ ایک وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔ (القول الفصل۔ ص ۱۴)

معمار صاحب پوچھتے ہیں: پہلے نبی کس قسم کے تھے؟

مرزا محمود احمد کا کہنا ہے:

جب ہم انبیاء کے حالات کو دیکھتے ہیں تو وہ مختلف اقسام کے پائے جاتے ہیں بعض ایسے ہیں جو شریعت لائے بعض ایسے ہیں جو شریعت نہیں لائے

(حقیقۃ النبوت۔ص ۵۸)

معمار صاحب لکھتے ہیں: مرزا محمود احمد صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نبی دو قسم کے تھے تشریعی اور غیر تشریعی۔

اب مرزا غلام احمد صاحب کی تحریرات کو دیکھتے ہیں تو ان سے یہ مزید انکشاف ہوتا ہے کہ انبیاء گذشتہ میں ایسے ہزاروں نبی تھے جو حضرت موسیٰؑ کی اتباع سے نبی تھے چنانچہ لکھا ہے

حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔

(الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۵ کالم ۳)

معمار صاحب لکھتے ہیں: بیانات بالا سے عیاں ہے کہ نبیوں کی کل تین قسمیں ہیں اور گذشتہ نبی انہی تین اقسام پر مشتمل تھے۔

ادھر میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین نے نبوت کی تمام وہ اقسام منقطع قرار دی ہیں جو آنحضرت ﷺ سے قبل رائج تھیں۔

نتیجہ ظاہر ہے۔مرزا غلام احمد متبع نبی ہونے کے دعوی میں قطعاً کاذب تھے کیونکہ متبع نبی پہلے بھی گذرے ہیں اور آیت خاتم النبیین گذشتہ اقسام نبوت کے بند ہونے پر نص ہے۔لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مرزائیو! یہ ہے قانون قدرت کا کاذب پاش نظارہ۔

تحقیقی جواب:

مرزا محمود احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ حدیث اوتیت جوامع الکلم میں الف لام عہدی ہے خاتم النبیین کے الف لام کا بھی یہی حال ہے اس کا تحقیقی جواب یہ ہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد جیسا کہ اوپر لکھا ہے،تبلیغ احکام الٰہی ہے اس لئے ان کا فرمان اوتیت جوامع الکلم ان کے عہدہ کے حسب حال کلمات وحی نبوت

دیئے جانے کے معنوں میں لیا جائے گا۔ اس کے خلاف کوئی اور معنی لینے والا عندالمرزا ہی نہیں کل اہل دیانت کے نزدیک غلط کار ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کا الف لام بھی اپنے اصطلاحی معنوں میں استغراقی ہے اور اوتیت جوامع الکلم کا بھی استغراقی۔ آنحضرت ﷺ جس طرح جملہ انبیاء کے خاتم ہیں اسی طرح آپ جملہ کلمات نبوت کے بھی جامع ہیں فبطل ما کانوا یافکون۔ باقی دارد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ ص ۵۔۶)

طاعون کا دفعیہ، مرزا کا نشان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۵ جولائی ۱۹۳۹ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں پنجاب سے طاعون دفع ہونے پر بہت مسرت کا اظہار کیا ہے۔ ہم بھی اس مسرت میں اس کے شریک ہیں۔ گو وجہ مسرت الگ الگ ہے۔ چونکہ ہم نے کہا ہے کہ ہم الفضل کی مسرت میں شریک ہیں اس لئے اس کی اصل عبارت پیش کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

حکومت پنجاب کے محکمہ ہیلتھ ایڈمنسٹریشن کی حال میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جو ۳۸۔۱۹۳۷ء کے کوائف پر مشتمل ہے۔ اس میں دیگر امور کے علاوہ طاعون کا بھی ذکر ہے اور لکھا ہے:

۱۸۹۸ء کے بعد یہ پہلا سال ہے جس میں طاعون کا پنجاب میں کوئی کیس نہیں ہوا۔ یہ الفاظ جہاں پنجاب کے رہنے والوں کے لئے مسرت و انبساط کا موجب ہیں وہاں ان سے حقیقت بھی ظاہر ہے کہ ۱۸۹۸ء سے ۱۹۳۸ء تک طاعون اپنی لرزہ خیز تباہ کاریوں سے بنی نوع انسان کے ایک کثیر حصہ کو لقمہ اجل بنا چکی ہے اور کوئی سال ایسا نہیں گذرا جس میں اس موذی مرض کا مہلک حملہ نہ ہوا ہو۔ صرف ۳۷۔۱۹۳۸ء کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں طاعون کا کوئی کیس نہیں ہوا۔

گو یا چالیس سال کے بعد طاعون سے مخلصی کا صرف ایک سال میسر آیا مگر اور وباؤں نے ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑا۔ چالیس سال کوئی معمولی عرصہ نہیں اتنے لمبے اور طویل عرصہ تک لوگوں کا ایک مہلک عذاب میں مبتلا رہنا باطبع دل میں یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ غلاظت سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ کلیہ بڑی حد تک درست بھی ہے مگر کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ طاعون کی وجہ محض عدم صفائی تھی اگر عدم صفائی ہی اس کی اصل وجہ ہوتی تو چاہیے تھا صرف وہی لوگ اس کا شکار ہوتے جو غلیظ اور گندے رہتے، مگر واقعات سے ثابت ہے کہ بڑے بڑے صفائی پسند اور محتاط بھی اس کی نذر ہو گئے۔

پس اس مرض کی یہ تشخیص صحیح نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالی نے دنیا کی اصلاح کیلئے اپنا مامور بھیجا۔ اسے قبول کرنے کی بجائے اس کی سخت مخالفت شروع کر دی گئی۔ تب خدا نے عذاب کے رنگ میں طاعون کو مسلط کیا۔ جس کی خبر پہلے ہی اس مامور کو دے دی گئی تھی۔ چنانچہ ابھی طاعون کا پنجاب میں کہیں نام ونشان نہ تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں لکھا کہ:

میں نے کشفی حالت میں دیکھا ہے خدا تعالی کے ملائکہ پنجاب کے مختلف حصوں میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ یہ کیسے پودے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ طاعون کے پودے ہیں جو عنقریب ملک میں پھوٹنے والی ہے۔

اس کشف پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ طاعونی اجرام نمودار ہوئے اور اس دابۃ الارض نے لوگوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ ہر طرف تباہی اور ہلاکت شروع ہوگئی۔ جو ایک سال نہیں، دو سال نہیں، متواتر چالیس سال جاری رہی۔ جس سے ہزاروں گھر ویران ہو گئے، ہزاروں آبادیاں اجڑ گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس عرصہ میں ہزاروں انسانوں نے خدا تعالی کے مامور حضرت مسیح موعود (مرزا) کو قبول کیا جن میں سے بہت سے ایسے

ہیں جنکے قلوب میں طاعون کے خوفناک سیلاب اور اس کے تباہی خیز طوفان نے خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کیا اور وہ حق کے قبول کرنے پر آمادہ ہوئے۔
اب جب کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور ذرہ نوازی سے اس عذاب سے اہل پنجاب کو مخلصی بخشی ہے اور اس کے خوف خطر کو دور کر دیا ہے شکر گزار قلوب کا فرض ہے کہ اس فضل اور رحم کے شکرانہ میں اس کے آستانہ پر جھکیں اور اس کے مخلص بندے بننے کی پوری کوشش کریں۔

(الفضل قادیان ۲۵ جولائی ۱۹۳۹ء ص ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

الفضل کی وجہ مسرت تو ناظرین دیکھ چکے، اب ہماری وجہ مسرت بھی ملاحظہ کیجئے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے طاعون کا دفعیہ اپنے اوپر ایمان لانے کو موقوف بتایا تھا۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول (مرزا قادیانی) کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہ ہوگی۔ (دافع البلاء۔ص ۵)

قادیانی ممبرو! کیا یہ شرط پائی گئی؟ ہم اسکے متعلق کیا سوال کریں۔ اہل منطق کہا کرتے ہیں کہ بدیہی کسی علم کا مسئلہ نہیں ہوتا مگر وہ بدیہی جس پر اہل جدل خواہ مخواہ ظلمت کا پردہ ڈال دیں اس کے متعلق تنبیہ کی جائے تو جائز ہے۔

اسی لئے ہم باجازت اہل منطق آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا قادیان کے سکھوں، آریوں، احراریوں اور دوسرے مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مان لیا ہے؟

پھر قادیان کی تحصیل بٹالہ ہے۔ کیا وہاں کے لوگوں نے آپ کو مان لیا؟

پھر قادیان کا ضلع گورداسپور ہے۔ کیا وہاں کے لوگ مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لے آئے۔

گورداسپور کے بعد امرتسر قریب ہے۔ یہاں دفتر اہل حدیث کے سٹاف کو چھوڑ دیجئے جو ازلی مومن ہے، کیا امرتسر کے باقی باشندوں نے مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی کو مان لیا ہے؟

اہل لاہور جن میں آریہ سماجی اور شیعہ بکثرت ہیں، وہ تو ضرور ہی مرزا صاحب قادیانی کے مومن ہو گئے ہوں گے۔

آہ! کیسی دل خوش کن بھول بھلیاں ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کی مخالفت کا بازار اسی طرح بلکہ پہلے سے زیادہ گرم ہے اور طاعون جو اس جرم کی سزا کے طور پر مرزا صاحب کے منکروں پر نازل ہوا تھا، وہ خود بخود رفع ہو گیا۔

اہل حدیث کی مسرت کی وجہ یہ ہے کہ اس کا سٹاف، اس کا خاندان، اس کا حلقہ احباب، اس کا دائرہ جماعت طاعون سے محفوظ رہا ہے۔ ان کو محفوظ حالت میں چھوڑ کر طاعون، خدا حافظ، کہتا ہوا چلا گیا جس سے یہ نتیجہ نکلا

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری ان کی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۴۔ اگست ۱۹۳۹ء ص ۴۔۵)

علمائے اسلام سے مرزائیوں کے سوال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قاعدے کی بات ہے کہ ہر ایک فرقہ دوسرے پر وہی سوال بصورت اعتراض پیش کرتا ہے جو خود اس پر وارد نہ ہو۔ لیکن جو اعتراض اس پر بھی وارد ہو، یعنی ایسا سوال جس کا مخاطب وہ خود بھی و دوسروں پر پیش کر کے جواب طلب کرے، تو سمجھا جائے گا کہ اسے خود جواب نہیں آتا، بلکہ وہ چالاکی سے سیکھنا چاہتا ہے۔

آج اسی قسم کے چند سوال اخبار فاروق قادیان سے ہم بطور نمونہ دکھاتے ہیں جو اس کے کسی ناظر نے بغرض جواب اڈیٹر فاروق کے پاس بھیجے ہیں۔ اس نے چالاکی سے ان کو ایسی سرخی کے ماتحت شائع کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوالات اس پر وارد نہیں ہیں بلکہ دیگر فرقوں کے علماء پر وارد ہوتے ہیں چنانچہ عنوان یوں لکھا ہے:

غیر احمدی علماء سے سولہ سوال

نوٹ: اس صحبت میں تو ہم ان سوالوں کے متعلق مرزائی اخبار (فاروق) کی چالاکی کا اظہار کرتے ہیں اس کا جواب آنے کے بعد ہم اصل سوالوں کا جواب دیں گے انشاء اللہ۔ چند سوالوں کا نمونہ درج ذیل ہے:

سوال نمبر ۱۔ مسیح کی پیدائش کا ذکر قرآن شریف میں بطور بشارت کے موجود ہے اور یہ بشارت اس فرشتے کے ذریعہ مریم کے پاس بھیجی گئی جس کے ذریعے تمام انبیاء کے پاس خدا کا پیغام وحی پہنچا کرتا ہے (یعنی جبریلؑ نے آکر بشارت دی اور مریم حاملہ ہوئیں دیکھو سورہ مریم۔) اس کے مقابل محمدﷺ کی پیدائش کا ذکر نہ بطور بشارت ہے نہ خرق عادت آپ کی پیدائش دیکھو قرآن از اول تا آخر روایات ضعیفہ قابل اعتبار نہیں۔ پس مسیح افضل ہے محمدﷺ۔

(اخبار فاروق قادیان ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء)

مولانا امرتسریؒ فرماتے ہیں: بتائیے یہ سوال آپ پر وارد نہیں ہوتا۔ اس میں کون سا جملہ ہے جو اسے غیر احمدی علماء سے مخصوص ٹھہراتا ہے۔

سوال نمبر ۲۔ مسیح کی والدہ ماجدہ مریم کی فضیلت علی نساء العالمین قرآن نے بیان کی ہے اور اس کو صدیقہ کا لقب جو انبیاء کو قرآن شریف نے دیا ہے، عطا کیا۔ دیکھو آل عمران رکوع ۵ و مائدہ رکوع ۱۰۔

برخلاف اس کے محمدﷺ کی والدہ کا نام تک قرآن شریف نے نہیں لیا فضیلت علی نساء العالمین و لقب صدیقہ تو درکنا۔ بعض مسلمان تو ان کے ایمان دار ہونے کے بھی قائل نہیں۔ اس لحاظ سے بھی ابن مریم افضل ہے ابن آمنہ سے۔ (حوالہ مذکور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس کا جواب بھی خود کیوں نہیں دیتے۔ اس میں غیر احمدی علماء کی کیا خصوصیت ہے۔

سوال نمبر ۳۔ بوقت پیدائش مسیح خارق عادت امور واقعہ ہونا مثلاً نخل ثمر دار، اجرائے چشمہ، نزول ملائکہ برائے تسکین وغیرہ (دیکھو سورہ مریم رکوع ۴)

بمقابل اس کے محمد ﷺ کی پیدائش کے وقت کوئی خارق عادت امر ظاہر نہیں ہوا۔ اور یہ جو مولود خوان پڑھا کرتے ہیں قابل تسلیم نہیں کیونکہ وہ بر بنا روایات موضوعہ ضعیفہ بیان کرتے ہیں جو بروئے قواعد محدثین روایتاً ودرایتاً قابل پذیرائی نہیں۔ لہذا اس سے بھی مولود (ابن مریم) کی فضیلت مولود (ابن آمنہ) پر ثابت ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: غیر احمدی علماء کی کیا خصوصیت ہے کہ خاص ان سے یہ سوال کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۴۔ مسیح کا تکلم فی المہد وایتاء کتاب ونبوت بزبان شیرخوارگی دلیل ہے اس کی فضیلت برجمیع انبیاء پر دیکھو سورہ مریم رکوع ۲
برخلاف اس کے آنحضرت ﷺ کو نبوت وکتاب کے ایسے زمانے میں ملنے کا دعوی ہے جو بلوغ نہیں بلکہ پیرانہ سالی کے قریب قریب ہے جب کہ انسان خوب تجربہ کار ہو چکتا ہے اور ایتاء کتاب ونبوت اور تکلم فی المہد بعالم طفلی تو مسیح کے لئے ہی خاص ہے اس لئے بھی مسیح افضل ہے محمد ﷺ سے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: اس سوال کو بھی غیر احمدی علماء سے کیا خصوصیت ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ پر سوال ہے جن کو آپ بھی مانتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۔ مسیح کا تکلم فی الکھولت یعنی آسمان سے نازل ہو کر بہ سن کہولت کلام کرنا اور بالنبوت نازل ہونا، کیونکہ کہولت کا ایکساں تکلم بیان ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ کہولت میں بھی تکلم فی النبوت ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کے لئے نہ تکلم فی المہد کا ذکر ہے نہ تکلم فی الکھولت کی بشارت۔ اس لئے بھی مسیح افضل ہے محمد ﷺ۔

(فاروق قادیان ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: یہ اعتراض بھی قرآنی الفاظ پر ہے۔ پھر کیوں خاص غیر احمدی علماء کو مخاطب کیا گیا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ پہلے غیر احمدی علمائے اسلام کے ساتھ ان سوالوں کی تخصیص بتایئے یا اعتراف کیجئے کہ ہم نے غیر احمدی علماء سے اس لئے پوچھا ہے کہ ہمیں جواب

نہیں آتا۔ جو صورت بھی ہو اس کو صاف الفاظ میں بیان کیجئے تاکہ ہم اس کے مطابق جواب دیں۔ ورنہ سمجھیں گے کہ جس طرح قادیانی مسیح موعود علم منطق نہیں جانتے تھے اسی لئے وہ منطقی مسائل حکیم نورالدین صاحب سے پوچھا کرتے تھے (ملاحظہ ہو خطوط امام) اسی طرح قادیانی اخبارات بھی علمائے اسلام سے جواب سیکھنا چاہتے ہیں دگر ہیچ

نوٹ: جوابات بتانے میں ہمیں بخل نہیں لیکن ہم مسائل کی حیثیت کو ممتاز کرنا چاہتے ہیں اور بس۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۴۔ اگست ۱۹۳۹ء ص ۶)

قادیان کی عظمت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی جماعت بھی عجیب دل و دماغ کی مخلوق ہے۔ اپنے حلقہ کو قابو رکھنا ان کو ایسا آتا ہے کہ یورپ کے مسولینی کو بھی مات کر دیتے ہیں۔ ایک دفعہ اخبار الفضل قادیان نے اپنے خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کی کرامت یوں لکھی تھی کہ کشمیر کی سیر کو گئے تو ریل سے اترتے ہی سواری مل گئی۔

اب اس سے زیادہ معجزہ لکھا ہے:

قادیان کی عظمت روز افزوں ہے۔ خدا کے فضل اور رحم سے اس میں ریل گاڑی بھی آ گئی۔ (الفضل قادیان ۲۶ جولائی ۱۹۳۹ء ص ۴)

کیا اچھا فضل ہوا کہ بقول اعلیٰ حضرت مسیح قادیان (مرزا)، دجال کا گدھا مدینۃ المسیح میں جا پہنچا۔ ہمارا خیال تھا کہ قادیانی جماعت مقدور بھر اس دجالی گدھے کو روکنے کی کوشش کرے گی مگر تقدیر غالب ہے، آخر وہ کم بخت قادیان میں پہنچ ہی گیا۔ نہ صرف پہنچ ہی گیا، بلکہ ہزاروں حواریان مسیح کو مع خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کے، اپنے سینہ پر سوار کر کے پہنچاتا ہے۔ جس پر اہل مذاق کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے

یہ کیسا خر دجال ہے کہ امت مسیح
بصد منت بصد خواہش کرایہ دے کے چڑھتی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اگست ۱۹۳۹ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ ص ۶)

قادیان پاک لوگوں کا مقام ہے

اخبار الفضل قادیان بڑے فخر سے لکھتا ہے :

قادیان جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہدایت اور نور کا سرچشمہ بنایا ہے اور اسے اپنے رسول کا تخت گاہ قرار دیا ہے، اس میں بھی ناقص الایمان رہ نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی فرماتے ہیں :

جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھہر سکتا، ایسے ہی اس مقام میں جو تجلیات و انوار الٰہی کا مرکز ہے، کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت تک نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی لئے فرمایا قرآن مجید میں لا یجاورو نك فیھا الا قلیلا" (بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)۔ (الفضل قادیان۔ ۲۳ جولائی ۱۹۳۹ء ص ۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں :

یہ اعلان پڑھ کر ہماری توجہ اس طرف گئی کہ قادیان میں سکھ لوگ بڑی تعداد میں ہیں۔ آریہ بھی ہیں، ہندو بھی ہیں۔ ہاں ہاں! احرار بھی جھنڈا گاڑے بیٹھے ہیں۔ سب سے بڑھ کر مصری پاشا اور ان کے ہمراہی بھی دندناتے ہیں۔ پھر کیا یہ سارے لوگ کامل الایمان، مہبط انوار و برکات ہیں۔ دیکھیں الفضل کیا جواب دیتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اگست ۱۹۳۹ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ ص ۶)

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔ و الحمد لله رب العالمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بہاء الدین